اضافہ شدہ: تیسرا ایڈیشن

جماعتِ احمدیہ

مذہبی، سماجی اور سیاسی جہات

(برطانیہ اور پاکستان کے تناظر میں)



ڈاکٹر طٰہٰ قریشی MBE

ممبر برٹش ایمپائر یو کے

شیخ زاید اسلامک سنٹر

یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور پاکستان

احمدیوں سے متعلق مباحثے اور تحقیق میں زیرِ نظر تصنیف اپنا جُداگانہ اور نمایاں مقام رکھتی ہے۔ اس سے قبل احمدیت کا موضوع گویا شجرِ ممنوعہ کی حیثیت رکھتا تھا جس میں جذبات کی تہہ داری شامل تھی لیکن قارئین اس تصنیف کو مختلف پائیں گے جیسے کہ میرا بھی تجربہ رہا۔

اس کتاب میں جناب طٰہٰ قریشی نے تحقیق اور شواہد کے ساتھ ساتھ احمدیت کا نقطۂ آغاز اور اس کی تاریخ بھی بہت غیر جذباتی انداز میں شامل کر دی ہے۔ جناب قریشی صاحب نے تفصیل سے یہ بات بتائی ہے کہ حکومتِ پاکستان نے کس قدر طویل قانون سازی کے بعد اس طبقہ کو غیر مسلم قرار دِلوانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ 1974ء کے تاریخی واقعے کے بعد یہ قانون سازی عمل میں لائی گئی۔ جناب قریشی اس کتاب میں مرحلہ وار ہمیں احمدیوں کے عقائد، اُن کی اندرونِ مُلک اور بیرونِ وطن سرگرمیوں کے بارے میں آگاہ کرتے ہیں۔ وہ ہمیں یہ بھی بتاتے ہیں کہ برطانیہ عُظمیٰ کو دُنیا بھر کے ایک اعشاریہ آٹھ بلین مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کا ہرگز حق نہیں دیا جاسکتا، کہ وہ ایک اقلیت (قادیانیوں) کی خوشنودی کے لیے اربوں مسلمانوں کے جذبات سے کھیلے اور انھیں جذباتی طور پر آزار پہنچائے۔ اس کتاب میں جناب طٰہٰ قریشی صاحب نے مختلف سیاستدانوں، علماء، مفتیانِ کرام، صحافی طبقے، برطانوی ممبرانِ پارلیمان، سابق احمدیوں، منحرف احمدیوں کے مصاحبے اور گفتگوئیں بھی شامل کی ہیں۔ نیز انھوں نے دیگر مذاہب کے پیروکاروں کی آراء بھی شامل کی ہیں، مختلف مذاہب کا تقابل بھی کیا ہے اور پھر احمدی جماعت کی سرگرمیوں کا جائزہ لے کر اس جماعت کا مقام و منصب متعین کیا ہے۔ اس تحقیقی کتاب کے ذریعے فاضل مصنف نے مختلف طبقات کے درمیان فاصلے ختم کرنے کی اور غلط فہمیاں دور کرنے کی اور احمدیوں کی پاکستان دُشمن سرگرمیوں کی بہت جامع اور مبسُوط تصویر پیش کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ احمدیت پر اگر کوئی شخص بہترین کتاب پڑھنا چاہے تو اُسے یہ کتاب ضرور مطالعے میں لانی چاہیے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد حماد لکھوی

ڈین فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز

یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور پاکستان

ISBN 978-969-933-6

07383

Toaha Qureshi FOUNDATION

METRON COLLEGE United Kingdom

FIRD FORUM FOR INTERNATIONAL RELATIONS DEVELOPMENT PERSPECTIVES FOR TOMORROW

AL-KITAB


بسم الله الرحمن الرحيم


اللهم
صل على محمد وعلى آل محمد
كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم
انك حميد مجيد
اللهم
بارك على محمد وعلى آل محمد
كما باركت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم
انك حميد مجيد

جماعتِ احمدیہ

مذہبی، سماجی اور سیاسی جہات

(برطانیہ اور پاکستان کے تناظر میں)

ڈاکٹر طٰہٰ قریشی MBE

ممبر برٹش ایمپائر یو کے

شیخ زاید اسلامک سنٹر

یونیورسٹی آف دی پنجاب لاہور۔ (پاکستان)

جماعتِ احمدیہ

مذہبی، سماجی اور سیاسی جہات

(برطانیہ اور پاکستان کے تناظر میں)

از

ڈاکٹر طٰہٰ قریشی MBE (ممبر برٹش ایمپائر یو کے)

اشاعت اول:	اگست 2023ء
اشاعت ثانی:	ستمبر 2023ء
اشاعت ثالث:	مئی 2025ء
تعداد	1000 کاپی
کمپوزنگ	ابو میسون اللہ بخش
طباعت	الکتاب گرافکس ملتان
قیمت	2000 روپے

جملہ حقوق بحق مصنف، طٰہٰ قریشی فاؤنڈیشن لندن یو کے

0300-4481094 - +447939021060
Email: toahaqureshi@hotmail.com

Toaha Qureshi
FOUNDATION





مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ
رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب
نبیوں میں آخری نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ (سورۂ احزاب: آیت 40)



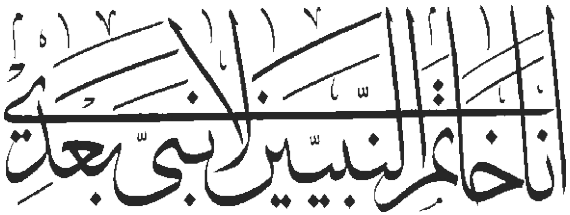

میں آخری نبی ہوں (اور) میرے بعد کوئی نبی نہیں

بَلَغَ العُلیٰ بکمالہٖ
خصال خاتمیت سے وہی سب سے حسیں بڑھ کر

کشفَ الدّجیٰ بجمَالہٖ
ذات خاتمیت پر درود اور آل اطہر پر

حَسنت جمیعَ خِصالہٖ
کمال خاتمیت سے گئے عرش معلیٰ پر

صَلّوا علیہ وآلہٖ
جمال خاتمیت سے اجالے ہو گئے یکسر

شیخ سعدیؒ


تُو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عُذر ہائے من پذیر
ور حسابم را تو بینی ناگزیر
از نگاہِ مُصطفےٰ ﷺ پنہاں بگیر
اقبالؔ

اے مولائے کریم! تو دونوں جہانوں سے بے پروا اور غنی ہے اور میں ایک لاچار اور عاجز انسان ہوں میری عاجزانہ درخواست ہے کہ روزِ قیامت میرے گناہوں کا عذر سننا، انھیں پذیرائی بخشنا اور اپنے عفو و کرم اور رحم سے نوازنا۔

اے میرے رب العزت! اگر تُو فیصلہ کرے کہ روزِ قیامت میرا حساب کتاب لینا ناگزیر اور ضروری ہے اور ٹل نہیں سکتا، تو اے مالک! میری صرف ایک عاجزانہ درخواست قبول فرمانا، کہ میرا حساب کتاب میرے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے نہ لینا، اُن کی پاکیزہ نگاہوں سے اوجھل میرا محاسبہ کرنا، کہ میں پر تقصیر اُمتی اُن کا سامنا نہ کر سکوں گا۔

Disclaimer

مصنف دوسرے مذاہب اور ان کے رہنماؤں کے لیے احترام کا جذبہ رکھتے ہیں۔ یہ کتاب احمدیوں کے قادیانی یا لاہوری یا کسی دوسرے گروپ پر حملہ نہیں ہے اور نہ اس کا مقصد مرزا غلام احمد قادیانی کی توہین کرنا یا ان کے عقائد یا پیروکاروں کا مذاق اڑانا ہے۔

''جماعتِ احمدیہ۔ مذہبی، سماجی اور سیاسی جہات (برطانیہ اور پاکستان کے تناظر میں)''
مصنف کی انگریزی میں لکھی گئی کتاب

AHMADISM: A RELIGIO-SOCIO-POLITICAL PERSPECTIVE
IN THE UK- PAKISTAN CONTEXT

کو اُردو زبان میں ترجمہ کر کے ضروری اضافہ جات اور ترمیمات کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔

یہ کتاب مرزا غلام احمد قادیانی کے عیسائیت اور اسلام کے متعلق توہین آمیز عقائد و نظریات کا از سرِ نو تاریخی اعتبار سے جائزہ لینے کے لیے لکھی گئی ہے۔ قادیانیت کا عیسائیت اور اسلام کے ساتھ تعمیری مکالمے کا خیر مقدم کرنا چاہیے اور عقائد کے درمیان اختلافات کو توہین آمیز رویوں کے بجائے باہمی احترام کے ساتھ تسلیم کیا جانا چاہیے اور سب سے بڑھ کر ہر فرد کو چاہیے کہ وہ ملکی آئین اور قانون کی بالادستی کو تسلیم کرتے ہوئے امن و امان کی فضا کو قائم رکھنے کے لیے ممد و معاون ثابت ہوں کیونکہ امن اور افہام و تفہیم جنگ اور تشدد سے بہتر ہے۔

اس کتاب کی تصنیف میں حوالہ جات اور ترجمے کی صحت کا مناسب خیال رکھا گیا ہے۔ حوالہ جات کے لیے احمدیوں کے قادیانی اور لاہوری گروپوں کے اصلی لٹریچر کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔

جماعت احمدیہ کی پرانی کتب کاتب کے ہاتھ سے لکھی گئی تھیں جبکہ دورِ جدید میں نئی کتب کمپیوٹر پر کمپوز کر کے شائع کی جا رہی ہیں اس بناء پر پرانی کتب اور نئی کتب کے صفحات نمبر میں کچھ فرق ہو سکتا ہے۔ کسی بھی غلطی کی نشان دہی ہونے پر اُس کی فوراً درستی کرا دی جائے گی۔

ادارہ

عقیدہ ختم نبوت علامہ اقبال کی نظر میں

ڈاکٹر سر محمد اقبال:

علامہ محمد اقبال، شاعر مشرق اور مصور پاکستان ہونے کے ساتھ ساتھ مشہور فلسفی تھی تھے، وہ کئی علمی و ادبی کتب کے خالق تھے۔ احمدیت کے باب میں فرماتے ہیں:

''میری رائے میں، قادیانیوں کے پاس اس کے سوا اور کوئی راہ انتخاب نہیں کہ یا تو وہ بہائیوں کی تقلید کریں (اور اپنے آپ کو ایک الگ مذہب کے پیروکار قرار دے ڈالیں) یا پھر نبی اکرمؐ کی ذات کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان لانے کا اعلان کریں۔ اس کی اصل کے ساتھ عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق اپنا نقطۂ نظر واضح طریقے سے پیش کریں، اپنی خود ساختہ توجیہات کو مسترد کر دیں۔ انھوں نے جانتے بوجھتے ہوئے اس عقیدے میں اختراعات کر ڈالی ہیں تا کہ انھیں مسلمان سمجھا جائے اور وہ اپنے سیاسی مقاصد کا حصول کر سکیں''۔

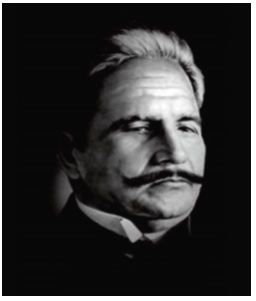

Dr Sir Muhammad Iqbal

Dr Sir Muhammad Iqbal, one of the founding fathers of Pakistan, a great philosopher, author of many books and a poet says, *"In my opinion, the Ahmadis have no choice but to adopt one of the two alternatives either they should follow the Baha'is (and declare themselves as the followers of a separate religion) or they should submit to belief in the finality of Prophethood in its true and original form and give up their interpretations of this belief. Their new interpretations of this belief have been purposely contrived so that they may be considered Muslims and thus gain their political objectives"* (Purohit, 2015).

اظہارِ تشکر

میں ذاتی طور پر اُن تمام ماہرین تعلیم، اسکالرز، محققین، دوستوں اور احباب کا شکر گزار ہوں جنھوں نے حوالہ جات کی دستیابی کے لئے میری مدد کی۔

خصوصی طور پر شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا جنھوں نے مجھے اس موضوع پر انگریزی زبان میں ایک کتاب لکھنے کے لیے 2018 میں حکم دیا تھا، جو بحمد اللہ 2022 میں

AHMADISM: A RELIGIO-SOCIO-POLITICAL PERSPECTIVE
IN THE UK-PAKISTAN CONTEXT

کے نام سے شیخ زید اسلامک سنٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور سے شائع ہوئی۔

ملک کے متعدد محققین اور اساتذہ کے اِصرار پر اب زیرِ نظر کتاب ''جماعتِ احمدیہ۔ مذہبی، سماجی اور سیاسی جہات (برطانیہ اور پاکستان کے تناظر میں)'' ضروری اضافہ جات اور ترمیمات کے ساتھ اُردو میں شائع کی جارہی ہے۔

اس مقدس کام کی تکمیل حضرت شیخ الاسلام کی خصوصی توجہ اور دعاؤں کا نتیجہ ہے، اور اُن کا میں جس قدر بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب (صدارتی ایوارڈ یافتہ ستارۂ امتیاز) نے ہمیشہ قدم قدم پر میری راہنمائی فرمائی اور تعاون کیا، میں ذاتی طور پر حضرت قاری صاحب کا ممنون ہوں۔

پنجاب یونیورسٹی کی فیکلٹی آف اسلامک سٹڈیز کے ڈین پروفیسر ڈاکٹر محمد حماد لکھوی، شیخ زید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی کے ڈائریکٹر پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جن کے خلوص اور خصوصی توجہ سے یہ کتاب اشاعت پذیر ہوسکی۔

مزید برآں میں پروفیسر ڈاکٹر محمد اعجاز صاحب، پروفیسر ڈاکٹر اشتیاق احمد گوندل صاحب اور ڈاکٹر مبشر حسین صاحب کا بھی احسان مند ہوں کہ انھوں نے انگریزی اور اردو کی ان اہم کتب کو یونیورسٹی

آف دی پنجاب سے شائع کروانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔سب سے بڑھ کر میں جناب محترمی ومکرمی ڈاکٹر فرید احمد پراچہ صاحب کا ممنون ہوں کہ اُن کی تحریک سے اس انتہائی اہم موضوع پر کتابوں کی اشاعت ممکن ہوسکی۔

محترمہ طیبہ تحسین صاحبہ، جناب محمد متین خالد صاحب، علامہ عبدالستار عاصم صاحب اور برادرم جناب ابومیسون اللہ بخش کا بھی تہ دل سے شکرگزار ہوں جنھوں نے مسودے کی ترتیب، تہذیب اور حوالہ جات کی تخریج میں میری مدد کی۔

طٰہٰ قریشی (MBE) ممبر برٹش ایمپائر یو کے
چیئرمین، فورم فار انٹرنیشنل ریلیشنز ڈویلپمنٹ

انتساب

❁ عظیم مرحومہ ماں کے نام

جنھوں نے چراغ کی روشنی تلے میری تربیت کا انتظام کیا

❁ بے باک والد مرحوم کے نام

جن کے فوجی ڈسپلن نے مجھے ہر سرد و گرم سہنے کے قابل بنایا

❁ میرے بیوی بچوں کے نام

جن کی مسلسل کاوش اور ایثار نے اس ناممکن کو ممکن کر دکھایا

❁ میرے ہیڈ ماسٹر محترم محمد حسین وڑائچ کے نام

جنھوں نے اپنے علم و دانش سے مجھے خوابوں کو حقیقت میں ڈھالنے کا رنگ سکھایا

اور

سب سے بڑھ کر شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نام

جنھوں نے قدم قدم پر میری روحانی رہنمائی فرمائی



وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ



ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو، خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے
دشت میں، دامن کہسار میں، میدان میں ہے
بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے
چین کے شہر، مراکش کے بیابان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شان رفعنا لک ذکرک دیکھے

اقبال



طٰہٰ قریشی فاؤنڈیشن UK کا قیام

میری اس کتاب میں جہاں بہت سی محنت ،جدوجہد اور اُس کے ثمرات واثرات پر بات ہوتی ہے، وہاں یہ بھی دیکھنے کو ملتا ہے کہ یہ کام کسی ایک شخص کی کاوش سے نہیں ہوسکتا۔اس میں جہاں والدین کی دعائیں، اساتذہ، اکابر اُمت، علماء کرام، مشائخ عظام کی سرپرستی اور رہنمائی بھی ہمہ وقت شامل حال رہی۔ اہلیہ اور میری اولاد بھی میرے لیے ایک امتحان نہیں بنے بلکہ انسانیت کی خدمت میں ہمیشہ کندھے سے کندھا ملا کر چلے۔قوموں کے عروج وزوال کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ (سورۃ الرعد: آیت:۱۱)

بے شک اللہ تعالیٰ اُس قوم کی حالت نہیں بدلتا جس قوم کو خود اپنی حالت بدلنے کا احساس نہ ہو۔

مزید یہ کہ حضور ﷺ نے اُمت کی رہنمائی کے لیے ایک اُصول وضع کر دیا کہ قرآن کے سیکھنے اور سکھانے سے شخصیت بہترین ہوجاتی ہے۔

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ (سنن ابوداؤد)

سب سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھتا اور سکھاتا ہے

میں نے جب مندرجہ بالا آیت اور حدیث کو پڑھا تو یہی سمجھا کہ، بقول علامہ اقبالؔ:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

کسی انگریز نے اوپر والی گفتگو کو "God Helps Those Who Help Them Selves" جیسے ایک فقرے میں سمو دیا ہے۔

اس سے مجھے ہمیشہ اپنی اور اُمت کی بہتری کے لیے مزید تگ ودو کا ذوق پیدا ہوا اور اللہ کی نصرت بھی شامل حال رہی، جب درج بالا حدیث شریف کا مطالعہ کیا تو ''سیکھنے سکھانے'' سے متعلق ہمیشہ یہی عنصر غالب رہا کہ قرآن کو سیکھو، سمجھو اور اس پر عمل کرو لہٰذا پوری زندگی اس جذبے اور لگن سے بہت سارے کام شروع کیے اور کامیابی ہوئی۔

جب میں نے اپنے اہل خانہ کے علاوہ دیگر دوستوں کے ہمراہ مختلف موضوعات پر مشتمل متعدد کتب تصنیف کیں۔تو پھر اصرار ہوا کہ میرے چالیس سالہ فلاحی کاموں کو جاری رکھنے کے لیے ''طٰہٰ قریشی فاؤنڈیشن یوکے'' قائم کی جائے۔لہٰذا میرے بچوں طلحہ قریشی، سعد قریشی، عمر قریشی، سارہ قریشی، عنبر قریشی کی محنت سے لندن میں اس فاؤنڈیشن کا قیام عمل میں لایا گیا۔

اس کے اغراض ومقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

1۔حضور ﷺ کے منصب تاج وتخت ختم نبوت کے کام کو یونیورسٹیوں میں پوسٹ گریجویشن کورسز کے لیے سکالرشپ دیئے جائیں تاکہ آنے والی نسلیں جدید تحقیق کے ذریعے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور فضیلت سے آگاہ ہوکر اعلیٰ سطح پر پیش کرسکیں۔

2۔اسی طرح پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کے کام پر بھی ریسرچ کے لیے وظائف دینا۔

3۔ پاکستان اور دوسرے ممالک کی یونیورسٹیوں میں الحاق کروانا اور پاکستان کے سافٹ امیج کو بہتر بنانا۔

4۔ پاکستان کی یونیورسٹیوں میں ختم النبیین و رحمۃ للعلمین سنٹرز قائم کرنا تاکہ نوجوانوں کو موجودہ ٹیکنالوجی کے تحت تحقیق کرنے میں پوری مدد دی جاسکے۔اس سلسلے میں پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ اسلامی میں ریسرچ سنٹر کا آغاز کردیا گیا ہے۔

5۔ اسی طرح پاکستان کے دیگر اداروں بشمول ہائرایجوکیشن کمیشن آف پاکستان (HEC) اور نیشنل رحمۃ للعلمین وختم النبیین اتھارٹی پاکستان (NRKNA) کے ساتھ تعاون کو آگے بڑھانا۔

6۔غریب اور نادار لوگوں کو مختلف نوعیت کے امدادی فنڈز مہیا کیے جائیں۔جس طرح کہ غریب، یتیم اور مسکین بچیوں کی شادی وغیرہ۔

7۔جیلوں میں ایسے افراد کی مدد جو مناسب فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے ضمانت نہیں کرواسکتے اور کسی وکیل کو متعین نہیں کرسکتے۔

8۔لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے لیے سکولوں کا قیام واخراجات کو مہیا کرنا،

طٰہٰ قریشی فاؤنڈیشن یو کے اس وقت، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، اسلامیہ یونیورسٹی بہال پور، پنجاب یونیورسٹی لاہور، لیڈز لاہور یونیورسٹی، منہاج یونیورسٹی لاہور، یونیورسٹی آف مینجمنٹ ٹیکنالوجی لاہور، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے علاوہ کئی اور یونیورسٹیوں کے ساتھ تحقیقی مقالہ جات پر کام کروارہی ہے۔

مزید یہ کہ طٰہٰ قریشی فاؤنڈیشن یو کے نے نیشنل یونیورسٹی آف سائنسز اینڈ ٹیکنالوجی (NUST) اسلام آباد میں 20 ملین روپے کا طٰہٰ قریشی وقف فنڈ (Toaha Qureshi Endowment Fund) جنوبی پنجاب کے نادار طلبہ کے لیے قائم کیا ہے۔

Toaha Qureshi
FOUNDATION

فہرست

	عنوان	صفحہ
	مصنف کا مختصر تعارف	31
پیش لفظ	مصنف	33
تقریظات	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم	41
	حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب دامت برکاتہم	44
	حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم	49
	حضرت حافظ سید محمد کفیل بخاری زید مجدہٗ	53
	جناب ڈاکٹر محمد راغب حسین نعیمی صاحب زید مجدہٗ	56
	جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب مدظلہٗ	59
	قارئین کے لیے ایک پیغام	62
	تعارف	63
	بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی پیش ہیں	65
	مرزا صاحب کے مندرجہ بالا دعاوی کے برعکس اسلامی نقطۂ نظر	66
	پس منظر	74
	مذہبی شناخت اور مسلّمہ عالمی مذاہب	74
	عیسائیت سے علیحدہ ہونے والے گروہ اور قادیانیت	77
	کفر، انکار یا انحراف (HERESY)	77

	ارتداد (APOSTASY)	77
	مورمنزم (Mormons) بمقابلہ عیسائیت	78
	جہو واز وٹنسز (Jehova's wittnesses) بہ مقابلہ عیسائیت	80
	دی مونیز (The Moonies) بہ مقابلہ عیسائیت	81
	سائنٹولوجسٹس (Scientologists)	82
باب 1	83 تا 92	
	جماعتِ احمدیہ کا تعارف	83
	بانی جماعتِ احمدیہ	84
	جماعتِ احمدیہ کے چند بنیادی عقائد	87
	جماعتِ احمدیہ کے بنیادی ماخذات	88
	1: ''تذکرہ''	88
	2۔ ''روحانی خزائن''	90
	3۔ ''ملفوظاتِ احمد''	90
	4۔ ''مکتوباتِ احمد''	90
	5۔ ''مجموعۂ اشتہارات''	90
	6۔سیرت المہدی	91
	بانی تحریکِ احمدیت کا خاندان اور اس کا جماعت میں کردار	91
	1۔مرزا بشیر الدین محمود احمد (1889۔1965)	91
	2۔مرزا بشیر احمد ایم اے (1893۔1963)	92
باب 2	93 تا 106	
	مرزا غلام احمد قادیانی اور اُس کے جانشین اپنی تحریروں کے آئینے میں	93
	مرزا صاحب کے دعویٰ جات [1883۔1905 تک]	94

	مرزا صاحب کے دعویٰ جات کے تین مراحل	95
	پہلا دور	95
	دوسرا دور	95
	تیسرا دور	96
	مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت	96
	حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے برتر ہونے کا دعویٰ	98
	مرزا صاحب کا کرشنا ہونے کا دعویٰ	101
	کیا کرشنا اور مسیح ایک ہی شخص ہیں؟	102
	کیا مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والے۔کافر و مرتد ہیں؟	104
	غیر احمدیوں کے بارے میں مرزا صاحب اور ان کے جانشینوں کے خیالات	105
باب:3	107 تا 146	
	رسالت ونبوت اور مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت	107
	1۔نبوت اور اس کے مقاصد	109
	2۔نبی کی خصوصیات	110
	(ا)۔وحی الٰہی کے ذریعے علم	110
	(ب)۔احکامِ الٰہیہ پر عملدرآمد	111
	(ج)۔معصوم عن الخطاء	111
	(د)۔جامعیت وہمہ گیری	111
	(ھ)۔رحمت	112
	3۔رسالت کیا ہے؟	113
	4۔رسول اور نبی میں فرق	114
	انبیاء ورسل کی سیرت، اُن کی حقانیت کی دلیل	116

	ا۔ سماوی علوم	116
	ب۔ نبی کا عمل	116
	ج۔ نبی کی دعوت وتبلیغ	117
	انبیاورسل کے اخلاق حسنہ	118
	خاتم النبیین والمرسلین کا افضل الانبیاء ہونا	120
	حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے اخلاق حسنہ	122
	مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کی حقیقت	124
	مرزا قادیانی کی اپنے پیروکاروں کے ساتھ دھوکا دہی	125
	خواتین کو ہراساں کرنا	126
	ظِلّی اور بُروزی نبوّت	130
	مرزا قادیانی کی غیر اخلاقی تحریریں	133
	اپنے مخالفین کے بارے میں مرزا قادیانی کے انتہائی نازیبا الفاظ کی ایک اور مثال	133
	قرآن کی آیات کے ساتھ فریب ودھوکہ دہی	136
	ملت اسلامیہ کا موقف	137
	جسٹس (ر) مولانا مفتی محمد تقی عثمانی	137
	حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ	138
	حضرت مولانا امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ	139
	علامہ محسن علی نجفی	140
	حضرت عیسیٰؑ کی ذات مُبارکہ سے متعلق مرزا قادیانی کے اہانت آمیز جملے	141
	(۲) مرزا قادیانی کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیتے تھے؟ (معاذ اللہ)	141
	(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت	142
	برطانوی سرزمین پر عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام کی شان میں گستاخی	142
	خلاصۂ کلام، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی نظر میں	146

باب:4	147 تا 162	
	کیا لفظ ''قادیانی'' توہین آمیز یا ملامت انگیز ہے؟	147
	قادیان بہ حیثیت مقامِ مقدسہ برائے جماعت احمدیہ	149
	قرآن مجید قادیان کے قریب نازل ہوا	150
	قادیان کا نام قرآن مجید میں	150
	قادیانیوں کی نظر میں قادیان کی اہمیت	151
	قادیان تمام دنیا کی بستیوں کی ماں	151
	قادیانی جلسہ، حج کی طرح	151
	جماعت احمدیہ میں شکست وریخت اور قادیانی گروہ کی تشکیل	152
	قادیانیت کے بانی کے ہاں اصطلاح ''قادیانی'' کا استعمال	154
	مرزا محمود، جانشین دوم، اپنے گروپ کو ''قادیانی گروپ'' کہہ کر پکارتا ہے	156
	لاہوی گروپ بمقابلہ قادیانی گروپ	157
	مختلف قادیانی گروپوں کے نام اور عقائد	159
	احمدیت کے مختلف گروہوں کی مزید تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے	160
	۱)۔قادیانی گروپ	160
	۲)۔لاہوری گروپ	160
	۳)۔سبز احمدیت:SM:(Green Ahmadi)	160
	۴)۔جماعت احمدیۃ المسلمین	161
	۵)۔احمدی اِنڈونیشی گروپ	161
	۶)۔جماعت احمدیہ اِصلاح پسند	161
	۷)۔احمدیہ اسد شاہ گروپ (گلاسگو)	162

باب:5	163 تا 172	
	کیا جماعت احمدیہ کا قادیانی گروپ ایک کلٹ (CULT) کے خصائص کا حامل ہے؟	163
	کلٹ (Cult) کیا ہے؟	164
	رابرٹ جے لفٹن کا نظریہ، کلٹ اور قادیانی گروپ	166
	کچھ اعلیٰ منصب سابق احمدیوں کے اعترافی بیانات	169
	جماعت احمدیہ: سیاسی اثر ورسوخ اور کنٹرول کی خواہش	171
باب:6	173 تا 178	
	جماعت احمدیہ سے متعلق برطانوی محکمۂ جاسوسی کی رپورٹیں	173
	احمدیوں کی مباہلہ مہم یا دہشت گردی ۱۹۳۰ء	175
	قادیانیوں کے جنگجویانہ ہتھکنڈے اور ”ریاست در ریاست“ کی پالیسی ۱۹۳۴ء	175
	احمدی۔ سکھ آویزش ۱۹۳۵ء	176
	قادیانیوں کی گرفتاری ۱۹۳۵ء	177
	قادیانیوں کی غیر قادیانیوں کے خلاف مزید جارحیت ۱۹۳۷ء	177
	مرزا محمود کے خلاف مصری۔ ملتانی چارج شیٹ ۱۹۳۸ء	177
	احمدیوں کا مسلمانوں کو مسلم گورستان میں تدفین کی اجازت دینے سے انکار	178
باب:7	179 تا 188	
	کیا جماعت احمدیہ نے خود اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیٰحدہ کیا؟	179
	احمدیوں نے خود کو خارج کیے جانے کا بیانیہ کہاں سے حاصل کیا؟ چند حقائق	180
	قادیانی اور مسلمان ”دونوں بہ یک وقت مسلمان نہیں کہلا سکتے“	184
	مغرب میں قادیانی گروہ کی سیاسی پناہ	186
باب:8	189 تا 194	
	عقیدۂ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	189

	اسلامی تعلیمات میں نبی کریم ﷺ کی نبوت کے ختمی اور آخری ہونے کا بیان	190
	عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے احادیث نبویہ ﷺ	191
باب:9	195 تا 202	
	نبوت کے جھوٹے دعویدار اور اُمتِ مسلمہ کا ردِّ عمل	195
	مختصر تاریخ	196
	جھوٹے مدعیانِ نبوت	197
	مسیلمہ کذاب کا جھوٹا دعویٰ نبوت	198
	الاسود عنسی کا جھوٹا دعویٰ نبوت	199
	سَجاح بنت الحارِث کا جھوٹا دعویٰ نبوت	200
	طُلیحہ ابنِ خویلد الاسدی کا جھوٹا دعویٰ نبوت	200
	علیجاہ محمد اور اُس کی تنظیم ''نیشن آف اسلام''	201
	مرزا غلام احمد قادیانی	202
باب:10	203 تا 206	
	نزولِ مسیحؑ سے قبل کی علامت	203
	سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے قبل کے حالات	205
	سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے قبل کی چند اہم نشانیاں	205
باب:11	207 تا 212	
	حضرت عیسیٰ علیہ السلام، تعلیماتِ اسلامیہ کی نظر میں	207
	قرآن اور حضرت عیسیٰؑ	208
	عیسیٰ ابنِ مریمؑ کا آسمانوں پر تشریف لے جانا اور پھر واپس آنا	210
	قربِ قیامت کی چند نشانیاں	211
	سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور تقدس	211

باب:12	213 تا 218	
	امام مہدی، ہادی برحق کا ظہور	213
	امام مہدی کے بارے میں عالمی مسلم تنظیم کا فتویٰ	214
	جدول قُربِ قیامت سے قبل کی نشانیاں	215
	علامتِ اوّل	215
	علامت دوم	216
	علامت سوم	216
	علامت چہارم	217
	علامت پنجم	217
باب:13	219 تا 224	
	اسلامی اور قادیانی عقائد کا تقابلی جائزہ	219
	اسلامی اور قادیانی عقائد	220
	مرزا قادیانی اور امام مہدی علیہ الرضوان کی شخصیات کا تقابل	223
	مرزا قادیانی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیات کا تقابل	223
باب:14	225 تا 242	
	جماعت احمدیہ کے قادیانی گروپ کی پاکستان مخالف چالبازیاں	225
	سر ظفر اللہ خان، پاکستان کے پہلے قادیانی وزیر خارجہ کا کردار	227
	ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ	230
	قادیانیوں کی طرف سے ''ریاست در ریاست'' کی سازش	232
	قادیانیوں کے جنگجویانہ ہتھکنڈے اور ''ریاست در ریاست'' کی پالیسی	234
	قادیانی ایجنڈا اور پاکستانی سفارت خانوں کا غلط استعمال	236
	قادیانیوں کا تخلیق پاکستان کے خلاف نقطۂ نظر	237

	دوقومی نظریہ	238
	قادیانیوں کی مشکوک وفاداریاں	239
	ا۔ پاکستان کوختم کرنے کا نظریہ اور کشمیر کو بھارت کے حوالے کرنے کی سازش	240
	آزاد کشمیر میں قادیانی صدر کا تقرر	241
	۲۔ پاکستان کو قادیانی ریاست بنانے کا خواب	241
باب: 15	243 تا 268	
	قائداعظم کا پاکستان	243
	پاکستان کے پہلے وزیراعظم جناب نوابزادہ لیاقت علی خان اور قراردادِ مقاصد	244
	قراردادِ مقاصد کا متن	245
	قائداعظم کے دستِ راست مولانا شبیر احمد عثمانی کا خطاب	247
	قراردادِ مقاصد آئین پاکستان میں	249
	قیامِ پاکستان سے قبل قائداعظم کی نظریاتی جدوجہد	250
	قائداعظم کا آزادی کا مطلب	250
	پاکستان۔اسلام کی تجربہ گاہ	251
	مقننِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں نجات	251
	اسلام کے اساسی اصول	251
	قرآنی اصولوں کی پارلیمنٹ پر برتری	252
	پاکستان اور اسلامی قانون	252
	پاکستان کا مطلب: مسلم نظریہ	252
	قرآن اور اسلامی دستور	252
	قرآن مکمل ضابطۂ حیات	253

	پاکستان: مدینہ کی طرز کی ریاست	253
	پاکستان کا طرز حکومت قرآن کے مطابق	254
	ایک اللہ، ایک پیغمبر اور ایک قوم	254
	پاکستان ایک سیکولر ریاست یا مذہبی	255
	سیدنا فاروق اعظمؓ .....قائداعظمؒ کے آئیڈیل	255
	تہذیب اور ثقافت ۔ پاکستان کی بنیاد	256
	قرآن اور اقلیتوں کے ساتھ فیاضانہ رویہ	257
	ادارہ احیائے ملتِ اسلامیہ (تشکیل نو) (1947ء تا 1952ء)	259
	بورڈ آف تعلیماتِ اسلامیہ (1949 تا 1954) کا قیام	260
	پاکستان میں دستورِ اسلامی کے لئے علماء کرام کے متفقہ بائیس نکات (1951)	260
	دہشت گردی کے خلاف ائمہ کرام کا ''پیغام پاکستان'' (2018)	263
	متفقہ فتویٰ اور اس کی توثیق کرنے والے علمائے کرام کے دستخط	265
	قادیانیت سے متعلق مباحث میں پاکستان کی اہمیت	267
باب:16	269 تا 300	
	جماعت احمدیہ کے قادیانی اور لاہوری گروپوں سے متعلق مختلف نقطہ ہائے نظر	269
	قادیانیت کے بارے نامور شخصیات کی آراء	270
	ڈاکٹر سر محمد اقبال	271
	محسن پاکستان، جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خانؒ	271
	جناب ذوالفقار علی بھٹو، سابق وزیر اعظم پاکستان	272
	محترمہ بے نظیر بھٹو (سابق وزیر اعظم پاکستان)	274
	محمد خان جونیجو سابق وزیر اعظم	275
	غلام مصطفیٰ جتوئی (سابق وزیر اعظم پاکستان)	275

	میاں محمد نواز شریف (سابق وزیر اعظم پاکستان)	275
	راجہ پرویز اشرف: (سابق وزیر اعظم پاکستان)	276
	مسٹر یحییٰ بختیار، اٹارنی جنرل آف پاکستان	276
	جناب عبدالحفیظ پیرزادہ (سابق وزیر قانون)	277
	قادیانیت اور بین الاقوامی مسلم تنظیموں کی قراردادیں	277
	فقہ اکیڈمی، اسلامی تعاون کی تنظیم کا فیصلہ	277
	رابطہ العالمی اسلامی	279
	مزید براں	279
	رابطہ العالمی الاسلامی اور عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ	279
	''مسلم کونسل آف برطانیہ (MCB) کا موقف	279
	مسلم کونسل آف سکاٹ لینڈ (MCS) کا موقف	280
	عالم اسلام کے فتاویٰ جات	281
	دیگر دارالافتاء اور علماء کمیٹیوں کے فیصلے اور حتمی بیانات	283
	دارالافتاء المصریہ (مصر) کے فتویٰ کے مطابق	284
	بیرون ہندوستان علماء کے فتاویٰ	284
	مختلف مکاتب فکر کے علمائے کرام کی آراء	288
	مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	288
	پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ	288
	حضرت خواجہ غلام فریدؒ	288
	حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلویؒ	288
	حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ	289
	مولانا اشرف علی تھانویؒ	289

	مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ	289
	علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ	290
	مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ	290
	مولانا احمد علی لاہوریؒ	290
	شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ	291
	حضرت امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ	291
	مولانا مظہر علی اظہرؒ ممبر لیجیسلیٹو کونسل	291
	مولانا مظفر علی شمسیؒ	292
	مولانا محمد علی جالندھریؒ	292
	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ	292
	علامہ سید محمود احمد رضویؒ	292
	مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ	292
	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ	293
	حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ	293
	مولانا عبدالحقؒ۔ اکوڑہ خٹک	293
	مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	293
	مولانا مفتی محمودؒ	294
	حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ	294
	حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ	294
	مولانا مفتی محمد حسین نعیمیؒ	295
	مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ	295
	مولانا عبیداللہ انورؒ	295

	پروفیسر غفور احمدؒ	295
	علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ	296
	مولانا فضل الرحمٰن امیر جمعیت علمائے اسلام	296
	راجہ محمد ظفر الحق سابق سینیٹر اینڈ وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات	296
	قادیانی، مسیحی اور ہندو اقلیتوں کی نظر میں	297
	ریورنڈ، ایچ اے والٹر، سیکرٹری لٹریری سوسائٹی (YMCA) ہندوستان	297
	مرزا قادیانی کا ذہنی اختلال	297
	مسٹر اکبر مسیح، معروف مصنف	298
	جیمز صوبے خاں، صدر پاکستان نیشنل کرسچین لیگ	298
	پطرس گل، مسیحی راہنما	298
	عبدالناصر گل مسیحی راہنما	299
	پادری اے۔آر ناصر۔صدر پاکستان مسیحی انجمن پاکستان	299
	شری متی سرلا دیوی، جنرل سیکرٹری پاکستان نیشنل مائینارٹیز لیگ	300
	ڈاکٹر شنکر داس (ہندو دانشور)	300
	ایم۔پی بھنڈارا سابق وفاقی وزیر برائے اقلیتی اُمور	300
باب:17	301 تا 312	
	قادیانیوں کی دہشت گردانہ کارروائیاں اور حکومت پاکستان کے اقدامات	301
	نشتر میڈیکل کالج کے مسلمان طلبہ پر قادیانی حملہ	302
	طلبہ تنظیم کے صدر ڈاکٹر ارباب عالم کا بیان	303
	حکومت پاکستان کا قادیانی دہشت گردی کی کارروائیوں پر ردعمل	304
	پاکستان پارلیمان کا فیصلہ 7 ستمبر 1974ء	306
	احمدیوں (قادیانی اور لاہوری گروہ) سے متعلق بل کے مقاصد اور اغراض	307

	احمدیوں (قادیانی اور لاہوری گروہ) سے متعلق پارلیمنٹ میں بل کا تعارف	307
	آئین کے آرٹیکل 260 میں ترمیم	307
	امتناع قادیانیت آرڈیننس 1984ء	308
	مغرب میں احمدی قیادت کی جانب سے ہمدردی سمیٹنے کی کوششیں	311
باب:18	313 تا 342	
	قادیانیوں کے بارے میں پاکستان کی عدالتوں کے تاریخی فیصلہ جات	314
	عدالتِ عالیہ اسلام آباد کا فیصلہ	315
	مندرجہ بالا فیصلے کی وجوہات	327
	پاکستان کی عدالت عظمیٰ (Supreme Court) کا فیصلہ	331
	ظہیر الدین بنام ریاست، 1993ء	332
	وفاقی شرعی عدالت، پاکستان کا فیصلہ	341
	''قادیانی شعائر اسلامی استعمال نہیں کر سکتے''	341
	پس منظر	342
	امتناعِ قادیانیت آرڈیننس 1984 کے خلاف قادیانیوں کی قانونی چارہ جوئی	342
	فیصلہ جسٹس فخر عالم چیف جسٹس وفاقی شرعی عدالت پاکستان	343
باب:19	347 تا 378	
	رپورٹ بہ عنوان Suffocation of the Faithful کا تجزیہ	348
	ہائی رِسک کنٹریز لسٹ کیا ہے	348
	پاکستان کے خلاف قادیانی معاندانہ پراپیگنڈہ	352
	قادیانی رپورٹوں کے پاکستان کے اوپر دُوررس منفی اثرات	353
	مغرب میں عقیدہ ختم نبوت سے متعلق غلط فہمی	355
	عقیدہ تثلیث نہ ماننے والوں کو عیسائی اپنے مذہب کا حصہ نہیں مانتے	357

	APPG رپورٹ کا مزید قابل اعتراض مواد	358
	قادیانی رپورٹ میں شیعہ برادری کو غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ کیوں شامل کیا گیا؟	359
	پاکستان کے اربابِ اختیار و اقتدار کی بے حسی	360
	قادیانیوں کا ''ریاست در ریاست'' کا نظام	361
	کیا قادیانیوں کو پاکستان میں ریاستی ظلم اور تشدد کا سامنا ہے؟	361
	مذہبی عبادات کی آزادی	362
	قادیانیت کا سیاسی اور آئینی حل	364
	گلاسگو میں ایک منحرف قادیانی مدعی نبوت مسٹر اسد شاہ کا قتل	365
	جماعت احمدیہ کا دائرہ اسلام سے اخراج	366
	''سب سے محبت نفرت کسی سے نہیں'' کا جھوٹا فلسفہ	367
	جماعت احمدیہ کی طرف سے نفرت کا پرچار	368
	مذکورہ رپورٹ میں کس قدر صداقت ہے؟	369
	یہ رپورٹ کیوں کر متعصّبانہ مواد پر مبنی ہے؟	370
	۱) رپورٹ میں جن ممالک پر الزامات عائد کیے گئے، اُن کی جانب سے ردِعمل کا نہ ہونا	370
	۲) برطانیہ کے شہریوں یا تنظیموں سے رابطہ نہ ہونا	370
	۳) رپورٹ کی تیاری کے لیے شرکاء اور گواہان کا انتخاب، مبنی بر تعصب تھا	371
	۴) تمام پارٹیوں کے نقطہ ہائے نظر	371
	۵) مذہبی گروہوں کی حد بندی	371
	چند اہم سوالات	371
	پاکستان کی مختلف صوبائی اسمبلیوں کی طرف سے مذکورہ قادیانی رپورٹ کے خلاف قراردادیں	373
	پنجاب کی اسمبلی میں مذکورہ قادیانی رپورٹ کے خلاف قرارداد	373
	خیبر پختون خواہ کی اسمبلی میں مذکورہ قادیانی رپورٹ کے خلاف قرارداد	373

	آزاد کشمیر کی لیجسلیٹو اسمبلی میں مذکورہ قادیانی رپورٹ کے خلاف قرارداد	374
	اِس رپورٹ کے بارے حکومت پاکستان کے مقتدر افراد کی آرا	374
	شاہ محمود قریشی (وزیر خارجہ) کا بیان	375
	اسد قیصر (اسپیکر قومی اسمبلی) کا بیان	375
	چودھری پرویز الٰہی (اسپیکر پنجاب اسمبلی) کا بیان	376
	نورالحق قادری (وفاقی وزیر برائے مذہبی اُمور) کا بیان	376
	اسعد محمود (قائمہ کمیٹی کے سربراہ) کا بیان	377
	ڈاکٹر شعیب سڈل (سربراہ اقلیتی کمیشن) کا بیان	377
	ملک محمد احسان اللہ ٹوانہ، چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے امور خارجہ کا بیان	378
باب 20	379 تا 396	
	جماعت احمدیہ میں تشدد، ظلم اور جنسی زیادتی کا کلچر	380
	سماجی بائیکاٹ، ظلم وستم اور پبلک انکوائری	380
	برطانوی پارلیمنٹ کے رکن عمران احمد خان قادیانی کی جنسی زیادتی کی سرگرمیاں	386
	جماعت احمدیہ میں سابقہ احمدیوں کے ساتھ ظلم اور زیادتی	390
	سابق قادیانی طاہر منصور کے بیوی بچوں کو غیر قانونی طور پر برطانیہ منتقل کرنا	392
	شیخوپورہ میں مسلمانوں پر قادیانی غنڈوں کا تشدد	394
	پہلے گواہ کا بیان	394
	دوسرے گواہ کا بیان	394
	تیسرے گواہ کا بیان	394
	چوتھے گواہ کا بیان	395
	پانچویں گواہ کا بیان	395
	ظلم کا شکار ہونے والے شخص شہزاد کا بیان	395

باب:21	397 تا 404	
	جماعت احمدیہ کے منی لانڈرنگ کے قصے پانامہ پیپرز میں	398
	مُوصی کیا ہے؟	401
باب:22	405 تا420	
	جماعتِ احمدیہ، ایچ اے والٹر کی نظر میں	406
	قادیانیت، ایک کلٹ (Cult)	406
	قادیانیوں کا اپنی تعداد کے بارے میں جھوٹ	408
	قادیانیوں کی تعداد سے متعلق مندرجہ ذیل جدول ملاحظہ کیجئے	409
	قادیانی اور لاہوری گروپ کا قیام	409
	مرزا قادیانی کا ذہنی اختلال	412
	مرزا قادیانی ایک مخبوط الحواس شخص	412
	مرزا قادیانی کی دھوکہ دہی	413
	مرزا قادیانی کا عیسائیت پر حملہ	415
	کیا مرزا قادیانی بیک وقت عیسیٰ، محمد اور کرشنا تھا	417
	مرزا قادیانی کا گرونانک کو مسلمان کہنا	419
محاکمہ	421 تا432	
	صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے	422
	نبوت سے متعلق عقائد	424
	گستاخی وتوہین مذاہب	425
	۱) عیسائیت کی توہین	425
	۲) اسلام کی توہین	425
	۳) سکھ مذہب کی توہین	425

	۴) ہندومت کی توہین	425
	۵) بدھ مت کی توہین	425
	۶) عمومی توہین	426
	کون مسلمان ہے اور کون نہیں کے باب میں عقائد	426
	ایک سیاسی اور سماجی تحریک	426
	نقطہ نظر اور ردعمل کا معاملہ	427
	یہ بحث کہ قادیانیت کی جڑیں کیونکر مضبوط ہوئیں	428
	مختصر آگہی	428
	مذاہب کی حد بندی اور قانون	431
	اہم تجاویز	432
	ضمیمہ جات Appendices	435
	حوالہ جات References	476



مصنف کا مختصر تعارف

طٰہٰ قریشی ایک پاکستانی نژاد برطانوی مسلمان ہیں اور کمیونٹی کے لیے اپنی گراں قدر خدمات کے صلہ میں آنجہانی ملکہ برطانیہ الزبتھ دوم کی جانب سے ممبر آف دی آرڈر آف دی برٹش ایمپائر (MBE) کے اعزاز سے نوازے گئے۔کمیونٹی کے درمیان تعلقات کو بہتر بنانے کی وجہ سے انھیں کمینڈیشن ایوارڈ (Comnendation Award)،سوک ایوارڈ(Civic Award) اور برٹش کمیونٹی آنرز ایوارڈ (British Community Honours Award) سمیت کئی دوسرے ایوارڈز سے بھی نوازا گیا ہے۔

وہ سکول آف اکنامکس اینڈ لاء یو کے، کے سی ای او اور پرنسپل کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔ وہ اس وقت برطانیہ میں قائم ایک تھنک ٹینک فورم فار انٹرنیشنل ریلیشنز ڈویلپمنٹ (FIRD,UK) کے چیئرمین اور نیشنل یونیورسٹی آف سائنسز اینڈ ٹیکنالوجی فاؤنڈیشن (NUST FOUNDATION, UK) کے ٹرسٹی اور برطانیہ میں اس کے سربراہ ہیں۔

مصنف نے افغانستان کی دگرگوں صورت حال پر پاکستان اور افغانستان کے درمیان امن مذاکرات کے لئے اسلام آباد اور کابل میں CRSS کی شراکت کے ساتھ۔میں کئی اعلیٰ سطحی کانفرنسوں کی صدارت کی۔جن میں ارباب اختیار واقتدار، جرنیل، پارلیمنٹیرین اور سفراء شامل تھے۔اُس وقت کے افغانستان کے سی ای او ڈاکٹر عبداللہ عبداللہ صاحب اور افغانستان اسمبلی کے سپیکر جناب عبدالرؤف ابراہیمی کے ساتھ تفصیلی تبادلہ خیال بھی ہوا۔

مصنف نے مختلف مواقع پر بین المذاہب اور بین المسالک سیمینار اور کانفرنسیں منعقد کر کے برطانیہ اور پاکستان کے مختلف طبقات میں ڈائیلاگ کو پرموٹ کیا جس سے باہمی ہم آہنگی، تحمل اور برداشت کی فضا قائم ہوئی۔

طٰہٰ قریشی کمیونٹی تعلقات میں بہتری، تنازعات کے حل، کاؤنٹر ریڈیکلائزیشن، انسداد انتہا

پسندی و دہشت گردی، اسلامی تاریخ، مسلم دنیا کی موجودہ صورتحال، عصری تاریخ، بین الاقوامی تعلقات، پاکستان کے لیے لابنگ (Lobbying)، اور ایجوکیشنل بلڈنگ، بزنس مینجمنٹ، لیڈرشپ، سٹریٹیجک مینجمنٹ، پروجیکٹ مینجمنٹ اور نوجوانوں کی تربیت میں مہارت رکھتے ہیں اور مختلف فورمز پر لیکچر دیتے ہیں۔

انھوں نے کاؤنٹر ریڈیکلائزیشن، ڈی ریڈیکلائزیشن، انسداد انتہا پسندی اور برطانوی دہشت گردی ایکٹ سے متعلقہ مجرموں کی بحالی (Rehabilitation) کے منصوبوں پر یورپی سطح پر کام کیا ہے۔

طٰہٰ قریشی ایک معروف ماہر تعلیم ہونے کے ساتھ ساتھ اردو اور انگریزی میں کئی کتابوں کے مصنف اور تجزیہ نگار ہیں سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ بین الاقوامی معاشرے کے مختلف طبقات کی خدمت پر گہرا یقین رکھتے ہیں۔

جناب طٰہٰ قریشی صاحب نے بین الاقوامی سطح پر پاکستان، عالمی امن، اسلام، بین المذاہب ہم آہنگی، انتہا پسندی کے خاتمے اور تعلیم کے موضوع پر بین الاقوامی کانفرنسوں کا اہتمام کیا اور صدارت کی۔ وہ کنگز کالج لندن کے وزیٹنگ پروفیسر ہیں اور پی ایچ ڈی کے طلبا کو لیکچر دیتے ہیں۔ وہ بین الاقوامی مرکز برائے انسداد دہشت گردی لائیڈن یونیورسٹی ہیگ، یونیورسٹی آف آکسفورڈ، لندن سکول آف اکنامکس، سینٹر فار ریسرچ اینڈ سیکیورٹی سٹڈیز اسلام آباد، بکنگھم شائر نیو یونیورسٹی، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی اسلام آباد، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پشاور یونیورسٹی، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد، ایف سی یونیورسٹی لاہور، شہید ذوالفقار علی بھٹو یونیورسٹی آف لاء کراچی اور یونیورسٹی آف اوکاڑہ جیسی یونیورسٹیوں اور بہت سارے اداروں میں لیکچرز کے ذریعے طلبا کو اپنے تجربات اور مشاہدات سے روشناس کراتے ہیں۔

وہ برطانوی اور پاکستانی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے ایک سینئر تجزیہ نگار کی حیثیت سے اہم موضوعات پر اظہارِ خیال کرتے ہیں۔ طٰہٰ قریشی یتیم خانوں، اسکولوں، جیلوں، سابق مجرموں اور کمیونٹی کے پسماندہ افراد کی مدد کے لیے فرڈیو کے اور طٰہٰ قریشی فاؤنڈیشن یو کے کے ذریعے مالی معاونت بھی کرتے ہیں۔

ناشر

پیش لفظ



الٓرٰ ۟ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۝

(اے پیغمبر) یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے آپ پر نازل کی ہے۔ تاکہ آپ لوگوں کو اِن کے پروردگار کے حکم سے اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آؤ یعنی اُس ذات کے راستے کی طرف جس کا اقتدار سب پر غالب ہے (اور) جو ہر تعریف کا مستحق ہے۔ (سورۃ ابراہیم: ۱۴، آیت۔۱)

1974ء کی بات ہے جب نشتر میڈیکل کالج ملتان کے مسلمان طلباء پر قادیانیوں نے اپنی اُس وقت کی قیادت مرزا ناصر احمد قادیانی کے حکم پر ربوہ (چناب نگر) ریلوے اسٹیشن پر ایک دہشت گردانہ حملہ کیا اور کئی نوجوانوں کو آہنی مُکوں اور لوہے کی سلاخوں کے ساتھ مار مار کر شدید زخمی کر دیا اور کچھ طلباء زخموں کی تاب نہ لا کر شہید بھی ہو گئے۔

ہم نے اپنے ایام نوجوانی میں اِس پُرتشدد واقعہ کے خلاف احتجاج کو ایک ملک گیر تحریک میں تبدیل ہوتے دیکھا۔ جوں جوں ختم نبوت کی تحریک زور پکڑتی گئی توں توں ملک کے تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام اور سیاسی زعما لوگوں کو مزید متحد کرتے گئے۔

والد صاحب مرحوم آرمی میں ہونے کی وجہ سے نہایت نظم وضبط کے پابند تھے اور کتب بینی کے شوقین بھی تھے۔ ادبی، دینی اور سیاسی حلقوں میں بھی والد صاحب کا اُٹھنا بیٹھنا تھا۔ انہی کے دم خم سے ہم نے نوابزادہ نصر اللہ خان مرحوم، حضرت مولانا مفتی محمود مرحوم، مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم، علامہ احمد سعید کاظمی مرحوم اور ملک مختار اعوان (PPP) کے ساتھ نوجوانی کے دور میں کئی نشستیں کیں اور بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔

اُس وقت میرا ملتان شہر کی تقریباً ہر محفل میں آنا جانا رہتا تھا۔ علماء وصلحاء کی صحبت میں بیٹھنے کی وجہ سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر سے بھی میرا باقاعدہ رابطہ قائم رہا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے موجودہ ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب کے چچا حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمہ اللہ کے ساتھ ایک حقیقی ربط رہا اور انہوں نے ختم نبوت

کے حوالے سے میری انتہائی مشفقانہ طریقے سے نظریاتی تربیت فرمائی۔

اُن کی وفات تک حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب، جماعت میں نہیں تھے۔ وہ جماعت کے اصرار پر مرکز ملتان میں تشریف لائے اور ناظم اعلیٰ بنے، ان کے ساتھ بھی ختم نبوت کے حوالے سے کام کرنے کا خوب موقع ملا۔

مَیں اس وقت ملتان کی ایک مقامی جماعت کا سیکرٹری تھا۔ 1981ء میں اِس خاکسار کی کوششوں سے واپڈا ملتان کے دفتر میں ایک بڑے ہال پر مشتمل ختم نبوت لائبریری قائم کی جس کا افتتاح، واپڈا کے اعلیٰ افسران کی موجودگی میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ اور مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم سے کرایا تھا۔

1984ء میں صدر محمد ضیاء الحق مرحوم کے دور میں ''امتناعِ قادیانیت آرڈیننس'' نافذ ہوا تو قادیانیوں نے اس آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نافرمانی کی تحریک شروع کر دی۔ اور کلمہ طیبہ کا بیج لگا کر حکومت کی رِٹ کو چیلنج کرنا شروع کر دیا۔

قادیانیوں کا ایک سرکردہ لیڈر بشیر احمد واپڈا ہاؤس لاہور میں ڈائریکٹر تھا۔ چنانچہ اس نے مسلمان مدعی انجینئروں کو سزا کے طور پر واپڈا ملتان سے سندھ میں ٹرانسفر کروا دیا۔ جناب ملک روشن اعوان صاحب ریذیڈنٹ انجینئر ملتان نے مجھے لاہور ہیڈ آفس کی طرف سے اُن پر شدید دباؤ کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ ایسا واقعہ ہو گیا لہٰذا ابھی جا کر ان کی ٹرانسفر رُکواؤ ورنہ بہت سارے لوگوں کو بشیر احمد سزا کے طور پر سندھ میں بھجوا دے گا۔ میں اور مولانا عزیز الرحمٰن صاحب نے اُسی رات لاہور کا سفر کیا۔ اگلے دن جا کر واپڈا کے اُس وقت کے جنرل منیجر خواجہ داؤد صاحب سے ملاقات کی انہوں نے مسلمان مدعیان کا تبادلہ روکا اور، قادیانی ملزمان کا تبادلہ سندھ میں کر دیا۔

اس سلسلے میں مذہبی امور کے وزیر نصیر الدین جوگیزئی صاحب سے بھی ملاقات کر کے اُن کو آگاہی دی۔ بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب مولانا سید عبدالقادر آزاد نے اپنے گھر میں اس مسئلے کے حل کے لیے ایک اجلاس بلایا، جس میں، میں نے بھی شرکت کی اور اُن کو قادیانیوں کی طرف سے آرڈیننس

کی خلاف ورزی سے متعلق تفصیلات سے آگاہ کیا۔

1984ء میں حکومت پاکستان کی طرف سے امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کے نفاذ کے بعد قادیانی قیادت نے مرزا طاہر احمد کے ساتھ پاکستان چھوڑ کر برطانیہ میں سیاسی پناہ لے لی، اور پاکستان کے خلاف انتہائی نفرت انگیز اور معاندانہ پراپیگنڈہ شروع کر دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ داروں نے قادیانیت کا وہاں بھی تعاقب کیا۔

1985ء میں شادی کے کچھ عرصہ بعد برطانیہ کے لیے عازم سفر ہوا۔ وہاں یونیورسٹی آف بریڈفورڈ سے الیکٹریکل اینڈ الیکٹرانکس انجینئرنگ (آنرز) میں ڈگری (B. ENG. HONS.) حاصل کی اور مٹسوبشی کارپوریشن (MITSUBISHI CORPORATION) کی مینجمنٹ کا حصہ بن گیا۔

بعدازاں لندن کے علاقے سٹاک ویل (Stockwell) میں تقریباً چھے ہزار مربع فٹ پر محیط ایک تاریخی چرچ خرید کر ''ختم نبوت سنٹر'' بنایا گیا۔ اور اس ٹرسٹ کے سربراہ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمہ اللہ تھے۔

1997۔1998 میں جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا صاحب اور مولانا منظور احمد الحسینی صاحب کی ختم نبوت سنٹر لندن سے علیحدگی کے بعد میں سنٹر کے انتظامات کو دیکھتا رہا۔

1999ء میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب امیر مرکزیہ اور مولانا محمد یوسف لدھیانوی نائب امیر مرکزیہ کی طرف سے ختم نبوت سنٹر لندن کے انتظامی امور کی ذمہ داری ٹرسٹی کی حیثیت سے مستقلاً اس خاکسار کو سونپی گئی جو گذشتہ چوبیس سال سے جاری ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

2001ء میں حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ نے مجھے ایک مکتوب کے ذریعے ارشاد فرمایا جو میرے لیے باعث طمانیت واعزاز ہے:

''مکرمی ومحترم جناب طٰہٰ قریشی صاحب ختم نبوت سنٹر لندن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہاں تمام رفقاء خیریت سے ہیں امید ہے کہ آپ اور دیگر حاضرین واردین دفتر بھی خیریت سے ہوں گے۔ آپ کا خط اور پیغام موصول ہوا کچھ لوگوں کی نادانیوں کی وجہ سے مجلس اور ختم نبوت سنٹر پر جو حرف آیا ہے اس پر میں خود اور دیگر رفقا سخت پریشان ہیں۔

لہٰذا میں آپ کو ذمہ داری سونپتے ہوئے تاکید کرتا ہوں کہ آپ برطانوی قانون کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی

صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اور ٹرسٹ وسنٹر کو بچانے کے لیے عملی اقدام اُٹھائیں اس سلسلے میں آپ جو اقدام اُٹھائیں گے میری طرف سے آپ کو مکمل حمایت حاصل ہے۔فقیر آپ کی خیر وعافیت وسلامتی کے لئے دعا گو ہے اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے۔ والسلام

فقیر خان محمد عفی عنہ*

میری عقیدت کا سلسلہ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ مضبوطی سے اس قدر جڑا ہوا تھا کہ میرے بہن بھائیوں اور بیٹوں کے نکاح بھی حضرت والا نے خود شریک ہوکر پڑھائے۔نیز ایک مبارک موقع پر حضرت نے میری قمیص کے اندر دل پر ہاتھ رکھ کر اسے اللہ اللہ کی ضربوں سے چلایا۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ، حضرت سید نفیس الحسینیؒ شاہ صاحب اور حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ اور دیگر علمائے کرام حضرت والا کی سربراہی میں لندن کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شریک ہوتے۔اسی طرح یہ تمام حضرات میرے گھر تشریف لاتے اور ختم نبوت کے حوالے سے پروگرام کی مشاورت ہوتی۔اور بحمداللہ، حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمہ اللہ، مولانا ضیاء القاسمی رحمہ اللہ، مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ اور مولانا عبدالحفیظ مکی رحمہ اللہ کے ساتھ نیازمندی رہی۔علاوہ ازیں صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، صاحبزادہ مولانا خلیل احمد خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف اور مولانا عنایت اللہ مکی، ختم نبوت کے سلسلے میں خاکسار کی سرگرمیوں میں رہنمائی فرماتے رہے۔

2000ء میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب نے برطانیہ کے دورے پر راقم الحروف کو ہمراہ لیا اور پورے برطانیہ میں متعدد پروگراموں میں بڑی شفقت کے ساتھ اپنے ساتھ بٹھا کر دورہ مکمل کیا اور سارے سفر میں میری روحانی، نظریاتی اور اخلاقی تربیت فرمائی۔یہ حضرت کا آخری سفر تھا، کیونکہ اس کے بعد مولانا کو شرپسندوں نے شہید کر دیا۔اور حضرت نے اپنے ہاتھ سے کئی تحریریں لکھ کر دیں جو کہ اب بھی میرے پاس محفوظ ہیں، اس سفر کی تمام تقاریب کا ریکارڈ صرف میرے پاس موجود تھا جو میں نے حضرت کے صاحبزادے مولانا یحییٰ لدھیانوی زید مجدہم کے حوالے کر دیا تھا۔مندرجہ ذیل اشعار آپ رحمہ اللہ کی میرے لیے خصوصی تحریروں میں سے ہیں ملاحظہ فرمائیے:

* اصل مکتوب ضمیمہ 15 میں دیکھیں

صحبتِ صالح ترا صالح کند　　صحبتِ طالع ترا طالع کند

(مولانا رومؒ)

(صالح اور نیک لوگوں کی صحبت تجھے نیک بنائے گی اور برے افراد کی صحبت تجھے برا بنادے گی)۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا　　گو نشیند در حضور اولیاء

(مولانا رومؒ)

(جو بھی خدا کی ہم نشینی چاہتا ہے وہ اولیاء کے حضور بیٹھا کرے)۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے علامہ اقبال کا یہ معروف شعر بھی لکھ کر دیا:

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں
(اقبالؒ)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید ہوگئے اور حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب اور مولانا ڈاکٹر عبدلرزاق اسکندر صاحب رحمہم اللہ بھی انتقال فرما گئے۔ یہ خاکسار بحیثیت ٹرسٹی ذمہ داری نبھا رہا ہے، اور اللہ کے فضل سے اب تک الحمدللہ!! اِس خادم کے ہاتھ پر برطانیہ میں تقریباً 30 لوگ مسلمان ہو چکے ہیں۔ الحمدللہ!! مسئلہ ختم نبوت پر یورپ کے مسلمان، ٹی وی چینلز، اخبارات اور مسلم تنظیمیں وقتاً فوقتاً راہنمائی حاصل کرتے رہتے ہیں۔

اِس تمہید کو باندھنے کا مقصد یہ ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے کام میں میری شمولیت میں میرا ہاتھ کم اور اکابر کی توجہ اور دعاؤں کا زیادہ عمل دخل ہے۔ 9/11 کے حادثہ کے بعد امریکہ اور دیگر مغربی اقوام کی طرف سے انسدادِ انتہا پسندی و دہشت گردی کے نام پر پوری اسلامی دنیا عتاب کا نشانہ بنی، قادیانیوں نے بھی اس موقع سے خوب فائدہ اُٹھایا اور عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کرنے والی تنظیموں اور افراد کو نشانہ بنایا اور کئی لوگ اس دباؤ کو برداشت نہ کر سکے انہوں نے اپنی راہیں جدا کر لیں، لیکن الحمدللہ ختم نبوت سنٹر لندن سے اس کام کو جاری وساری رکھا گیا ہے۔

اس خاکسار کی دعوت پر 2018ء میں شیخ الاسلام حضرت مولانا جسٹس (ر) مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب دامت برکاتہم، ختم نبوت کانفرنس لندن اور برمنگھم میں شرکت کے لیے تشریف لائے۔ تو کافی حوصلہ بڑھا، اکابر کے فیوض

وبرکات اور سرپرستی ملی، ہر دو حضرات پھر ہر سال تشریف لاتے رہے۔2018ء میں حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے مجھے حکم دیا کہ میں انگریزی میں ختم نبوت کے موضوع پر ایک ایسی کتاب لکھوں جو اعلیٰ تعلیم یافتہ، سیاسی، سرکاری اور غیر مسلم حلقوں میں دی جا سکے۔ چار سال کی محنت شاقہ، مسلسل تحقیق اور عرق ریزی کے بعد۔2022ء میں اللہ نے حضرت شیخ الاسلام کے فیوض کے طفیل بحمداللہ مجھے توفیق عطا فرمائی کہ انگلش میں میری کتاب کا پہلا ایڈیشن

AHMADISM: A RELIGIO-SOCIO-POLITICAL PERSPECTIVE IN THE UK-PAKISTAN CONTEXT

کے نام سے شیخ زاید اسلامک سنٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور سے شائع ہوا، اور اس کا دوسرا ایڈیشن 2023ء میں شائع ہوا۔

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کو پنجاب یونیورسٹی کے پروفیسر جناب ڈاکٹر اشتیاق احمد گوندل صاحب کی معیت میں پہلا نسخہ پیش کیا۔ انہوں نے پسند فرمایا اور دعائیں دیں۔ ساتھ حکم دیا کہ اب اس کا اُردو، ترکی، فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں ترجمہ بھی کروایا جائے۔ لہٰذا زیر نظر کتاب:

''جماعت احمدیہ مذہبی، سماجی اور سیاسی جہات (برطانیہ اور پاکستان کے تناظر میں)'' آپ کے ہاتھوں سے سرشار ہے۔ یہ متذکرہ کتاب کا صرف ترجمہ نہیں بلکہ کئی ضروری ترمیمات اور اضافہ جات کے ساتھ شیخ زاید اسلامک سنٹر پنجاب یونیورسٹی سے اگست 2023ء میں پہلا ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے۔ جبکہ اس کام پر ترکی زبان میں ترجمے کا کام جاری ہے۔

زیر نظر دستاویز میں ناگزیر اضافہ جات اور ترمیمات کے حوالے سے، نبوت، رسالت اور ختم نبوت کی ضروری تشریح قرآن وسنت کی روشنی میں پیش کی گئی ہے اور امت محمدیہ کا عقیدۂ ختم نبوت اور مقابلتاً منکرین ختم نبوت کے نظریات بھی بحوالہ پیش کیے ہیں۔ اس کے علاوہ ردقادیانیت پر علمائے اُمت اور غیر مسلم دانشوروں کے بیانات بھی بحوالہ پیش کیے ہیں۔

مزید یہ کہ وطن عزیز پاکستان کی سیاسی، سماجی اور نظریاتی سرحدوں پر قادیانی شب خون اور مسلسل سازشوں کے حوالے سے ایک باب کا اضافہ کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ تشکیل پاکستان کا مقصد کیا تھا، اور قائد پاکستان اور ان کے ساتھیوں نے برصغیر کے مسلمانوں کو نیا وطن کن مقاصد کی خاطر لے کر دیا، اور یہاں آتے ہی روزِ اول سے قادیانیوں نے کیا کیا ریشہ دوانیاں اختیار کیں اور سازشوں کے جال

پھیلائے۔اور پھر کس طرح اسلامی جمہوریہ پاکستان کے شہر ربوہ (چناب نگر) میں ''ریاست در ریاست'' کا نظام قائم کر کے پاکستان کو قادیانی ریاست بنانے کے لیے تیاری شروع کر دی۔

اس کے لیے پاکستان میں سب سے پہلے مرزا بشیر الدین محمود کا قادیان سے لاہور آ کر ٹھہرنا اور سرگودھا کے ساتھ دریا چناب کے کنارے 1034 ایکڑ (تقریباً 23 مربع) اراضی صرف مبلغ 10340 روپے کے عوض لے لینا، اور یہ صرف اس لیے ممکن ہوا کہ قادیانی انتہائی اعلیٰ اور بااختیار حکومتی عہدوں پر براجمان تھے۔مزید یہ کہ ریاست پاکستان کے متوازی ایک سیکریٹیریٹ بنانا، سر ظفر اللہ خان کا وزیر خارجہ ہونا، ایم ایم احمد قادیانی کا پہلے فنانس منسٹر بننا اور پھر پاکستان کا قائم مقام صدر بن جانا، آزاد کشمیر میں ایک قادیانی فوجی کیپٹن سید علی احمد شاہ کو صدر بنانا، پاکستان آرمی میں میجر جنرل افتخار جنجوعہ، میجر جنرل اختر حسین ملک، جنرل عبدالعلی کو فوج کے اعلیٰ عہدوں پر فائز کرنا۔فضائیہ کے سربراہ ظفر احمد چودھری اور نیوی کے سربراہ کا تعلق بھی قادیانی کلٹ سے ہونا، یہ سب کچھ اتفاقی نہیں تھا بلکہ ایک شعوری قادیانی سازش اور قادیانی ریاست کے قیام کی تیاری کا منظم حصہ تھا۔

بہ ہر حال اپنی ابتدائی تحریر کو سمیٹتے ہوئے عرض ہے کہ بہ طورِ خاص شیخ المشائخ حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ، امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا بھی تہہِ دل سے احسان مند ہوں کہ انہوں نے عیدالاضحیٰ کے دن ہی وقت عطا فرمایا اور مولانا قاری محمد حنیف جالندھری زید مجدہم کے ہمراہ حضرت اقدس کے گھر عشائیے پر ایک طویل ملاقات ہوئی، تحفظ عقیدہ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے موضوع پر پُرمغز گفتگو ہوئی، فقیر کی خدمات کو آپ نے سراہا، بہت دعائیں دیں۔واضح رہے کہ آپ ملتان کے علمی اور زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور ایچی سن کالج لاہور سے بھی تعلیم یافتہ ہیں۔خاکسار نے آپ کو انگریزی زبان میں شائع کردہ کتاب اور اُردو زبان میں اس زیرِنظر کتاب کا مسودہ پیش کیا۔آپ نے برکت کے لیے کتاب پر حروفِ تہنیت بھی تحریر فرما دیئے جو شاملِ اشاعت ہیں۔

خانوادہ امیر شریعت کے چشم و چراغ نواسۂ امیر شریعت حضرت سید محمد کفیل بخاری نے بھی وقت عطا فرمایا، میری حوصلہ افزائی کی، دعائیں دیں اور کتاب کے لیے تقریظ بھی لکھ دی۔بقول اقبال:

ملت کے ساتھ رابطۂ اُستوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ

یہ خالصتاً حصولِ رضائے الٰہی اور عشقِ مصطفیٰ پر مشتمل ایک کام ہے، ہم نے یعنی میرے ساتھ کام کرنے والے احباب نے اس کی برکتیں شب و روز خوارق عادات کی جھلکیاں ملاحظہ کیں۔ایک اعزاز یہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

مئی 2020 میں اچانک حضرت شیخ الاسلام ،مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کا فون آیا اور ختم نبوت کانفرنس لندن کے حوالے سے تفصیلی گفتگو ہوئی اور فرمانے لگے کہ:

''میں اس وقت مدینہ شریف میں ہوں، آپ بھی پہنچیں۔''

مجھے سرکارِ مدینہ کا بُلاوا آیا
آیا ، آیا، میری سرکار میں آیا

میں اسی روز حرمین شریفین کے لیے عازم سفر ہوا۔روضۂ اقدس پر حاضری ہوئی اور سلام پیش کیا، یہ اشعار ذہن میں گونجنے لگے:

اذنِ طیبہ مجھے سرکارِ مدینہ دے دو
لے چلے مجھ کو جو طیبہ وہ سفینہ دے دو
یادِ طیبہ میں تڑپنے کا قرینہ دے دو
چشمِ تر سوز جگر شاہِ مدینہ دے دو

اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام سے ملاقات ہوئی اور انھوں نے بعد ازاں خادم الحرمین الشریفین، جلالۃ الملک سلمان بن عبدالعزیز آل سعود حفظکم اللہ تعالیٰ کے ایڈوائزر معالی شیخ عبداللہ بن سلمان بن منیع سے دو ملاقاتیں کروائیں اور ختم نبوت کانفرنس لندن کے لیے انہیں دعوت دی جو انہوں نے قبول کر لی۔حضرت شیخ الاسلام اور میرے دستخطوں کے ساتھ جو خط دیا گیا وہ تحدیث نعمت کے طور پر شامل اشاعت کیا جا رہا ہے* اپنے متعلق تو فقط میں یہ کہوں گا کہ:

بنا ہے شاہ کا مصاحب پھرے ہے اِتراتا
وگرنہ شہر میں غالبؔ کی آبرو کیا ہے

بہ چشم تر غلامِ غلامانِ مصطفیٰ
طٰہٰ قریشی (MBE) ممبر برٹش ایمپائر یو کے
چیئرمین، فورم فار انٹرنیشنل ریلیشنز ڈویلپمنٹ

* اصل مکتوب ضمیمہ 16 میں دیکھیں

حرفِ اوّل

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین، والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا ومولانا محمد خاتم النبیین وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین۔ وعلیٰ کل من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین۔ امابعد

عقیدۂ ختم نبوت ایمان کا وہ لازمی عقیدہ ہے جس پر اُمت مسلمہ قرآن کریم کی بنیاد پر ہمیشہ متفق رہی ہے۔ اس عقیدے کی تفصیل وتشریح میں اور ماضی قریب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے اس بنیادی عقیدے میں شگاف ڈالنے کی جو ناکام کوشش کی اس کی تردید میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امت کے علماء وصلحاء نے اپنی تالیفات اور خطبات کے ذریعے کوئی کسر نہیں چھوڑی اور اس بات پر پوری امت میں کوئی اختلاف نہیں رہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ یہاں تک کہ 1974ء میں ایک آئینی ترمیم کے ذریعے دستور پاکستان میں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ پھر 1984ء میں ''امتناع قادیانیت آرڈیننس'' کے ذریعے اس ترمیم کو اس طرح عملی جامہ پہنایا گیا کہ اس کے نتیجے میں قادیانیوں کے سربراہ نے پاکستان کی بجائے اپنا مرکز برطانیہ میں منتقل کر کے اپنی سرگرمیوں کے لیے یورپی ممالک کو اپنا ہدف بنالیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان کے دجل وفریب کو آشکارا کرنے کے لیے لندن میں ''ختم نبوت سنٹر'' کی بنیاد ڈالی جس کے سربراہ شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جنہوں نے اس مرکز کی ذمہ داری اس کتاب کے مؤلف جناب طٰہٰ قریشی صاحب ایم بی ای (ممبر برٹش ایمپائر) کو سونپی اور انہوں نے اس مقصد کے لئے ناقابل فراموش خدمات انجام دیں۔

2018ء میں موصوف نے اس ناچیز اور حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری صاحب (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان) کو سنٹر میں دعوت دی۔اس موقع پر میں نے اپنی ایک دیرینہ آرزو موصوف کے سامنے رکھی۔اور وہ یہ کہ اگر چہ اردو زبان میں ختم نبوت کے موضوع پر گرانقدر کتابیں موجود ہیں۔عربی زبان میں بھی بندہ کے والد ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ نے امام العصر حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کے زیر ارشاد ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' اور ''ھدیۃ المھدیین فی آیات خاتم النبیین'' اور ''القادیانیۃ'' کے نام سے کتابیں تالیف فرمائیں، علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس موضوع پر مفصل کتاب لکھی اور اب کچھ عرصے سے حضرت مولانا ڈاکٹر سعید عنایت اللہ صاحب نے بھی متعدد کتابوں کے ذریعے عربی میں یہ تحقیقی کام کیا۔

لیکن انگریزی زبان میں اس موضوع کی کتابیں کمیاب تھیں اب جبکہ قادیانی جماعت کے لوگوں نے مغربی ممالک کو اپنا نشانہ بنایا ہوا ہے، اس بات کی شدید ضرورت تھی کہ انگریزی میں کوئی ایسی جامع کتاب ہو جو اس موضوع پر سیر حاصل بحث کرتی ہو۔

دوسری طرف بندہ کی یہ خواہش تھی کہ یہ کتاب مناظرانہ کی بجائے داعیانہ اور محققانہ اسلوب میں لکھی جائے تا کہ اگر کوئی شخص جو قادیانیت کی حقیقت سمجھے بغیر کسی فریب کا شکار ہو گیا ہو، اس کے سامنے علمی اور تحقیقی انداز میں حقائق پیش کیے جائیں اور اسے حق قبول کرنے کی دعوت دی جائے۔اگر چہ قادیانی لٹریچر کی نوعیت ہی ایسی ہے کہ اس پر تبصرہ کرتے وقت قلم کو روکنا آسان نہیں ہوتا۔لیکن خواہش یہ تھی کہ کوئی کتاب ایسے اسلوب کی ہو جو فریب خوردہ لوگوں کو منصفانہ مطالعے میں رکاوٹ نہ بنے۔

اس غرض کے لیے مجھے سب سے زیادہ موزوں شخصیت جناب طٰہٰ قریشی صاحب ہی کی نظر آئی کہ یہ ایک طرف تو اس موضوع پر گہرے اور وسیع مطالعے کے حامل ہیں، اور دوسری طرف مغربی ذہن کی نفسیات کو بھی خوب سمجھتے ہیں۔اس لیے میں نے ان سے درخواست کی کہ یہ کتاب وہ خود مرتب فرمائیں۔میری اس درخواست کے کچھ ہی عرصے کے بعد انہوں نے یہ کتاب:

AHMADISM: A RELIGIO-SOCIO-POLITICAL PERSPECTIVE IN THE UK-PAKISTAN CONTEXT

کے نام سے مرتب کردی، اور اسے دیکھ کر مجھے اتنی مسرت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے میری آرزو اس کتاب کی شکل میں پوری فرمادی۔فلہ الحمد ولہ الشکر، اللہ تعالیٰ نے جناب طٰہٰ قریشی صاحب سے اس تالیف کی شکل میں جو کام لیا، اس پر میں انہیں ہدیہ تبریک بھی پیش کرتا ہوں اور ان کے حق میں دعائے خیر بھی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے شایانِ شان اجر عطا فرمائیں۔آمین۔

اس انگریزی کتاب کے دو ایڈیشن شیخ زاید اسلامک سنٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور نے شائع کیے، اور بفضلہٖ تعالیٰ وہ نہایت مقبول ہوئی۔

چونکہ اس کتاب میں عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانی مذہب کے بارے میں اعلیٰ تحقیقی اور دستاویزی معلومات فراہم کی گئی ہیں اور ساتھ ساتھ اس مذہب کے لوگوں نے پوری امت اسلامیہ اور خاص طور پر پاکستان کے خلاف جو سازشیں کی ہیں، ان کا واضح ثبوت دیا گیا ہے، اس لیے ضرورت تھی کہ اس کا اُردو ترجمہ بھی ہو، چنانچہ اب یہ ترجمہ متعدد ترمیمات اور اضافوں کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔

جو لوگ کسی غلط فہمی یا فریب میں آکر قادیانی مذہب سے منسلک ہو گئے ہیں اگر وہ انصاف کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کریں گے تو یہ کتاب ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے لیے چشم کشا ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائیں اور یہ طالبین حق کے لیے ہدایت کا سامان بنے۔

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

دارالعلوم کراچی
۲۸ محرم الحرام: ۱۴۴۵ھ

بندہ
محمد تقی عثمانی عفی عنہ
مہتمم دارالعلوم کراچی
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

مقدمہ

(مولانا) حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

پوری اُمت مسلمہ کا اِس بات پر مکمل اتفاق ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔ آقا کریم ﷺ کے بعد ہر قسم کے مدعیان نبوت اور اُس کے پیروکاروں کا اسلام سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ یہی عقیدۂ ختم نبوت ہے۔

اس عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت ائمہ کرام نے قرآن کریم کی تقریباً 100 سے زیادہ آیات اور 200 سے زائد احادیث نبویہ کو مختلف کتب میں جمع کر کے امت کے لیے آسانی پیدا کر دی۔ مفکر ملت جناب علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے کہ:

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسول ما رسالت ختم کرد

خدا نے ہم پر شریعت ختم کر دی، اور ہمارے رسول پر رسالت ختم کر دی۔

''لا نبی بعدی'' ز احسانِ خدا است
پردۂ ناموسِ دینِ مُصطفیٰ ﷺ است

(رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ) میرے بعد کوئی نبی نہیں، یہ خدا کا احسان ہے اور یہ دین مصطفیٰ کی ناموس کا پردہ ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے آخری دور سے لے کر خلفائے راشدین کے وقت تک مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، سجاح بنت الحارث اور طلیحہ ابن خویلد الاسدی جیسے لوگوں نے جھوٹی نبوت کے دعوے کیے لیکن ان کذابوں کا سختی سے جواب دے کر حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام نے امت کو یہ

واضح پیغام دیا کہ امت عقیدۂ ختم نبوت پر کسی قسم کا سمجھوتا کرنے کے لیے تیار نہیں اور آنے والے ادوار میں ہر قسم کے جھوٹے مدعیان نبوت کو روکنے کے لیے ایک راستہ مقرر کر دیا۔

انیسویں صدی کے اواخر میں پنجاب کے ایک قصبے میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی جھوٹا دعویٰ نبوت کیا تو تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام نے اُس کا انتہائی سنجیدگی سے علمی طور پر مقابلہ کیا اور امت کے ایمان کو بچانے کے لیے ہر قسم کی کوشش کو بروئے کار لائے، کیونکہ اس وقت متحدہ ہندوستان میں انگریز راج تھا۔لہٰذا مسلمانوں کو بہت سنگین حالات اور مشکلات سے گزرنا پڑا۔

شاعر مشرق اور مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال نے کئی خطوط اور مضامین لکھ کر قادیانی فتنے کے دوررس منفی نتائج اور ان کے حل کی طرف توجہ مبذول کروائی۔مصنف اقبالؒ کے ایک مضمون کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> ''امت مسلمہ کو قادیانیوں کی علیحدگی کا مطالبہ کرنے کا پورا حق ہے۔اگر حکومت یہ مطالبہ نہیں مانتی ہے تو مسلمان سمجھیں گے کہ حکومت جان بوجھ کر اس فیصلے میں تاخیر کر رہی ہے۔آخر 1919ء میں [برطانوی] حکومت نے سکھوں کے ہندوؤں سے الگ ہونے کے مطالبے کا انتظار نہیں کیا تو پھر حکومت قادیانیوں کے ایسے مطالبے کا انتظار کیوں کر رہی ہے؟ جب سکھ اور بدھ مت کے ماننے والے پندرھویں صدی عیسوی کے آخر میں ہندو مذہب سے الگ ہو گئے، تو انھوں نے اپنے عقیدے کو مختلف نام دے کر الگ الگ شناخت اختیار کی جن کے عقائد کے ساتھ تین مخصوص عقائد تھے''۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان بننے کے بعد بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں نے یہاں اس جھوٹی نبوت کے پرچار کو جاری رکھا یہاں تک کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دوسرے جانشین مرزا بشیر الدین محمود نے پاکستان کے صوبہ بلوچستان کو قادیانی ریاست بنانے کی کوششیں شروع کر دیں، جو کہ حکومت وقت کے ارباب اختیار واقتدار کے لیے انتہائی ناپسندیدہ کاوش تھی لہٰذا حکومتی اداروں نے ان پر نظر رکھنی شروع کر دی۔

1953 میں تحریک تحفظ ختم نبوت چلی۔جس سے پاکستانی عوام وخواص میں قادیانیوں کی

اسلام اور پاکستان دشمن سرگرمیوں سے متعلق آگہی پیدا ہوئی۔1974 میں قادیانی قیادت کے حکم پر ربوہ کے رہائشی قادیانیوں کی طرف سے نشتر میڈیکل کالج کے نہتے طلبا پر ایک دہشت گردانہ حملہ کے نتیجے میں ایک ملک گیر تحریک چلائی گئی جس کے نتیجے میں اس وقت کے اراکین پارلیمنٹ نے پاکستانی پارلیمنٹ کے اندر قرارداد پیش کی اور پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر ایک آئینی ترمیم کے ذریعے جماعت احمدیہ کے دونوں گروہوں (قادیانی اور لاہوری) کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔اس کیس کی تیاری کے لیے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین نے اٹارنی جنرل پاکستان جناب یحیٰ بختیار کو قادیانی کتب سے حوالہ جات مہیا کرنے میں خوب رہنمائی کی۔جس کو بعد میں ''ملت اسلامیہ کا موقف'' کے نام سے شائع کیا گیا۔بعد ازاں قادیانیوں کی طرف سے متواتر آئین کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے عوام نے حکومت سے قانون سازی کرنے کا پرزور مطالبہ کیا۔جس کی بنا پر 1984 میں صدر ضیاالحق مرحوم کی حکومت نے آئینی ترمیم کو تقویت دینے کے لیے قانون سازی کی اور ''امتناعِ قادیانیت آرڈیننس'' جاری کر کے قادیانیوں کو مسلمانوں کی شناخت چوری کرنے سے روک دیا۔

طٰہٰ قریشی صاحب عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے لیے بین الاقوامی سطح پر کام کر رہے ہیں انہوں نے 2022 میں انگریزی زبان میں

AHMADISM: A RELIGIO-SOCIO-POLITICAL PERSPECTIVE IN THE UK-PAKISTAN CONTEXT

کے نام سے ایک تحقیق پر مبنی کتاب لکھی۔جسے شیخ زاید اسلامک سنٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور نے شائع کیا۔

زیر نظر کتاب اُسی موضوع پر متعدد ترامیم واضافہ جات کے ساتھ اردو زبان میں،

''جماعت احمدیہ۔مذہبی،سماجی اور سیاسی جہات (برطانیہ اور پاکستان کے تناظر میں)''

کے نام سے شیخ زاید اسلامک سنٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ہی شائع ہو رہی ہے۔جس کے لیے یونیورسٹی کی انتظامیہ،مصنف اور معاونین مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس تحقیق کو انتہائی محنت سے اس معیار پر لا کھڑا کیا کہ آئندہ آنے والی نسلیں اس سے خوب استفادہ کر سکیں گی۔

مصنف نے اس کتاب میں قادیانیت کو تحقیقی انداز میں بانی جماعت احمدیہ اور اس کے پیروکاروں کو حوالہ جات کی روشنی میں عیسائیت،اسلام،ہندومت اور سکھ مت پر جارح ثابت کیا ہے۔۔یہ پہلو عامۃ الناس کی نظروں سے اوجھل تھا۔مصنف لکھتے ہیں کہ:

''قادیانی مسئلے کو اس تناظر میں دیکھا جائے جیسے جہو واز وٹنیسز (Jehovah's Witnesses) مورمنز (Mormons)، مونیز (Moonies) اور سائنٹولوجسٹس (Scientologists) کو عیسائیوں سے مختلف سمجھا جاتا ہے کیونکہ وہ عیسائیت کے بعض بنیادی عقائد (مثلاً تثلیث پر عقیدہ) سے انحراف کرتے ہیں۔اسی طرح سکھ اور بدھ مت کے ماننے والے ہندو مذہب کے عقائد سے منحرف ہوئے اور الگ مذہب کے نام سے اپنی پہچان کروائی اسی وجہ سے ہر دو مذاہب ہندوؤں سے الگ سمجھے جاتے ہیں۔لہٰذا قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان بنیادی عقائد میں اختلاف کی وجہ سے الگ الگ مذہب کا پیروکار سمجھنا چاہیے۔''

قارئین کے لیے یہ بات انتہائی توجہ کی حامل ہے۔اس کتاب میں مسیحی برادری کی لیڈرشپ کی طرف سے جس طرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے دفاع میں قادیانیت کا تعاقب کیا ہے جیسا کہ مصنف H.A.Walter کی تصنیف ''احمدیہ موومنٹ'' کا تجزیہ کرتے ہوئے حوالہ دیتے ہیں:

"The opinions on this point concerning him may be summed up under three judgments: (1) that he is a concious deceiver, (2) that he is insane, (3) that he is self-deluded"

(Griswold, 1902; Walter, 1918, p.21).

''اس کے (یعنی مرزا قادیانی) کے بارے میں جتنی بھی باتیں ہیں ان سبھی سے تین اہم نتائج کا استخراج ہوتا ہے ① یہ شخص جانتے بوجھتے دھوکہ دہی کرتا ہے ② یہ شخص پاگل ہے ③، یہ مخبوط الحواس ہے۔

(گرس ولڈ، 1902ء والٹر 1918ء ص 21)

مصنف نے اس کتاب میں تقریباً تیس کے قریب برطانوی اراکین پارلیمنٹ کی طرف سے شائع کردہ ''۔۔۔ Suffocation of the Faithful'' جیسی فتنہ انگیز رپورٹ کا تجزیہ کر کے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی طرف سے بیرونی طاقتوں کے اشتراک کے ساتھ مذموم پراپیگنڈا کو بھی آشکارا کیا ہے۔

اس کتاب میں مصنف نے پاکستان کی ہائی کورٹ، سپریم کورٹ اور وفاقی شرعی عدالت میں کیے گئے فیصلوں کو بھی موضوع بحث بنایا ہے۔مصنف، سپریم کورٹ کے ایک کیس (ظہیر الدین بنام ریاست 1993) کا حوالہ دیتے ہیں کہ:

''یہ بات واضح ہے کہ عمداً ٹریڈ مارک یا تجارتی ناموں مخصوص املاک کے ناموں وغیرہ کا اپنے مقاصد کے لیے ایسا استعمال کہ جس سے دیگر لوگ اس چیز کو اصل ٹریڈ مارک یا مخصوص نام سمجھ کر اُسے خریدنے پر مائل ہوں، قانوناً جرم ہے اور ایسا کام کرنے کا مرتکب شخص نہ صرف سزا اور جرمانے کا مستوجب ہوگا بلکہ اُسے نقصان کی تلافی بھی کرنا ہوگی۔ اور آئندہ کے لیے اُن افراد یا اشخاص کو پابند کرنا لازم ہوگا۔ باقاعدہ حکمنامہ جاری کیا جائے گا اور جس کا اطلاق چھوٹی سے چھوٹی اشیاء پر بھی ہوگا۔ مثال کے طور پر کوکا کولا کمپنی کسی کو یہ اجازت نہ دے گی کہ وہ کوکا کولا کا مشروب، چاہے چند اونس کی مقدار ہی میں کیوں نہ ہو، اپنی بوتلوں یا دیگر اقسام کی پیندے والی اشیاء یا ظروف میں ڈال کر کوکا کولا کے نام سے فروخت کرے، یہ قانوناً جرم تصور ہوگا، جس کی سزا میں قید اور جرمانہ شامل ہیں۔ اس ضمن میں قوانین واضح ہیں: نہ دھوکہ دیجیے نہ دھوکہ کھائیے اور نہ دوسروں کے مالکانہ حقوق کی خلاف ورزی کیجئے۔''

(ظہیر الدین بنام ریاست:1993)

میں سمجھتا ہوں ہماری ذمہ داری ہے کہ اس کتاب کو ہر سطح پر پہنچایا جائے۔ تاکہ لوگوں کے سامنے حقائق پہنچ سکیں۔ اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی جغرافیائی و نظریاتی سرحدوں کو خطرات کا جائزہ لیا جائے اور ان کا حل نکالا جائے۔

میں دعا گو ہوں کہ مصنف کو اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شر سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

دعا گو

حافظ ناصر الدین خان خاکوانی

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

جماعت احمدیہ، مذہبی، سماجی اور سیاسی جہات

حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری دامت برکاتہم
صدارتی ایوارڈ یافتہ ستارہ امتیاز، چیئرمین قرآن بورڈ پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

یہ اسلام کا بنیادی، اساسی اور اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو آخری نبی اور رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی قصرِ نبوت کی وہ آخری اینٹ ہے جن کی بعثت سے نبوت کی عمارت پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے، لہٰذا آپ ﷺ کے بعد کوئی برحق نبی اور رسول مبعوث نہیں ہوسکتا۔

البتہ آپ ﷺ کے فرمان کی روشنی میں متعدد ایسے لوگ دنیا میں آئیں گے جو نبوت ورسالت کا دعویٰ کر کے حریمِ نبوت میں نقب زنی کی کوشش کریں گے، چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ آپ ﷺ کی دیگر پیشین گوئیوں کی طرح یہ پیشین گوئی بھی حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی اور اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں متعدد جھوٹے دعویدارانِ نبوت سامنے آئے اور امت کی اجتماعی دانش نے ہر ایسے متنبی کے دعوائے نبوت کو اجتماعی اور اجماعی طور پر مسترد کیا۔

ان مدعیانِ نبوت میں سے ایک نام مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے جس نے مختلف ادوار میں بتدریج مجدد، مہدی، ظلی نبی، بروزی نبی، مسیح موعود اور محمد ﷺ ہونے کا دعویٰ کیا۔

علمائے اُمت نے اپنا فرض منصبی ادا کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ اس کے تمام دعاوی کا ذبہ کا دجل وفریب آشکار کیا بلکہ منکرین ختم نبوت کے خلاف ایک زبردست تحریک چلائی جس کے نتیجے میں پاکستان سمیت کئی اسلامی ممالک میں قادیانیوں کو سرکاری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

صدر ضیاء الحق مرحوم کے زمانے میں امتناعِ قادیانیت آرڈیننس نافذ ہوا تو اس وقت کے

قادیانی خلیفہ مرزا طاہر احمد نے برطانیہ میں پناہ لے کر اسلام اور پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی شروع کردی، قادیانیوں کے اس پروپیگنڈے کے رد کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے لندن میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد کی اور لندن ہی کے ایک علاقے سٹاک ویل میں ''ختم نبوت سنٹر'' کے نام سے ایک ٹرسٹ قائم کیا جس کے روح رواں اس وقت جناب طٰہٰ قریشی صاحب زید مجدہم اور جناب مفتی محمد اسلم صاحب (امیر جمعیۃ العلماء برطانیہ) ہیں۔

جناب طٰہٰ قریشی صاحب برٹش ایمپائر یو کے، کے ممبر ہیں اور ہمارے بزرگوں خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید نفیس الحسینی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمۃ اللہ علیہ سمیت کئی دیگر علمائے کرام واولیائے عظام کے صحبت یافتہ ہیں۔

2018ء میں مرکز ختم نبوت لندن کی دعوت پر ختم نبوت کانفرنس لندن اور برمنگھم میں شرکت کے لیے شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم اور میں برطانیہ کے دورہ پر گئے۔اس موقع پر حضرت شیخ الاسلام نے خواہش کا اظہار کیا کہ انگریزی زبان میں ایک کتاب مسئلہ ختم نبوت اور قادیانیت کے سیاسی وسماجی جہات پر تالیف کی جائے۔جو آج کے تعلیم یافتہ طبقے ،بالخصوص عدلیہ، بیوروکریسی اور سیاستدانوں کو یہ مسئلہ سمجھنے میں مدد دے،مصنف مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے انگریزی زبان میں

AHMADISM: A RELIGIO-SOCIO-POLITICAL PERSPECTIVE
IN THE UK-PAKISTAN CONTEXT

کے نام سے کتاب کا پہلا اور دوسرا ایڈیشن یکے بعد دیگرے 2022 میں، پنجاب یونیورسٹی لاہور سے شیخ زید اسلامک سنٹر کے زیر اہتمام شائع کر کے پیش کر دیا۔

زیر نظر کتاب اسی کا اُردو ترجمہ مع ضروری ترمیمات واضافہ جات کے ساتھ ''جماعتِ احمدیہ، مذہبی، سماجی اور سیاسی جہات (برطانیہ اور پاکستان کے تناظر میں) کے نام سے شائع ہو رہی ہے۔

اس کتاب کا انداز واسلوب انتہائی شائستہ، سلجھا ہوا اور ''ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة'' کے عین مطابق ہے، جو قادیانی عوام کو دعوتِ فکر دے رہا ہے اور دوسری طرف

برطانیہ اور پاکستان میں بڑے حکومتی و ریاستی عہدوں پر براجمان ان لوگوں کے سامنے قادیانیوں کی حقیقت کو طشت از بام کر رہا ہے جو قادیانی مذہب کی حقیقت سے نا آشنا ہیں۔

اس کتاب میں جماعت احمدیہ کے آٹھ بنیادی عقائد کو بیان کیا گیا ہے۔اور جماعت احمدیہ کی ابتدا، اس کی سیاسی وسماجی سرگرمیوں، اور اُمت پر ان کے مضر اثرات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔اس کتاب میں احمدیت اور متعدد دیگر مذاہب خاص طور پر عیسائیت اور اسلام کے عقائد بمقابلہ احمدی عقائد کے اہم تقابلی تجزیے بھی شامل ہیں، جن میں بنیادی ماخذات کا استعمال کیا گیا ہے۔بشمول قرآن پاک اور مستند احادیث نبوی نیز مرزا قادیانی اور اُس کے جانشینوں کی تصانیف سے حوالہ جات لیے گئے ہیں۔قارئین کی مدد کے لیے معلومات کو قابل فہم اور آسان انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

مصنف زید مجد ہم نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ جس طرح بدھ مت اور سکھ مذہب، ہندومت سے نکلے ہیں لیکن اب یہ اپنی الگ شناخت رکھتے ہیں اور کوئی بھی ہندومت کا پیروکار بدھ اور سکھ مت کے پیروکاروں کو یہ اجازت نہیں دے سکتا کہ وہ خود کو ہندو کہلوائیں اور جس طرح مورمنز، مونیز، جہوواز وٹنسز اور سائنٹولوجسٹس وغیرہ خود کو عیسائی کہلواتے ہیں لیکن عیسائیت کا مرکزی دھارا ان کے اس دعوے کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے بعینہٖ اسی طرح قادیانی حضرات کے دعوائے مسلمانی کو مسلمانوں کی اجتماعی دانش اجماعی طور پر مسترد کرتی ہے۔

جیسا کہ مصنف لکھتے ہیں:

> ''اسلامی تعاون کی تنظیم (OIC) اور ورلڈ مسلم لیگ (WML) رابطہ العالمی الاسلامی نے جماعت احمدیہ کو اسلام کے بنیادی عقائد سے انحرافات کی بنیاد پر دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔کئی مغربی ممالک 'انسانی حقوق' اور 'مذہبی آزادی' کے نام پر قادیانی جماعت کی حمایت کرتے ہیں، جو کہ ایک دھوکہ ہے۔حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو عیسیٰ علیہ السلام، محمد ﷺ، کرشنا، گرو نانک اور بدھا قرار دے کر عیسائیوں، مسلمانوں، ہندوؤں، سکھوں اور بدھ مت کے پیروکاروں کے حقوق اور مذہبی شناخت کو سلب کرنے کی کوشش کی ہے جو کہ کسی بھی مہذب معاشرے میں قابل قبول عمل نہیں ہے۔''

ایک عرصے سے اس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ قادیانیت کے موضوع پر کوئی ایسی کتاب موجود ہونی چاہیے جو مناظرانہ ومجادلانہ اسلوب کی بجائے داعیانہ انداز میں ہو جسے عام مسلمان بلکہ قادیانی عوام بھی اپنے مطالعے میں لاتے ہوئے وحشت محسوس نہ کریں۔جناب طٰہٰ قریشی صاحب کی یہ تصنیف اس ضرورت کو بدرجۂ اولیٰ پورا کرتی ہے۔

دعا گوودعاجو:

(مولانا) محمد حنیف جالندھری

صدارتی ایوارڈ یافتہ ستارہ امتیاز

صدارتی ایوارڈ یافتہ ستارہ امتیاز

چیئرمین قرآن بورڈ پنجاب

مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

سابقہ رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

10ذی الحجہ 1444ھ۔۔۔29جون 2023ء

حروفِ تحسین

حضرت حافظ سید محمد کفیل بخاری زید مجدہٗ

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

دنیا میں مختلف مذاہب موجود ہیں اور اُن کے پیروکار اپنے اپنے مذہب کی شناخت کے ساتھ متعارف ہیں۔کسی عیسائی، یہودی، ہندو، بدھسٹ اور سکھ نے کبھی مسلمانوں کی مذہبی شناخت کے ساتھ اپنے آپ کو متعارف نہیں کرایا۔

جماعتِ احمدیہ (قادیانی) دنیا کا واحد گروہ ہے جو اسلام کی حزبِ مخالف ہونے کے باوجود اپنے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لیے اپنی شناخت اسلام سے منسوب کرنے پر بضد ہے۔اس گروہ کی اپنی کوئی مذہبی شناخت نہیں۔لہٰذا یہ مسلمانوں کی شناخت کو چوری کر کے پوری دنیا کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے۔یہ ایک بہروپ ہے جو اسلام کا روپ دھار کر پوری دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔اس گروہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے صرف اپنے پیروکاروں کو حقیقی مسلمان اور پوری امت مسلمہ کو کافر قرار دیا ہے۔اس نے اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کا انکار کیا۔اور خود نبوت کا دعویٰ کر کے جھوٹ، فریب اور دھوکہ دہی کے اجتماعی کاروبار کو فروغ دیا۔

قادیانیت یا احمدیت کی تاریخ وعقائد پر بہت کچھ لکھا گیا اور آئندہ بھی لکھا جاتا رہے گا۔ ضرورت تھی کہ اسلام اور پاکستان دشمن اس گروہ کے مختلف پہلوؤں کا تاریخی و تحقیقی مطالعے کی روشنی میں حقیقت پسندانہ تجزیہ کیا جاتا۔

مصنف لکھتے ہیں کہ:

> ''قادیانیوں کی متشدد، انتہا پسندانہ اور مبینہ دہشت گردی کے واقعات کا جائزہ بھی لیا گیا ہے، بالخصوص اس صورتِ حال کا کہ پاکستان کے شہر ربوہ (حال چناب نگر) میں 1974ء میں نشتر میڈیکل کالج کے مسلمان طلبا کو قادیانی قیادت کے حکم پر ٹرین

سے نکال کر سخت تشدد کا نشانہ بنایا گیا جو کہ پاکستان کے آئین میں ترمیم کا موجب بنا اور احمدیوں کے تمام گروہوں (قادیانی، لاہوری) کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔''

جناب طٰہٰ قریشی (ممبر برٹش ایمپائر، یوکے) نے اس موضوع پر نہایت وسیع مطالعہ و تحقیق کے بعد احمدیت (قادیانیت) کے اعتقادی، سماجی، سیاسی اور تاریخی تجزیے پر مشتمل ایک جامع انگریزی کتاب مندرجہ ذیل موضوع کے ساتھ مرتب کی ہے۔

AHMADISM: A RELIGIO-SOCIO-POLITICAL PERSPECTIVE IN THE UK- PAKISTAN CONTEXT

زیرِنظر کتاب ''جماعت احمدیہ: ایک مذہبی، سماجی اور سیاسی پہلو (برطانیہ اور پاکستان کے تناظر میں) اُن کی انگریزی کتاب کا اُردو ترجمہ ہے، لیکن اس میں کچھ نئے ابواب اور ضروری ترمیمات کا اضافہ کیا گیا ہے۔

محترم طٰہٰ قریشی نے نہایت عمیق نگاہ سے احمدیت کا مطالعہ کر کے اِس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام قادیانی، اُن کے عقائد و افکار، مذہبی، سماجی اور سیاسی شعبوں میں اُن کی مشکوک سرگرمیوں، بیانیے اور اعمال میں کھلے تضاد کو خود انہی کی کتابوں سے مستند حوالہ جات لے کر طشت از بام کیا ہے۔ جناب قریشی صاحب نے اس کتاب کے آغاز سے لے کر آخر تک جماعت احمدیہ اور اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کو عیسائیت اور اسلام کا سخت جارح کی حیثیت سے مدلل ثابت کیا ہے۔ نیز جماعت احمدیہ کے اندر جنسی اور اخلاقی بے راہ روی کو مرزا ناصر کی پوتی اور مرزا طاہر کی بیٹی سے انٹرویو لے کر اندرونی صورت حال آشکارا کی ہے۔

جماعت احمدیہ اور اسلام کے مابین واضح فرق کی بنیاد پر قارئین کے لیے اس چیز کا فہم از حد ضروری ہے کہ وہ اسلام کے بنیادی عقائد کو جان لینے کے بعد احمدیت سے اُس کا تقابل کریں۔ تھوڑی سی کدوکاوِش کے بعد وہ یہ جان لیں گے کہ اسلام کے پیروکار اور احمدیت کے پیروکار دونوں بہ یک وقت مسلمان نہیں ہو سکتے، اور مسلم ہونے کا یہی وہ دعویٰ ہے جو احمدی قیادت بھی کرتی ہے اور جس کی تائید درج ذیل قادیانی تحریر سے ہوتی ہے۔

''اب مسیح موعودؑ کا یہ دعویٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مامور ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے دو حالتوں سے خالی نہیں۔ یا تو وہ نعوذ باللہ اپنے دعویٰ میں

جھوٹا ہے اور محض افترئ علی اللہ کے طور پر دعویٰ کرتا ہے تو ایسی صورت میں نہ صرف وہ کافر بلکہ بڑا کافر ہے اور یا مسیح موعودؑ اپنے دعویٰ الہام میں سچا ہے اور خدا سچ مچ اُس سے ہمکلام ہوتا تھا تو اس صورت میں بلا شبہ یہ کفر انکار کرنے والے پر پڑے گا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے۔پس اب تم کو اختیار ہے کہ یا مسیح موعودؑ کے منکروں کو مسلمان کہہ کر مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگاؤ اور یا مسیح موعود کو سچا مان کر اس کے منکروں کو کافر جانو، یہ نہیں ہوسکتا کہ تم دونوں کو مسلمان سمجھو کیونکہ آیت کریمہ صاف بتا رہی ہے کہ اگر مدعی کافر نہیں ہے تو مکذب ضرور کافر ہے پس خدارا اپنا نفاق چھوڑو اور دل میں کوئی فیصلہ کرو۔''

(ریویو آف ریلیجنز۔شمارہ ۳،صفحہ ۱۲۳)

جناب طٰہٰ قریشی نے اپنی تحقیق سے ٹھوس دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ جماعت احمدیہ جس برطانیہ کی چھتری کے نیچے پناہ گزین ہے خود اس سے بھی مخلص نہیں۔اسی طرح پاکستان کے خلاف بھی ان کے عزائم انتہائی خطرناک ہیں۔

جناب طٰہٰ قریشی نے عالم اسلام کی عظیم علمی و دینی شخصیت حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ کی سرپرستی اور دعاؤں کے نتیجے میں اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔جو عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ احمدیت کا ایک تحقیقی مطالعہ ہے۔

تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے اداروں اور کارکنوں کے لیے بہترین معاون و مددگار اور مستند کتاب ہے۔اللہ تعالیٰ محترم طٰہٰ قریشی صاحب کی اِس کاوش کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کے لیے نافع بنائے۔(آمین)

سید محمد کفیل بخاری

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

یکم محرم الحرام:1445ھ/20 جولائی 2023ء

دارِ بنی ہاشم ملتان

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا اظہر من الشّمس ہے

جناب ڈاکٹر محمد راغب حسین نعیمی صاحب
ناظم اعلیٰ دارالعلوم جامعہ نعیمیہ، لاہور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

خاتم النبین، شافع یوم النشور، امام الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ رب العزت کے محبوب ترین نبی ہیں۔ نبوت کا سلسلہ ذھب آپ پر آ کر اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم، حدیث مبارکہ، اجماع امت سب ہی آپ کے ختمی المرتبت ہونے پر شاہد ہیں۔ آپ کا خاتم الانبیاء ہونا اظہر من الشّمس ہے کہ الفاظ میں کسی بھی طرح کی تاویل کی گنجائش نہ ہے اور توڑ مروڑ کر کسی طرح "خاتم النبیین" میں کسی اور کو شامل نہیں کیا جا سکتا ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں انیسویں صدی کے اختتام پر مرزا غلام احمد قادیانی نے اسی طرح کی کوشش کی لیکن علماء و مشائخ کے بروقت اقدام اور توجہ نے اس کے اقدام کے آگے بند باندھا۔ حتی کہ 1911ء کی انڈیا مردم شماری رپورٹ کے مطابق اِن کی تعداد 18695 تھی۔ آج پاکستان میں 1998 کی مردم شماری کے مطابق ان کی تعداد 286212 کے درمیان ہے۔ اب ان کی تعداد زیادہ سے زیادہ چار لاکھ ہوگی، اس کی بنیادی وجہ علماء و مشائخ کا ان کے بارے حقیقت پر مبنی وقیع علمی و عملی کام ہے۔

ہر دور کی ضروریات جدا جدا ہوتی ہیں۔ تحقیق کا انداز بدل جاتا ہے۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ بین الاقوامی طور پر احمدیوں کے طریق کار، کام کرنے کا انداز، اور اپنے آپ کو جو زمانے بھر میں مظلوم ثابت کرنے کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں، واضح انداز میں ثابت کرنا ہے کہ یہ مظلوم نہیں ہیں۔

پاکستان میں آئینی طور پر جب انہیں غیر مسلم قرار دیا گیا تو انہوں نے برطانیہ اور جرمنی کو اپنا مستقر بنایا۔ اسلام کے خلاف اپنے محاذ کو منظم کیا۔ ان حالات میں ایک ایسی تحقیق کی ضرورت تھی جو ان کے تمام اقدامات کا تجزیہ کرے اور حقیقی تصویر پیش کرے۔

محترم طٰہٰ قریشی صاحب MBE عرصہ دراز سے برطانیہ میں مقیم ہیں۔علماء ومشائخ سے یک گونہ تعلق رکھتے اور نبھاتے بھی ہیں۔علماء کی ہی فرمائش پر انگریزی زبان میں قادیانیوں کے حوالہ سے

AHMADISM: A RELIGIO-SOCIO-POLITICAL PERSPECTIVE
IN THE UK-PAKISTAN CONTEXT

کتاب لکھی۔اب اسی کتاب کا اُردو ترجمہ جو کہ ترجمہ کی بجائے مستقل حیثیت میں کتاب ہے۔آپ کے ہاتھوں میں ہے۔اس کتاب "جماعت احمدیہ۔مذہبی، سماجی اور سیاسی جہات (برطانیہ، پاکستان کے تناظر میں) میں قادیانیوں کے حوالہ سے نئی معلومات پر مبنی تحقیق پیش کی گئی ہے۔جو اس سے پہلے اس موضوع پر لکھی گئی کتب میں نہ ہے۔قادیانیت بیک وقت اسلام،عیسائیت، ہندومت اور بدھ مت کو چیلنج کرتا ہے۔اگرچہ اپنے تئیں یہ اسلام کی چھتری استعمال کرتے ہیں۔لیکن دیگر تینوں مذاہب کو بھی ہٹ کرتے ہیں۔جبکہ یہ مذاہب انہیں جواب نہیں دیتے۔خاص طور پر عیسائی۔جبکہ عیسائی اپنے عقائد سے اختلاف رکھنے والے چھوٹے گروہوں کو عیسائی ہی تسلیم نہیں کرتے۔جبکہ مسلمانوں کے حتمی نظریہ خاتم النبیین سے اختلاف کرنے کے باوجود عیسائی حکومتیں قادیانیوں کو مسلمان ہی تصور کرتی ہیں۔جو کہ ان کا کھلا تضاد ہے۔

قادیانیت کا آغاز، تاریخ، مرزا کے دعوے، مرزا کے جھوٹ، قادیانیوں کے مختلف گروہوں،مغرب میں ان کا طریقہ کار، پاکستان میں ان کا آئینی طور پر غیر مسلم قرار دیا جانا،اس کے خلاف ان کی سازشیں، پاکستان کے خلاف ان کی ایماء پر مختلف رپورٹ اور اسی قسم کے دیگر موضوعات تحقیق کے ساتھ اس کتاب میں شامل کیئے گئے ہیں۔مذہبی اعتبار سے ان کا غیر مسلم ہونا،کثیر علماء،زعماء اور سیاسی شخصیات کی ان کے بارے میں آراء سے مزین ہے۔

خاص طور پر اس بات کو ثابت کیا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ کا قادیانی گروپ ایک

کلٹ (CULT) کے خصائص کا حامل ہے۔ اور اپنے مقاصد کی براری کیلئے یہ دھونس، دھاندلی، زور آزمائی اور غیر قانونی اقدامات سے بھی دریغ نہیں کرتے ہیں۔ اگر کوئی قادیانی یا احمدی حقائق کی تلاش کرنے کی کوشش کرے تو اس کا جینا حرام کر دیا جاتا ہے۔ کئی سابق قادیانیوں کے ساتھ ہونے والے واقعات اس کی روشن مثال ہیں۔ اس کتاب کا ایک اہم پہلو یہ بھی کہ یہ سوچنے پر مجبور کرتی ہے کہ قادیانیت/احمدیت کیا ہے۔ اور کس طرح یہ اسلام کی پشت میں چھرا گھونپتے ہیں۔ اس کتاب کا اسلوب داعیانہ ہے۔ اس ضمن میں ایک اہم سوال ہے کہ کیا ان کے ساتھ مکالمہ کی بنیاد پر تبلیغی مساعی ہونی چاہیں کہ نہیں۔ اب مبلغین سمجھتے ہیں کہ ان سے اعراض کی پالیسی ترک کر کے انہیں دین حقہ کی تعلیمات سے آگاہ کیا جائے اور ان میں سے جو واپس دائرہ اسلام میں آجائے تو اس کا خیر مقدم کیا جائے۔

اس کتاب کی تیاری اور منظر عام پر لانے کیلئے جناب طٰہٰ قریشی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں۔ انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، پنجاب یونیورسٹی کے زیر نگرانی اس کتاب کی اشاعت لائق تحسین ہے۔ اللہ رب العزت کے حضور التجاء ہے کہ خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کے اہم وصف "ختمی المرتبت" کی حفاظت کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

ڈاکٹر محمد راغب حسین نعیمی
ناظم اعلیٰ دار العلوم جامعہ نعیمیہ، لاہور
ممبر اسلامی نظریاتی کونسل۔ پاکستان
چیئرمین متحدہ علماء بورڈ۔ پنجاب

عقیدۂ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ
ڈائریکٹر، شیخ زاید اسلامک سنٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور

دینِ اسلام، عقائد و عبادات کے اس مجموعے کا نام ہے جس کی توضیح اللہ تعالیٰ نے کلام الٰہی میں فرمادی ہے اور جس کی تکمیل نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ نے اپنے فرامین کے ذریعے کردی ہے۔ یہ دین ہدایت ہے ہر اس شخص کے لیے جس کا تعلق بنی نوع انسان سے ہے، جب تک دین کو انہی دو بنیادی ذرائع (قرآن حکیم اور فرمان نبویؐ) سے سمجھنے کی کوشش نہیں کریں گے، دین مکمل نہ ہوگا۔ صدرِ اول میں جس عقیدہ پر امت مسلمہ کا اتفاق و اجماع ہوا وہ ''عقیدۂ ختم نبوت'' ہے۔ جس کا سیدھا سا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور قیامت تک آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ ختم نبوت کے اس عقیدے پر قرآن کریم کی ایک سو سے زاید آیات اور رسول اکرم ﷺ کے دوسو کے قریب فرامین دلالت کرتے ہیں۔

خود نبی محترم ﷺ کی زندگی کے آخری دور میں مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور نبوت میں شراکت کے لیے براہِ راست خط لکھا، رسول اکرم ﷺ نے خط کے جواب میں اُسے ''کذاب'' کے لقب سے مخاطب کیا، اس طرح وہ 'مسیلمہ' سے 'مسیلمہ کذاب' بن گیا۔ آپ ﷺ نے نبوت و رسالت کو خالصتاً اللہ تعالیٰ کا فضل قرار دیا۔ گویا آپؐ نے اس مسئلہ کو ہمیشہ کے لیے حل کردیا، مگر اس کے باوجود اُمت میں ایسے گمراہ افراد بھی نظر آتے ہیں جنہوں نے عقیدۂ ختم نبوت میں نقب زنی کی ہے۔ انہی میں سے ایک نمایاں نام مرزا غلام احمد قادیانی (1839ء-1908ء) ہیں۔ جن کا تعلق سرزمین ہند سے ہے۔

اُمت مسلمہ نے عقیدۂ ختم نبوت پر کبھی مداہنت سے کام نہیں لیا اور اس عقیدہ پر صدرِ اول کی طرح ہمیشہ اجماع کا اظہار کیا، جس کی تائید حکومت پاکستان کے آئین 1973ء سے ہوتی ہے۔ وہ

افراد ہمارے شکریے کے مستحق ہیں جو عقیدۂ ختم نبوت پر دفاع کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ دفاع خواہ وہ اپنی زبان سے کر رہے ہیں یا قلم و قرطاس سے یا پھر اپنے مال سے۔

محترم طٰہٰ قریشی صاحب کا شمار بھی انہی لوگوں میں ہوتا ہے جو گزشتہ کئی عشروں سے اس قلمی جہاد کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں، بالخصوص ایسے ملک میں بیٹھ کر جہاں قانون کی حکمرانی اور اظہار رائے کی آزادی کو مثال بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب ''جماعت احمدیہ۔ مذہبی، سماجی وسیاسی جہات'' جو کہ اصلاً

AHMADISM: A RELIGIO-SOCIO-POLITICAL PERSPECTIVE
IN THE UK-PAKISTAN CONTEXT

کا اُردو ترجمہ ہے جس میں ضروری ترمیمات واضافہ جات کیے گئے ہیں۔ اس کتاب میں مصنف نے برطانیہ اور پاکستان کے پس منظر میں جماعت احمدیہ کی مذہبی، سیاسی وسماجی سرگرمیوں کا مفصل جائزہ لیا ہے۔ تاکہ نئی نسل کو اس گمراہی سے بچایا جاسکے جو وہ ''سادہ لوح مسلمانوں'' کو اپنی مظلومیت اور اظہارِ رائے پر پابندی کے شاندار نعرے سے متوجہ کر رہے ہیں۔ مصنف نے اس کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی تحریروں سے یہ ثابت کیا ہے کہ انہوں نے محض مجدد، مسیح موعود اور پیغمبر ہونے کا دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ اُمہات المومنین، اہل بیت، خلفاء اور صحابہ کرامؓ جیسی مقدس اصطلاحات کو بھی اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کیا ہے۔ علاوہ ازیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بھی گستاخی کرتے نظر آتے ہیں اور تو اور ہندوؤں کے مشہور اوتار کرشن جی مہاراج سے بھی اپنے آپ کو موسوم کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کرشن جی کو بھی اپنے قلم کا نشانہ بناتے ہیں۔

جماعت احمدیہ (قادیانی) ملک پاکستان میں عموماً اور بیرون ملک خصوصاً یہ تاثر پھیلا رہے ہیں کہ اصلاً قادیانی گروہ ہی محض نبوت مرزا کے قائل ہیں۔ لاہوری اور دیگر ایسے نہیں ہیں۔ اس دعوے کے ذریعے وہ پھر سے اُمت کے سوادِ اعظم کا حصہ بننا چاہتے ہیں۔ حالانکہ قادیانیوں کا کوئی بھی گروہ ہو، وہ مرزا قادیانی کو ہی اپنا مذہبی پیشوا مانتا ہے۔ اور اسی کے دعاوی پر یقین رکھتا ہے۔

فاضل مصنف نے نہایت تفصیل کے ساتھ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحاریر وتصانیف میں شائع کردہ دعاوی کی وضاحت کر کے ان کے گروہوں اور نظریات پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے۔ مصنف کا

اصلاً تعلق پاکستان سے ہے۔مگر اس وقت طویل عرصے سے برطانیہ میں مقیم ہیں،اسی وجہ سے انہوں نے برطانیہ میں قادیانیوں کی مذہبی اور سماجی سرگرمیوں کا ناقدانہ جائزہ لیا ہے۔اسی طرح وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قادیانیت کی تاریخ اور نشو وارتقاء پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔بالخصوص تحریک تحفظ ختم نبوت،جس کے نتیجے میں آئینی ترمیم 1974 اور امتناعِ قادیانیت آرڈیننس 1984 وجود میں آئے،کو بھی موضوع بحث بنایا ہے۔

مصنف ہر طبقے سے مکالمے پر یقین رکھتے ہیں،ہمارا بھی ایمان یہی ہے کہ اصلاح ودعوت کے ذریعے قادیانیوں کو مکالمے کی دعوت دی جائے۔جس سے جماعت احمدیہ اور اس سے وابستہ افراد کو مرزا غلام احمد قادیانی کے ایسے دعاوی اور تحریرات (جس سے نبی آخرالزمان کی نبوت اور عصمت پر حرف آتا ہے۔یا دیگر مقدس شخصیات کی توہین کا پہلو نکلتا ہے۔) کو سمجھنے اور ان کفریہ عقائد سے برأت کا اعلان کرنے میں مدد ملے گی۔

پھر اُمت ان (قادیانیوں) کو سوادِ اعظم میں خوش آمدید کہے گی۔کیونکہ توحید ورسالت کے اقرار کے ساتھ عقیدہ ختم نبوت پر یقین ایمان کا جزو لازم ہے۔بقول علامہ محمد اقبالؒ:

؎ لا نبی بعدی ، ز احسان خداست
پردۂ ناموس دین مصطفیٰ است

(رموزِ بے خودی)

مصنف کتاب محترم طٰہٰ قریشی صاحب کو بہت مبارک باد اور ڈھیروں دعائیں کہ انہوں نے بہت اہم موضوع پر قلم اُٹھایا ہے اور اُمت مسلمہ کی ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔شیخ زاید اسلامک سنٹر لاہور،اس کتاب کو قارئین کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ
ڈائریکٹر،شیخ زاید اسلامک سنٹر
پنجاب یونیورسٹی لاہور
۲۵ محرم الحرام ۱۴۴۵ھ

قارئین کے لیے ایک پیغام

اس کتاب کا مقصد عوام الناس کے درمیان علمی بحث کے ذریعے مختلف طبقات کے مابین روز افزوں انتہا پسندی، تفرقے اور نفرت کو روکنا اور آپس میں مکالمے کی اہمیت کو بڑھانا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ مسلمان اور غیر مسلم کمیونٹی، بشمول جماعت احمدیہ کے اراکین، جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہبی، سماجی اور سیاسی عقائد و نظریات کے بارے میں وضاحت کے خواہاں ہیں۔ براہ کرم یہ اصطلاحات نوٹ کرلیں کہ احمدیت/ احمدیہ/ احمدی/ احمدیہ تحریک/ جماعت احمدیہ، قادیانی، مرزائی، لاہوری ایک دوسرے کے متبادل کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ آئندہ آنے والے صفحات میں جب جماعت احمدیہ کے مختلف بارہ گروہوں کے بارے میں گفتگو یا بحث ہوگی تو قادیانی اور لاہوری جیسی اصطلاحات بھی استعمال ہوں گی۔ یہ یاد رہے کہ یہ کتاب زیادہ تر جماعت احمدیہ کے قادیانی گروہ کا جائزہ لیتی ہے۔

قادیانی گروہ کے بارے میں تفصیلات بنیادی طور پر احمدی ذرائع ابلاغ کے اقتباسات سے لی گئی ہیں۔ جس میں جماعت احمدیہ کے قادیانی اور لاہوری گروپوں کے ممتاز موجودہ و سابق ممبران سے گفتگو بھی شامل ہے جنھیں قادیانیت کے بارے میں اندرونی نقطۂ نظر فراہم کرنے کا اعتماد حاصل ہے۔ مصنف کی متعدد ملاقاتیں قادیانیوں کے تیسرے جانشین مرزا ناصر احمد کی پوتی ندا النصر اور مرزا طاہر احمد کی بیٹی فائزہ بی بی کے علاوہ کئی اہم شخصیات سے بھی ہوئیں۔ مسلم کمیونٹی تمام احمدی گروہوں (قادیانی، لاہوری اور دیگر) کی فلاح و بہبود کے بارے میں متفکر رہتی ہے۔ اس کتاب کا مقصد مختلف مذاہب اور عقائد کے لوگوں کے درمیان کسی قسم کی منافرت پیدا کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد دونوں فریقوں [احمدیوں اور غیر احمدیوں (عیسائیوں اور مسلمانوں)] کے نقطۂ نظر کو ممکنہ حد تک معروضی طور پر پیش کرنا ہے اس ضمن میں کوئی بھی غلط فہمی نادانستہ تصور ہوگی۔ مسلمان ہونے کی وجہ سے ہماری اخلاقی، سماجی اور مذہبی ذمہ داری ہے کہ سوسائٹی میں رہتے ہوئے ایک دوسرے کو مخلصانہ مشورہ دیں، اس لیے یہ کتاب جماعت احمدیہ کے بنیادی سماجی، مذہبی سیاسی عقائد اور نظریات (خاص طور پر جماعت احمدیہ کے قادیانی گروپ کے پیروکاروں) کے بارے میں انتہائی باریک بینی سے محققانہ مواد پیش کرتی ہے۔ مصنف سچ کی تلاش میں سب کے لیے نیک خواہشات کا خواہاں ہے۔

مصنف

تعارف

عقائد اور مذاہب کا ظہور کوئی نئی بات نہیں ہے۔ زیادہ تر مذاہب میں کچھ بنیادی عقائد ہوتے ہیں جو ان کی تبلیغ میں مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ دنیا کے بڑے مذاہب بشمول یہودیت، عیسائیت، اسلام اور ہندومت میں مختلف عقائد ہیں جو ایک دوسرے سے جداگانہ تصور پیش کرتے ہیں۔ کچھ اعلیٰ ہستی یعنی ایک خدا ہی پر یقین رکھتے ہیں۔ جبکہ کچھ بہت سارے خداؤں کی پوجا کرتے ہیں۔

کئی دفعہ ایسے ہوا ہے کہ ایک مذہب سے دوسرا مذہب جنم لیتا ہے اور علیحدہ ہونے والا مذہب پہلے والے مذہب سے اپنے آپ کو الگ شناخت دیتا ہے تا کہ لوگ کسی اُلجھن میں نہ پڑیں۔ مثال کے طور پر، سکھ مت اور بدھ مت دونوں ہندومت سے پروان چڑھے۔ لیکن ایک خطے میں ساتھ رہنے کے باوجود وہ اپنی اپنی الگ شناخت سے معروف ہیں۔ لہٰذا، اس بارے میں متعلقہ مذاہب کے پیروکاروں یا دوسرے مذاہب کے ماننے والوں میں کوئی الجھن (کنفیوژن) نہیں ہے۔

یہ بات انتہائی ناقابل فہم ہے کہ ایک گروہ اپنا نیا مذہب اور اس کے بانی پر یقین رکھنے کے ساتھ ساتھ کسی ایسے مذہب کا مدعی بھی ہو جو اس نئے مذہب کے آغاز سے پہلے ہی موجود تھا۔ مثال کے طور پر، جہو واز وٹنیسز (Jehovah's Witnesses) کمیونٹی خود کو عیسائیت کے فرقے کے طور پر پیش کرتی ہے لیکن عیسائی سوادِ اعظم نے اس گروہ کو عقیدہ تثلیث کے انکار کی وجہ سے مسترد کر دیا ہے۔ مزید برآں عیسائی کی بجائے، جہو واز وٹنیسز (Jehovah's Witnesses) کی ایک نئی اصطلاح استعمال کی گئی ہے، اسی طرح مونیز (Moonies)، مورمنز (Mormons) اور سائینٹولوجسٹس (Scientologists) جیسے گروہ بھی معرض وجود میں آئے۔ لیکن انھیں بھی عیسائیت کے بنیادی عقائد (تثلیث وغیرہ) سے انکار کی وجہ سے عیسائی سواد اعظم کی طرف سے مسترد کر دیا گیا ہے، انھیں کبھی بھی حکومتی اداروں کی جانب سے عیسائیوں پر مسلط نہیں کیا گیا ہے کہ وہ عیسائیت کے اندر ایک فرقہ کے طور پر قبول کیے

جائیں۔اسی طرح احمدیت مبینہ طور پر ایک خودساختہ مذہبی تحریک ہے جو یہ حقیقتاً ایک سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے انیسویں صدی میں ہندوستان میں برٹش راج کے وقت اُبھری۔اب احمدیوں کے تقریباً12 گروپ ہیں،جن میں قادیانی اور لاہوری گروپ زیادہ مشہور ہیں جو کہ 1914 میں احمدیت کی گروپ بندی کے نتیجے میں بنے۔احمدیوں کے قادیانی گروہ کے چوتھے سربراہ مرزا طاہر احمد نے پاکستان سے 1984 میں فرار ہونے کے بعد جنوبی لندن کے ایک علاقے مورڈن (MORDEN) میں اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کیا۔

یہ کتاب پاکستان اور برطانیہ کے تناظر میں قادیانیت کے مذہبی،سماجی اور سیاسی پہلو کا جائزہ لے گی۔اس کتاب میں قادیانیت کا دوسرے مذاہب بالخصوص عیسائیت اور اسلام کے بانیوں کے حوالے سے ہرزہ سرائی کا جائزہ لیا گیا ہے۔ احمدیوں کے قادیانی گروہ کو خاص طور پر زیر بحث لایا گیا ہے۔کیونکہ وہ احمدی گروہوں میں سب سے زیادہ متنازعہ ہے۔ایک عیسائی امریکی مصنف (H.A.Walter,1918) کے مطابق 1839ء میں انڈیا میں پیدا ہونے والے جماعت احمدیہ کے بانی نے اپنے آپ کو" مرزا غلام احمد قادیانی " کے طور پر متعارف کروایا اور یہی نام جماعت احمدیہ کی اہم ترین کتب 'تذکرہ' اور 'روحانی خزائن' پر مصنف کی حیثیت سے لکھا گیا ہے۔(ضمیمہ نمبر 8-9)

مزید یہ کہ اس کتاب کے مندرجات کو سمجھنے کے لئے انگریزی اصول کے مطابق ان کا پہلا نام ''مرزا'' یا آخری نام ''مسٹر قادیانی'' یا پہلا اور آخری نام ملا کر ''مرزا قادیانی'' استعمال کیا جائے گا۔مرزا صاحب نے مختلف اوقات میں اللہ کے نبی اور رسول ہونے کے ساتھ ساتھ عیسیٰ علیہ السلام، محمد ﷺ۔ اور مہدی علیہ الرضوان ہونے کے دعاوی بھی کیے۔

دنیا بھر کے مسلمان احمدیت کو اسلام کے طور پر تسلیم نہیں کرتے اور انھیں خودساختہ مسلمان کہتے ہیں۔ایسا کیوں ہے؟ اسلام جو آفاقی مذہب ہے اور ہمیشہ سے ہے، اُمتِ محمدیہ ﷺ کے لیے جس کی بنیاد 611ء میں بعثت نبوی ﷺ کے موقع پر رکھی گئی ہے۔اس کے اصول، طرز عمل اور عقائد دنیا بھر کے 1.8 بلین مسلمانوں کو ایک شناخت دیتے ہیں۔اور احمدیوں کی تعداد پوری دنیا میں ایک ملین سے زیادہ نہیں ہے۔اور احمدیت، اسلام کے کئی سو سال بعد انیسویں صدی (1901) میں

ہندوستان کے قصبے قادیان میں معرض وجود میں آئی۔اور بانی جماعت احمدیہ چودہ سو سال پرانے مذہب کے ماننے والوں (یعنی مسلمانوں) کو کافر قرار دیا،اور اسلام کے بانی حضرت محمد ﷺ کی مسند پر خود کو بٹھانے کی کوشش کی۔جو کہ کسی صورت میں کوئی بھی مہذب معاشرہ قبول نہیں کرے گا۔

اس کتاب میں جماعت احمدیہ کے عیسائیت اور اسلام پر رقیق حملوں کا تفصیلی تجزیہ لیا گیا ہے تا کہ مرزا قادیانی کے عقائد،نظریات اور دعاوی کی وجہ سے پیدا ہونے والے اشکالات کی نشاندہی کر کے اس کا حل تلاش کیا جائے،جو کہ مختلف طبقات کے درمیان امن وامان کی فضا کا سبب بنے گا۔مزید یہ کہ مغرب میں چند اداروں اور افراد کی جانب سے 'انسانی حقوق' اور 'مذہبی آزادی' کی آڑ میں قادیانیوں کی طرف سے مسلمانوں کی شناخت چوری کرنے کی واردات کو تحفظ دینے کی کوششوں اور سہولت کاری کو بھی چیلنج کیا گیا ہے۔ذیل میں جماعت احمدیہ کی مستند اور معروف کتب سے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جانشینوں کے دعاوی مختصراً حوالہ جات کے ساتھ نقل کیے جا رہے ہیں تا کہ قاری شروع ہی سے جماعت احمدیہ کی طرف سے پیدا کیے گئے اُلجھاؤ کو سمجھنے کے قابل ہو سکیں۔

بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی پیش ہیں

شمار	دعاوی	حوالہ
1	صرف احمدیت ہی "حقیقی اسلام" ہے۔	(انوار العلوم، ج8 ص113، از مرزا بشیر الدین محمود)
2	مرزا غلام احمد قادیانی کو "خدا کی طرف سے وحی اور الہام ہوئے" جو اُن کی کتاب تذکرہ میں جمع ہیں۔	(تذکرہ، مجموعہ وحی والہامات از مرزا قادیانی)
3	مرزا غلام احمد قادیانی "خدا تعالیٰ کے رسول اور نبی ہیں"۔	(حقیقت الوحی ص102، 387 مندرجہ روحانی خزائن، جلد22 ص105، 503۔از مرزا قادیانی)
4	مرزا غلام احمد قادیانی کو "نبی نہ ماننے والے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"۔	(تذکرہ، مجموعہ وحی والہامات، ص519، 280۔طبع چہارم از مرزا قادیانی) (آئینہ صداقت ص35، مندرجہ انوار العلوم، جلد6 ص110، از مرزا محمود)

5	مرزا غلام احمد قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی (مسیح موعود) دوسری آمد ہیں۔	(کشتی نوح،ص46،48۔روحانی خزائن جلد19 ص 49،52۔ازمرزا قادیانی)
6	مرزا غلام احمد قادیانی ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر حیثیت میں مبعوث ہوئے''۔	(دافع البلاء،ص20،روحانی خزائن،جلد18ص240۔ ازمرزا قادیانی))تریاق القلوب ص89روحانی خزائن، جلد15ص217۔ازمرزا قادیانی)
7	مرزا غلام احمد قادیانی،''محمد(ﷺ) کی دوسری آمد ہیں''۔	(ایک غلطی کا ازالہ ص4،10،12روحانی خزائن جلد 18ص207، 212۔ازمرزا قادیانی)
8	مرزا غلام احمد قادیانی،''محمد(ﷺ) سے بہتر حیثیت میں مبعوث ہوئے ہیں''۔	(خطبہ الہامیہ ص182،روحانی خزائن جلد16ص271،272) (الفضل قادیان شمارہ نمبر5 جلدنمبر10۔17 جولائی 1922)
9	مرزا صاحب کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ''وہ ہندو عقیدے کے اوتار یعنی کرشنا ہیں''۔	(لیکچر سیالکوٹ ص24،25روحانی خزائن جلد20ص228 ازمرزا قادیانی)

مرزا صاحب کے مندرجہ بالا دعاوی کے برعکس اسلامی نقطۂ نظر

مرزا صاحب کے ان دعووں کے برعکس دنیا بھر کے 1.8 بلین مسلمان مرزا صاحب کے مندرجہ بالا دعاوی کو بالکل باطل قرار دیتے ہیں۔

مسلمانوں کے عقائد:

شمار	اسلامی عقیدہ
1	اسلام مسلمانوں کا ٹریڈ مارک اور ان کی شناخت ہے۔مسلمان محمد ﷺ کو آخری نبی ورسول مانتے ہیں محمد ﷺ کو آخری نبی ماننے والے ہی (حقیقی) اسلام کی نمائندگی کرتے ہیں۔
2	محمد ﷺ پر اللہ کی طرف سے قرآن کی شکل میں آخری وحی نازل ہوئی اور اس کے بعد قیامت تک وحی کا سلسلہ منقطع ہے۔لہٰذا مرزا قادیانی نے خواہ 'وحی مقدس' اپنی کتاب ''تذکرہ'' میں جمع کی ہوں، جھوٹ ہے۔
3	مرزا غلام احمد قادیانی اللہ کے نبی ورسول نہیں ہیں۔

4	حقیقتاً مرزا صاحب کو نیا نبی نہ ماننے والے نہیں بلکہ ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔
5	مرزا غلام احمد قادیانی نہیں بلکہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم ہی دنیا میں دوسری بار تشریف لائیں گے۔جس کا ابھی وقت نہیں آیا وہ قیامت سے پہلے ہوگا اور امام مہدی کے ظہور کرنے کے بعد ہوگا۔
6	مرزا قادیانی عیسیٰ جیسے ہرگز نہیں۔اللہ نے عیسیٰ ابن مریم کی فضیلت کا ذکر قرآن میں کیا ہے۔
7	محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوبارہ نہیں آنے والے (صرف عیسیٰ دوبارہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی بن کر آئیں گے)
8	محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی بھی ہستی نہیں۔
9	جبکہ ہندو برادری مرزا صاحب کو اپنا اوتار کرشنا نہیں مانتی۔

پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم 571 عیسوی میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور ان کی قبر مبارک مدینہ منورہ میں ہے، جب کہ جماعت احمدیہ کے بانی مرزا صاحب ہندوستان میں 1839ء میں پیدا ہوئے اور ان کی قبر ہندوستان میں ہے۔(والٹر,1918)

اسلام کی ابتدا مکہ مکرمہ میں ہوئی ، جو مسلمانوں کے لیے سب سے مقدس مقام ہے اور جہاں سے حج جیسی مقدس عبادت شروع ہوتی ہے۔

دوسری طرف مرزا صاحب اپنی جائے پیدائش ہندوستان کے شہر قادیان کو مقدس ترین مقام قرار دیتے ہیں۔اگر کوئی احمدی بالخصوص قادیانی گروہ کے بنیادی نظریات کا گہرائی سے مطالعہ کرتا ہے،تو ایک قابل توجہ امر سامنے آتا ہے کہ مرزا صاحب نے مسلمانوں کے عقائد کو مسخ کر کے اپنے گمراہ کن نظریات کو پھیلانے اور مسلط کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔لہٰذا اُمتِ مسلمہ، جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کو یکسر مسترد کرتی ہے اور اسلام کا حصہ نہیں سمجھتی۔

جماعت احمدیہ (قادیانی گروپ) کے رہنماؤں نے سکھوں کی مثال دیتے ہوئے (متحدہ ہندوستان میں برطانوی حکومت سکھوں کو ہندوؤں سے علیحدہ گروہ مانتی تھی) ہندوستان میں سیاسی فائدہ اُٹھانے کے لئے اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ قوم قرار دیا اور پاکستان بنتے وقت اپنا ووٹ مسلمانوں کے حصے میں نہیں ڈالا لہٰذا اس سازش کی وجہ سے گورداسپور (جہاں قادیان ہے) کو بھارت میں شامل کروا دیا گیا۔یاد رہے کہ کشمیر جانے کے لئے بھارت کو واحد زمینی راستہ میسر آ گیا

جس کی وجہ سے آج آٹھ لاکھ بھارتی فوج نہتے کشمیریوں پر ظلم وستم ڈھا رہے ہیں اور ان کی نسل کشی کی مرتکب ہو رہی ہیں۔

لیکن جب پاکستان بن گیا تو انھوں نے اپنے آپ کو احمدی مسلمان کہلوانے پر زور دیا تا کہ وہ پاکستان میں سیاسی فائدہ اُٹھاتے ہوئے پاکستان کو احمدی ریاست میں بدل سکیں۔مسلمانوں کا تقاضا صرف اتنا ہے کہ جس طرح سکھوں نے اپنے آپ کو ہندوؤں سے الگ شناخت دی ہے جس کو احمدی بھی مانتے ہیں۔اسی طرح جماعت احمدیہ کے اراکین اپنے آپ کو ''احمدی مسلم'' کہنے کی بجائے اپنی شناخت مسلمانوں سے علیحدہ رکھیں تو کسی قسم کا ہیجان یا اِبہام باقی نہیں رہے گا۔یعنی جب سکھ ہندو مذہب کے بنیادی عقائد سے ہٹ گئے، تو وہ سکھ کہلائے۔اسی طرح جماعت احمدیہ کے اراکین بھی مسلمانوں کو کافر کہنے کی بنیاد پر مسلمانوں کے بنیادی عقائد سے الگ ہو گئے تو وہ مسلمان نہیں رہے بلکہ احمدی کہلائے یا اپنی گروہ بندی کی وجہ سے 'قادیانی' اور 'لاہوری' کہلائیں گے۔

اس طرح مغرب میں جہو واز ٹنیسز (Jehovah's Witnesses) مورمنز (Mormons)، مونیز (Moonies) اور سائنٹولوجسٹس (Scientologists) کو عقیدہ تثلیث سے انحراف کی وجہ سے عیسائی سوادِ اعظم عیسائیت کا حصہ نہیں مانتے، اسی طرح بانی جماعت احمدیہ کی طرف سے عیسیٰ علیہ السلام، محمد ﷺ، کرشنا، گرو نانک اور بدھا ہونے کے دعاوی متعلقہ مذہبی برادریوں میں الجھن اور اشتعال کا باعث بنتے ہیں کیونکہ مرزا صاحب اور ان کے پیروکاروں کی طرف سے دوسرے مذاہب کی شناخت کو غصب کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔احمدی اپنے "مذہب" اور اس کی تعلیمات کے نام سے قطع نظر اس پر اسلام کا لیبل لگانا چاہتے ہیں۔یہ ایک انتہائی اشتعال انگیز دعویٰ ہے خاص طور پر جب احمدی دنیا بھر کے 1.8 بلین مسلمانوں کو غیر مسلم کہتے ہیں۔مرزا صاحب کی طرف سے اس بات کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی کہ انھوں نے اپنے عقائد کو کسی دوسرے عقیدے کی بجائے اسلام کا نام کیوں دیا؟ لہٰذا دنیا بھر کے مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ احمدیوں کی طرف سے عقائد کے ضمن میں تبدیلی یا تجاوز کرنا مسلمانوں کو اُن کی شناخت سے محروم کرنے کی کوشش ہے۔اور یہ سب کچھ سیاسی فوائد کے حصول کی ایک کوشش ہے، اور یقینی طور پر سیدھے سادے لوگوں کو کنفیوز کر کے اُن کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی

ایک سعی بھی ہے۔ بدقسمتی سے، کچھ مغربی ادارے، نام نہاد لبرل افراد اور میڈیا کچھ ''نامعلوم'' وجوہات کی بنا پر مسلمانوں کی طرف سے اپنے موقف کا دفاع کرنے یا اپنی نظریاتی حدود کو برقرار رکھنے کی کسی بھی کوشش کو منفی طور پر دیکھتے ہیں اور مسلمانوں کی طرف سے اس دفاعی کوشش کو قادیانیت کے خلاف انتہا پسندی یا جنونیت کے مفہوم سے تعبیر کیا جاتا ہے، جسے مسلمان اسلاموفوبیا گردانتے ہیں اور ''اسلام'' کے خلاف بغض کا نام دیتے ہیں۔ اس طرح کے اقدامات مختلف طبقاتِ معاشرہ پر منفی سماجی و سیاسی اثرات مرتب کر رہے ہیں۔ احمدیت کے آغاز سے لے کر اب تک مختلف پس منظر اور مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمان علماء اور مفکرین نے مرزا صاحب کے دعووں کا جواب نا صرف قرآن وحدیث بلکہ جماعت احمدیہ کے اپنے لٹریچر سے دیا ہے۔

مختلف ذرائع سے اور پلیٹ فارموں پر اسلام اور جماعت احمدیہ کے دونوں گروہوں (قادیانی اور لاہوری) کے درمیان ایک صدی سے زیادہ عرصے سے باقاعدہ تبادلہ خیالات ہوتا رہا ہے کہ کیا اسلام میں احمدیت کی کوئی جگہ ہے۔ ان مباحثوں کے مضبوط سماجی، مذہبی، سیاسی اور علمی نتائج برآمد ہوئے ہیں:

1) بہت سے ممتاز احمدی جماعت احمدیہ کو خیر باد کہہ گئے ہیں اور اس گروہ پر ایک کلٹ (Cult) اور ایک تشدد پسند گروہ ہونے کا الزام لگا رہے ہیں۔ جس کی اب کافی شہادتیں بھی مل رہی ہیں۔

2) پاکستان، ترکی، ملائیشیا، بنگلہ دیش، مصر، مملکت سعودی عرب سمیت کئی بڑے اسلامی ممالک نے حکومتی سطح پر بانی جماعت احمدیہ کے دعووں کا بغور جائزہ لیا ہے اور اس کے مدعی اور پیروکاروں کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔ پاکستان نے 1974ء میں اپنے آئین میں ترمیم کی تاکہ قادیانیوں کی پیدا کردہ کنفیوژن سے اپنے عوام کو محفوظ رکھا جا سکے۔ اور قادیانیوں کو ایک اقلیت کی حیثیت سے تحفظ دیا جا سکے۔ ہر مسلم ملک کی سرکردہ اسلامی تنظیمیں جماعت احمدیہ کے تمام ہی گروہوں کو اسلام کا حصہ تسلیم نہیں کرتیں۔

3) اسلامی تعاون کی تنظیم (OIC) اور ورلڈ مسلم لیگ (WML) رابطہ العالمی الاسلامی نے جماعت احمدیہ کو اسلام کے بنیادی عقائد سے انحرافات کی بنیاد پر دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ کئی مغربی ممالک 'انسانی حقوق' اور 'مذہبی آزادی' کے نام پر قادیانی جماعت کی حمایت کرتے

ہیں، جو کہ ایک دھوکہ ہے۔حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو عیسیٰ علیہ السلام، محمد ﷺ، کرشنا، گرو نانک اور بدھا قرار دے کر عیسائیوں، مسلمانوں، ہندوؤں، سکھوں اور بدھ مت کے پیروکاروں کے حقوق اور مذہبی شناخت کو سلب کرنے کی کوشش کی ہے جو کہ کسی بھی مہذب معاشرے میں قابل قبول عمل نہیں ہے۔

لہٰذا اس کتاب میں بالخصوص یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ عیسائیوں اور مسلمانوں کی پوزیشن کو قادیانیت کے مقابلے میں سمجھنے کی ضرورت ہے۔کیونکہ وہ اپنے عقیدے اور اپنی مذہبی حدود کو قادیانیت کے دجل سے بچانا چاہتے ہیں۔اس کتاب کا ایک مقصد اس بات کا جائزہ لینا بھی ہے کہ مسلم ممالک/تنظیموں اور معروف مذہبی اداروں نے جماعت احمدیہ (قادیانی اور لاہوری گروہ) کو دائرہ اسلام سے خارج کیوں کیا؟

اس کتاب میں ریسرچ کے لئے بنیادی طور پر موجودہ لٹریچر، کتب، جرائد اور رپورٹوں کا استعمال کیا گیا ہے، جن میں قادیانیوں کی تصنیفات بھی شامل ہیں جو خود بانی جماعت احمدیہ اور ان کے جانشینوں نے لکھی ہیں۔

اس کتاب میں جماعت احمدیہ کے آٹھ بنیادی عقائد کو بیان کیا گیا ہے۔اور جماعت احمدیہ کی ابتدا، اس کی سیاسی وسماجی سرگرمیوں، اور اُمت پر ان کے مضر اثرات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔اس کتاب میں احمدیت اور متعدد دیگر مذاہب خاص طور پر عیسائیت اور اسلام کے عقائد بمقابلہ احمدی عقائد کے اہم تقابلی تجزیے بھی شامل ہیں، جن میں بنیادی ماخذات کا استعمال کیا گیا ہے۔بشمول قرآن پاک اور مستند احادیث نبوی نیز مرزا قادیانی اور اُس کے جانشینوں کی تصانیف سے حوالہ جات لیے گئے ہیں۔ قارئین کی مدد کے لیے معلومات کو قابل فہم اور آسان انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

اس کتاب کا ایک اور مقصد جماعت احمدیہ کے عقائد کی جامع تصویر کشی کرنا ہے۔کتاب کا مجموعی مقصد مذہبی شناختوں اور عقائد کی علیحدگی کا موازنہ کر کے لوگوں کے فہم کو بہتر بنانا ہے، اس لیے اس میں احمدیہ تحریک کے پس منظر اور بانی تحریک کے دعاوی کا جائزہ لیا گیا ہے۔

یہ کتاب جماعت احمدیہ کی طرف سے استعمال کی گئی اصطلاحات (ظلی، بروزی،

تشریعی ،غیر تشریعی) اور اصولوں سے پیدا ہونے والی الجھنوں کا بھی جائزہ لیتی ہے اور اس تحریک کا احتساب بھی کرتی ہے۔اس کے بعد اصطلاح " قادیانی" اور احمدیت کے مختلف گروہوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کتاب میں کئی سابقہ اور موجودہ احمدیوں کے اس نقطہ نظر کا بھی جائزہ لیا گیا ہے کہ قادیانیت ایک کلٹ (Cult) کا سا طرزِ عمل رکھنے والی استحصالی تنظیم ہے۔اور اس ٹیسٹ کے لئے ایک معروف امریکی ماہر نفسیات اور مصنف جناب رابرٹ جے لفٹن (Robert J Lifton) کے نظریے کے ساتھ قادیانی طرزِ عمل کا موازنہ بھی کیا گیا ہے کہ آیا قادیانیت ایک کلٹ (Cult) ہے؟اس کے بعد برطانوی انٹیلی جنس کی رپورٹس کی بنیاد پر ہندوستان میں برطانوی راج کے دور میں تحریک احمدیت کا ''ریاست در ریاست'' کا طریق کار اور پہلو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔یہ کتاب جماعت احمدیہ کی جانب سے نفسیاتی ہتھکنڈوں کے استعمال کو دیکھتی ہے اور یہ کہ قادیانیوں کے اس دعویٰ کی جانچ پڑتال بھی کرتی ہے کہ جہاں وہ اپنی تحریروں کے مطابق خود کو مسلمانوں سے الگ کرتے ہیں۔

کیونکہ مرزا قادیانی نے نبی ،رسول ہونے کا دعویٰ کیا،مزید یہ کہ اپنے آپ کو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ،محمد ﷺ کا پرتو ظاہر کیا، جو کہ اسلامی عقائد کے بالکل برعکس ہے،لہٰذا اسلام کے اس بنیادی اصول اور کلیدی نظریہ عقیدۂ ختم نبوت کو بھی زیر بحث لایا گیا۔مزید برآں جھوٹے مدعیانِ نبوت جیسا کہ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی وغیرہم کے ساتھ ساتھ بانی احمدیت اور نیشن آف اسلام کی قیادت پر بھی تجزیہ کیا گیا ہے۔

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی آمد سے پہلے کی علامات اور اسلام میں ان کی حیثیت کا جائزہ مرزا صاحب کے مہدی اور مسیح ہونے کے دعاوی کا تجزیہ اس طرح کیا گیا ہے کہ ہر دو محترم شخصیات کے آنے سے پہلے دنیا کس قدر افراتفری کا شکار ہوگی اور اُن کے آنے کے بعد کس قدر پرامن اور خوشحال ہوجائے گی۔اور ان ہر دو حضرات کا ظہور کہاں اور کیسے اور کن حالات میں ہوگا؟

اسلام اور قادیانیت کے درمیان تقابلی تجزیہ بھی کیا گیا ہے تاکہ ہر قسم کے ہیجان کو ختم کرنے میں مدد ملے اور قاری اس قابل ہو کہ قادیانیت کو بہتر طور پر سمجھ سکے۔اس کے بعد جماعت احمدیہ کے قادیانی گروپ کے سیاسی عزائم اور پاکستان کے اندر ''ریاست در ریاست'' کے طرزِ عمل کے علاوہ پاکستان کو ایک ''احمدی ریاست'' میں تبدیل کرنے کے عزائم کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ قارئین کو کئی

مثالیں فراہم کی گئی ہیں کہ کئی اسلامی ممالک، معروف اسلامی تنظیموں اور ممتاز علماء نے قادیانیت کے عقائد اور طرزِ عمل کے بارے میں کیا ردعمل ظاہر کیا ہے۔

قادیانیوں کی متشدد، انتہا پسندانہ اور دہشت گردی کے واقعات کا جائزہ بھی لیا گیا ہے، بالخصوص اس صورتِ حال کا کہ پاکستان کے شہر ربوہ (حال چناب نگر) میں 1974ء میں نشتر میڈیکل کالج کے مسلمان طلبا کو قادیانی قیادت کے حکم پر ٹرین سے نکال کر سخت تشدد کا نشانہ بنایا گیا جو کہ پاکستان کے آئین میں ترمیم کا موجب بنا اور احمدیوں کے تمام گروہوں (قادیانی، لاہوری) کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔ اور پھر 1984 میں حکومت پاکستان کی طرف سے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کر کے اس مسئلے کا ہمیشہ کے لیے حل نکال دیا گیا۔

ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے اہم فیصلوں کا بھی تجزیہ کیا گیا ہے جس کی رو سے پتہ چلتا ہے کہ احمدیوں کے تمام گروپ پاکستان کے آئین کو نہیں مانتے اور مسلمانوں کی اصطلاحات اور شناخت غصب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

> ''یہ بات واضح ہے کہ عمداً ٹریڈ مارک یا تجارتی ناموں، مخصوص املاک کے ناموں وغیرہ کا اپنے مقاصد کے لیے ایسا استعمال کہ جس سے دیگر لوگ اس چیز کو اصل ٹریڈ مارک یا مخصوص نام سمجھ کر اُسے خریدنے پر مائل ہوں، قانوناً جرم ہے اور ایسا کام کرنے کا مرتکب شخص نہ صرف سزا اور جرمانے کا مستوجب ہوگا بلکہ اُسے نقصان کی تلافی بھی کرنا ہوگی۔ اور آئندہ کے لیے اُن افراد یا اشخاص کو پابند کرنا لازم ہوگا۔ باقاعدہ حکمنامہ جاری کیا جائے گا اور جس کا اطلاق چھوٹی سے چھوٹی اشیاء پر بھی ہوگا۔ مثال کے طور پر کوکا کولا کمپنی کسی کو یہ اجازت نہ دے گی کہ وہ کوکا کولا کا مشروب، چاہے چند اونس کی مقدار ہی میں کیوں نہ ہو، اپنی بوتلوں یا دیگر اقسام کی پینے والی اشیاء یا ظروف میں ڈال کر کوکا کولا کے نام سے فروخت کرے، یہ قانوناً جرم تصور ہوگا، جس کی سزا میں قید اور جرمانہ شامل ہیں۔ اس ضمن میں قوانین واضح ہیں: نہ دھوکہ دیجیے نہ دھوکہ کھائیے اور نہ دوسروں کے مالکانہ حقوق کی خلاف ورزی کیجیے۔''

(ظہیر الدین بنام ریاست: 1993)

اس کتاب میں برطانوی پارلیمنٹ کے کچھ ممبران کی طرف سے پاکستان کی مخالفت اور قادیانیوں کی بے جا حمایت کے لئے جھوٹی اور من گھڑت اطلاعات کی بنیاد پر ایک مشکوک رپورٹ کا بھی مختصراً جائزہ لیا گیا ہے۔اور کئی سوالات بھی اُٹھائے گئے ہیں اور پاکستان کی وزارت خارجہ کو بے حسی والے ماحول سے نکل کر پاکستان کا دفاع کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔اس رپورٹ سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ممبران کے اندر مذہبی علم کی بہت کمی ہے۔ایک برطانوی ممبر پارلیمنٹ جناب افضل خان MP جن کا اس رپورٹ میں رکن کے طور پر نام بھی دیا گیا تھا،اس نے اس رپورٹ کے مندرجات سے سو فی صد تحریری طور پر انکار کر دیا تھا۔یہ رپورٹ واضح طور پر یک طرفہ قادیانیوں کے حق میں لکھی گئی ہے،اور اس رپورٹ میں موردِ الزام ٹھہرائے گئے اسلامی ممالک بشمول پاکستان سے کسی قسم کا موقف نہیں لیا گیا۔

اس کتاب میں قادیانی اربابِ اختیار و اقتدار کی جانب سے اپنے اراکین کا بائیکاٹ، معاشی اور جنسی استحصال جیسے موضوعات بھی زیر بحث لائے گئے ہیں۔قادیانی لیڈرشپ کے مشکوک مالی معاملات پانامہ پیپرز کی روشنی میں ایک تجزیہ کا حصہ بنے ہیں۔مرزا ناصر کی پوتی ندا النصر کے ساتھ جنسی زیادتی کے معاملے کا احاطہ بھی اس کتاب کا حصہ ہے۔مزید یہ کہ مرزا طاہر کی بیٹی فائزہ بی بی کے خلاف جماعت احمدیہ کی قیادت کی طرف سے سوشل بائیکاٹ کی مہم کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔

آخر میں کتاب کو نتیجہ خیز کرنے اور اس کے مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے عیسائی مصنفین ایچ اے والٹر (1918ء) اور ڈاکٹر گرس ولڈ (1912ء) کی احمدیت پر کتب کا بھی تجزیہ کیا گیا ہے۔جس میں یہ مصنفین مرزا صاحب کی ذہنی کیفیت کو چیلنج کرتے ہوئے اُسے ''مخبوط الحواس'' شخص گردانتے ہیں۔

اس کتاب میں حوالہ جات، حقائق اور توازن کا حتی المقدور خیال رکھا گیا ہے۔نیز اس میں احمدیوں کے تمام گروہوں اور مغربی ممالک کے مذہبی، سیاسی اور حکومتی اداروں کے ساتھ ڈائیلاگ پر زور دیا گیا ہے۔

پس منظر

مذہبی شناخت اور مسلّمہ عالمی مذاہب

اسلام کے بنیادی مآخذ قرآن وسنت ہیں اور یہی دونوں سرچشمے دیگر تمام مآخذ کے لیے بنیاد ہیں اور اسی بنا پر پوری دنیا کے مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نہ صرف جماعت احمدیہ اور اس کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی بلکہ ہر وہ شخص جو حضور ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کی نئی نبوت کا مدعی اور اُس کا پیروکار ہو، دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ، امت مسلمہ کے اتفاق رائے سے غیر مسلم قرار پائی۔ کچھ مغربی ادارے اور جماعت احمدیہ کے پیروکار مسلمانوں کے اِن خیالات کو انتہا پسندی سمجھتے ہیں۔ اس کا مطلب مسلمانوں کی مذہبی آزادی کو محدود کرنا اور ان پر ایسے عقائد مسلط کرنا ہوگا جو ان کے عقیدے کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہوں۔ یہ کسی بھی ملک کی جمہوری اور اخلاقی اقدار کے خلاف اور مسلمانوں کی طرف سے ناقابل قبول تصور ہوگا۔

مغربی دنیا میں کچھ لوگ ''ختم نبوت'' کی اصطلاح کو ایک تنظیم کے طور پر پیش کرتے ہیں بلکہ قادیانیوں کے منفی پراپیگنڈہ کی وجہ سے اس کو ایک انتہا پسند تنظیم کے طور پر متعارف کروانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی ''عقیدہ'' ہے۔ اور اس اصطلاح کا غلط استعمال کم علمی کی وجہ سے برطانوی پارلیمنٹ کے اندر اس کے اراکین بھی کرتے نظر آتے ہیں۔

بہائی عقیدے کے بانی ایران کے بہاء اللہ کا عقیدہ تھا کہ خدا وقتاً فوقتاً اپنے احکامات کو الہامی نبیوں کے ذریعے ظاہر کرتا ہے، جس کا مقصد بنی نوع انسان کے کردار کو بدلنا اور ان لوگوں کے اندر اخلاقی اور روحانی خصوصیات کو فروغ دینا ہے۔ چنانچہ اس نے مرزا قادیانی کے دور میں ہی 1863 میں دعویٰ کیا کہ وہ خدا کا نبی ہے۔ یہ اسلام کے بنیادی عقائد بالخصوص محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص

عقیدۂ ختم نبوت سے واضح انحراف ہے۔تاہم بہائیت نے خود کو اسلام سے الگ مذہب قرار دے کر ایک نئی شناخت سے متعارف کروایا ہے۔اور اس کے پیروکار اپنے آپ کو''بہائی مسلمان''نہیں بلکہ صرف''بہائی'' کہلواتے ہیں۔اسی طرح ہندوستان میں مرزا غلام احمد قادیانی نے 1901ء میں خدا کا نیا نبی ہونے کا دعویٰ کیا،لیکن بہائیت کے برعکس احمدیت کو ماننے والے اپنی شناخت''احمدی''نہیں بلکہ''احمدی مسلمان'' کہلا کر مسلمانوں کی شناخت چوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔یہ نئے نبی پر یقین رکھنے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے عامۃ الناس کو دھوکہ دینے اور کنفیوز (شکوک وشبہات میں مبتلا) اور مسلمانوں کی شناخت کو چوری کرنے کی کوشش اور سازش ہے۔بہائیوں کے غیر مسلم ہونے سے متفق بروک شا(Brookshaw) کہتے ہیں کہ:

"ایران میں بہائیوں کے سماجی،تاریخی مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ"ایران کی بہائی برادری ملک کی سب سے بڑی غیر مسلم مذہبی اقلیت ہے"۔

(Brookshawاورفضل،2010)

عظیم فلسفی اور شاعر،سر ڈاکٹر محمد اقبال،جنھیں 1922ء میں برطانوی بادشاہ جارج پنجم نے''سر'' کا خطاب دیا۔ایک اخبار(Statesman, 1935) میں شائع ہونے والے ایک خط میں کہتے ہیں:

> *"...the Bahais believe in God, they also regard Muhammad (on whom be peace) as one of the prophets of God, yet they cannot be regarded as part and parcel of Islam because they, like the Qadianis, believe in the theory of perpetual revelation through prophets and do not believe in the Finality of Prophethood in Muhammad. No Islamic sect, as far as I know, has ever ventured to cross this line of demarcation. The Bahais in Iran have openly rejected the principle of Finality but have at the same time frankly admitted that they are a new community and not Muslims in the technical sense of the word. According to our belief, Islam as a religion was revealed by God, but the existence of Islam as a society or nation depends entirely on the personality of the Holy Prophet. In my opinion, only two courses are open to the Qadianis, either frankly to follow the Bahais or to eschew their interpretations of the idea of Finality in Islam and to accept the idea with all its implications".*
>
> (Statesman, 1935)

ترجمہ:۔ ''بہائی خدا کو مانتے ہیں، وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھی خدا کے نبیوں میں سے ایک مانتے ہیں، پھر بھی انھیں اسلام کا حصہ نہیں سمجھا جا سکتا کیونکہ وہ قادیانیوں کی طرح انبیاء کے ذریعے وحی کے جاری رہنے پر یقین رکھتے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتے۔ جہاں تک میں جانتا ہوں کسی بھی اسلامی فرقے نے اس حد بندی کو عبور کرنے کی ہمت نہیں کی۔ ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو کھلے عام رد کر دیا ہے لیکن ساتھ ہی صاف صاف اعتراف بھی کیا ہے کہ وہ ایک نئی کمیونٹی ہیں اور تکنیکی لحاظ سے ان پر لفظ ''مسلمان'' کا اطلاق نہیں ہوتا۔ ہمارے عقیدے کے مطابق اسلام بحیثیت مذہب اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے لیکن اسلام کا معاشرتی یا قومی وجود مکمل طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر منحصر ہے۔ میری رائے میں قادیانیوں کے لیے صرف دو ہی راستے کھلے ہیں، یا تو کھل کر بہائیوں کی پیروی کریں یا اسلام میں ختم نبوت کے نظریے کی اپنی خود ساختہ تشریحات سے گریز کریں اور اس خیال کو اس کے تمام مضمرات کے ساتھ قبول کریں۔''

سر ڈاکٹر محمد اقبال نے مزید کہا:

"The Muslim ummah has every right to demand the separation of Qadiyanis. If the government doesn't accept this demand, then the Muslims will think that the government is deliberately delaying this decision. After all, in 1919 the [British] government didn't wait for a demand from the Sikhs to be separated from the Hindus, then why is the government waiting for such a demand from the Qadiyanis?"

(Statesman, 1935)

ترجمہ:۔ ''امت مسلمہ کو قادیانیوں کی علیحدگی کا مطالبہ کرنے کا پورا حق ہے۔ اگر حکومت یہ مطالبہ نہیں مانتی ہے تو مسلمان سمجھیں گے کہ حکومت جان بوجھ کر اس فیصلے میں تاخیر کر رہی ہے۔ آخر 1919ء میں [برطانوی] حکومت نے سکھوں کے ہندوؤں سے الگ ہونے کے مطالبے کا انتظار نہیں کیا تو پھر حکومت قادیانیوں کے ایسے مطالبے کا انتظار کیوں کر رہی ہے؟ جب سکھ اور بدھ مت کے ماننے والے پندرھویں صدی

عیسوی کے آخر میں ہندو مذہب سے الگ ہو گئے، تو انھوں نے اپنے عقیدے کو مختلف نام دے کر الگ الگ شناخت اختیار کی جن کے عقائد کے ساتھ تین مخصوص عقائد تھے"۔

عیسائیت سے علیحدہ ہونے والے گروہ اور قادیانیت:

جہو وازٹنیسز (Jehovah's Witnesses) مورمنز (Mormons)، مونیز (Moonies) اور سائنٹولوجسٹس (Scientologists) جیسے مختلف گروہ عیسائیت کا حصہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جبکہ عیسائی سوادِ اعظم ان گروہوں کو عیسائیت کی بنیادی عقائد (تثلیث وغیرہ) سے انحراف کی وجہ سے عیسائیت کا حصہ نہیں سمجھتے۔ بعینہٖ یہ اصول قادیانیت کو اسلام کا حصہ نہ ہونے کے لیے استعمال ہوگا۔ ان گروہوں کے خلاف عیسائیت کے اس ردِعمل کو سمجھنے کے لیے، درج ذیل تعریفیں دلچسپی کی حامل ہیں:

کفر، انکار یا انحراف (HERESY):

عیسائیت میں منحرف اُس کو کہتے ہیں جو اُن کے بنیادی عقائد کا باقاعدہ انکار و انحراف کرے یا شکوک و شبہات کا اظہار کرے۔ اسی طرح عقیدے کے ایک بنیادی نظریے کا انکار اسلام میں متفقہ طور پر کفر قرار دیا گیا ہے۔ ایک منکر شخص وہ ہے جو مسلمانوں کی طرف سے قبول کیے جانے والے مذہبی عقائد کے برعکس واضح طور پر اپنے خیالات برقرار رکھتا ہے۔

"ایک ایسا عقیدہ یا رائے جو کسی خاص مذہب کے اصولوں کے خلاف ہو؛ ایسے عقائد رکھنے کی حقیقت عقیدہ یا رائے آرتھوڈوکس مذہبی نظریے کے خلاف ہے"۔

(آکسفورڈ ڈکشنری، 2022)

ارتداد (APOSTASY):

عیسائیت میں ارتداد سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص جو پہلے عیسائی تھا، عیسائیت کو مسترد کر دے۔ ارتداد کی اصطلاح کا مطلب ہے بغاوت۔ اسے عیسائیت سے جان بوجھ کر دور ہونے یا اس کے خلاف بغاوت کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

ارتداد، ایک بپتسمہ یافتہ شخص (Baptized) کی طرف سے عیسائیت کا مکمل رد ہے، جس نے ایک وقت میں مسیحی عقیدے کا دعویٰ کیا تھا، اسے عوامی طور پر مسترد کر دیا ہے۔ یہ تعریف مندرجہ بالا تعریف سے مختلف ہے یعنی کفر و ارتداد میں فرق ہے۔

(Britannica, 2022)

مندرجہ بالا مذہبی تعریفوں پر غور کرتے ہوئے، ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان احمدیت کے پیروکاروں کو غیر مسلم اور مرتد کہتے ہیں، اس لیے کہ احمدیوں اور قادیانیوں نے اپنے عقائد و نظریات کے تحت عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کیا اور بنیادی اصولوں سے ہٹ گئے۔ مسلم اُمہ کا مقصد ان کے ساتھ توہین آمیزی نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہر مذہب کا حق ہے کہ وہ اپنی بنیادی تعلیمات کو قائم رکھے اور ان کی حفاظت کرے۔ جیسے ہم عیسائیت میں ایسی اصطلاحات کے اطلاق کی مثالیں جہو واز وٹنسز، مونیوں اور مورمنوں پر دیکھ سکتے ہیں جو عیسائی ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر عیسائی سوادِ اعظم اُن کو قبول نہیں کرتی۔

قادیانی مسئلے کو اس تناظر میں دیکھا جائے جیسے جہو واز وٹنیسز (Jehovah's Witnesses) مورمنز (Mormons)، مونیز (Moonies) اور سائنٹولوجسٹس (Scientologists) کو عیسائیوں سے مختلف سمجھا جاتا ہے کیونکہ وہ عیسائیت کے بعض بنیادی عقائد (مثلاً تثلیث پر عقیدہ) سے انحراف کرتے ہیں۔ اسی طرح سکھ اور بدھ مت کے ماننے والے ہندو مذہب کے عقائد سے منحرف ہوئے اور الگ مذہب کے نام سے اپنی پہچان کروائی اسی وجہ سے ہر دو مذاہب ہندوؤں سے الگ سمجھے جاتے ہیں۔ لہٰذا قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان بنیادی عقائد میں اختلاف کی وجہ سے الگ الگ مذہب کا پیروکار سمجھنا چاہیے۔

مورمنزم بمقابلہ عیسائیت:

عیسائیت کی کیتھولک، آرتھوڈوکس، اور پروٹسٹنٹ شاخوں کا روایتی نقطۂ نظر مرزا غلام احمد کے دعووں کی طرح اضافی صحیفوں اور جوزف سمتھ کے دعووں کو مسترد کرتا ہے۔ مورمنزم اور عیسائیت کا ایک پیچیدہ مذہبی، تاریخی، اور سماجی تعلق ہے کیونکہ مورمنز تثلیث کے بنیادی عیسائی عقیدے کو قبول نہیں

کرتے ہیں۔عیسائی، مورمنزم (Mormonism) کو" غیر مسیحی" فرقہ سمجھتے ہیں اور Mormons بپتسمہ (Baptism) کو قبول نہیں کرتے ہیں۔حکومتی ادارے بھی مورمنز کو عیسائیوں سے الگ سمجھتے ہیں اور اُن کو عیسائیوں پر مسلط کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔سب سے بڑا مورمن گروہ، LDS چرچ، عیسائیت سے اپنے اختلافات کو تسلیم کرتا ہے اور خود کو ''مورمن عیسائی'' نہیں بلکہ صرف ''مورمن'' کہتا ہے۔جبکہ اس کے برعکس احمدی خود کو'' احمدی مسلمان'' کہہ کر مسلمہ اصولوں سے انحراف کرتے ہیں۔اور مسلمانوں کی مسلمہ شناخت کو چوری کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

کیتھولک چرچ اور مورمنز کے درمیان فرق کی ایک مثال (Crux Now, 2019) کی ایک تفصیلی رپورٹ میں دیکھی جاسکتی ہے یہ ایک آن لائن اخبار ہے جو کیتھولک چرچ سے متعلق خبروں پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔مندرجہ ذیل سطور مورمنز کے مسیحی نہ ہونے کے دعویٰ پر بحث کرتی ہیں:

"In a June 2001 response to a "dubium," or "doubt" submitted on whether baptisms conferred by the Church of Jesus Christ of Latter-Day Saints in the vernacular were considered valid by the Catholic Church, then-Cardinal Joseph Ratzinger and the future pope Benedict XVI, who oversaw the Vatican's Congregation for the Doctrine of the Faith at the time, replied with an unambiguous one-word answer": "Negative." (Crux Now, 2019; Elise Harris, 2019).

ترجمہ:۔''جون 2001ء میں ایک'Dubium'(اشکال) کا جواب دیا گیا۔سوال یہ تھا کہ کیا Church of Jesus Christ of Latter-day Saints کا بپتسمہ کیتھولک چرچ قبول کرتا ہے یا نہیں؟ اس وقت کے کارڈینل جوزف رٹزنگر اور مستقبل کے سولہویں پوپ بینیڈکٹ XVI (جو اُس وقت ویٹیکن کیتھولک جماعت کے عقائد ونظریات کی دیکھ بھال کرنے کے ذمہ دار تھے) نے واضح طور پر ''نفی'' میں جواب دیا۔''

(Crux Now, 2019)
(کرکس ناؤ، 2019؛ ایلیس ہیرس، 2019)

ویٹیکن کے اخبار نے (Cardinal Luis Ladaria, 2001) کا ایک مضمون شائع کیا، جو ایک مشیر تھے لیکن اب ویٹیکن کے نظریاتی دفتر کے سربراہ ہیں۔ مضمون میں ''ڈوبیم'' سے متعلق استدلال کی وضاحت کی گئی ہے۔ اُس نے کہا کہ یہ سب سے بڑھ کر ہے کیونکہ:

> The Vatican newspaper L'Osservatore Romano carried an article by Cardinal Luis Ladaria (2001), who was a consultor but is now the head of the Vatican's doctrinal office. The article explained the reasoning related to the "dubium". He said it was above all because "Mormons hold that there is no real Trinity, no original sin, [and] that Christ did not institute baptism." (Crux Now, 2019; Elise Harris, 2019).

''مورمنز کا خیال ہے کہ کوئی حقیقی تثلیث نہیں ہے، کوئی اصل گناہ نہیں ہے، [اور] کہ مسیح نے بپتسمہ نہیں دیا تھا۔''

لہٰذا، انھوں نے کہا کہ عیسائی عقیدے کے ان بنیادی اصولوں کا انکار مورمنز کو عیسائیوں سے الگ کرتا ہے۔ مندرجہ بالا نکات کی روشنی میں سے یہ سوال پوچھا جا سکتا ہے کہ مغربی حکومتوں کے کچھ حصے احمدیوں کے اسلام سے خارج ہونے کے بارے میں مسلمانوں کے نقطۂ نظر کو کیوں قبول نہیں کرتے ہیں یعنی یہ کہ احمدی، مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مان کر مسلمانوں کے مسلمہ عقیدۂ ختم نبوت سے انکاری ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ مغربی ادارے غیر ضروری طور پر احمدیوں کو مسلمانوں پر مسلط کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے طرزِ عمل سے احمدیوں کو مسلمان سمجھنے پر مجبور کرتے ہیں۔

جہو واز وٹنسز (Jehova's wittnesses) بہ مقابلہ عیسائیت:

مورمنز کی طرح، جہو واز وٹنسز بھی کچھ بنیادی عیسائی عقائد کو مسترد کرتے ہیں۔ وہ Arianism (یعنی، یسوع خدا نہیں ہے)، غیر تثلیث (یعنی تثلیث کے عقیدہ کے لیے کوئی صحیفہ بنیاد نہیں ہے)، اور یہ کہ جہنم کا کوئی وجود نہیں ہے (کسی کے لیے لافانی علیحدگی نہیں ہے) پر یقین رکھتے ہیں (جو کہ بنیادی عیسائی عقائد سے واضح انحراف ہے) کو مسیحی برادری کا حصہ نہیں سمجھا جاتا ہے (MURRAY

(CAMPBELL,2020) اس سے ایک اور اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ احمدیت کے ساتھ اسلام کے حوالے سے وہی سلوک کیوں نہیں کیا جاتا جو کہ عیسائیت سے منحرف ہونے والے گروہوں کے ساتھ کیا جاتا ہے؟

دی مونیز (The Moonies) بہ مقابلہ عیسائیت:

دی مونیز "The Family Federation for World Peace and Unification" نامی ایک تحریک کے پیروکار ہیں، جسے یونیفیکیشن چرچ (UC) بھی کہا جاتا ہے۔ اوپر مذکور دیگر عقائد کی طرح، Moonies ان مذہبی تحریکوں میں شامل ہیں جنھوں نے (جماعت احمدیہ کی طرح) عیسائیت سے مختلف ایک مخصوص اضافی مذہبی متن متعارف کرایا۔ ان کی مرکزی مذہبی کتاب (جو کہ بائبل کے بعد متعارف ہوئی ہے) Divine Principle کہلاتی ہے۔ مونیز اسے خدا کی طرف سے ایک نئے انکشاف کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ متن کا یہ ٹکڑا، جسے مونیز کے سربراہ سن میونگ مون (Sun Myung Moon) نے مشترکہ طور پر لکھا تھا، پرانے اور نئے عہد نامے کے ساتھ ساتھ اس کی تعلیمات کی ایک نئی تشریح کی بھی تفصیلات فراہم کی گئی ہیں۔ اس نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کی طرح دوبارہ آمد کا دعویٰ کیا۔ ان کفریہ عقائد کی وجہ سے، چرچ نے اسے خارج کر دیا۔

(Barker, 2018)۔

سن میونگ مون (Sun Myung Moon) کے پیروکار سمجھتے ہیں کہ ان کے رہنما عیسیٰ علیہ السلام کے کام کو ایک نئے اور بہتر طریقے سے جاری رکھنے اور مکمل کرنے کے مشن کو لے کر آئے ہیں۔ اور یہ کہ Divine Principle مقدس صحیفے کا درجہ رکھتی ہے۔ اور اس میں یونیفیکیشنسٹ تھیالوجی کی بنیادی تفصیلات ہیں۔ 1950 کی دہائی کے اواخر میں، مونیز مغربی ممالک میں پھیل گئے اور تقریباً بیس سال بعد ستّر کی دہائی میں ان کی شناخت ایک "کلٹ" (Cult) کے طور پر ہوئی۔ (بالکل اسی طرح جیسے دنیا پر پچھلی صدی کے اواخر میں مترشح ہوا کہ قادیانیت بھی ایک کلٹ (Cult) کی طرح دنیا کو گمراہ کر رہی ہے۔)

(Barker, 2018)۔

مونیوں اور ریاست کے ساتھ ان کے تعلقات کا جائزہ لینے سے یہ ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ

مونیوں کو مرکزی دھارے کی عیسائیت پر مسلط کیا گیا تھا یا کیا جا رہا ہے جیسا کہ احمدیوں بالخصوص قادیانی گروہ کے معاملے میں کیا جا رہا ہے۔

سائنٹولوجسٹس (Scientologists):

اس گروہ کی بنیاد 1953 میں سائنس فکشن اور خیالی کہانیوں کے ایک امریکی مصنف لیفائیٹ رونالڈ ہبرڈ (Lafayette Ronald Hubbard) نے رکھی تھی۔اس گروپ میں پارٹنر کارپوریٹ اداروں اور سائنٹولوجی کی انتظامیہ اور پھیلاؤ کے لیے وقف دیگر تنظیمیں شامل ہیں۔اس کو ایک کلٹ ،ایک کاروبار، یا ایک نئی مذہبی تحریک کے طور پر جانا جاتا ہے۔

یہ تحریک کئی تنازعات کا شکار رہی ہے۔جرمن حکومت نے سائنٹولوجی کو آئین مخالف گروہ کا درجہ دیا ہے،فرانس میں اس کی درجہ بندی ایک کلٹ کے طور پر کی گئی ہے۔

(Schmeer, 2022)۔

اگرچہ یہ گروہ عیسائیت کے بعض پہلوؤں کو قبول کرتا ہے،مگر انھوں نے واضح طور پر احمدیوں کے برعکس اپنے آپ کو نئی شناخت دے کر خود کو عیسائیت سے الگ کیا ہے۔وہ اپنے عقائد اور شناخت میں ابہام کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑتے۔

لیفائیٹ رونالڈ ہبرڈ (Lafayette Ronald Hubbard) نے خاص طور پر تثلیث کے معاملے میں خدا کی مسیحی نمائندگی کو مسترد کر دیا۔Scientology.org کے مطابق:

"Judeo-Christian" مذاہب کے برعکس، چرچ آف سائنٹولوجی کے پاس خدا کے بارے میں کوئی طے شدہ عقیدہ نہیں ہے جو وہ اپنے ارکان پر مسلط کرتا ہے"۔

مندرجہ بالا تعریف کا مطلب یہ ہے کہ سائنٹولوجی کے ارکان خدا کی جس طرح چاہیں تعبیر و تشریح کریں۔عیسائیت کے برخلاف، سائنٹولوجی عیسیٰ علیہ السلام کی متبادل موت اور دوبارہ جی اٹھنے پر کوئی زور نہیں دیتی۔

باب 1:

جماعتِ احمدیہ کا تعارف

جماعت احمدیہ کے تعارف کے لئے اُن کے لٹریچر سے دیئے گئے مندرجہ ذیل دو حوالہ جات ہی کافی ہیں لیکن آئندہ صفحات میں اس موضوع کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔

''۔۔۔اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجّی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اُس حسین سے بڑھ کر ہو۔''

(دافع البلاء ص 13 از مرزا قادیانی)

''حضرت مسیح موعود نے تو فرمایا ہے کہ اُن (مسلمانوں) کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا خدا اور ہے، ہمارا حج اور ہے اور ان کا حج اور۔ اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان 21 اگست 1917ء جلد 5 شمارہ نمبر 15 صفحہ نمبر 8)

''اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔''

(دافع البلاء ص 13 از مرزا قادیانی)

جماعتِ احمدیہ

جماعت احمدیہ مذہب کے نام پر خودساختہ سماجی وسیاسی تحریک ہے جو انیسویں صدی کے متحدہ ہندوستان میں برطانوی راج کے دور میں ابھری۔اس تحریک کی بنیاد مرزا غلام احمد قادیانی (1839ء تا 1908ء) نے رکھی تھی۔اِس وقت ان کے تقریباً بارہ گروپ ہیں،جن میں سب سے زیادہ معروف ہونے والے گروپ،قادیانی اور لاہوری ہیں ۔ لاہوریوں کا مرکز لاہور، پاکستان میں ہے اور قادیانیوں کا مرکز 1984 تک ربوہ (حال چناب نگر) پاکستان میں تھا۔1974 میں قادیانی گروہ کی ''اسلام دشمن،ریاست مخالف'' نیز تشدد پسند سرگرمیوں کی وجہ سے انھیں پاکستانی پارلیمان نے ایک آئینی ترمیم کے ذریعے غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔اس کے بعد ان کی بڑھتی ہوئی اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں کی وجہ سے 1984ء میں امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کا نفاذ کیا گیا اور تعزیراتِ پاکستان میں اضافہ کیا گیا۔جس کے سبب قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد رات کی تاریکی میں ملک سے فرار ہوکر مورڈن،لندن چلے گئے۔یہ خود کو مسلمان کے طور پر متعارف کرواتے ہیں لیکن اُمتِ مسلمہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو اسلام کے بنیادی اصولوں سے انحراف کی وجہ سے اپنا حصہ تسلیم نہیں کرتی۔

بانی جماعت احمدیہ:

مرزا غلام احمد قادیانی کی پیدائش 1839ء میں ہندوستانی پنجاب کے ایک چھوٹے سے قصبے قادیان میں ہوئی اور 1908ء میں لاہور (حال پاکستان) میں انتقال ہوا۔میت کو تدفین کے لیے قادیان (حال بھارت) لے جایا گیا۔(عزیز،سروے آف دی لاہور۔احمدیہ موومنٹ 2008)

مرزا غلام احمد قادیانی کے بارہ بچے تھے،دو پہلی بیوی حرمت بی بی سے اور دس دوسری بیوی نصرت جہاں بیگم سے۔پانچ بچے جوانی میں مر گئے اور پانچ نے اپنی طبعی عمر پوری کی۔مرزا صاحب کے بیٹوں میں سے صرف مرزا بشیر الدین محمود احمد (1889ء تا 1965ء) ان کے دوسرے جانشین

بنے۔مرزا صاحب نے کچھ اساتذہ سے فارسی اور عربی سیکھی لیکن مرزا صاحب نہ ماہر اسلامی سکالر تھے اور نہ کسی مستند مذہبی ادارے سے فارغ التحصیل تھے۔انھوں نے ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر میں بطور کلرک کام کیا۔

(H.A.Walter, 1918)

مرزا صاحب کو مختلف مذاہب کے بارے میں کچھ سرسری سا علم تھا اور اپنی جھوٹی نبوت کے دعوے سے پہلے اسلام کے مبلغ کے طور پر عیسائی مشنریوں کے ساتھ مباحثوں میں حصہ لیا کرتے تھے۔ابتدائی طور مناظر اور مقرر کے طور پر اپنی پہچان کروائی۔اس کے بعد ایک مجدد اور مصلح ہونے کا دعویٰ کیا۔کچھ عرصے کے بعد حضرت داؤد، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد ﷺ کی طرح مسیح موعود اور خدا کا نبی ہونے کے دعوے کیے۔اس کے بعد ایک نیا دعویٰ کیا کہ میں خدا کی طرف سے حضرت عیسیٰ اور محمد ﷺ سے بہتر نبی مبعوث ہوا ہوں۔یعنی مرزا صاحب کی شکل میں عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ اپنی بہتر خصوصیات کے ساتھ دوبارہ دنیا میں آئے۔مرزا صاحب ہندوؤں کے لیے کرشن، سکھوں کے لیے گرونانک اور بدھ مت کے پیروکاروں کے لیے مہاتما بدھ ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔مرزا صاحب نے کئی کتابوں میں اپنے ان عقائد اور دعویٰ جات کا اظہار کیا۔

سابق سینئر احمدی شخصیات جناب عکرمہ نجمی اور جناب طاہر ہانی کے مطابق، مرزا صاحب نے دوسری کتابوں مثلاً "مقاماتِ الحریری" (مصنف الحریری سنہ 1054) سے بہت سا مواد چوری کیا ہے۔(دیکھیں، الحریری، 2018)

".....جب آپ مرزا صاحب کی عربی دانی کے بارے تحقیق کریں گے تو سب سے بڑا جھوٹ یہ سامنے آتا ہے کہ علامہ حریری اور ہمدانی جو سات سو برس پہلے کے عربی ادیب تھے، ان کی شاہکار تحریریں سرقہ کی گئی ہیں۔مثال کے طور پر اپنی تحقیق کے دوران میں نے دیکھا کہ المقاماتِ الحریری سے ایک ہزار سے زیادہ جملے چوری کر کے مرزا صاحب نے اپنی متعدد عربی کتابوں میں شامل کیے تھے۔"

(عکرمہ نجمی، 2018)

دریں اثنا مرزا صاحب کے مندرجہ بالا دعاوی کرنے پر، مختلف مسلمان ائمہ کرام نے فوری طور پر چیلنج کیا تھا اور ان کے عقائد کو اسلام سے مکمل طور پر متصادم قرار دیتے ہوئے ان کے کفریہ

خیالات کی وجہ سے اُن کی مخالفت کی۔ ہندوستان کے تمام مکتبہ ہائے فکر (بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث، اہل تشیع) کے ممتاز علمائے کرام اور علامہ اقبال جیسے عظیم مفکر اسلام نے ان کے دعووں کی تردید کی اور جوابات لکھے اور انھیں مرتد قرار دیا، ان کے عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ ہونے کے کلیدی اور اسلام مخالف دعویٰ جات کا رد کیا۔ قارئین کو یہ بھی یاد رہے کہ عیسائیوں نے بھی مرزا قادیانی کے ''مسیح'' یا ''مسیح سے بہتر'' ہونے کے دعویٰ جات کو کلیۃً رد کر دیا۔ جو کہ آئندہ صفحات میں درج کیے جا رہے ہیں۔

ان کے پیروکاروں میں سے کئی لوگوں کو جماعت احمدیہ کی قیادت کا موقع ملا، اور وہ ان کے عقائد کی ترویج کرتے رہے۔ اب جماعت احمدیہ کا شیرازہ بکھر چکا ہے، ان کی جماعت مختلف ممالک یعنی پاکستان، ہندوستان، برطانیہ، جرمنی، کینیڈا، امریکہ، بنگلہ دیش، انڈونیشیا اور بہت سے دوسرے ممالک میں تقریباً بارہ دھڑوں میں بٹ چکی ہے۔ اُن میں سے کچھ افراد نے احمدی عقیدے کے خلاف اپنی نبوت کے دعاوی بھی کر دیئے ہیں، (جماعت احمدیہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ محمد عربیؐ کے بعد ماسوائے مرزا غلام احمد قادیانی کے کوئی اور نبی نہیں آیا اور نہ مرزا صاحب کے بعد کوئی نبی آئے گا۔) یعنی مرز غلام احمد قادیانی پر نبوت ختم ہوتی ہے اور مرزا صاحب کے بعد نئی نبوت کا دعوے دار کافر ہے۔ (انوار العلوم، ج 8 ص 113، از مرزا بشیر الدین محمود)

سب سے پہلی گروہ بندی 1914 میں مرزا صاحب کے پہلے جانشین حکیم نور الدین کے انتقال کے بعد معرض وجود میں آئی جس کے نتیجے میں قادیانی اور لاہوری گروپ سامنے آئے۔ اس پر سیر حاصل گفتگو آئندہ صفحات پر ملاحظہ کریں مگر یہ یاد رہے کہ اس کتاب کا موضوعِ سخن صرف ''قادیانی'' گروہ ہی ہے۔ یہ ریکارڈ کا حصہ ہے کہ دونوں گروپ ان اصطلاحات کو استعمال کرتے ہیں جبکہ اب قادیانی گروپ کے اراکین یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ لفظ ''قادیانی'' اُن کے لیے ''تضحیک آمیز'' یا ''توہین آمیز'' ہے۔

(Batool, Shahid & Rezanejad, 2021, Clark, 2019).

جماعت احمدیہ کے چند بنیادی عقائد:

جماعت احمدیہ کے اسلام سے متصادم آٹھ بنیادی عقائد کا خلاصہ درج ذیل جدول میں قارئین کی آسانی کے لیے لکھ دیا گیا ہے۔تاہم آنے والے ابواب میں ان عقائد پر تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

عقیدہ 1	نبوت کا اختتام، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے نہیں ہوا بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی پر ختم ہوا۔ (انوار العلوم، ج 8 ص 113، از مرزا بشیر الدین محمود)
عقیدہ 2:	حضرت محمد ﷺ اور مرزا صاحب کے درمیان کوئی نبی نہیں اور مرزا صاحب کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (تذکرہ، مجموعہ وحی والہامات از مرزا قادیانی)
عقیدہ 3:	مرزا صاحب اللہ کے نبی تھے اور اللہ کی طرف سے حضرت داؤد، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد ﷺ کی طرح وحی حاصل کرتے تھے۔ (حقیقت الوحی ص 102، 387 مندرجہ روحانی خزائن، جلد 22 ص 105، 503۔ از مرزا قادیانی)
عقیدہ 4:	اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مرزا صاحب کا نام ''محمد و رسول'' رکھا ہے۔یعنی وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل آخری رسول تھے۔ (تذکرہ، مجموعہ وحی والہامات، ص 519، 280۔ طبع چہارم از مرزا قادیانی) (آئینہ صداقت ص 35، مندرجہ انوار العلوم، جلد 6 ص 110، از مرزا محمود)
عقیدہ 5:	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر نہیں اٹھایا گیا بلکہ وہ کشمیر میں فوت ہوئے اور دفن ہوئے۔عیسیٰ ابن مریم کی جگہ چراغ بی بی کا بیٹا مرزا صاحب مسیح موعود کے طور پر پیدا ہوا اور وہ عیسیٰ مسیح سے برتر ہے۔ (کشتی نوح، ص 46، 48۔ روحانی خزائن جلد 19 ص 52، 49۔ از مرزا قادیانی)
عقیدہ 6:	خدا نے مرزا صاحب کے ساتھ بات کی اور اسے خدا کی طرف سے ایک فرشتہ ٹیچی Tichi کے ذریعے ''وحی مقدس'' موصول ہوئی۔ یہ ''وحی مقدس'' احمدی روحانی کتاب ''تذکرہ'' میں جمع ہیں۔(ایک غلطی کا ازالہ ص 4، 10، 12 روحانی خزائن جلد 18 ص 207، 212۔ از مرزا قادیانی)

عقیدہ7:	جو بھی مرزا صاحب کو نبی نہ مانے اور ان کی نبوت کو رد کرے وہ کافر اور غیر مسلم ہے۔ (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات،ص519،280۔از مرزا قادیانی)
عقیدہ8:	احمدیوں کو چاہیے کہ وہ سالانہ اجتماع میں شرکت کر کے قادیان کی زیارت کریں جو کہ مکہ اور مدینہ سے برتر مقدس سرزمین ہے۔اور یہ کہ قادیان میں عبادت گاہ مسجد اقصیٰ ہے جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص352، روحانی خزائن جلد5 ص352، از مرزا قادیانی) (خطبہ الہامیہ ص21،25، خزائن جلد16 ص21،25۔از مرزا قادیانی)

جماعت احمدیہ کے بنیادی ماخذات:

جماعت احمدیہ کے بانی اور اُن کے جانشین اپنے نظریاتی عقائد کے لیے جن ماخذات سے استفادہ کرتے ہیں، ہم نے ان سے بھی حوالہ جات استعمال کیے ہیں۔تاکہ کسی قسم کے شکوک وشبہات باقی نہ رہیں۔احمدیہ موومنٹ کے بانی اور ان کے جانشینوں کا لکھا ہوا لٹریچر اُن کی آفیشل ویب سائٹ www.alislam.org پر دستیاب ہے۔اور مرزا صاحب کی تقریباً 100 کتب شائع ہوئی ہیں جو ہماری اس تحقیق کے پیش نظر ہیں۔:

1: ''تذکرہ''

یہ کتاب بقول مرزا صاحب کے، اُن کے اوپر جو خدا کی طرف سے وحی مقدس اور الہامات نازل ہوتے تھے اس کا مجموعہ ہے۔یہ کتاب قرآن کے مقابل احمدیوں کے لیے روحانی کتاب کا درجہ رکھتی ہے۔اگلے صفحے پر بالکل واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے کہ تذکرہ ''وحی مقدس'' ہے۔



ا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

تذکرہ

یعنی

وحی مقدس

و

رؤیا و کشوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"Tazkirah i.e. Sacred Revelations"

تاریخ نزول	وحی مقدس و متعلقاتِ وحی
زمانہ تحصیل علم	(۱) رَاَیْتُ ذَاتَ لَیْلَةٍ وَّاَنَا غُلَامٌ حَدِیْثُ السِّنِّ کَاَنِّیْ فِیْ بَیْتٍ لَطِیْفٍ نَّظِیْفٍ یُذْکَرُ فِیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اَیُّهَا النَّاسُ اَیْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ فَاَشَارُوْا اِلٰی حُجْرَةٍ۔ فَدَخَلْتُ مَعَ الدَّاخِلِیْنَ۔ فَبَشَّ فِیَّ حِیْنَ وَافَیْتُهٗ۔ وَحَیَّانِیْ بِاَحْسَنِ مَا حَیَّیْتُهٗ۔ وَمَا اُنْسِیْ حُسْنَهٗ وَجَمَالَهٗ وَمَلَاحَتَهٗ وَتَحَنُّنَهٗ اِلَیَّ یُوْمِیْ هٰذَا شَغَفَنِیْ حُبًّا وَّجَذَبَنِیْ بِوَجْهٍ حَسِیْنٍ

(۱) (ترجمہ از مرتب) اوائل ایام جوانی میں ایک رات میں نے (رؤیا میں) دیکھا کہ میں ایک عالی شان مکان میں ہوں۔ جو نہایت پاک اور صاف ہے اور اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ حضور کہاں تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ میں دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اس کے اندر چلا گیا۔ اور جب میں حضور کی خدمت میں پہنچا۔ تو حضور بہت خوش

2۔''روحانی خزائن''

کتابوں کا یہ مجموعہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تقریباً تمام کتابوں اور پمفلٹوں پر مشتمل ہے جو اس کی زندگی میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے۔بعد ازاں ان تمام کتابوں اور پمفلٹوں کو تئیس جلدوں میں مرتب کر کے اسے روحانی خزائن کا نام دے دیا گیا۔اوراس کتاب میں مرزا صاحب کی تراسی متفرق کتب شامل کی گئیں۔ان کتب کی فہرست اشاریے میں شامل کر دی گئی ہے۔قادیانی گروہ میں ،روحانی خزائن کو اسلام کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی کتابوں کے برابر سمجھا جاتا ہے۔ احمدیت پر اس تحقیق میں ان مجموعوں سے حوالہ جات اخذ کیے گئے ہیں۔

3۔''ملفوظات احمد''

یہ کتاب مرزا صاحب کی کہاوتوں،اقوال اور تقاریر پر مشتمل ہے۔جس کی ۵ جلدیں شائع ہوئی ہیں۔

4۔''مکتوبات احمد''

یہ مرزا صاحب کے خطوط ہیں جو انھوں نے مختلف مواقع پر مختلف لوگوں کو لکھے اور اس کی دو جلدیں ہیں۔ان کی کچھ تقاریر جو اخبارات میں شائع ہوئی تھیں یا مختلف تحریروں کے ذریعے ریکارڈ کی گئی تھیں وہ الگ الگ تقریروں کے تحت ملتی ہیں،اور جو خطوط انھوں نے لکھے یا موصول کیے وہ خطوط مکتوبات کے عنوان کے تحت شائع ہوئے ہیں۔

5۔''مجموعۂ اشتہارات'':

یہ کتاب تین جلدوں پر مشتمل ہے اور یہ مختلف اوقات میں کی گئی پیشگوئیوں اور اشتہارات پر مشتمل ہے۔زیادہ تر "اشتہارات" ان کی کتابوں میں شامل ہیں،لیکن کچھ نہیں ہیں،اور ایک مجموعہ کے عنوان سے الگ سے مل سکتے ہیں۔

(www.alislam.org)

6۔سیرت المہدی:

سیرت المہدی ایک ایسی کتاب ہے، جسے مرزا غلام احمد قادیانی کے دوسرے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے 1923 سے 1935 کے درمیان مرتب کیا تھا جس کی تین جلدیں ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی اور روزمرہ کے معمولات سے متعلق روایات کا مجموعہ ہیں۔ (الاسلام، 2022) احمدی روایات کے مطابق مختلف اشاعتوں میں کچھ ناگزیر تبدیلیاں متعارف کرائی گئی ہیں۔

یہ امر جاننا بھی ضروری ہے کہ مندرجہ بالا کتابوں میں سے کسی کو بھی دین اسلام میں ماخذ نہیں سمجھا جاتا۔

بانی تحریک احمدیت کا خاندان اور اس کا جماعت میں کردار:

مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام بیٹوں میں سے، مندرجہ ذیل دو نے احمدیت کے قادیانی گروہ کی تبلیغ اور قیام میں بہت اہم کردار ادا کیا:

1۔مرزا بشیر الدین محمود احمد (1889۔1965)

مرزا بشیر الدین محمود احمد، مرزا صاحب کی دوسری بیوی نصرت جہاں بیگم کے بطن سے تھے اور مرزا صاحب کے دوسرے جانشین اور بڑے بیٹے تھے۔ وہ 12 جنوری 1889ء کو قادیان، ہندوستان میں پیدا ہوئے اور ان کا انتقال 7 نومبر 1965 کو چناب نگر، پاکستان میں ہوا۔

(www.alislam.org)

1914 میں، مرزا صاحب کے پہلے جانشین حکیم نورالدین کی وفات کے بعد، مرزا محمود احمد نے احمدیہ تحریک کے اندر قادیانی (محمودی) گروپ کی بنیاد رکھی اور اس کے رہنما بنے۔ دوسرے جانشین کے طور پر محمود احمد کا انتخاب تحریک کے اندر تقسیم کا باعث بنا جس میں ایک گروہ نے جانشینی اور الہیات پر بعض اختلافات کی وجہ سے ان سے بیعت کرنے سے گریز کیا۔ اور ممکنہ طور پر شخصیات کے تصادم کی وجہ سے ان کے مخالفین احمدیوں کے لاہوری گروپ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔

انھوں نے کچھ کتابیں لکھیں، اور کچھ اس کتاب کے حوالہ جات کے لیے بھی استعمال ہوئی ہیں۔

(www.alislam.org)

2۔مرزا بشیر احمد ایم اے (1893۔1963):

بانی تحریک احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی کی دوسری بیوی سے دوسرے بیٹے 1893 میں قادیان، (برطانوی ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ وہ بہت سی قادیانی کتب کے مصنف تھے جن میں سے چند ایک کا حوالہ اس کتاب میں دیا گیا ہے۔ مرزا بشیر احمد کا انتقال 1963 میں لاہور، پاکستان میں ہوا اور ربوہ (اب چناب نگر) پاکستان میں تدفین ہوئی۔ ((www.alislam.org

❋ ❋ ❋

باب 2:

مرزا غلام احمد قادیانی اور اُس کے جانشین اپنی تحریروں کے آئینے میں

مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں تقریباً تیرہ دعویٰ جات کیے جنھیں اس وقت کے عیسائی اور مسلمان علماء نے چیلنج کیا۔ آئندہ ابواب میں ان کا حوالہ دیا جائے گا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا موقف بدلتا گیا۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مرزا صاحب کے دعویٰ جات [1883-1905 تک]

شمار	دعویٰ جات	مفہوم	فقہ میں دعویٰ کی حیثیت	سن
1	مجدد	دین کو نئے انداز میں پیش کرنے والا	قابل اعتراض	1881
2	محدَث	اللہ سے کلام کرنے والا	قابل اعتراض	1882
3	امام مہدی	ہدایت یافتہ	قابل اعتراض، توہین آمیز	1884
4	مثیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح	خارج از اسلام	1891
5	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوسری آمد	مجسم شکل	خارج از اسلام	1891
6	حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل	اللہ کے برگزیدہ پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر	خارج از اسلام	1891
7	مکمل دعویٰ نبوت	پیغمبر کا درجہ	خارج از اسلام	1901
8	پوشیدہ نبی کا ظہور	ظہورِ نبوت	خارج از اسلام	1901
9	محمد ﷺ کی طرح ایک پیغمبر	مجسم شکل	خارج از اسلام	1901
10	دنیا میں محمد ﷺ کی شکل میں دوبارہ آنا	دوسری بار نبی کا دنیا میں آنا	خارج از اسلام	1901
11	محمد ﷺ سے اعلیٰ مقام	مقامِ رسالت	خارج از اسلام	1901
12	کرشنا	ہندو دیوتا	خارج از اسلام	1904
13	بدھا	بدھ مت کا بانی	خارج از اسلام	1904

ابتدا میں، مسلمانوں نے مرزا صاحب کے پہلے دو دعویٰ جات کے قابل اعتراض ہونے کے باوجود انھیں سنجیدگی سے نہیں لیا کیونکہ وہ عمومی نوعیت کے تھے۔ عیسائی پادریوں کے ساتھ مباحث کی وجہ سے جوں جوں ان کے پیروکاروں میں اضافہ ہوتا گیا وہ اپنے دعویٰ جات میں تبدیلی کرتے گئے۔ بعد میں، اُن کے دعویٰ جات توہین آمیز اور پھر مکمل طور پر اسلام کے بنیادی مذہبی عقائد سے متصادم ہو گئے۔ اس کے بعد مسلمانوں

نے بانی جماعت احمدیہ کے نظریات کو مسترد کرنا شروع کر دیا۔

مرزا صاحب کے دعویٰ جات کے تین مراحل:

مرزا صاحب اور ان کے دعویٰ جات کے تین مراحل شیخ الاسلام جسٹس (ر) مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اپنی کتاب ''مقدمہ قادیانیت'' میں لکھتے ہیں:

''یہ درست ہے کہ مرزا صاحب نے ایک بار ختم نبوت کے تصور کو مضبوطی سے تسلیم کیا تھا لیکن اپنی زندگی کے آخری دور میں اس کا انکار کر دیا تھا۔ پھر اس نے اس اصطلاح کی ایک نئی تشریح کی، اور بالآخر اپنے لیے نبوت اور وحی کا دعویٰ کیا۔ اس سلسلے میں ان کے بیانات متضاد ہیں۔''

(حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مقدمہ قادیانیت، 2006)

انھوں نے مزید کہا:

''مرزا صاحب کے بیانات اور ان کے استدلال میں پائے جانے والے تضادات اور اُن کو دور کرنے کا واحد قابل عمل طریقہ یہ ہے کہ انھیں اپنی زندگی کے مختلف زمانی ادوار میں واضح کیا جائے۔''

(حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مقدمہ قادیانیت، 2006)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''ختم نبوت کامل'' میں لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنی سوچ کے تین مختلف ادوار سے گزرے ہیں:

پہلا دور:

ابتدا میں مرزا صاحب، اسلام کے وہی عقائد رکھتے تھے جو تمام مسلمان رکھتے ہیں۔ انھوں نے اس اصطلاح ''ختم نبوّت'' کے بارے میں کوئی نئی تشریح نہیں کی تھی اور نہ ہی وہ قرآن مجید کے متن کو بگاڑنے پر آمادہ تھے۔ اس عرصے میں انھوں نے مضامین اور مقالات بھی لکھے۔

(حضرت مولانا مفتی محمد شفیع، ختم نبوت کامل، ص:15)

دوسرا دور:

اپنی سوچ کے دوسرے دور میں مرزا صاحب نے بتدریج نئی دریافتوں کا دعویٰ کرنا شروع

کیا۔سب سے پہلے، انھوں نے اپنے آپ کو ایک "مجدد"، کچھ عرصے بعد "امام مہدی" اور آخر میں "مسیح موعود" کا اعلان کیا۔اس موقع پر مرزا صاحب نے ناگزیر طور پر محسوس کیا کہ "مسیح موعود" تو ایک رسول ہے، ایک ایسا نبی ورسول جس میں ثابت قدمی اور صبر ہے، اور اس لیے وہ وحی الٰہی حاصل کرنے کا اہل ہے۔لیکن اس عقیدے کے پیش نظر کوئی نیا شخص "مسیح موعود" ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔مرزا صاحب نے پھر ختم نبوت کے اصول کی نئی تشریح شروع کردی۔اسی لیے وہ نبوت کی کئی قسمیں لے کر آئے۔جیسے تشریعی، غیر تشریعی، ظلی، بروزی، لغوی اور مجازی نبی۔اسی طرح مرزا صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے عامۃ الناس میں شکوک وشبہات، ابہام اور غیر یقینی صورتحال پیدا کرنے کی کوشش کی۔انھوں نے یہ بھی مشتہر کرنے کی کوشش کی کہ مذکورہ بالا چھ من گھڑت اقسام نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد بھی ممکن ہوسکتی ہیں۔آخر میں، انھوں نے حضور نبی مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کردیا۔

(حضرت مولانا مفتی محمد شفیع، ختم نبوت کامل: ص18)

تیسرا دور:

مرزا صاحب نے اپنی زندگی کے آخری دور میں قرآنی اصطلاحات کی نئی تشریحات دینے کی ضرورت کو ظاہر کیا۔یہ نصوص قطعی کو بگاڑنے کی کوشش تھی۔انھوں نے اعلان کیا کہ تشریعی یا غیر تشریعی نبوت ممکن ہے۔نتیجتاً، انھوں نے تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔

(مولانا مفتی محمد شفیع، ختم نبوت کامل، ص:21)۔

مزید یہ کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب ''مسئلہ قادیانیت'' میں مرزا صاحب کے ان ادوار کے بارے میں اسی قسم کے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔

(مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی۔مسئلہ قادیانیت: ص18)

مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت:

مندرجہ ذیل صفحات میں مرزا صاحب کے قرآن حکیم کی آیات اور حدیث پاک کے منافی

دعویٰ جات کے کئی پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ امت مسلمہ کی مرزا صاحب کو غیر مسلم سمجھنے کی سب سے اہم وجہ یہ دعویٰ جات ہیں کہ وہ مرزا غلام احمد کی شکل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ، بن کر آئے۔ (اس پر مزید مفصل بحث باب 3 میں کی گئی ہے)۔

(حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مقدمہ قادیانیت، 2022)

مرزا صاحب نے مزید کہا کہ انھیں وحی الٰہی موصول ہوئی ہیں، جو احمدیوں کی ''تذکرہ'' یعنی وحی مقدس نامی کتاب میں جمع کی گئی ہیں، مرزا صاحب نے اپنی تحریروں میں دوسرے مذاہب کے بارے میں اپنے عقائد اور نظریات کو بیان کرتے ہوئے اپنی مرتب کردہ کتب کی تشہیر بھی کی۔ حیرت کی بات ہے کہ مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری آمد کی نمائندگی کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہ بھی نوٹ کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب کا نبی ہونے کا دعویٰ قرآن اور عالمی مذاہب کے دیگر مقدس صحیفوں کے خلاف تھا۔ مثال کے طور پر انھوں نے کہا کہ میری وحی قرآن کی طرح غلطیوں سے مبرا ہے۔

مرزا صاحب کی کتاب ''نزول المسیح'' سے ایک اقتباس قارئین کی سمجھ کے لیے درج ذیل ہے:

آنچہ من بشنوم ز وَحی خدا
بخدا پاک دامنش زخطا

ترجمہ:

''میں جو کچھ بھی اللہ کی وحی سے سنتا ہوں، اللہ کی قسم میں اسے ہر غلطی سے پاک سمجھتا ہوں

ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید
از دہان خدائے پاک وعید

ترجمہ:

''میری وحی قرآن کی طرح غلطیوں سے پاک ہے، یہ میرا ایمان ہے۔ خدا کی قسم یہ اللہ کا کلام مجید ہے۔ یہ خدائے واحد کے منہ سے نکلا ہوا کلام ہے۔'' (نزول المسیح صفحہ ۹۹ از مرزا قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی نے ذیل میں جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اوپر نام نہاد وحی نازل ہونے کے دعاوی کو نہ ماننے والے دنیا کے 1.8 بلین مسلمانوں کو غیر مسلم کہا ہے ملاحظہ ہو۔

''خدا تعالیٰ نے میرے اوپر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ ۵۱۹ طبع چہارم از مرزا قادیانی)

مرزا صاحب کے مندرجہ بالا اقتباسات قرآن وحدیث کی تعلیمات کے خلاف ہیں جو کسی شخص کو فوری طور پر دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے لیے کافی ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے برتر ہونے کا دعویٰ:

مرزا غلام احمد قادیانی نے لفظ ''خاتم'' کی جو تشریح پیش کی ہے وہ اُن کی اپنی سابقہ تحریروں سے متصادم نظر آتی ہے، یعنی 'خاتم' کو آخر یا آخری کے معانی میں استعمال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''۔۔۔سو ضرور ہوا کہ وہ شخص جس پر بکمال وتمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو۔ وہ خاتم الاولاد ہو۔ یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔'' (تریاق القلوب ص ۳۵۰ از مرزا قادیانی)

مزید لکھا ہے کہ:

میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔

(تریاق القلوب ص ۳۵۰ از مرزا قادیانی)

قادیانی عقائد کے مطابق تحریک احمدیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کا درجہ بنی اسرائیل

کے انبیا حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت سلیمان اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب کے دوسرے جانشین، مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

''۔۔۔۔ہم مانتے ہیں کہ آپ خاتم الانبیاء تھے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں مگر وہی کہ جس کی تربیت آپ کے فیض سے ہوئی۔ اور جس کو آپ کے وعدہ نے ظاہر کیا۔ پس ظلی اور بروزی نبوت کوئی گھٹیا قسم کی نبوت نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کس طرح ایک اسرائیلی نبی کے مقابلہ میں یوں نہ فرماتے کہ:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلامِ احمدؐ ہے

(مرزا بشیر الدین محمود، انوار العلوم القول الفصل جلد ۲ صفحہ ۲۷۶)

جماعت احمدیہ یہ بھی دعویٰ کرتی ہے کہ مرزا صاحب کی ظلی نبوت ان تمام سابقہ انبیاء سے افضل تھی جنہیں براہ راست اللہ کی طرف سے وحی آتی تھی۔ مرزا قادیانی کے دوسرے صاحبزادے مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی نے کہا:

''ہمارے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سایہ (ظلی) نبوت ایک کمتر چیز ہے اور اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ یہ ایک وہم کے سوا کچھ نہیں ہے کیونکہ ظلِ نبوت کا تقاضا ہے کہ انسان کو حضور کی اطاعت میں اتنا مبتلا کر دیا جائے کہ وہ دوغلے پن سے محروم ہو جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے توحید حاصل کر لے۔ اس روحانی حالت میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کمالات کو ان پر غور سے اترتے ہوئے دیکھے گا، یہاں تک کہ آپ کو نبوت کی چادر سے نوازا جائے گا۔ اس مقام پر وہ ظلی نبی کہلائے گا۔ پھر غور وفکر لازماً اس کے ماخذ کی ایک حقیقی تصویر ہے، جیسا کہ تمام انبیاء نے قبول کیا ہے، پھر جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی نبوت نامکمل ہے یا عام جگہ ہے وہ یقیناً گمراہ ہے۔ اسے اسلام پر اپنے ایمان کی حفاظت کرنی چاہیے کیونکہ

اس نے اعلیٰ ترین مرتبے کی نبوت کو رسوا کیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے بارے میں کیوں شکوک وشبہات میں مبتلا ہیں اور اسے نامکمل نبوت مانتے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ جیسا کہ (قادیانی) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پروجیکشن (بروز) ہونے کے ناطے ایک ظلی نبی تھا، اس لیے اس نبوت کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ ضروری نہیں کہ سابقہ انبیاء کرام تمام کمالات کے حامل ہوں۔ ہر نبی نے اپنے مشن اور اپنی ذاتی صلاحیت کے مطابق یہ کمالات حاصل کئے۔ بعض انبیاء کو دوسروں سے زیادہ فضیلت دی گئی۔ مسیح موعود کو نبوت ایسے وقت میں سونپی گئی جب وہ محمد کے تمام کمالات کو حاصل کر چکے تھے اور یوں اس قابل ہو گئے تھے کہ وہ ظلی نبی بنائے جائیں، اس لیے اس غیبی نبوت نے مسیح موعود کے درجے کو کم نہیں کیا۔ اس کے برعکس ان کا مقام اتنا بلند ہو گیا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ کھڑے ہو گئے۔ قاضی اکمل، ایک مشہور احمدی اور "ریویو آف ریلیجنز" کے سابق ایڈیٹر نے 25 اکتوبر 1906 کو احمدی اخبار، اخبار البدر، قادیان میں اپنی اردو نظم (نیچے والے خانے میں دوبارہ چھپی) شائع کی۔ اسے جناب نے سراہا اور منظور کیا۔ یہ کہہ کر کہ قاضی اکمل، اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (الفضل، 1944)

محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار البدر قادیان نمبر ۴۳، جلد ۲، ص ۱۴ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

مزید برآں احمدی اخبار ''الفضل'' لکھتا ہے:

''وہ اس نظم کا ایک حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے حضور میں پڑھی گئی اور خوش خط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی

اور حضور اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔اس وقت کسی نے اس شعر پر اعتراض نہ کیا۔حالانکہ مولوی محمد علی صاحب (امیر لاہوری جماعت) اور ان کے مددگار موجود تھے اور جہاں تک حافظہ مدد کرتا ہے، بہ وثوق کہا جا سکتا ہے کہ سن رہے تھے اور اگر وہ اس سے بوجہ مرور زمانہ انکار کریں تو یہ نظم ''بدر'' میں چھپی اور شائع ہوئی۔اس وقت ''بدر'' کی پوزیشن وہی تھی بلکہ اس سے کچھ بڑھ کر جو اس عہد میں ''الفضل'' کی ہے، حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر سے ان لوگوں کے محبانہ اور بے تکلفانہ تعلقات تھے۔وہ خدا کے فضل سے زندہ موجود ہیں ان سے پوچھ لیں اور خود کہہ دیں کہ آیا آپ میں سے کسی نے بھی اس پر ناراضی یا ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور حضرت مسیح موعود کا شرف سماعت حاصل کرنے اور جزاک اللہ تعالیٰ کا صلہ پانے اور اسے قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا تھا کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایمان اور قلت عرفان کا ثبوت دیتا۔''

(روزنامہ الفضل قادیان، 22 اگست 1944ء جلد 32، نمبر 196، صفحہ 6 کالم 1)

الفضل کی مندرجہ بالا وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ نظم میں بیان کردہ خیال محض شاعرانہ مبالغہ آرائی نہیں ہے۔یہ ایک مذہبی عقیدہ سمجھا جاتا ہے جس کی تصدیق خود مرزا صاحب صاحب نے کی تھی۔شاعر، اکمل نے مرزا صاحب کے خطبہ الہامیہ سے کچھ معنی مستعار لیے ہیں۔لہٰذا یہ واضح ہو جاتا ہے کہ تحریک احمدیہ اور اس کی قیادت کے نزدیک مرزا صاحب کا مرتبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہے۔(معاذ اللہ)

مرزا صاحب کا کرشنا ہونے کا دعویٰ:

1904 میں سیالکوٹ کے اندر ایک بیان میں، مرزا صاحب نے کرشنا (کرشنا جو ہندومت کا ایک بڑا دیوتا ہے) ہونے کا پہلا دعویٰ کیا۔اس امر کا مزید جائزہ اس کتاب میں ایک امریکی مصنف ایچ اے والٹر جنھوں نے ینگ مین کرسچن ایسوسی ایشن (YMCA) کے لیے کام کیا تھا، کی کتاب بعنوان احمدیہ موومنٹ (والٹر، 1918) کے اقتباسات سے لیا گیا ہے۔انھوں نے اپنی کتاب میں کہا:

"On November 1st, 1904, in an address at Sialkot, Ahmad [Mr. Qadiani] made the first public announcement of his being the burooz (spiritual manifestation), or, in the Hindu language, the avatar (incarnation), of Kris[h]na, as well as, in some sense, of Muhammad and Christ, although he then claimed that he had been addressed as Kris[h]na in one of his earlier revelations" (Walter, 1918 *p. 50*).

ترجمہ:۔"یکم نومبر 1904 کو سیالکوٹ میں ایک خطاب کرتے ہوئے احمد (مرزا غلام احمد قادیانی) نے اپنے بروز (روحانی مظہر) ہونے کا پہلا عوامی اعلان کیا، یا ہندو زبان میں، کرشنا کا اوتار (اوتار)، اور ساتھ ہی، کسی لحاظ سے، محمد اور مسیح کا، اگرچہ اس کے بعد اس نے دعویٰ کیا کہ اس کے پہلے انکشافات میں سے ایک میں اسے کرشنا کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا"۔

(H.A.Walter, 1918. P50)

کیا کرشنا اور مسیح ایک ہی شخص ہیں؟

قادیانی عقائد میں یہ وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ کرشنا اور مسیح موعود ایک ہی شخص ہیں چنانچہ جماعت احمدیہ کے جریدے "ریویو آف ریلیجنز" سے والٹر نقل کرتے ہیں:

(H.A.Walter, 1918, Review of Religions.1922, Vol.3. P.411)

"He has told me, not on one occasion but repeatedly, that so I am Kris[h]na for the Hindus and the Promised Messiah for the Muhammadans and the Christians. I know that ignorant Muhammadans will at once exclaim, upon hearing this, that I have become a plain unbeliever and heretic on account of my having adopted the name of an unbeliever, as they think the Holy Kris[h]na to be, but this is a revelation from God which I cannot but announce, and this is the first day that I announce this claim in such a large gathering, for those who come from God do not fear being blamed or reviled. Now Raja Kris[h]na was revealed to me as so great and perfect a man that his equal is not to be found among the Hindu Rishis *and*

avatars. . . . I love Kris[h]na, for I appear as his image. . . . Spiritually, Kris[h]na and the Promised Messiah are one and the same person, there being no difference except that which exists in the terminology of the two people, Hindu and Muhammadan" (Walter, 1918; Review of Religions, 1922, vol 3, p. 411).

ترجمہ:۔''اس نے مجھے ایک موقع پر نہیں بلکہ بارہا بتایا ہے کہ میں ہندوؤں کے لیے کرشنا ہوں اور محمدیوں اور عیسائیوں کے لیے مسیح موعود ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ سن کر جاہل محمدی (یعنی مسلمان) فوراً چیخ اٹھیں گے کہ میں ایک کافر کا نام اختیار کرنے کی وجہ سے صریح کافر اور بدعتی ہو گیا ہوں جیسا کہ ان کے خیال میں حضور کرشنا ہیں، لیکن یہ خدا کی طرف سے ایک وحی ہے جس کا میں اعلان نہیں کر سکتا، اور یہ پہلا دن ہے جب میں اتنے بڑے اجتماع میں اس دعوے کا اعلان کر رہا ہوں، کیونکہ جو لوگ خدا کی طرف سے آتے ہیں وہ الزام یا ملامت سے نہیں ڈرتے۔ اب راجہ کرسنا [کرشنا] مجھ پر اتنے عظیم اور کامل آدمی کے طور پر آشکار ہوئے کہ ان کی برابری ہندو رشیوں اور اوتاروں میں نہیں پائی جاتی۔...میں کرشنا سے محبت کرتا ہوں، کیونکہ میں اس کی شکل میں ظاہر ہوتا ہوں۔...روحانی طور پر کرشنا اور مسیح موعود ایک ہی شخص ہیں، ان میں کوئی فرق نہیں ہے سوائے اس کے جو دو افراد، ہندو اور محمڈن کی اصطلاحات میں موجود ہے۔"

(H.A.Walter, 1918, Review of Religions.1922, Vol.3. P.411)

مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ وہ کرشن کا مجسمہ ہے جسے ہندومت میں آٹھویں اوتار، وشنو کے انسان یا جانور کے روپ میں دیوتا کا اوتار، اور معبود کے طور پر بھی پوجا جاتا ہے۔ مذکورہ ہندو عقیدے کی روشنی میں مرزا صاحب نے جان بوجھ کر یہ دعویٰ کیا کہ وہ ہندوؤں کا اوتار ہے۔ اس سے ہندوؤں میں زبردست ہاہا کار مچ گئی۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسیٰ اور محمد کے اوتار، ظلی و بروزی اور مجسم ہونے کے غیر اسلامی تصورات متعارف کرائے ہیں جو ہندو عقائد کے ساتھ زبردست مماثلت کو ظاہر کرتے ہیں۔ واضح طور

پر ان تصورات کی اسلامی روایت میں کہیں بھی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے ان تصورات کو ہندومت سے چُرا کر مسلمانوں کے مسلمہ عقیدہ ختم نبوت کو گزند پہنچانے کے لیے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت اسلام میں دھوکہ دہی کے ساتھ داخل ہوکر مسلمانوں کی شناخت چرانے کی کوشش کی۔

کیا مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والے۔کافر و مرتد ہیں؟:

پوری دنیا کے مسلمان متفقہ طور پر مرزا صاحب کے دعویٰ ہائے نبوت کو مکمل طور پر مسترد کرتے ہیں کیونکہ محمد عربی ﷺ کے بعد کسی قسم کی نئی نبوت کا دعویٰ اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک یعنی ختم نبوت کے عقیدہ سے متصادم ہے۔جبکہ احمدیہ قیادت مرزا صاحب کے منکروں کو مرتد اور کافر کہتی ہے۔جہاں بعض افراد جیسے مرزا صاحب عقیدہ ختم نبوت کو مسخ کرنا چاہتے ہیں یا اس عقیدے کے کلیدی اصولوں کی مخالفت کرتے ہیں وہاں مسلمانوں کو اپنے اس عقیدے کی تعلیمات کی حفاظت کا حق حاصل ہونا چاہیے۔

احمدیوں کا دعویٰ ہے کہ صرف احمدیت ہی "حقیقی اسلام" ہے اور وہ 1.8 بلین مسلمانوں کو (غیر احمدی ہونے کی وجہ سے) اسلام سے خارج کر دیتے ہیں کیونکہ مسلمان مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے۔

احمدی قیادت کے درج ذیل اقتباسات مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والوں کے بارے میں آگاہی فراہم کرتے ہیں اور نتیجتاً انھیں غیر مسلم قرار دیتے ہیں:

> ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت صفحہ 35 از مرزا بشیر الدین محمود)
>
> ''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰؑ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود [مرزا غلام احمد قادیانی] کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''
>
> (کلمۃ الفصل صفحہ 110 از مرزا بشیر احمد ایم اے مرزا قادیانی)

احمدیوں کے تمام گروہ بشمول قادیانی اور لاہوری، نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی گئی قرآن وسنت کی تعلیمات سے متصادم اپنی مرضی کے عقائد گھڑ کر مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جیسا کہ مسلمانوں کے مسلمہ عقیدۂ ختم نبوت یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا، کو ماننے کے بجائے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی قرار دیتے ہیں اور مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔لہٰذا اس عقیدے کی بنیاد پر احمدی گروہ مرتد اور غیر مسلم ہے۔

غیر احمدیوں کے بارے میں مرزا صاحب اور ان کے جانشینوں کے خیالات:

مندرجہ بالا احمدی کتب سے حوالہ جات کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ احمدیت ان لوگوں کو کافر قرار دیتی ہے جو مرزا صاحب کی تعلیمات اور دعویٰ جات کا انکار کرتے ہیں۔مسلمانوں اور احمدیوں کے عقائد میں واضح فرق کے پیش نظر یہ بات نا قابل فہم ہے اور اس پورے مطالعہ کے دوران یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ مرزا صاحب دوسروں کے متعلق توہین آمیز اور غیر اخلاقی زبان اکثر استعمال کرتے نظر آتے ہیں، جو کہ مدعی نبوت تو دور کی بات ہے معاشرے کا ایک عام فرد بھی یہ غیر پارلیمانی زبان استعمال نہیں کر سکتا۔اگر ہم احمدی لٹریچر کا جائزہ لیں تو اس میں مرزا صاحب کو نبی نہ ماننے والوں (عیسائی، مسلمان وغیرہم) سے متعلق ''طوائفوں کے بچے'' اور ''جنگلی خنزیر'' جیسی اصطلاحات استعمال کی گئیں۔کچھ اقتباسات درج ذیل ہیں:

"تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة وينفع من معارفها ويقبلني ويصدق دعوتي۔ الا ذرية البغايا۔"

ترجمہ: ''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے مگر کنجریوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔''

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 547، 548 از مرزا قادیانی)

ان العدا صاروا خنازیر الفلا

ونساء هم من دونهن الاکلب

''ہمارے دشمن بیابانوں کے خنزیر ہو گئے۔اوران کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔''

(نجم الہدیٰ صفحہ 153 از مرزا قادیانی)

''جو میرے مخالف تھے،ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔''

(نزول المسیح (حاشیہ) صفحہ 4 از مرزا قادیانی)

''۔۔۔۔پس اس آیت کو دوبارہ میرے لئے اور میری جماعت کے لئے نازل کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مقتدر یوں ہے کہ وہ لوگ جو اس جماعت سے باہر ہیں وہ دن بدن کم ہوتے جائیں گے اور تمام فرقے مسلمانوں کے جو اس سلسلہ سے باہر ہیں وہ دن بدن کم ہو کر اس سلسلہ میں داخل ہوتے جائیں گے یا نابود ہوتے جائیں گے جیسا کہ یہودی گھٹتے گھٹتے یہاں تک کم ہو گئے کہ بہت ہی تھوڑے رہ گئے۔ایسا ہی اس جماعت کے مخالفوں کا انجام ہوگا۔

(از مرزا غلام احمد قادیانی، براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۷۴)

اوپر بیان کی گئی بدزبانی کسی بھی ایسے فرد سے ناقابل تصور ہے جو ایک عالمی مذہب کا بانی اور رہنما ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ابراہیمی مذاہب کے پیروکار اس بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا ایسے عظیم اور خدائی کام کے لئے اُن لوگوں کو نہیں بھیجتا جن کے اندر اخلاقیات کا فقدان ہو۔بلکہ اس کا معیار ہی تقویٰ،حلم،سچائی،امانت داری اور دیانت وغیرہ ہوتا ہے۔

❁❁❁

باب:3

رسالت ونبوت

اور

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی فلاح و بہبود کے لئے اپنے خاص بندوں کو اپنی مرضی سے نبی بنا کر مبعوث کیا اور قوانین الٰہیہ کے تحت زندگی گزارنے کے احکامات جاری فرمائے۔نبوت ورسالت کا سلسلہ اوّل الانبیاء سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت نوح، ابراہیم علیٰ نبینا سے ہوتا ہوا خیر الانبیاء حضرت محمد عربی ﷺ پر اختتام پذیر ہوا۔آپ نبی آخر الزماں کی تعلیمات ہی پوری کائنات کے لیے رشد وھدایات کا ذریعہ ہیں اور اب کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں ہے۔تاریخ گواہ ہے کہ انبیاء ورسل ہمیشہ سوسائٹی کے اعلیٰ کردار واخلاق کے حامل انسان ہوتے تھے۔یادرہے نبی دنیا میں اللہ کا نمائندہ ہوتا ہے نبی کی زندگی اور نبی کے اعمال، افعال، کردار اور اخلاق کے پیچھے اللہ کی مشیت اور اللہ کی طاقت کارفرما ہوتی ہے۔انبیاء کے مقابلے میں کذاب، دجال اور جھوٹے مدعیانِ نبوت ہمیشہ بدکردار، بداخلاق اور مکار لوگ ہوا کرتے ہیں۔

مختلف ادوار میں کئی لوگ نبوت کے جھوٹے دعوے دار بنے۔لیکن اُمت نے متفقہ طور پر ایسے تمام جھوٹے مدعیانِ نبوت کو قطعی طور پر مسترد کر دیا اور کسی قسم کا کوئی سمجھوتا قبول نہیں کیا۔اِس کتاب میں اُنیسویں صدی عیسوی کے ایک اور جھوٹی نبوت کے دعوے دار جماعت احمدیہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد وعزائم اور طریقہ کار کو زیر بحث لایا جارہا ہے۔اس لیے قاری کے لیے ضروری ہے کہ منصب نبوت ورسالت کی خصوصیات، ضرورت اور معیار کو سمجھے تاکہ مرزا صاحب کے قول وفعل، کردار وعمل کو اس معیار کی کسوٹی پر پرکھا جاسکے۔

اس باب میں مقام نبوت، صاحب نبوت ہستی، حامل تاج وتخت ختم نبوت اور کذاب ودجال، جھوٹے مدعیانِ نبوت کے کردار کو تاریخ وسیرت کی مختلف مستند کتب بشمول 'محمد رسول اللہ'۔'ختم نبوت کامل'۔'تعلیم الاسلام'۔'قصص القرآن'۔'ارض قرآن'۔'تحریک ختم نبوت'۔'آسان ترجمۃ القرآن'۔'تحریک تحفظ ختم نبوت'۔'تفسیر ثنائی'۔'تفسیر کنزالایمان' اور 'بلاغ القرآن' کے حوالوں سے دیکھا اور پرکھا جائے گا۔

1۔نبوت اور اس کے مقاصد:

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو ہدایت اور رہنمائی دینے کے لیے جن برگزیدہ بندوں کے ذریعے اپنا پیغام حق مخلوق تک پہنچایا انھیں نبی کہتے ہیں اور ان کے منصب کو نبوت کہا جاتا ہے۔

لغوی اعتبار سے ''نبی'' اصل میں ''نبا'' سے لیا گیا ہے، جس کے معنی خبر کے ہیں۔لیکن شرعی اصطلاح میں ''نبی'' اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کے لئے آسمانی خبریں لیتا ہے اور بندوں تک پہنچاتا ہے، نبی کی جمع ''انبیاء'' ہے۔ نبی اللہ سے خبر دینے والا ہوتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ اللہ نبی کو عزت وشرف عطا کرتا ہے۔دوسرے الفاظ میں جو آسمانی پیغام اللہ سے لے کر بندوں تک پہنچاتا ہے، یہ اللہ کی طرف سے عزت وشرف ہے۔

قرآن کے مضامین پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی وہ شخص ہے جسے اللہ تعالیٰ مبعوث کرتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو ایک اللہ کی بندگی کی طرف دعوت اور غیر اللہ سے اجتناب کی تلقین کرے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ

''ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا، اور اُس کے ذریعے سے سب کو خبردار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔''

(سورۃ النحل:۱۶، آیت:۳۶)

بندگی ایک جامع لفظ ہے جو اللہ کی خاص عبادت کے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ، تقویٰ وزہد، اللہ کے اوامر ونواہی کا خیال رکھنے اور آخرت کی تیاری پر مشتمل ہے۔پیغمبروں نے لوگوں کو نیک اعمال کرنے اور اعلیٰ اخلاقی اوصاف اپنانے کی دعوت دی۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان بندگی میں کمال حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا محتاج ہے۔یہ ہدایت وحی کے ذریعے انبیاء کو عطا کی جاتی ہے۔اور پھر ان کے توسط سے دوسرے انسانوں کی ہدایت کا انتظام کیا جاتا ہے۔لہٰذا رب العٰلمین، حکیم وعلیم جس کے تمام امور حکیمانہ اور مستحکم ہوتے ہیں۔

اللہ کا ہر نبی انسانیت کا رہنما اور کامل اخلاق کا پیکر ہوتا ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے انبیاء میں بھی تفاوت رکھا ہے۔رسول، انبیاء کے لیے مقتدا اور پیشوا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ۲۵،انبیاء علیہم السلام کا ذکر کیا ہے اور ان ۲۵،انبیاء میں سے بھی ۵،انبیاء کرام،''نوح،ابراہیم،موسیٰ،عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اولوالعزم قرار دیا ہے۔

ان انبیاء کے احوال پر غور کرنے اور ان کا دیگر انبیاء سے موازنہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے زیادہ سخت حالات اور آزمائشوں کا مقابلہ کیا۔دین کی دعوت اور نشر واشاعت میں زیادہ بڑے چیلنجوں کا سامنا کیا۔بادشاہوں اور سرداروں سے مباحثے کیے،قوموں کے سامنے ڈٹے رہے۔ اپنی امتوں کی قیادت کی اور عظیم ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوئے۔ان رسولوں کے فرائض منصبی بھی بہت گراں بار اور عظیم تھے اور منصب رسالت کے بوجھ بھی بڑے تھے۔وہ اپنے عزائم،صلابت رائے اور عقل میں بھی زیادہ طاقتور تھے۔اللہ نے قرآن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ

''پس آپ صبر کریں جس طرح اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا ہے۔''

(سورہ احقاف:۴۶،آیت:۳۵)

2۔نبی کی خصوصیات:

نبی عام لوگوں کے مقابلے میں کئی پہلوؤں سے افضل ہوتا ہے۔اِس کو سمجھنے کے لیے انبیاء کرام کی سیرت کے کئی پہلو بیان کرنے کی ضرورت ہے جو کہ ایک علیحدہ کتاب کا تقاضا کرتا ہے۔کیونکہ نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بند کر دیا ہے لہٰذا ہم نبی کی خصوصیات کو جاننے کے لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کو مندرجہ ذیل سطور میں قرآن کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔

(ا)۔وحی الٰہی کے ذریعے علم:

نبی پر وحی نازل ہوتی ہے۔اور وہ علم الٰہی سے روشنی حاصل کرتا ہے۔پیغمبر اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی،احکامات اور عطا کردہ ھدایت سے ہی بات کرتا ہے،اللہ نے قرآن کریم

میں نبی کا رُتبہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا۔ یہ تو ایک وحی ہے جو اُس پر نازل کی جاتی ہے۔

(سورۃ النجم۔آیت: ۳۔۴)

(ب)۔احکامِ الٰہیہ پر عملدرآمد:

نبی احکام الٰہی پر سب سے پہلے خود عمل کرتا ہے۔ وہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہے اور سب سے پہلے خود اللہ کا فرمانبردار بندہ ہونے کے باوصف عمل کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ:

قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ

''کہہ دیجیے کہ میں تو صرف اُس کی پیروی کرتا ہوں جو میری رب کی طرف سے مجھ پر وحی کیا جاتا ہے۔''

(سورۃ الاعراف۔آیت: ۲۰۳)

(ج)۔معصوم عن الخطا:

نبی معصوم عن الخطا ہوتا ہے۔ اللہ اپنے نبی کو ہر قسم کی خواہش نفسانی سے جڑے ہوئے گناہ سے محفوظ فرماتے ہیں۔ پوری امت کا عقیدہ ہے کہ غیر نبی معصوم عن الخطا نہیں ہوتا، صرف اللہ کے نبی ہی معصوم عن الخطا ہوتے ہیں۔ یہاں اتنا ہی کافی ہے، ویسے یہ عنوان پوری کتاب کا متقاضی ہے۔

(د)۔جامعیت و ہمہ گیری:

وہ دنیا و آخرت دونوں کی فلاح و کامیابی کی دعوت دیتا ہے۔ وہ عبادت بھی کرتا ہے اور لوگوں میں گھل مل کر بھی رہتا ہے۔ وہ گھر بار کا بوجھ بھی اٹھاتا ہے اور معاشرے کی اصلاح بھی کرتا ہے۔ وہ دعوت دین کا کام بھی کرتا ہے اور ضرورت کی بنا پر تلوار بھی اُٹھاتا ہے۔ وہ قوم کے سرداروں کو بھی خطاب کرتا ہے اور بوقتِ ضرورت بادشاہوں سے بھی مکالمہ کرتا ہے۔ الغرض کائنات میں صرف اور

نبی مکرم ہی جامع ہستی ہوئے ہیں، باقی تمام لوگ انفرادی حیثیت کے حامل انسان ہیں۔آپ ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے کہ مجھے اللہ نے ''جوامع الکلم'' بنایا ہے۔اسی طرح اللہ نے حضور ﷺ کو تمام کائنات کے لیے نمونہ بنا کر بھیجا،فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے۔

نبی اعلیٰ اخلاق کا حامل ہوتا ہے۔اُن کی زندگی اخلاق عالیہ کا عظیم ترین نمونہ اور ہر شعبۂ حیات میں اعلیٰ مثال ہوتی ہے۔نبی اوصافِ رذیلہ نہیں بلکہ اوصافِ حمیدہ کا حامل ہوتا ہے۔قرآنِ حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝

اور بے شک آپ ﷺ اخلاق کے بلندرُتبے پر ہیں۔

(سورۃ القلم۔آیت۔۴)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی رحمت ﷺ کی اُمت کے لیے شفقت،مہربانی اور جامعیت وہمہ گیری کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

(لوگو) تمہارے پاس ایک ایسا رسول آیا ہے جو تمہی میں سے ہے،جس کو تمہاری ہر تکلیف بہت گراں معلوم ہوتی ہے۔جسے تمہاری بھلائی کی دُھن لگی ہوئی ہے،جو مومنوں کے لیے انتہائی شفیق، نہایت مہربان ہے۔ (سورۃ التوبہ:آیت۔۱۲۸)

(ھ)۔رحمت:

نبی کی زندگی اپنوں، پرایوں اور تمام انسانیت کے لیے علمی اور عملی سطح پر رحمت ہوتی ہے۔وہ دنیا کی کسی لالچ کی خاطر لوگوں کو دعوت نہیں دیتا بلکہ محض اُن کی نجات کی خاطر مشقتیں اٹھاتا ہے۔ تواریخ عالم کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ تمام انبیاء اپنی اپنی اقوام کے لیے سراپا خیر خواہ اور رحمت تھے۔لیکن حضور نبی کرم ﷺ تو نبی رحمت تھے،آپ کو اللہ نے خود رحمت اللعالمین کا لقب عطا فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ، اور ہم نے آپ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

(سورۃ الانبیاء۔آیت۔۱۰۷)

حضور ﷺ کی سیرت پاک سے سینکڑوں واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو معاف کر دینے اور معاشرے میں امن وسلامتی برپا کر دینے والے نبی ورسول تھے۔

خلاصہ یہ کہ نبی علم الٰہی کا حامل ہوتا ہے اور راست فکر پر مبنی عمل وتدبیر میں عام انسانوں سے افضل اور اکمل ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو انسانیت کا امام،مقتدیٰ،مطاع اور قائد قرار دیا،فرمایا:

وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا

''اور ہم نے اُن کو امام بنا دیا،وہ ہمارے حکم سے رہنمائی کرتے تھے۔''

(سورۃ الانبیاء:۲۱،آیت:۳۶)

اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ

''آپ وہی لوگ اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ تھے،آپ انھی کے راستے پر چلیں۔''

(سورۃ الانعام:۶،آیت:۹۰)

3۔رسالت کیا ہے؟:

لغت کے اعتبار سے لغوی حوالے سے ''رسول''اصل میں ''رسل'' سے لیا گیا ہے،رسول اس شخص کو کہا جاتا ہے جو پیغام کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے کر جاتا ہے،اللہ کے رسول آسمان سے آئے ہوئے پیغام کو لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔رسول اور نبی کے درمیان عموم وخصوص کی نسبت ہے یعنی ہر رسول،نبی ہے لیکن ہر نبی،رسول نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاءؑ کو درجہ رسالت پر فائز کیا ہے۔ ''رسول'' کو اللہ تعالیٰ اپنی حکمت ودانائی سے ''آسمانی کتاب''،مکمل شریعت عطا فرماتا ہے۔ہر رسول کے عہد میں سابقہ شریعت اُس کی قوم کے لئے منسوخ کر دی جاتی ہے۔مگر ہر نبی کے لئے یہی حکم ہے کہ اپنے رسول کی شریعت کی تبلیغ کرے۔مگر حضور نبی مکرم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ واحد ''رسول'' ہیں جو آخر الزمان اور پوری ملت انسانیت کے لئے مبعوث کئے گئے رسول ہیں اس لئے آپ کی شریعت سابقہ تمام کتب سماویہ کی تصدیق کر لینے کے بعد انھیں منسوخ کرتی ہے اور اب قیامت تک یہی شریعت محمدیہ ہی قرآن وسنت کے ذریعے نافذ العمل ہوگی۔بقولِ شاعر:

اب بھی ظلمات فروشوں کو گلہ ہے تجھ سے
رات باقی تھی کہ سورج نکل آیا تیرا
تجھ سے پہلے کا جو ماضی تھا ہزاروں کا سہی
اب جو تا حشر کا فردا ہے وہ تنہا تیرا

(احمد ندیم قاسمی)

آپ ﷺ کی رسالت وختم نبوت کے حوالے سے قرآن حکیم میں بتایا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا زمانہ نہیں، کوئی نئی اُمت نہیں اور آپ ﷺ کے بعد قیامت متصل ہے:

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾

ترجمہ:۔''اب کیا یہ لوگ بس قیامت ہی کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک ان پر آجائے؟ اس کی علامات تو آچکی ہیں۔ جب وہ خود آجائے گی تو ان کے لئے نصیحت قبول کرنے کا کون سا موقع باقی رہ جائے گا؟''۔

(سورۂ محمد:۴۷، آیت:۱۸)

آپ ﷺ نے ایک موقع پر اپنی درمیان والی دو انگلیوں کو دکھا کر ارشاد فرمایا کہ میرے اور قیامت کے درمیان میری ان دو انگلیوں کی طرح اتصال ہے۔

جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ"، يَعْنِي إِصْبَعَيْنِ۔

ترجمہ:۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''میں اور قیامت ان دو کی طرح بھیجے گئے ہیں۔ آپ کی مراد دو انگلیوں سے تھی۔''

(بخاری شریف، حدیث نمبر ۶۵۰۵)

4۔رسول اور نبی میں فرق:

(1): نبی نوعِ انسان میں نبی اُس عظیم ہستی کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو اور

انبیاء میں ''رسول'' انھیں کہا جاتا ہے جن ہستیوں کو باقاعدہ کتاب اور شریعت عطا کی جاتی ہے، اسی طرح انسانی آبادی میں تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اور تین سو پندرہ رسول مبعوث ہوئے ہیں۔

(2): انبیا سب بنی آدم اور مرد تھے۔کوئی جن نبی نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی عورت نبی ہوئی۔

(3): اللہ عزوجل پر نبی کا بھیجنا واجب نہیں، اُس نے اپنے فضل وکرم سے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیا بھیجے۔

(4): نبی ہونے کے لیے اُس پر وحی ہونا ضروری ہے، خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا براہِ راست۔

واضح رہے کہ وحی کی تنزیل کا سلسلہ کوئی عام بات نہیں ہے، اس تنزیل کے سلسلے کو اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمایا ہے کہ:

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَ اَحْصٰى كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾

ترجمہ: سوائے اُس رسول (جبرئیل) کے جسے ہم نے برگزیدہ کیا ہے، وہ آپ ﷺ کے آگے پیچھے نگہبان مقرر کر دیتا ہے۔(جو قلب رسول ﷺ کی نگہبانی کرتے ہیں) تاکہ اسے علم ہو جائے کہ انہوں اپنے رب کے پیغامات پہنچائے ہیں اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے احاطہ کر رکھا ہے اور اس نے ہر چیز کو شمار کر رکھا ہے۔ (سورۃ الجن: آیت: ۲۷۔۲۸)

(5): بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اُتاریں، اُن میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں:

(۱)۔''توریت'' حضرت موسیٰ علیہ السلام پر۔

(۲)۔''زبور'' حضرت داؤد علیہ السلام پر۔

(۳)۔''اِنجیل'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر۔

(۴)''قرآنِ عظیم'' سب سے افضل، مکمل واکمل کتاب، سب سے افضل رسول حضور پُرنور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوئی۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۴﴾

''یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے''

(سورۃ الجمعہ: ۶۲، آیت: ۴)

انبیاء ورسل کی سیرت، اُن کی حقانیت کی دلیل:

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی سیرت کو ان کی حقانیت کی دلیل قرار دیا۔ نبی ﷺ سے فرمایا کہ ان سے کہہ دیجیے:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٦﴾

''آخر اس سے پہلے میں ایک عمر تمھارے درمیان گزار چکا ہوں، کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟''

(سورہ یونس:۱۰، آیت:۱۶)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے نبی کو خاص سماوی علوم سے نوازتے ہیں جس سے نبی کی دینی اور دنیاوی سوجھ بوجھ روزِ اول سے ہی مکمل واکمل ہوتی ہے اور اسی علم کی بنیاد پر نبی اپنے اعمال کے ذریعے امت کو دین سکھاتا ہے۔ اللہ کی طرف سے دیئے گئے خصوصی علم اور نبی کا عمل یعنی اس کی سنت کے حسین امتزاج سے نبی دعوت وتبلیغ کے ذریعے عامۃ الناس میں رُشد وھدایت پھیلاتا ہے۔ لہٰذا ان تینوں نکات کو قاری کے لیے سمجھنا ضروری ہے، تاکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے نام نہاد علم (چوری کردہ)، عمل اور خودغرضی پر مبنی دعوت تاکہ نبی کے اعلیٰ علمی، عملی اور تبلیغی معیار کی کسوٹی پر کھا جا سکے۔ لہٰذا درج ذیل سطور میں اس موضوع کو مختصراً بیان کیا گیا ہے۔

ا۔ سماوی علوم:

ہر نبی بغیر کسی استاذ سے سیکھے علم وحکمت کا خزانہ ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ امّی تھے۔ آپ نے کسی استاذ کی تعلیم کے بغیر قرآن جیسا معجزہ کلام الٰہی بھی پیش کیا اور ایمانیات اور اخلاقیات، قصص الانبیاء اور شرائع واحکام کی تفصیلات بیان کیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كُنتَ تَتْلُوا مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ ﴿٤٨﴾

''(اے نبی ﷺ!) آپ اس سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو باطل پرست لوگ شک میں پڑ سکتے تھے۔'' (سورۃ العنکبوت:۲۹، آیت:۴۸)

ب۔ نبی کا عمل:

قومیں اور امتیں اپنے انبیاء کے کردار میں کوئی نقص اور عیب تلاش نہ کر سکیں۔ انبیاء اپنی

صداقت وامانت میں مشہور تھے۔اُمتوں نے نبیوں کو اُن کے کردار کی کمزوری کی وجہ سے کبھی نہ جھٹلایا بلکہ اپنی ذاتی اغراض ومفادات کے لیے جھٹلایا۔اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ اپنے انبیاء کے بلند اخلاق اور اعلیٰ اوصاف کی مدح فرمائی۔ایک جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا:

فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾

''ہمیں معلوم ہے کہ جو باتیں یہ لوگ بناتے ہیں،ان سے آپ کو رنج ہوتا ہے،لیکن یہ لوگ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم دراصل اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں۔''

(سورۃ الانعام:۶،آیت:۳۳)

ج۔نبی کی دعوت وتبلیغ:

انبیاء کرام علیہم السلام خدا کی بندگی کا اعلیٰ نمونہ تھے۔انھوں نے اللہ کے پیغامات پہنچانے میں جو ستم اٹھائے۔انھوں نے لوگوں سے نہ کسی اُجرت کا مطالبہ کیا اور نہ سرداری کی خواہش کی بلکہ اُن کی زندگی زُہد وتقویٰ، بے لوث انسانی ہمدردی اور تکالیف ومصائب برداشت کرنے سے عبارت تھی۔ انھوں نے لوگوں سے خدا کی بندگی کا مطالبہ کیا،اپنی بندگی کا تقاضا نہیں کیا۔مختلف انبیاء کا بیانیہ قرآن نے یوں بیان فرمایا:

وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

''میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں،میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔''

(سورۃ الشعرا:۲۶،آیت:۱۰۹)

ایک مقام پر فرمایا:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ

''کسی انسان کا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ تو اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کے بجائے تم میرے بندے بن جاؤ۔وہ تو یہی کہے گا کہ سچے ربانی بنو۔''

(سورہ آل عمران:۳،آیت:۷۹)

نبی اکرم ﷺ کی سیرت بذات خود ان کی حقانیت کی سب سے بڑی دلیل تھی۔

انبیاورسل کے اخلاق حسنہ:

معلومہ تواریخ وسماوی علوم سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کا ہر نبی سماجی اخلاق واطوار کی صفات سے متصف تھا۔ نبی ہمیشہ انسانی اوصاف اور اخلاق حسنہ کی بلندیوں پر فائز ہوتے تھے۔ تبھی تو انبیاء نے بھٹکے ہوئے انسانوں کو راہِ ہدایت کی دعوت دی جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے لوگ بگڑے ہوئے تھے۔ آپ کی دعوت توحید پر وہ لوگ آپ کی جان کے دشمن ہوگئے اور آپ ان کے لئے دعائیں کرتے رہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے صبر وتحمل اور قربانی کی لازوال مثال قائم کردی۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام نے قوم کو دعوت توحید دی اور انھیں دین ابراہیمی پر قائم رہنے کے لئے تلقین کرتے رہے، قوم کی مزاحمت پر ان کے لئے دعائیں کرتے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام، کا صبر ضرب المثل بن گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی کا یہ عالم ہے کہ جب عزیز مصر کی بیوی نے گناہ کی دعوت دی تو آپ نے فرمایا: معاذاللہ!

چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کی معصومیت اور صداقت کو اللہ نے ایک معصوم بچے کی گواہی کے ذریعے محفوظ فرمادی۔ پھر دیکھیں چالیس سال کے بعد جب اللہ نے حضرت یوسف کو غلام سے بادشاہ بنادیا اور جانی دشمنوں کو سامنے مجرم کی حیثیت سے کھڑا کردیا تو آپ نے فرمایا: ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہے بلکہ یہ تو شیطان نے بہکادیا تھا۔

حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام، کے اجلے کردار اور ذکر واذکار، حسن کردار سے تاریخی اوراق شاہد عدل ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون جیسے ظالم کو دعوت فکر دی، فرعون کے تکبر وظلم کے باوجود آپ علیہ السلام نے دعوت حق کے ساتھ ساتھ دعائیں دیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے بھی خودغرضی، نافرمانی اور ہٹ دھرمی کی حد کردی مگر آپ نے اپنے اخلاقِ نبوی کے عالیشان کردار سے ایک لفظ بھی غیر اخلاقی نہیں نکالا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

سے پہلے بنی اسرائیل ہر قسم کی برائیوں میں مبتلا تھے اور انفرادی و اجتماعی عیوب و نقائص کا کوئی پہلو ایسا نہیں تھا جو اُن سے بچ گیا ہو۔ وہ اعتقاد و اعمال دونوں ہی قسم کی برائیوں کا مرکز و محور بن گئے تھے۔ حتیٰ کہ وہ اپنی ہی قوم کے ہادیوں اور پیغمبروں کے قتل تک پر جری اور دلیر ہو گئے تھے، یہودیہ کے بادشاہ ہیرودیس اعظم (Herod the Great) نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اپنی محبوبہ کے اشارہ پر بڑی بے رحمی سے قتل کر دیا تھا۔ حضرت مسیح (علیہ السّلام) کی بعثت سے پہلے یہود کے عقائد و اعمال کا یہ حال تھا کہ وہ مشرکانہ رسوم و عقائد کو جزء مذہب بنا چکے تھے اور جھوٹ، فریب، بغض و حسد جیسی بد اخلاقیوں کو انھوں نے عملاً اخلاق کریمانہ کی حیثیت دے رکھی تھی اور اس بنا پر بجائے شرمسار ہونے کے وہ اُن پر فخر کا اظہار کرتے تھے اور ان کے علما و صلحا نے تو دنیا کے لالچ اور حرص میں کتاب اللہ (توراۃ) تک کو تحریف کیے بغیر نہ چھوڑا اور درہم و دینار پر خدا کی آیات کو فروخت کر ڈالا۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنانے سے بھی دریغ نہیں کیا اور اس طرح قانون الٰہی کو مسخ کر ڈالا۔ ان ہی تاریک حالات میں جب بنی اسرائیل نے خدا کے احکام کے خلاف بغاوت و سرکشی کی حد کر دی تب وہ وقت سعید آ پہنچا کہ جس مبارک بچے نے حضرت مریم کی آغوش میں پیغام حق سنا کر بنی اسرائیل کو حیرت میں ڈال دیا تھا، سن رشد کو پہنچ کر اس نے یہ اعلان کر کے کہ وہ خدا کا رسول اور پیغمبر ہے اور رُشد و ہدایت اس کا فرض منصبی ہے۔ قوم میں ہلچل پیدا کر دی وہ شرف رسالت سے مشرف ہو کر اور حق کی آواز بن کر آیا اور اپنی صداقت و حقانیت کے نور سے تمام اسرائیلی دنیا پر چھا گیا اس مقدس ہستی نے قوم کو للکارا اور احبار کی علمی مجلسوں ،راہبوں کے خلوت کدوں، بادشاہ اور امراء کے درباروں اور عوام و خواص کی محفلوں میں حتیٰ کہ کوچہ و بازار میں شب و روز یہ پیغام حق سنایا۔

لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اپنا رسول اور پیغمبر بنا کر تمہارے پاس بھیجا ہے اور تمہاری اصلاح کی خدمت میرے سپرد فرمائی ہے۔ میں اس کی جانب سے پیغام ہدایت لے کر آیا ہوں اور تمہارے ہاتھ میں خدا کا جو قانون (توراۃ) ہے اور جس کو تم نے اپنی جہالت اور کج روی سے پس پشت ڈال دیا ہے میں اُس کی تصدیق کرتا ہوں اور اس کی مزید تکمیل کے لیے خدا کی کتاب (انجیل) لے کر آیا ہوں، یہ کتاب حق و باطل کا فیصلہ کرے گی اور آج جھوٹ اور سچ کے درمیان فیصلہ ہو کر رہے گا۔ سنو اور سمجھو اور

اطاعت کے لیے خدا کے حضور جھک جاؤ کہ یہی دین و دنیا کی فلاح کی راہ ہے۔

(مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، قصص القرآن: ج ۴ ص ۵۰)

خاتم النبیین والمرسلین کا افضل الانبیاء ہونا:

نبی اکرم ﷺ کی آمد سے قبل اللہ نے مختلف ادوار میں مختلف انبیاء پر انسانیت کی رُشد وہدایت کے لیے مختلف احکامات بھیجے اور اُس وقت کے انبیاء ورُسل نے اللہ کے ان احکامات کی تکمیل کے لیے دعوت وتبلیغ کے ساتھ ترغیب وتربیت سے کام لیا۔محمد عربی ﷺ کی آمد پر اللہ نے اپنے آسمانی پیغام اور حکم کو اُمت کے مکمل دین اور شریعت کو قرآن کی صورت میں نازل فرمایا۔جیسا کہ قرآن کی آیت میں حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کو مندرذیل وحی کے ذریعے یہ خبر دی گئی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

ترجمہ:۔’’آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے۔اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔‘‘

(سورۃ المائدہ:۵،آیت:۳)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے مندرجہ بالا پہلو یعنی ’تمام انسانوں کے رسول‘ اور بنی نوع انسان کے لیے قیامت تک ’تکمیل دین‘ اور ’اتمام نعمت‘ نبی اکرم ﷺ کو افضل الانبیاء اور خاتم الانبیاء کے درجے پر فائز کرتی ہیں۔

آخری نبی حضرت محمد ﷺ تمام انبیاء اور رسولوں کے سردار اور اولادِ آدم میں سب سے افضل تھے۔اسی بات پر آیت میثاق الانبیاء دلالت کرتی ہے جس میں تمام انبیاء ورسل سے وعدہ لیا گیا کہ وہ آنے والے ایک رسول (محمد ﷺ) پر لازماً ایمان لائیں گے اور اس کی مدد ونصرت کریں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝۸۱

(سورہ آل عمران:۴،آیت:۸۱)

ترجمہ:۔''یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے وعدہ لیا تھا کہ آج ہم نے تمھیں کتاب اور حکمت و دانش سے نوازا ہے، کل اگر کوئی دوسرا رسول تمھارے پاس اُسی تعلیم کی تصدیق کرتا ہوا آئے جو پہلے سے تمھارے پاس موجود ہے، تو تم کو اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنی ہوگی۔ اللہ نے پوچھا: کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور اس پر میری طرف سے عہد کی بھاری ذمہ داری اٹھاتے ہو؟ انھوں نے کہا: ہاں! ہم اقرار کرتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا: اچھا تو گواہ رہو اور میں تمھارے ساتھ گواہ ہوں۔''

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو آسمان والوں اور نبیوں پر غرض سب پر فضیلت دی ہے۔ لوگوں نے اس کی دلیل دریافت کی تو آپ نے فرمایا دیکھو قرآن فرماتا ہے کہ ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجا۔ تاکہ وہ اس میں کھلم کھلا تبلیغ کر سکے اور آنحضرت ﷺ کی نسبت فرماتا ہے کہ ہم نے تجھے تمام لوگوں کی طرف اپنا رسول ﷺ بنا کر بھیجا۔ بخاری مسلم میں فرمان رسالت مآب ہے کہ مجھے پانچ صفتیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں:

عن جابر بن عبد الله رضی الله عنهما أنّ النبيّ صلى الله عليه وسلم قال:
أُعْطِيتُ خمسا، لم يُعْطَهُنَّ أحد من الأنبياء قبلي:
نُصِرْتُ بالرعب مسيرة شهر، وجُعِلَت لي الأرض مسجدا وطَهُورا، فأَيُّمَا رجل من أمتي أدركته الصلاة فَلْيُصَلِّ، وأُحِلَّت لي المغانم، ولم تحلَّ لأحد قبلي، وأُعْطِيتُ الشفاعة، وكان النبي يُبْعَثُ إلى قومه خاصة، وبُعِثتُ إلى الناس عامّة

[صحيح]-[متفق عليه]

(۱)۔ مہینہ بھر کی راہ تک میری مدد صرف رعب سے کی گئی ہے۔

(۲)۔ میرے لئے ساری زمین مسجد اور پاک بنائی گئی ہے۔ میری امت میں سے جس کسی کو جس جگہ نماز کا وقت آجائے وہ اسی جگہ نماز پڑھ لے۔

(۳)۔ میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا۔ (جبکہ مجھ سے پہلے کسی نبی کے لئے غنیمت کا مال حلال نہیں کیا گیا تھا۔

(۴) مجھے شفاعت دی گئی۔

(۵)۔ ہر نبی صرف اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

ایک اور فرمانِ نبوی ﷺ ہے کہ:

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

مجھے آخری نبی بنا کر بھیجا گیا ہے، میرے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

حضور ﷺ کی ختم المرسلینی کا یہ پہلو ایسا ہے جو کسی اور نبی کے حصے میں نہیں آیا۔

حضور ﷺ کا اپنا فرمان ہے: اُوْتِیْتُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ (۱)

''مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جامع کلمات عطا ہوئے ہیں''

(۱) صحیح البخاری، صفحہ:۳۴۸ کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب قول النبی بعثت بجوامع الکلم. وصحیح مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے اخلاق حسنہ:

حضور نبی مکرم ﷺ کے کریمانہ اخلاق کو اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کے لیے نمونہ یعنی ''اُسوۂ حسنہ'' بنا کر بھیجا اور کلام حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

۞ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝

ترجمہ:۔''حقیقت یہ ہے کہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ سے اور یوم آخرت سے اُمید رکھتا ہو، اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔''

(سورۃ الاحزاب:۳۳، آیت:۲۱)

نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات میں سختیوں اور مشقتوں پر صبر کرنے کا نمونہ ہے۔اس آیت میں اسوہ کا لفظ ہے' اُسوہ کا معنی ہے عمل کے لیے نمونہ' انسان کسی دوسرے شخص کی اتباع اور پیروی میں جس طریقہ پر ہوتا ہے اس کو اسوہ اور نمونہ کہتے ہیں' خواہ وہ طریقہ اچھا ہو یا برا' اس لیے اس آیت میں اسوہ کو حسنہ کے ساتھ مقید کیا گیا ہے۔(المفردات ج۱ ص۲۲' مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ' ۱۴۱۸ھ)

قدرت نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعلیٰ اخلاق سے نوازا تھا۔آپ کے چہرے پر بشاشت اور دوسروں کے لیے مسکراہٹ ہوتی تھی۔آپ سخت مزاج اور غصہ ور نہ تھے بلکہ ایک انتہائی نرم مزاج انسان تھے۔آپ کبھی بازاروں میں اونچی آواز نہ لگاتے تھے۔

انسانی معاشرے ہمیشہ تعلیم وتربیت اور اخلاق حسنہ سے عروج اور استحکام حاصل کرتے ہیں۔ معاشرہ کے امن، خوشحالی اور استحکام کا راز علم، عمل اور اخلاق میں پوشیدہ ہے۔اسی طرح قیادتیں بھی علم، عمل اور اخلاق حسنہ سے تشکیل پاتیں اور ظہور پذیر ہوتی ہیں۔اخلاق حسنہ کی اہمیت کے پیش نظر ہی اللہ رب العزت نے اپنے محبوب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلق عظیم کے اعلیٰ درجہ پر فائز کیا۔ ارشاد فرمایا: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضرت سعد بن ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آقا علیہ السلام کے اخلاق حسنہ جن کی تعریف قرآن مجید میں:

إِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

کہہ کر کی گئی۔وہ کیا ہیں؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا:

أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟

''کیا تم قرآن نہیں پڑھتے''۔انھوں نے عرض کیا کہ پڑھتا ہوں۔آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:۔

فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم كَانَ الْقُرْآن.

ترجمہ:۔''حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق قرآن ہی تو ہے۔''

(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہا، 1/512، الرقم:746)

یعنی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اخلاق حسنہ، خصائل حمیدہ، فضائل کریمہ اور انسان کی عادات شریفہ کا جو جو ذکر، جزو، گوشہ اور پہلو بیان کیا ہے، ان ساری خوبیوں کے عملی پیکر کا نام محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔اللہ رب العزت کے بیان کردہ اخلاق کو اگر تعلیمات کی شکل میں دیکھنا ہو تو اس وجود کا نام قرآن ہے اور اللہ رب العزت کے تعلیم کردہ اخلاق اور خصائل حمیدہ کو اگر ایک انسانی پیکر اور شخصی اسوہ وماڈل کی صورت میں دیکھنا ہو تو ان کا نام محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اخلاق کی ترویج وفروغ کو اپنی منصبی ذمہ داری قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ.

ترجمہ:۔''مجھے مکارمِ اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے''۔

(أخرجہ البیہقی فی السنن الکبری، 10/191، الرقم:20571)

یعنی میری بعثت اس لئے کی گئی ہے کہ میں کائنات انسانی میں اخلاقی فضائل کو کمال اور

عروج پر پہنچادوں۔اخلاق انسان کی خوبیوں اور اعلیٰ فضائل وخصائل میں سے ایک ایسا اعلیٰ مرتبہ، اعلیٰ رویہ، اعلیٰ طرز فکر، طرز عمل اور ایک ایسا عظیم خزانہ ہے جو دنیا کے تمام انسانی معاشروں میں بغیر انقطاع قائم ودائم رہا اور اس پر ہمیشہ سب کا عمل رہا۔ ہر دور میں اخلاق کی نہ صرف پذیرائی ہوئی بلکہ ہر دور کا انسان اخلاق کی عظمت سے متاثر ہوتے ہوئے اس کا معترف بھی ہوا۔ جوں جوں انسانی معاشرے، انسانی عقل، ادراک، نظریات اور تصورات ترقی کرتے جارہے ہیں، اسی طرح معاشرے کی ارتقاء پذیری کے ساتھ ساتھ اخلاقی اقدار بھی بلند سے بلند تر ہوتی چلی گئی ہیں۔ بلاشک وشبہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت جہاں توحید، رسالت اور آخرت کی بنیادی تعلیمات پر مشتمل تھی وہاں ہر پیغمبر کی دعوت کا مرکزی نقطہ اخلاق حسنہ بھی تھا۔ ہر پیغمبر کی اپنی شخصیت اور اسوہِ مبارکہ کا مرکز ومحور اخلاق حسنہ اور اعلیٰ اخلاقی اقدار تھے، جن سے انسانیت کو حسن کاملیت اور اپنے مراتب میں بلندی ملی۔لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی اسی کسوٹی پر پرکھنا ہوگا۔آیئے مرزا صاحب کو اُن کی اپنی تحریروں کے آئینے میں دیکھتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کی حقیقت

مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو عیسائیوں اور مسلمانوں کی تنقید سے بچانے کے لیے ''نبی'' کے لفظ پر اِبہام کا پردہ تان دینے کی سوچی اور اس لفظ کے ساتھ ظلی اور بروزی جیسی غیر اسلامی اصطلاحات اور تعبیریں وابستہ کردیں تاکہ عامۃُ الناس کو گمراہ کیا جاسکے۔مرزا قادیانی نے اِن باتوں کے کھلم کھلا دعویٰ جات کیے کہ:

۱) اُس کی شخصیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔

''مجھے بروزی صورت میں نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں۔میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔محمد کی چیز محمد کے پاس رہی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 12 از مرزا قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک اور بیان ملاحظہ فرمائیں:

۲) مرزا قادیانی ہی محمد ﷺ اور احمد ہے۔

''۔۔۔میرے مخالف حضرت عیسیٰ ابن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لئے ان کے آنے پر بھی وہی اعتراض ہوگا جو مجھ پر کیا جاتا ہے۔یعنی یہ کہ خاتم النبیین کی مہر ختمیت ٹوٹ جائے گی۔مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے۔کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت **وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ** بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیا ہوں۔اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔اور مجھے آنحضرت ﷺ کا وجود قرار دیا ہے۔پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیا ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا''۔

(ایک غلطی کا ازالہ،ص ۱۰۔از مرزا قادیانی)

(حقیقت الوحی تتمہ صفحہ 67،از مرزا قادیانی)(عکس صفحہ نمبر 652 پر)

علاوہ ازیں مرزا قادیانی کو اپنے اخلاق واعمال کے حوالے سے اُن ہی کی اپنی کتابوں کی روشنی میں دیکھا جائے تو وہ معاشرے ایک ادنیٰ شریف آدمی بھی ثابت نہیں ہوتا چہ جائیکہ کسی قوم کا ہادی، مصلح، پیغمبر یا پیغمبروں سے بھی بڑھ کر؟ معاذ اللہ۔

مرزا قادیانی کی اپنے پیروکاروں کے ساتھ دھوکا دہی:

مرزا صاحب نے 1879 میں ایک اشتہار شائع کیا کہ وہ عیسائیت اور سناتن دھرم، آریہ سماج اور برہمو سماج کی تردید میں تین سو دلائل پیش کریں گے۔اس کتاب کی اشاعت کے لیے مسلمانوں سے مالی امداد کی اپیل کی۔اور انھوں نے کہا کہ یہ کتاب بڑی جامع ہوگی اور پچاس حصوں پر مشتمل ہوگی۔لیکن چوتھے حصے پر کتاب کا سلسلہ رک گیا۔کتاب کا پانچواں حصہ شروع کرنے کے پورے پچیس برس بعد 1905 میں شائع ہوا۔اس دوران بہت سے لوگ جو پوری کتاب (پچاس

حصوں پر مشتمل) کی قیمت ادا کر چکے تھے، وہ فوت ہو گئے۔مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے، اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم دیباچہ صفحہ 7 از مرزا قادیانی)

خواتین کو ہراساں کرنا:

انبیاء علیہم السلام، معصوم عن الخطا ہوتے ہیں، اُن کی ذات تو انتہائی پاکیزہ اور حیادار ہوتی ہے۔ کائنات کے تمام نبی اپنی ذات، اخلاق، طہارت اور خواہشاتِ نفسانی میں یکتا ہوتے ہیں، اللہ کے نمائندہ ہوتے ہیں۔اسی لیے تو کسی بھی پیغمبر کی اہانت سے اللہ تعالیٰ کے غضب کو جوش آجاتا ہے۔معلومہ تاریخ اور آسمانی کتابوں کے علم سے پتا چلتا ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کسی بھی نے اپنی خواہشات نفسانی کے لیے معاشرے میں تقاضا نہیں کیا۔

منصب نبوت کے ہر جھوٹے دعوے دار نے سب سے پہلے اپنی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے شیطانی ہتھکنڈوں کا سہارا لیا اور حیلے بہانوں سے خواتین کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا۔جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی ہی ایک رشتے دار خاتون محترمہ محمدی بیگم صاحبہ کے دامن کو داغدار کرنے کی پوری کوشش کی مگر اللہ نے اُس خاتون کی حفاظت فرمائی۔

محترمہ محمدی بیگم صاحبہ کے واقعے میں ہی دیکھ لیجئے جس میں مرزا قادیانی کے بقول اُس کے خدا نے اُسے یہ حکم دیا کہ مرزا قادیانی محترمہ محمدی بیگم صاحبہ کے والد گرامی جناب احمد بیگ صاحب سے کہے کہ وہ اپنی بیٹی محمدی بیگم کا نکاح اس کے ساتھ کر دے۔مرزا قادیانی نے یہ ساری بات دس جولائی 1888ء کو ایک اشتہار شائع کر کے بتادی۔اور جناب احمد بیگ صاحب کو اپنی پیش گوئی کے ذریعے ہراساں بھی کیا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحات 157 تا 158 از مرزا قادیانی)

باپ اور بیٹی کو ڈرانے کے لئے مرزا قادیانی نے ایک پیشگوئی کی کہ:

''اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے

بیاہی جائے گی وہ روزِ نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 158 از مرزا قادیانی)

یہ کونسا اخلاقی معیار ہے کہ ایک تو ھراساں کرنے اور دھمکی دینے کی واضح مثال ہے کہ شریف خاتون کی عزت کو یوں بازار میں اچھالا جائے۔

ذرا آگے لکھا کہ:

''معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (یعنی احمد بیگ: ناقل) کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک رُکاوٹ دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 158 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نے لڑکی کے والد احمد بیگ کو لالچ بھی دیا اور یوں کہا:

''اللہ نے میری طرف وحی کی ہے کہ اس سے اس کی بڑی لڑکی کا رشتہ اپنے لئے مانگو، اور اس سے کہہ دو کہ پہلے تمہیں اپنا داماد بنائے پھر تم سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے، اور یہ بھی بتاؤ کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہیں وہ زمین بھی دے دوں گا جو تم مانگ رہے ہو اور اس کے ساتھ اور زمین بھی دوں گا اور میں تم پر اس کے علاوہ اور احسانات بھی کروں گا۔''

(ترجمہ عربی تحریر، آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحات 572 تا 573 از مرزا قادیانی)

لیکن محمدی بیگم کے باپ نے اپنی بیٹی کا رشتہ مرزا قادیانی کو دینے سے صاف انکار کر دیا تو پھر مرزا نے پینترا بدلا اور کہا کہ تم جو مرضی کر لو اس لڑکی کو تو ہر حال میں میرے نکاح میں آنا ہی ہے۔ چنانچہ لکھا:

''سو خدا تعالیٰ اُن سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں (یعنی جو اس رشتہ میں رکاوٹ بن رہے ہیں: ناقل) تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس کی اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ

چاہے وہی ہو جاتا ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 158 از مرزا قادیانی)

مورخہ 2 مئی 1891ء کو مرزا قادیانی نے ایک اور اشتہار نکالا جس میں لکھا کہ:

''خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ وہ باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 219 از مرزا قادیانی)

بتاریخ 28 دسمبر 1891ء ایک بار پھر مرزا قادیانی نے ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں یہ لکھا کہ اسے یہ الہام ہوا ہے:

''اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے، کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے نہیں روک سکتے، ہم نے خود اس سے تیرا عقد باندھ دیا ہے اور میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 301 از مرزا قادیانی)

آپ نے دیکھا کہ مرزا کے دعویٰ کے مطابق اس کے خدا نے اس کا عقد یعنی نکاح محمدی بیگم کے ساتھ باندھ دیا تھا۔

اس وقت چونکہ محمدی بیگم ابھی کنواری تھی اس لئے مرزا قادیانی نے اپنی پیش گوئیوں میں بار بار یہی کہا کہ وہ میرے نکاح میں ضرور آئے گی چاہے کنواری ہونے کی حالت میں چاہے بیوہ کی حالت میں، لیکن محمدی بیگم کے گھر والوں نے مرزا قادیانی کے لالچ اور بعد از دھمکی آمیز پیش گوئیوں کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپریل 1892ء میں محمدی بیگم کا نکاح موضع پٹی ضلع لاہور کے رہنے والے ایک شخص سلطان محمد بیگ کے ساتھ کر دیا۔ اس طرح مرزا کی آسمانی منکوحہ کو سلطان محمد لے گیا۔ مگر مرزا سلطان محمد بیگ مرزا قادیانی کی پیشین گوئی کے باوجود وہ 1949 تک زندہ رہا اور محمدی بیگم کے بطن سے سلطان بیگ کے چھ بیٹے بھی ہوئے، جبکہ مرزا قادیانی مئی 1908 میں مر گیا۔ اور محمدی بیگم 1966 میں فوت ہوئیں۔

اس کے جواب میں علما کرام نے مرزا سلطان سے رابطہ کیا، انھوں نے جواباً دو خطوط شائع کرائے کہ ہمارا قادیانیت سے کوئی تعلق نہیں۔ مرزا قادیانی کی نبوت کس معیار کی تھی کہ تمام پیشین

گوئیاں جھوٹی نکلیں جبکہ انبیاءؑ تو صادق اور امین ہوتے ہیں۔

مکتوب نمبر ا:

جناب مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے جو میری موت کی پیش گوئی فرمائی تھی، میں نے اس میں ان کی تصدیق کبھی نہیں کی نہ میں اس پیشین گوئی سے کبھی ڈرا۔ میں ہمیشہ سے اور اب بھی اپنے بزرگانِ اسلام کا پیرو رہا ہوں۔

(۳؍مارچ ۱۹۲۴ء، دستخط مرزا سلطان محمد)

تصدیقی دستخط

مولوی عبداللہ امام مسجد مبارک

مولوی مولا بخش خطیب جامع مسجد پٹی بقلم خود

مولوی عبدالمجید ساکن پٹی بقلم خود۔ مستری محمد حسین نقشہ نویس پٹی بقلم خود

مولوی احمد اللہ صاحب امرتسر (بحوالہ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۴؍مارچ ۱۹۲۴ء)

مکتوب نمبر دوم: (دوسرا خط سید محمد شریف گھڑیالوی مرحوم و مغفور کو لکھا)

مکرم جناب شاہ صاحب

السلام علیکم! میں تا دم تحریر تندرست اور بفضل خدا زندہ ہوں۔ میں خدا کے فضل سے ملازمت کے وقت بھی تندرست رہا ہوں۔ میں اس وقت بعہدہ رسال داری پنشن پر ہوں۔ گورنمنٹ کی طرف سے مجھے پانچ مربع اراضی عطا ہوئی ہے۔ میری جدی زمین بھی قصبہ پٹی میں میرے حصہ میں قریباً ۱۰۰ بیگھہ آئی ہے۔ اور ضلع شیخوپورہ میں بھی میری اراضی قریباً تین مربع ہے۔ میری پنشن گورنمنٹ کی طرف سے ۱۳۵ روپے ماہواری ہے۔ میرے چھے لڑکے ہیں جن میں سے ایک لاہور میں پڑھتا ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے اس کو ۲۵ روپے ماہوار وظیفہ ملتا ہے۔ دوسرا لڑکا خاص پٹی میں انٹرنس میں تعلیم پاتا ہے۔ میں خدا کے فضل سے اہل سنت والجماعت ہوں۔ میں احمدی مذہب کو برا سمجھتا ہوں، میں اس کا پیرو نہیں ہوں، اس کا دین جھوٹا سمجھتا ہوں۔ والسلام

تابعدار: سلطان محمد بیگ، پنشنر از پٹی ضلع لاہور (بحوالہ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۴؍مارچ ۱۹۲۴ء)

ایک اور خواب بیان کرتے ہوئے مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:

''رؤیا دیکھا کہ پندرہ سولہ نوجوان عورتیں خوبصورت اور نہایت خوش لباس پہنے ہوئے میرے سامنے آئی ہیں۔ میں نے اس خیال سے کہ یہ جوان عورتیں ہیں، منہ ان سے پھیر لیا، اور ان سے پوچھا کہ تم کیسے آئی ہو؟ انھوں نے کہا ہم تو آپ کے پاس ہی آئی ہیں۔ پھر انھوں نے وہیں ہمارے دالان میں ڈیرے لگا دیے۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم صفحہ 535 از مرزا قادیانی)

ایک مزید جگہ لکھا ہے کہ:

''دیکھا کہ میں ایک پیڑھی پر بیٹھا ہوں تو ایک عورت نوجوان عمدہ لباس پہنے ہوئے تیس بتیس سال کی میرے سامنے آئی اور اس نے کہا کہ میرا ارادہ اب اس گھر سے چلا جانے کا تھا۔ مگر تمھارے لیے رہ گئی ہوں۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات طبع چہارم صفحہ 535 از مرزا قادیانی)

ظِلّی اور بُروزی نبوّت:

مرزا غلام احمد قادیانی نے عامۃ الناس کو دھوکا دینے اور کنفیوز کرنے کے لیے ظلی اور بروزی نبوت جیسی غیر اسلامی اصطلاحات متعارف کروائیں۔ لہٰذا قارئین کے لیے اِس انتہائی مشکل موضوع کو درج ذیل سطور میں زیر بحث لایا گیا ہے۔

''ظِلّی'' اور ''بروزی'' اگرچہ عربی زبان کے الفاظ ہیں مگر فارسی میں بھی مستعمل ہیں۔ ظِلّی کے لُغوی معنی ہیں ''کسی چیز کا عکاس'' یا سایہ ظاہر کرنے، سایہ ڈالنے والا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ''ظِلّی'' کی اصطلاح اپنے لیے استعمال کی تھی جس سے مُراد یہ تھی کہ وہ آنحضرت ﷺ کی مکمل شخصیت کا مظہر ہے اور نہ صرف یہی بلکہ اُن کی پیغمبری کا سایہ (ظِلّ) بھی۔ اور بروزی سے مراد یہ ہے کہ ایک جیسا پیغمبر جو آنحضرت ﷺ کی مجسم شکل، جسمانی صورت اور کامل تجسیم کے ساتھ ہی ساتھ اُس سے زیادہ جامع شخصیت کا مالک ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری نے اپنی کتاب میں ظلّی اور بروزی کی مندرجہ ذیل تعریف بیان

کی ہے:

''ظل کا معنی ''سایہ ہے''۔اس قسم سے مرزا قادیانی کا مقصد یہ تھا کہ کوئی حقیقی نبی تو نہیں آسکتا مگر فیضانِ نبوت سے فریضہ نبوت پر فائز ہوسکتا ہے اور کہا کہ (معاذ اللہ) باقی نبی تو صرف نبی تھے اور ہمارے نبی ﷺ نبی گر ہیں۔اس بات پر سادہ لوح مسلمان خوش ہوئے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ اتنی بڑی شان کے مالک ہیں کہ نبی گر ہیں اور فیضانِ نبوت سے اُمتیوں کو بھی نبوت کے درجے پر فائز کر دیتے ہیں۔یہ وہ بھیانک دجل وفریب اور تلبیس ابلیس ہے جس کے ذریعے اس نے سادہ لوح مسلمانوں کو شکار کرنے اور دھوکہ دینے کی کوشش کی۔''

(پروفیسر طاہر القادری،ختم نبوت،:ص238۔239،۱۹۹۹ء)

بروزی نبوّت سے متعلق علامہ قادریؔ کا یہ کہنا ہے۔

''بروز کے معنی اخفاء سے ظاہر ہونا یا اخفاء سے ظہور میں آنا۔مرزا کے نزدیک اس کا مفہوم یہ تھا کہ (معاذ اللہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت اتنی صدیاں گذر جانے کے بعد اخفاء میں چلی گئی اور نبوت محمد ﷺ کا ظہور اپنے فیوض واثرات سے عام نہ رہا۔سو اللہ نے محسوس کیا کہ نبوت محمد کو دوبارہ ظاہر کیا جائے۔اس وجہ سے مرزا کا آنا گویا نبوت محمدی کا ظہور ثانی ہے۔اس کا مطلب یہ تھا کہ مرزا کی نبوت شیطانی عین نبوت محمدی ہے۔'' (معاذ اللہ،نقل کفر کفر نباشد)

(پروفیسر طاہر القادری،ختم نبوت،:ص:239،۱۹۹۹ء)

پروفیسر طاہر القادری اُن تمام دعاوِی کا درجہ بدرجہ ذکر کرتے ہیں جو مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں مختلف مراحل پر کیے تھے۔طاہر القادری کا کہنا ہے:

''اگر ہم قادیانی لٹریچر کا مطالعہ کریں تو واضح معلوم ہوگا کہ مرزا قادیانی نے مختلف مراحل پر مختلف دعوے کیے۔''

(پروفیسر طاہر القادری،ختم نبوت، ۱۹۹۹ء)

یہ مختلف ادوار ''مجدد'' (تجدید، احیاء کرنے والا) سے مہدی (ہدایت یافتہ) تک، اور ظِلّی (سایہ، عکس) سے بروزی ہوئے ہیں، اور عیسیٰؑ سے محمد ﷺ اور کئی اور اوتار و انبیاء کا روپ دھارے ہوئے ہیں۔

قرآن کریم کی درج ذیل آیت کو دیکھیے تو یہ ایسے دعاوِی کا ابطال کرتی نظر آتی ہے، کیوں کہ اس میں یہ بات صراحت سے کہی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کسی اور نئی نبوّت کا کوئی امکان نہیں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

''محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں میں آخری نبی ہیں۔ اللہ ہر شے کا علم رکھنے والا ہے۔

(سورۃ الاحزاب: ۳۳، آیت: ۴۰)

اَلاحزاب کی اس آیت سے ممتاز مفسرینِ قرآن نے یہ نکات اخذ کیے ہیں:

☆ نبی کریم محمد ﷺ کو ''نبیوں میں آخری نبی''، یعنی ''خاتم الانبیاء'' کہہ کر پکارا گیا ہے نہ کہ کسی خاص مُہر کا مالک جیسا کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا ہے۔ نبی مکرم ﷺ کو ''انبیاء کی مُہر (خاتم)'' کہہ کر پکارا گیا ہے یعنی باقی تمام انبیاء کا سلسلہ محمد ﷺ پر آ کر اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔ مرزا قادیانی کی استعمال کردہ اصطلاحات ''ظِلّی'' اور بروُزی'' دونوں ہی غیر اسلامی ہیں۔

☆ مُہر (Seal) وہ چیز ہے جو کسی پیغام یا حُکم نامے کے آخر میں لگائی جاتی ہے تا کہ مزید اس کے اندر نہ کوئی چیز داخل کی جا سکے اور نہ نکالی جا سکے۔

جب مُسلم علماء نے مرزا قادیانی کے دعویٰ ہائے نبوّت کو چیلنج کرنا شروع کیا تو اُس نے اور اُس کے پیروکاروں نے اپنے دعوؤں کو بے بنیاد قرار دینے سے صاف انکار کر دیا۔ تاہم مسلمان اس اَمر پر قوی یقین رکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اِن اصطلاحات کا استعمال اس لیے کیا تا کہ عام مسلمانوں کو الجھن میں ڈال سکے اور یوں مسلم معاشرے کی جانب سے واضح مخالفت میں کمی لا سکے۔

احمدیوں کے قادیانی گروپ کے بہت سے افراد کے انٹرویو کے بعد راقم الحروف اس نتیجے پر پہنچا کہ وہ اس حقیقت سے آگاہ ہی نہیں تھے کہ مرزا قادیانی نے سیدھے سیدھے نبوّت کا دعویٰ کر ڈالا

تھا۔سابق قادیانی اس بات پر قائم تھے کہ مرزا قادیانی نے ظلّی اور بروزی والی اصطلاحات استعمال کر کے انھیں دھوکے میں ڈالا تھا۔اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ جب اُن پر حقائق کھلے تو اُنھوں نے قادیانی قیادت سے بات چیت کر کے اپنے سوالوں کے جوابات مانگے، کسی بھی کلٹ (Cult) کی طرح یہاں بھی سوال اُٹھانا منع ہے۔ستم ظریفی دیکھیے کہ اُن میں سے کئی ایسے تھے جنھوں نے اس پابندی سے تحریک پا کر مزید چھان بین کرنا شروع کی اور نتیجتاً اس Cult کو خیر باد کہہ دیا۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مرزا قادیانی کے یہ دعویٰ جات قادیانیوں کے لیے دشوار ہوتے چلے گئے اور اب بھی ایسا ہی ہے، خاص کر اُس وقت جب اِن دعووں کے مقابل عقیدہ ختم نبوت سے متعلق قرآنی آیات اور احادیث نبویہ لائی جائیں۔

مرزا قادیانی کی غیر اخلاقی تحریریں:

اس سے قبل یہ بتایا جا چکا ہے کہ نبوت کیا ہے؟ مقام نبوت اور انسانی برادری کے قیام کے لیے نبوت کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے۔نیز نبی کے اخلاق واطوار، کردار اور اندازِ گفتگو پر بھی بحث ہو چکی ہے۔اب درج ذیل سطور میں جھوٹے نبی مرزا قادیانی کے اخلاق، کردار، ذہنی حالت اور معیار گفتگو پر اُن کی اپنی تحریروں اور اُن کی کتابوں کے حوالہ جات سے پیش کی جا رہی ہیں ملاحظہ فرمائیں:

- ''جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا، صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں۔'' (روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 32-31 از مرزا قادیانی)
- اور اسی کتاب میں ایک جگہ ''البغایا'' کا واحد ''البغی'' لکھا ہے اور اس کا ترجمہ کیا ہے ''زن فاحشہ'' یعنی فاحشہ عورت۔ (روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 428 از مرزا قادیانی)
- ''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔''

(نجم الہدیٰ روحانی خزائن، جلد 14، صفحہ 53 از مرزا قادیانی)

اپنے مخالفین کے بارے میں مرزا قادیانی کے انتہائی نازیبا الفاظ کی ایک اور مثال:

اے مردار خور مولویو (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 21/ حاشیہ، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 305 از مرزا قادیانی)

اندھیرے کے کیڑو (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 21/ حاشیہ، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 305 از مرزا قادیانی)

اے بدذات (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 45، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 329 از مرزا قادیانی)

اے خبیث	(انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 45، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 329 از مرزا قادیانی)
اے پلید دجال	(انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 46، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 330 از مرزا قادیانی)
اسلام کے عار مولویو	(انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 48، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 332 از مرزا قادیانی)
اے نابکار (بدکردار)	(انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 50، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 334 از مرزا قادیانی)
اے بدذات فرقہ مولویاں	(انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 21/ حاشیہ، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 305 از مرزا قادیانی)
اُلو	(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم صفحہ 165، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 332 از مرزا قادیانی)
امام الفتن	(اتمام الحجۃ صفحہ 24، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 303 از مرزا قادیانی)
انسانوں سے بدتر اور پلیدتر	(ایام الصلح صفحہ 166، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 413 از مرزا قادیانی)
اے بدبخت مفتریو	(انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 58، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 342 از مرزا قادیانی)
ایہا الممکذبون الغالون	(انجام آتھم صفحہ 224، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 224 از مرزا قادیانی)
اے شیخ احمقان	(انجام آتھم صفحہ 241، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 241 از مرزا قادیانی)
ایہا الشیخ الضال	(انجام آتھم صفحہ 251، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 251 از مرزا قادیانی)
اول درجہ کے کاذب	(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 601، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 601 از مرزا قادیانی)
ننگ اسلام مولویو	(آئینہ کمالات اسلام صفحہ (د) روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 608 از مرزا قادیانی)
اے کوتاہ نظر مولوی	(آئینہ کمالات اسلام صفحہ (د) روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 608 از مرزا قادیانی)
اے نفسانی مولویو	(ازالہ اوہام صفحہ 105، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 105 از مرزا قادیانی)
اے غبی کم عقل	(مواہب الرحمٰن صفحہ 131، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 305 از مرزا قادیانی)
انسانیت کے پیرایہ	(نور الحق حصہ 1، روحانی خزائن جلد 8 ص 4، 5 از مرزا قادیانی)
(لباس) سے بے بہرہ اور برہنہ	
اے بے ایمانو	(مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 69 از مرزا قادیانی)

بدبخت پلید طبع مولوی	(ایام الصلح صفحہ 165، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 413 از مرزا قادیانی)
بے ایمان اور اندھے	(انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 22/ حاشیہ، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 306 از مرزا قادیانی)
بدذات	(انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 45، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 329 از مرزا قادیانی)
بندروں	(انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 53، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 337 از مرزا قادیانی)
باطل پرست بطالوی	(انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 59، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 59 از مرزا قادیانی)
بدکار آدمی	(شہادت القرآن صفحہ 84، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380 از مرزا قادیانی)
برہنہ	(نور الحق صفحہ 3، حصہ اول، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 5 از مرزا قادیانی)
بھیڑیے	(اعجاز احمدی صفحہ 39، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 150 از مرزا قادیانی)
بچھو	(اعجاز احمدی صفحہ 75، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 188 از مرزا قادیانی)
بے حیاء	(تذکرہ الشہادتین، صفحہ 38، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 40 از مرزا قادیانی)
بڑا خبیث	(حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ 107، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 543 از مرزا قادیانی)
پلید ملاؤں	(ایام الصلح، صفحہ 165، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 413 از مرزا قادیانی)
پلید جاہلوں	(ایام الصلح، صفحہ 166، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 414 از مرزا قادیانی)
پلید تر	(ایام الصلح، صفحہ 166، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 413 از مرزا قادیانی)
پلید دل	(انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 4، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 288 از مرزا قادیانی)
پلید دجال	(انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 46، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 330 از مرزا قادیانی)
ثناء اللہ کو علم اور ہدایت سے ذرہ مس نہیں	(اعجاز احمدی، صفحہ 43، روحانی خزائن جلد 19 ص 155 از مرزا قادیانی)
ثناء اللہ تجھے جھوٹ کا دودھ پلایا گیا	(اعجاز احمدی، صفحہ 51، روحانی خزائن جلد 19 ص 163 از مرزا قادیانی)
جاہل سجادہ نشین	(انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 18 حاشیہ، مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 302 از مرزا قادیانی)
جنگل کے وحشی	(انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 49/ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 333 از مرزا قادیانی)

قرآن کی آیات کے ساتھ فریب و دھوکہ دہی:

جماعت احمدیہ نے ہمیشہ دجل اور دھوکہ دہی سے عام لوگوں کو کنفیوز کر کے گمراہ کرنے کی کوشش کی، مندرجہ ذیل قرآنی آیت میں لفظ ''احمد'' دجل کے ساتھ مرزا قادیانی کے لیے استعمال کر کے اپنے آپ کو ''احمدی'' مسلمان ثابت کرنے کی بھونڈی کوشش کرتے ہیں۔آیئے قادیانی اور ملت اسلامیہ کے موقف کو حوالہ جات کے تجزیئے سے گزارتے ہیں۔

قرآنِ حکیم میں سورۃ الصّف ، پارہ ۲۸ کی آیت ۶ وَ اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝

کی تشریح کرتے ہوئے مرزا قادیانی کے بڑے بیٹے اور دوسرے جانشین بشیر الدین محمود نے لکھا ہے کہ:

''میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیت مسیح موعود [مرزا غلام احمد قادیانی] کے متعلق ہے اور احمد آپ ہی ہیں لیکن اس کے خلاف کہا جاتا ہے کہ ''احمد'' نام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور آپؐ کے سوا کسی اور کو احمد کہنا آپؐ کی ہتک ہے لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں میرا یقین بڑھتا جاتا ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا جو لفظ قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہی ہے۔'' (انوار خلافت مندرجہ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 83 از مرزا بشیر الدین محمود)

آگے چل کر مرزا بشیر الدین محمود نے مزید لکھا کہ:

''پھر اس قدر دلائل کے ہوتے ہوئے کیونکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ آپؐ کا نام احمد تھا اگر احمد بھی آپ کا نام ہوتا تو مذکورہ بالا مقامات میں محمدؐ نام کے ساتھ آپ کا نام احمد بھی آتا اور کچھ نہیں تو ایک ہی جگہ احمد نام سے پکارا جاتا یا کلمہ شہادت میں بجائے اشھد ان محمد رسول اللہ کے احمد رسول اللہ پڑھنا بھی جائز ہوتا مگر ایسا نہیں ہے نہ یہ بات رسول کریم سے ثابت ہے اور نہ صحابہ سے اب ان واقعات کے ہوتے ہوئے ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ آپؐ کا نام احمد نہ تھا۔پس اس آیت میں جس رسول احمد نام والے کی خبر دی گئی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہو سکتے ہاں اگر وہ تمام نشانات جو احمد نام رسول کے ہیں آپؐ کے وقت

میں پورے ہوں تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس آیت میں احمد نام سے مراد احمدیت کی صفت کا رسول ہے کیونکہ سب نشانات جب آپؐ میں پورے ہو گئے تو پھر کسی اور پر اس کو چسپاں کرنے کی کیا وجہ ہے لیکن یہ بات بھی نہیں جیسا کہ میں آگے چل کر ثابت کروں گا۔''

(انوار خلافت مندرجہ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 87، 88 از مرزا بشیر الدین محمود)

ملت اسلامیہ کا موقف:

قارئین کی خدمت میں عرض ہے کہ گذشتہ ساڑھے چودہ سو سال میں قرآن مجید کی ہزاروں تفاسیر لکھی گئی ہیں، دنیا کی تقریباً تمام زبانوں میں لاکھوں صفحات پر مشتمل قرآن حکیم کے تراجم وتفاسیر موجود ہیں کسی ایک اہل علم نے، تمام تر فروعی اختلافات کے باوصف یہ نہیں لکھا کہ اس آیت مبارکہ میں جو لفظ ''احمد'' بتایا گیا ہے اس سے مراد حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے علاوہ کوئی اور بھی ہوسکتا ہے۔ لہٰذا ہم اس وقت قرآن مجید کی اس آیت کے سلسلے میں چند مفسرین کے اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

جسٹس (ر) مولانا مفتی محمد تقی عثمانی:

امت مسلمہ کی مستند اور معتبر شخصیت جناب جسٹس (ر) مفتی محمد تقی عثمانی نے اپنی کتاب ''آسان ترجمہ قرآن مجید'' سورہ صف، پ ۲۸: آیت: ۶ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

وَ اِذْ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۶

ترجمہ:

اور وہ وقت یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا کہ: ''اے بنو اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا ایسا پیغمبر بن کر آیا ہوں کہ مجھ سے پہلے جو تورات (نازل) ہوئی تھی، میں اُس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اُس رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام احمد ہے۔'' پھر جب وہ اُن کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے تو وہ کہنے لگے کہ: ''یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔''

تشریح:

''احمد'' حضور اقدس ﷺ کا نام ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسی نام سے آپ کی بشارت دی تھی۔اس قسم کی ایک بشارت آج بھی تحریف شدہ حالت کے باوجود انجیل یوحنا میں موجود ہے۔انجیل یوحنا کی عبارت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا:

''اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔''

(انجیل یوحنا ۱۴:۱۶)

یہاں جس لفظ کا ترجمہ مددگار کیا گیا ہے، وہ اصل یونانی میں ''فارقلیط'' (Periclytos) تھا جس کے معنی ہیں ''قابل تعریف شخص'' اور یہ ''احمد'' کا لفظی ترجمہ ہے، لیکن اس لفظ کو ''Paracletus'' سے بدل دیا گیا ہے۔جس کا ترجمہ ''مددگار'' اور بعض تراجم میں ''وکیل'' یا ''شفیع'' کیا گیا ہے۔اگر ''فارقلیط'' کا لفظ مدنظر رکھا جائے تو صحیح ترجمہ یہ ہوگا کہ: ''وہ تمہارے پاس اُس قابل تعریف شخص (احمد) کو بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا۔'' اس میں یہ واضح فرمایا گیا ہے کہ پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی خاص علاقے یا کسی خاص زمانے کے لئے نہیں ہوں گے، بلکہ آپ کی نبوت قیامت تک آنے والے ہر زمانے کے لئے ہوگی۔نیز برناباس کی انجیل میں کئی مقامات پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارتیں موجود ہیں۔اگرچہ عیسائی مذہب والے اِس انجیل کو معتبر نہیں مانتے لیکن ہمارے نزدیک وہ اُن چاروں انجیلوں سے زیادہ مستند ہے جنہیں عیسائی مذہب میں معتبر مانا گیا ہے۔''

(آسان ترجمہ قرآن: پ ۲۸ سورۃ الصّف: صفحہ ۱۲۲۷)

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ:

مسلک ''اہل حدیث'' کے جید عالم دین، مفسر قرآن اور مرزا قادیانی کے ساتھ متعدد مناظرے اور مباحثے کر کے اُسے ہر مقام پر شکست فاش دینے والے عالم دین مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''تفسیر ثنائی'' میں مذکورہ آیت مقدسہ پر پوری شرح وبسط کے ساتھ ان الفاظ میں لکھا ہے۔

ترجمہ:

''اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا تھا کہ اے اسرائیل کے بیٹو! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول

ہوں میں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک رسول کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام بڑی تعریف والا ہوگا۔ پھر جب وہ اُن بنی اسرائیل کے پاس آ گیا تو بولے یہ صریح جادو ہے۔''

تشریح:

''اس آیت میں 'احمد' کے لفظ پر بڑی بحث ہے۔اس میں شک نہیں کہ اس پیش گوئی سے آنحضرت ﷺ مراد ہیں مگر آپ کا اسم گرامی محمد (ﷺ) ہے اور اس آیت میں اسمہ احمد ہے، بس اسی امر کی تحقیق کرنی یہاں مقصود ہے۔ ہماری رائے میں اس بحث کا مدار لفظ ''احمد'' کی تحقیق پر ہے۔ یہ لفظ اسم تفضیل ہے۔اسم تفضیل جیسے اسم فاعل کے لیے آتا ہے اسم مفعول کے لیے بھی آتا ہے۔اسم فاعل کی حالت میں اس کے معنیٰ ہوتے ہیں بہت کام (مثلاً حمد) کرنے والا اور اسم مفعول کے لیے ہونے کی صورت میں اس کے معنیٰ ہوتے ہیں بہت تعریف کیا گیا ہے۔اس امر کی مثال کہ اسم تفضیل کبھی اسم مفعول کے لیے بھی آتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اس بحث سے فارغ ہوکر ہم حضرت مسیح علیہ السلام کے ارشاد کا پتہ چلاتے ہیں کہ ان کے الفاظ کیا ہیں: کچھ شک نہیں کہ ہمارے سامنے جو اناجیل عربی، انگریزی یا اُردو ہیں یہ سب ترجمہ در ترجمہ ہیں ان ترجموں میں باہمی اس قدر اختلاف ہے جتنا خود ان میں ہے۔ یہ ترجمہ کرنے والے حضرات ہر لفظ کا ترجمہ کر جاتے ہیں چاہے وہ اسم نکرہ ہو یا اسم معرفہ۔اس لیے اس قسم کی پیش گوئیوں کے پورے پورے الفاظ کا ان اناجیل میں ملنا مشکل ہے۔ ہاں مفہوم مل جاتا ہے۔

۔۔۔۔۔اس پیش گوئی میں حضرت مسیح نے آنے والے مقدس کی چند باتیں کہی ہیں (۱) تسلی دینے والا (۲) صاحب حکومت (۳) مسیح کا مصدق (۴) خدا کی طرف سے۔ان تینوں اوصاف پر غائر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اوصاف کا موصوف سوائے آنحضرت ﷺ کے حضرت مسیح کے بعد دوسرا کوئی نہ تھا۔ (تفسیر ثنائی۔جلد ۳ صفحہ ۳۶۸ تا ۳۶۹)

حضرت مولانا امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ:

مسلک اہل سنت والجماعت بریلویہ کے امام اور قرآن وحدیث پر گہری نظر رکھنے والے ،امام تصوف ، عاشق صادق حضرت مولانا امام احمد رضا خان بریلویؒ مزید کسی تعارف کے محتاج نہیں

ہیں۔انھوں نے اپنی عالمانہ تفسیر ''کنزالایمان'' میں اپنے تحقیقانہ قلم سے یوں موتی پروئے ہیں:

ترجمہ:

''اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور اُن رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے۔اُن کا نام احمد ہے۔پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو ہے۔''

تشریح:

''۔۔۔توریت ودیگر کتب الٰہیہ کا اقرار واعتراف کرتا ہوا اور تمام پہلے انبیا کو مانتا ہوا۔حدیث رسول کریم ﷺ کے حکم سے ،اصحاب کرام نجاشی بادشاہ کے پاس گئے تو نجاشی بادشاہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہی رسول ہیں جن کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ،اگر امور سلطنت کی پابندیاں نہ ہوتیں تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر کفش برداری کی خدمت بجالاتا۔(ابوداؤد)

(کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن ،خزائن العرفان فی تفسیر القرآن۔صفحہ ۹۹۳ تا ۹۹۴)

علامہ محسن علی نجفی:

مسلک اہل تشیع کے جید عالم دین اور مفسر ومصنف شیخ محسن علی نجفی نے اپنی معروف تفسیر ''بلاغ القرآن'' میں اس آیت مبارکہ کے ذیل میں اپنی حکیمانہ رائے سے نوازا ہے۔

''۔۔۔۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے مبارکہ میں سے ایک اسم ''احمد'' ہے۔ اناجیل کی پیشگوئی میں حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی زبان سریانی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ذکر کیا ہے،جس کا بعد میں یونانی زبان میں ترجمہ ''فارقلیط'' سے کیا گیا ہے،جس کے معانی کا تعین نہیں ہو سکا۔کبھی اس کا ترجمہ ''تسلی دہندہ'' سے کرتے ہیں،کبھی ''مددگار'' سے،کبھی ''شفاعت کنندہ'' سے،کبھی ''وکیل'' سے کرتے ہیں۔جبکہ اہل تحقیق کے مطابق فارقلیط (pericl--utos) محمود، احمد یا محمد یعنی قابل ستائش ہے۔ بعض اہل قلم نے سریانی لفظ تلاش کر لیا ہے، جو انھیں سیرت ابن ہشام میں محمد بن اسحاق کے حوالے سے مل گیا۔ یہ لفظ ''مُخَمَّنّا'' ہے، جو محمد کے ہم معنی ہے۔محمد بن اسحاق (م768ھ) کے زمانے میں فلسطینی عیسائی سریانی زبان بولتے تھے۔

مسیحی نومسلم محمد صادق فخر الاسلام نے اپنی کتاب ''انیس الاسلام'' میں، میں کیوں مسلمان ہوا؟ کے عنوان کے ذیل میں لکھا ہے: میرے مسیحی استاد نے اس شرط پر کہ میں ان کا نام کسی کو نہ بتاؤں، دو کتابیں ایسی دکھائیں جو رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے کی لکھی ہوئی تھیں۔ان دونوں کتابوں میں فارقلیط کا ترجمہ احمد اور محمد سے کیا ہوا تھا۔(قاموس قرآن)''

(بلاغ القرآن، ترجمہ وحواشی: محسن علی نجفی: صفحہ ۷۵۴)

حضرت عیسیٰؑ کی ذات مُبارکہ سے متعلق مرزا قادیانی کے اہانت آمیز جملے:

اسلامی تعلیمات سے ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اعلیٰ پیمانہ اخلاق کی حامل عظیم ہستیوں کو مقام نبوت ورسالت عطا فرما کر زمین پر مبعوث کرتا ہے۔ان ہستیوں کی زندگیاں مخلوق خدا کے لیے بہت بڑی قابلِ تقلید مثال بنتی ہیں جن کی خاطر اُنھیں مبعوث کیا جاتا ہے۔حضرت عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام مسلمانوں کے لیئے اُن کے عقائد کی رُو سے ایک قابلِ تعظیم ہستی ہیں۔اُن کی جانب بہت سے القابات منسوب کیے جاتے ہیں اور جو قرآن میں بیان کیے گئے ہیں۔قرآن میں حضرت عیسیٰؑ کا تذکرہ اٹھتّر (۷۸) مرتبہ کیا گیا ہے۔''عیسیٰ'' عربی لفظ سے ماخوذ ہے جس کے معنی خدا کا نجات دہندہ کے ہیں۔عیسیٰ کو قرآن میں عیسیٰ ابنِ مریم بھی کہا جاتا ہے جس کے معنی ہیں مریم کے بیٹے عیسیٰؑ، اُنہیں ''رُوح اللہ''، ''اللہ کی علامت یا نشانی''، ''ممتاز کیا گیا''، سچ اور حق بات، وغیرہ۔چنانچہ، کسی قسم کی گستاخی یا اہانت یا بدتہذیبی اِن نبیِ مکرّم یا اِن کی والدہ محترمہ کے بارے میں ہرگز نا قابل قبول ہے۔

مسلمان اور عیسائی دونوں ہی کے لیے مرزا قادیانی کے درج ذیل بیانات سخت باعثِ رنج و اندوہ ہیں جو اُس نے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں دیے۔

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام گالیاں دیتے تھے:

''آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی، ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا، اپنے نفس کو جذبات سے نہیں روک سکتے تھے، مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی''

(حاشیہ انجام آتھم صفحہ 5 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 745 پر)

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیتے تھے: (معاذ اللہ)

مرزا صاحب رقم طراز ہیں:

''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے''۔

(کشتی نوح حاشیہ صفحہ 73 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 762)

بقول مرزا قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے، اس جگہ ''پیا کرتے تھے'' صیغہ ماضی استمراری کے ہیں اور ہمیشگی پر دال ہیں یعنی نعوذ باللہ ہمیشہ پیا کرتے تھے۔ مرزا قادیانی چونکہ خود ٹانک وائن شراب پیتا تھا، اس لیے اس نے اپنے لیے جواز پیدا کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جھوٹا الزام لگا دیا۔

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء صفحہ 20 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 786 پر)

(۴) ''اینک منم کہ حسب بشارات آمدم عیسیٰ کجا ست تا بہ نہد پا بہ منبرم''

ترجمہ: میں (مرزا) حسب بشارت آ گیا ہوں، عیسیٰ کہاں ہے کہ میرے منبر پر قدم رکھے۔

(ازالہ اوہام صفحہ 158، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 787 پر)

کیونکہ عیسیٰ ابنِ مریم دونوں مذاہب (اسلام اور عیسائیت) کے پیروکاروں کی نظر میں انتہائی مقدس ہستی ہیں۔ اس لیے مندرجہ بالا نفرت آمیز ہفوات و بدزبانی پڑھنے کے بعد یہ جاننا مشکل ہوگا کہ اس پر مسلمانوں اور عیسائیوں کا ردِّ عمل کیا رہا ہوگا؟

برطانوی سرزمین پر عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام کی شان میں گستاخی:

ہم نے ابھی اوپر اُن گستاخیوں کی چند مثالیں پڑھیں جو مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰؑ کے باب میں روا رکھیں، اب ذرا یہ بھی دیکھیے کہ مرزا قادیانی کس طرح عیسیٰ علیہ السلام یعنی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، باوجود یکہ وہ جانتا ہے کہ عیسائی اور مسلمان دونوں کی نظر میں حضرت عیسیٰ کا مقام کیا ہے؟

برطانیہ میں بسنے والے قادیانیوں نے مسیح موعود کی دوبارہ آمد کے حوالے سے برطانیہ کے کئی شہروں میں جا بجا ایسے بورڈ لگانے شروع کیے جن پر مرزا قادیانی کو مسیح موعود کے رُوپ میں پیش کیا گیا تھا، ایسے سائن بورڈز برطانیہ کے شہروں گلاسکو اور برمنگھم میں آویزاں کیے گئے

تھے جن پر مرزا قادیانی کی تصویر نقش تھی اور نیچے یہ الفاظ درج تھے: ''مسیحا کی آمد ہو چکی ہے



تاہم، عیسائیوں اور مسلمانوں کی مسلسل شکایات کے بعد یہ سائن بورڈ اُتار دیے گئے۔

مسلمانوں اور عیسائیوں کا مشترک عقیدہ یہی ہے کہ مسیحؑ کی دوبارہ آمد ہونا باقی ہے اور اسلامی اور عیسائی کتب میں مسیح موعود کے حُلیے کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے اُس پر مرزا غلام احمد پُورا نہیں اُترتا۔

انجیل مقدّس میں آتا ہے: ''کیوں کہ بادشاہ (مُراد عیسیٰؑ) جنّت سے ایک بلند پکار کے ساتھ اُتر آئیں گے، اُن کی آواز جبریل کی سی ہوگی اور خدا کی نفیری اُن کے پاس ہوگی''۔ [کنگ جیمز بائبل، ۱۶۱۱ء]

> ''For the Lord (Jesus) himself shall descend from heaven with a shout, with the voice of the archangel, and with the trump of God'' (King James version Bible, 1611, Thessalonians. 4:16).

اور وہ جوں ہی ''ماؤنٹ آلیوز'' پر براجمان ہوا تو اُن کے حواری خفیہ طور پر اُن کے پاس آئے، یہ کہتے ہوئے کہ وہ چیزیں کب وقوع پذیر ہوں گی اور یہ کہ اے مسیحا (عیسیٰ) تمہاری دوبارہ آمد کا اشارہ و علامت کیا ہوگی اور دُنیا کے خاتمے کی نشانی کیا ہوگی؟ اور مسیح نے انھیں جواب دیا اور کہا اس بات کا خیال رکھنا کہ کوئی شخص تمہیں دھوکہ نہ دینے پائے، کیوں کہ بہت سے ایسے ہوں گے جو میرا نام لے کر تمہارے پاس آئیں گے اور کہیں گے ''میں مسیح ہوں'' اور یُوں بہت سوں کو دھوکہ دیں گے۔''

[کِنگ جیمز بائبل، ۸۲۳، میتھیو، ۲۴:۳۔۵]

> *''And as he sat upon the mount of Olives, the disciples came unto him privately, saying, tell us, when shall these things be and what shall be the sign of thy (Jesus) coming, and of the*

end of the world? And Jesus answered and said unto them, take heed that no man deceives you. For many shall come in my name, saying, I am Christ; and shall deceive many" (King James version Bible, 823, Matthew. 24:3-5)

اور اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابنِ مریم کو زمین پر اُتارے گا۔ اس طرح کہ اُن کے دونوں ہاتھ فرشتوں کے کاندھوں پر ہوں گے۔ تب عیسیٰ ابنِ مریم دجّال کے تعاقب میں جائیں گے اور اُسے لُد کے دروازے پر جالیں گے۔ [یہ جگہ اسرائیل میں ہے۔] پھر وہ اسے مار ڈالیں گے۔'' (صحیح مسلم، ۱۳۴) اِن تفصیلات اور تعریفوں میں مرزا قادیانی پورا نہیں اُترتا۔

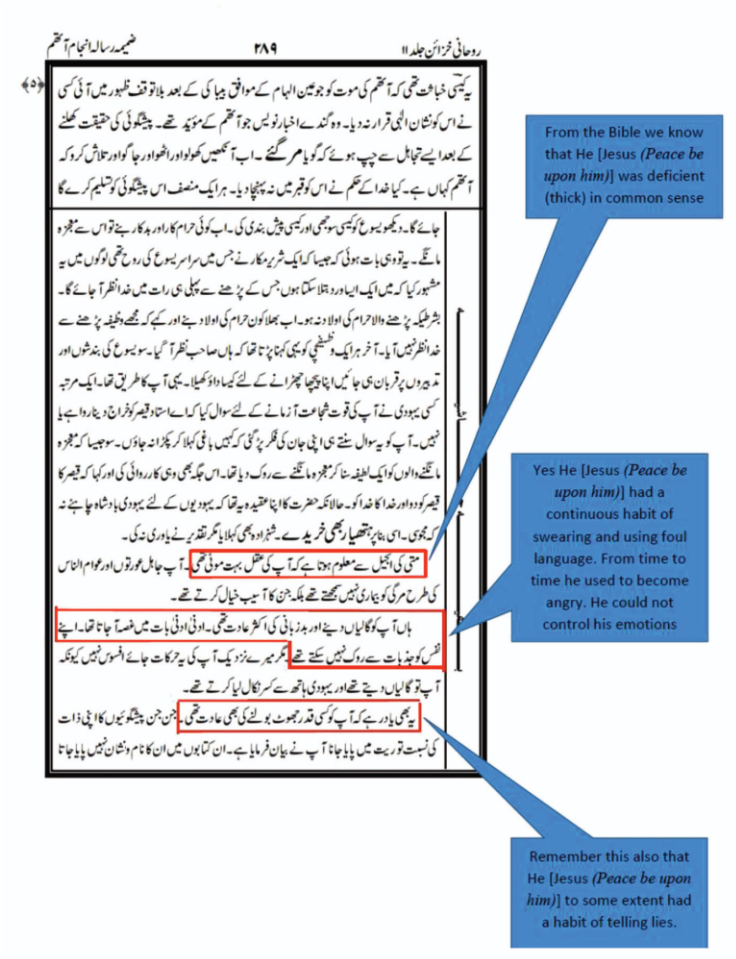

Roohani Khazain by Mr Mirza Ghulam Ahmed Qadiani - Page 290

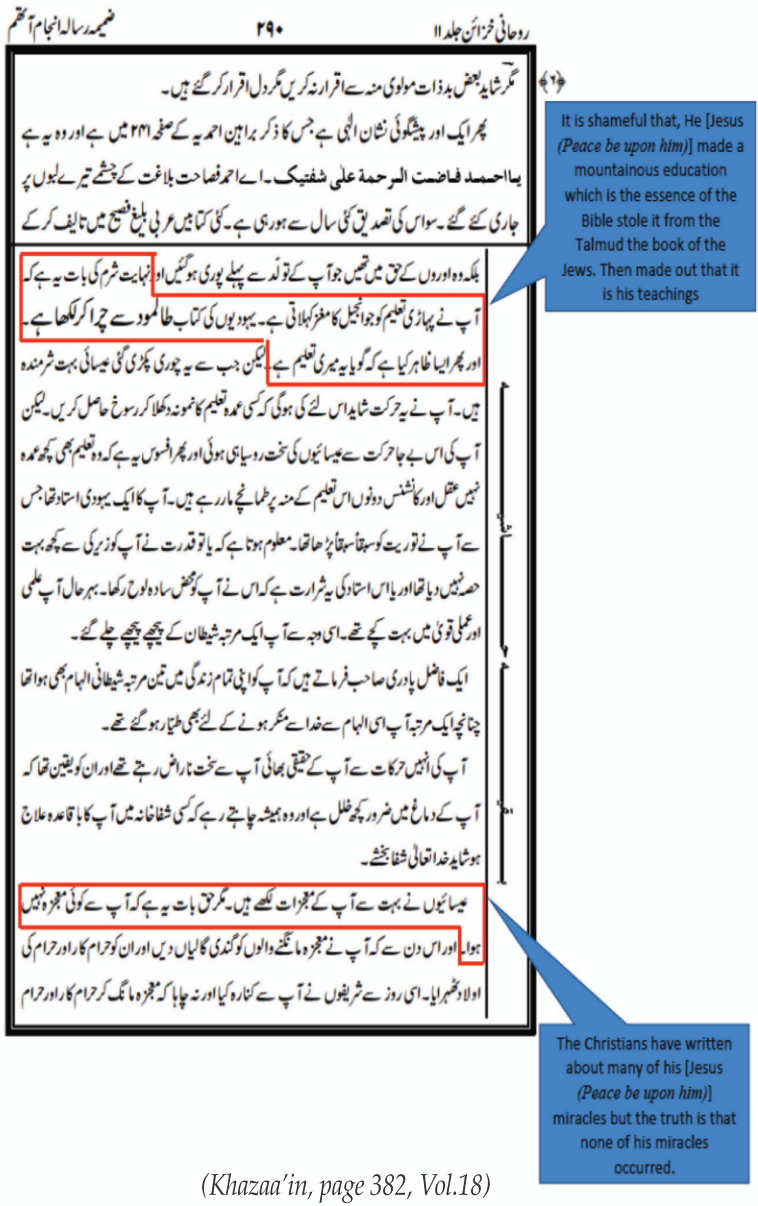

روحانی خزائن جلد ۱۱ ۲۹۰ ضمیمہ رسالہ انجام آتھم

مگر شاید بعض بدذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کر گئے ہیں۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جس کا ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے اور وہ یہ ہے

یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک۔ اے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے۔ سو اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے

بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپ کے تولّد سے پہلے پوری ہو گئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے۔ یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بے جا حرکت سے عیسائیوں کی سخت رسوائی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سیکھا سیکھا پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہرحال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی طیار ہو گئے تھے۔

آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرام کار اور حرام

It is shameful that, He [Jesus *(Peace be upon him)*] made a mountainous education which is the essence of the Bible stole it from the Talmud the book of the Jews. Then made out that it is his teachings

The Christians have written about many of his [Jesus *(Peace be upon him)*] miracles but the truth is that none of his miracles occurred.

(Khazaa'in, page 382, Vol.18)

خلاصۂ کلام، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی نظر میں:

مقام نبوت ورسالت اور اس منصب عالی کی قدر ومنزلت، مامور من اللہ شخصیات اور مرزا قادیانی کے کردار واخلاق، اعمال وعقائد پر تفصیلی بحث کر لینے کے بعد میں امت محمدیہ کے عقائد کے تناظر میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے اس قول کو پیش کر کے اپنی گفتگو کو سمیٹنا چاہتا ہوں اور اس قول کی روشنی میں امت کا عقیدہ جانا اور سمجھا جا سکتا ہے، چنانچہ شاہ جی فرماتے ہیں کہ:

''۔۔۔۔۔تصویر کا ایک رخ تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی میں یہ کمزوریاں اور عیوب تھے۔اُس کے نقوش میں توازن نہ تھا، قدوقامت میں تناسب نہ تھا، اخلاق کا جنازہ تھا، کریکٹر کی موت تھی، سچ کبھی نہ بولتا تھا، معاملات کا درست نہ تھا، بات کا پکا نہ تھا، بزدل اور ٹوڈی تھا، تقریر وتحریر ایسی کہ پڑھ کر متلی ہونے لگتی ہے۔

لیکن میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اگر اُس میں کوئی کمزوری بھی نہ ہوتی، وہ مجسمہ حسن وجمال ہوتا، قویٰ میں تناسب ہوتا، چھاتی ۴۵ انچ کی، کمر ایسی کہ سی آئی ڈی کو بھی پتہ نہ چلتا، بہادر بھی ہوتا، مرد میدان ہوتا، کریکٹر کا آفتاب اور خاندان کا ماہتاب ہوتا، شاعر ہوتا، فردوسیٔ وقت ہوتا، ابوالفضل اُس کا پانی بھرتا، خیام اُس کی چاکری کرتا، غالب اس کا وظیفہ خوار ہوتا، انگریزی کا شیکسپیئر اور اُردو کا ابوالکلام ہوتا پھر نبوت کا دعویٰ کرتا تو کیا ہم اُسے نبی مان لیتے؟ نہیں ہرگز نہیں۔میں تو کہتا ہوں کہ اگر علی دعویٰ کرتے جسے تلوار حق نے دی اور بیٹی نبی نے دی، سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان بھی دعویٰ کرتے تو کیا بخاری اُنہیں نبی مان لیتا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔میاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کائنات میں کوئی انسان ایسا نہیں جو تخت نبوت پر سج سکے۔اور تاج امامت ورسالت جس کے سر پر ناز کرے۔''

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری

(ستمبر ۱۹۵۱ء کراچی)

(ڈاکٹر محمد عمر فاروق۔تحریک تحفظ ختم نبوت، جلد دوم، صفحہ 300)

باب:4

کیا لفظ ''قادیانی'' توہین آمیز یا ملامت انگیز ہے؟

درج ذیل سطور میں جماعت احمدیہ کے 12 گروہوں میں سے ایک قادیانی گروہ کی شکایت کا جائزہ لیا جارہا ہے کہ ان کو قادیانی کے نام سے پکار کر اُن کی توہین کی جاتی ہے۔ قادیانی گروہ اپنے آپ کو دنیاوی تعلیم یافتہ طبقے اور مغربی اقوام کے سامنے احمدی مسلمان کے طور پر متعارف کرواتے ہیں لہٰذا بات کو سمجھانے کے لیے کہیں کہیں لفظ احمدی کا استعمال قادیانی جماعت کے لیے بھی کیا جائے گا۔

جماعت احمدیہ کے اراکین یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ لفظ ''قادیانی'' اہانت آمیز اور ملامت سے بھرپور ہے، برطانوی پارلیمان کے اراکین اور عوام الناس کے آگے اپنی مظلومیت کا رونا روتے ہیں کہ ان کی تحقیر کرنے کے لیے انھیں قادیانی کہا جاتا ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ بانی جماعت احمدیہ مرزا غلام احمد نے خود اپنے لیے لفظ ''قادیانی'' استعمال کیا ہے اور اپنی کتابوں میں مصنف کے طور پر اپنا نام مرزا غلام احمد قادیانی لکھا ہے۔

پاکستان کی پارلیمان، اعلیٰ عدالتوں نے احمدیوں کے دو بڑے گروہوں میں امتیاز کی غرض سے ''قادیانی'' اور ''لاہوری'' جیسی اصطلاحات استعمال کی ہیں۔ بہت سے یورپی مصنفین، اداروں اور احمدیوں نے لفظ ''قادیانی'' کا بار بار استعمال کیا ہے تاکہ احمدیوں کے مختلف گروہوں میں فرق کو بیان کیا جا سکے۔ لفظ ''احمدی'' کا استعمال اُس وقت کیا جاتا ہے جب بطورِ خاص جماعت احمدیہ کا تذکرہ مقصود ہو۔ تاہم، موجودہ سربراہِ جماعت احمدیہ کے پیروکاروں کے لیے ''قادیانی گروپ'' کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے، اگرچہ یہ اصطلاح اور لفظ احمدی دونوں ایک دوسرے کے متبادل ہو سکتے ہیں لیکن اس سے ابہام یقیناً پیدا ہوگا کہ کس گروپ کی بات ہو رہی ہے کیونکہ جماعت احمدیہ میں شکست و ریخت کے بعد اب بارہ کے قریب گروپ بن چکے ہیں۔ اگر قادیانی لٹریچر کا مطالعہ کریں تو علم ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے بانی نے اپنے لئے بڑے فخریہ انداز میں ہر جگہ ''قادیانی'' کا لفظ ہی برتا ہے۔

یہ اصطلاح برطانوی پروفیسر مالکم کلارک نے اپنی تصنیف: "Islam for Dummies" میں بھی استعمال کی ہے۔ برطانوی وزارت داخلہ (ہوم آفس) اور برطانوی ذرائع ابلاغ کو مانیٹر کرنے والے ادارے (Ofcom =Office for Communication) کی ویب سائٹ پر بھی لفظ قادیانی دیکھنے میں آتا ہے۔

لہٰذا قارئین کی آسانی کے لئے درج ذیل سطور میں لفظ ''قادیانی'' کے پس منظر پر

حوالہ جات کے ذریعے بحث کی گئی ہے۔ مرزا قادیانی (بانیِ جماعت) رقم طراز ہیں:

''۔۔۔اور اللہ تعالیٰ نے میرا نام غلام احمد قادیانی رکھ کر اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا کیونکہ اس نام میں تیرہ سو کا عدد پورا کیا گیا۔۔۔''

(کتاب البریہ، ص240 از مرزا قادیانی)

''میں ملکۂ معظّمہ کا ایک ادنیٰ سا خادم ہوں اور جس کا تعلق پنجاب کے ایک اعلیٰ نسب گھرانے سے ہے اور مجھے مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے جانا جاتا ہے''۔

(تحفۂ قیصریہ، ص4، از مرزا قادیانی)

قادیان بہ حیثیت مقامِ مقدسہ برائے جماعت احمدیہ:

جیسا کہ گزشتہ ابواب میں بتایا گیا ہے کہ مرزا قادیانی کی جائے پیدائش ہندوستان کے قصبہ ''قادیان'' میں ہوئی۔ اس مناسبت سے وہ خود قادیانی کہلانے پر فخر محسوس کرتے تھے اور قادیان کو مسلمانوں کے متبرک مقامات مکہ اور مدینہ کے برابر درجہ دیتے تھے۔

اسلامی تاریخ میں تین مقاماتِ مقدسہ کا ذکر ملتا ہے، مسجد الحرام (مکّۃُ المکرّمۃ)، مسجدِ نبوی (مدینہ منوّرہ) اور مسجدِ اقصیٰ (قبلۂ اوّل، یروشلم)۔ کسی ایسے مسلمان کو ڈھونڈنا ناممکن ہوگا جو یہ کہے کہ وہ مندرجہ بالا مقامات سے بڑھ کر کسی اور مقام کو قابلِ تعظیم گردانتا ہے۔

مرزا قادیانی کی تاویل یہ ہے کہ قرآن میں جس مسجدِ اقصیٰ کا ذکر کیا گیا ہے وہ اصلاً قادیان شہر ہے، نہ کہ یروشلم۔ یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ مرزا قادیانی نے عمداً قادیان کو مسجدِ اقصیٰ جیسی مقدّس جگہ سے جا ملایا ہے تاکہ اپنے شہر قادیان کی عزت و تکریم مسجدِ اقصیٰ کے برابر لا سکے، بلکہ دیگر مقاماتِ مقدّسہ سے بڑھ کر اُس کو آگے لانے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ یہ امر لاکھوں مسلمانوں کے لیے وجہِ اضطراب بنتا ہے۔

یہ بات تو واضح دروغ گوئی اور بددیانتی ہے کہ قادیان جو مرزا غلام احمد قادیانی کی

جائے پیدائش ہے، اُس کا ذکر قرآنِ کریم میں بھی آیا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

قرآن مجید قادیان کے قریب نازل ہوا:

''انا انزلناہ قریباً من القادیان'' اس کی تفسیر یہ ہے کہ:

''انا انزلناہ قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارۃ البیضاء'' کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔''

(تذکرہ، مجموعہ وحی والہامات صفحہ 59 طبع چہارم، از مرزا قادیانی)

قادیان کا نام قرآن مجید میں:

مرزا قادیانی نے ایک کشف میں دیکھا کہ قادیان کا نام قرآن مجید میں درج ہے۔ مرزا قادیانی چونکہ نبوت ورسالت کا دعویدار ہے، اس لیے اس کے کشف پر شک نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن کیا کیجئے کہ مسلمانوں کے قرآن میں قادیان کا ذکر کہیں نہیں ہے، مرزا قادیانی کا کشف ملاحظہ فرمائیں:

''اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انھوں نے ان فقرات کو پڑھا کہ ''انا انزلناہ قریباً من القادیان'' تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انھوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔''

(ازالہ اوہام صفحہ 140 از مرزا قادیانی)

ایک اور جگہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:

''خواب میں دیکھا کہ میرے پاس مرزا غلام قادر میرے بھائی کھڑے ہیں اور میں یہ آیت قرآن شریف کی پڑھتا ہوں۔ ''غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون'' اور کہتا ہوں کہ ''ادنی الارض'' سے قادیان مراد ہے اور میں کہتا ہوں کہ قرآن شریف میں قادیان کا نام درج ہے۔''

(تذکرہ۔ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 649 طبع چہارم از مرزا قادیانی)

قادیانیوں کی نظر میں قادیان کی اہمیت:

''لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی (مکہ) جاتے ہیں مگر اس جگہ (قادیان میں آنا) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔''

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ 352، از مرزا قادیانی)

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین صفحہ 56 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 863 پر)

قادیان تمام دنیا کی بستیوں کی ماں:

''اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے قادیان کو تمام دنیا کی بستیوں کی اُم قرار دیا ہے۔ اس لیے اب وہی بستی پورے طور پر روحانی زندگی پائے گی جو اس کی چھاتیوں سے دودھ پیے گی۔''

(حقیقۃ الرویاء صفحہ 45 طبع اول، ارمرزا بشیر الدین محمود)

قادیانی جلسہ، حج کی طرح:

''آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ حج خدا تعالیٰ نے مومنوں کی ترقی

کے لیے مقرر کیا تھا۔ آج احمدیوں کے لیے دینی لحاظ سے حج تو مفید ہے مگر اس سے اصل غرض یعنی قوم کی ترقی تھی، وہ انھیں حاصل نہیں ہوسکتی کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں اسلیے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لیے مقرر کیا ہے۔ ہمارے آدمیوں میں سے جن کو خدا تعالیٰ توفیق دیتا ہے حج کرتے ہیں مگر وہ فائدہ جو حج سے مقصود ہے، وہ سالانہ جلسہ پر ہی آ کر اُٹھاتے ہیں۔''

(برکات خلافت صفحہ 5، طبع اول از مرزا بشیر الدین محمود) (عکس صفحہ نمبر 866 پر)

یہ بات ہم سبھی جانتے ہیں کہ حج اسلام کے ارکان میں سے ایک ہے اور صاحب حیثیت مسلمانوں کے لیے فرض ہے۔ اور صرف مخصوص دنوں میں ہی مخصوص مقام (عرفات، مکہ) پر ادا کیا جاتا ہے۔ یہ کہیں اور ادا نہیں کیا جا سکتا۔ بہت سے احمدی، مرزا قادیانی کے اِن بیانات سے واقف ہی نہیں ہیں اور جب راقم الحروف نے انھیں یہ تحریریں دکھائیں تو اُن کی آنکھیں حیرت اور صدمے سے کھلی رہ گئیں!

جماعت احمدیہ میں شکست وریخت اور قادیانی گروہ کی تشکیل:

1908ء میں جب مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات ہوئی تو جماعت احمدیہ نے متفقہ طور پر حکیم نورالدین کو مرزا قادیانی کا جانشین مقرر کیا۔ جب 1914ء میں حکیم نورالدین کا انتقال ہو گیا تو مرزا قادیانی کے بڑے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے جانشین بننا چاہا، جبکہ حکیم نورالدین کے ساتھیوں نے مرزا بشیر الدین محمود کے مشکوک اخلاق کی وجہ سے اُسے جانشین نہ چنا۔ لیکن مرزا بشیر نے جماعت کے قواعد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اور دھونس سے کام لیتے ہوئے اپنے آپ کو جانشین مقرر کر لیا۔ لہٰذا جماعت احمدیہ دو گروپوں (قادیانی اور لاہوری) میں بٹ گئی۔ اور جماعت احمدیہ میں تقسیم در تقسیم کا عمل جاری رہا اور بعد ازاں یہ چھوٹے چھوٹے 12 دھڑوں میں منقسم ہوگئی۔ (تفصیلات اگلے صفحات میں پیش کی جائیں گی)

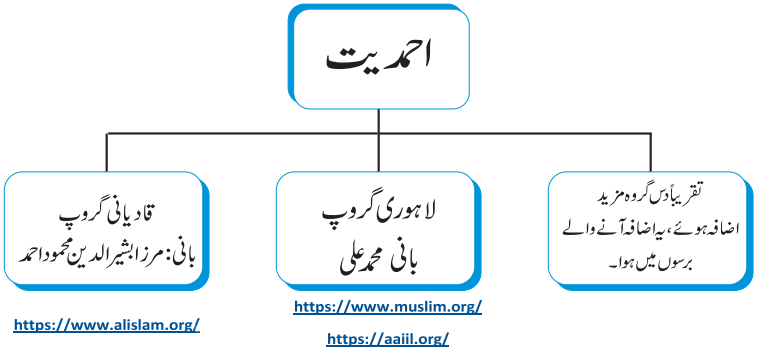

ایک برطانوی مصنف پروفیسر مالکم کلارک (Malcolm Clark) اسلام کے بارے میں اپنی ایک معروف کتاب: "Islam for Dummies" میں رقم طراز ہیں:

> *"The Lahorites (Lahori) also believed that Ahmad [Mirza Ghulam Ahmad Qadiani] was only a renewer…….. The other group, the Qadianis (named after the birthplace of Ahmad), believes that Ahmad was a prophet but not of the same type as Mohammad. Because of these claims, most Muslims don't regard the Ahmadiyyas as Muslims"* (Clark,2003 p. 248-9).

''لاہوری گروپ (جماعت احمدیہ ہی کی ایک اور شاخ) کے ارکان کو یقین تھا کہ احمد (مرزا غلام احمد قادیانی) محض ایک مجدد (Reviver) تھا۔ اُس کو پیغمبر نہ مانتے ہوئے وہ لوگ اصل اسلام سے قریب تر رہے۔ دوسرا گروہ قادیانیوں کا تھا، (یہ نام مرزا غلام احمد کی جائے پیدائش کی نسبت سے پڑا) یہ لوگ اس خیال کے مؤید ہیں کہ (مرزا قادیانی) اگرچہ پیغمبر تھا لیکن اُس پائے کا نہیں جیسے کہ محمد ﷺ تھے۔ (اگرچہ حقیقت اس کے برعکس ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو عیسیٰ اور محمد سے افضل نبی کے طور پر متعارف کروایا) اِن ہی دعووں کے سبب، بہت سے مسلمان، احمدیوں کو مسلمان نہیں مانتے۔ تاہم قادیانی احمدی اپنے آپ کو اصل اور واحد مسلمان گردانتے ہیں''۔ (از: کلارک، 2،2، ص240)

مرزا بشیر کے بدکردار ہونے کی وجہ سے خواجہ کمال الدین (ووکنگ مشن، یوکے) اور مولوی محمد علی لاہوری (پاکستان) جماعت احمدیہ سے علیحدہ ہو گئے۔ اُنھوں نے خلافت کے تصور اور اس

ادارے (یعنی خلافت) ہی کا سرے سے انکار کر دیا۔ مولوی محمد علی لاہوری نے قادیان سے ناطہ توڑ لیا اور لاہور میں قیام پذیر ہو گیا۔ لاہوری گروپ کے نام سے ایک نئے ادارے ''انجمن اشاعتِ اسلام'' کی بنیاد رکھی۔ تب سے اس گروہ کا نام لاہوری گروپ آف احمدیہ پڑ گیا، یہ گروہ احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام اور ''اہلِ پیغام'' کے نام سے بھی معروف ہے۔ چنانچہ، لاہوری گروپ، بہ مطابق قادیانی پیشگوئی کے، مُرتد اور غیر مسلم قرار پائے۔

چند برس بعد لاہوری گروپ کے سربراہ مولوی محمد علی لاہوری نے اِن اختلافات کا احوال انگریزی زبان میں بیان کیا اور اُن تمام علاقوں سے اِس تحریر کی اشاعت کرائی جہاں جہاں ابھی اس جماعت نے جڑیں پکڑنا شروع کی تھیں۔ اِس کو اُنھوں نے (The Split of Ahmadiyya Movement) جماعتِ احمدیہ میں دراڑ (جزو چہارم) کا نام دیا۔

احمدیوں کے مخالف قادیانی گروپ کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی کتاب The Truth about the Split میں بھی مندرجہ بالا دراڑ کی وضاحت کی ہے۔

(از: بشیر احمد، ۱۹۶۵ء)

قادیانیت کے بانی کے ہاں اصطلاح ''قادیانی'' کا استعمال:

احمدیہ جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے نام کی نسبت سے یہ جماعت خود کو احمدی کہتی ہے۔ مرزا قادیانی کئی کتب کا مصنف تھا۔ اُس کے انتقال کے بعد سے، قادیانی قیادت نے مرزا غلام احمد قادیانی کے نام کو فخریہ استعمال کیا ہے، اگر آپ اُس کی کتابوں کے سرورق دیکھیں تو مرزا قادیانی کا نام اُن پر یوں نظر آئے گا۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیحِ موعود، مہدیِ معہود علیہ السلام، وغیرہ۔ روحانی خزائن اور تذکرہ کے سرورق بہ طورِ خاص دیکھئے۔

مرزا قادیانی نے اپنی ایک کتاب میں یہ بھی کہا تھا کہ ''اللہ تعالیٰ نے میرا نام غلام احمد قادیانی رکھا۔''

(ستارہ قیصریہ ص3، از مرزا قادیانی)

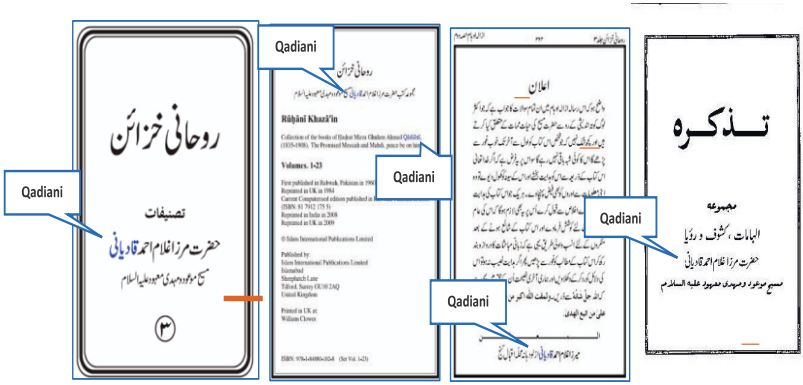

Highlights and underline identifying the term Qadiani
(Roohani Khazaa'in, Vol-3 title page & p324; Tazkirah, title page)

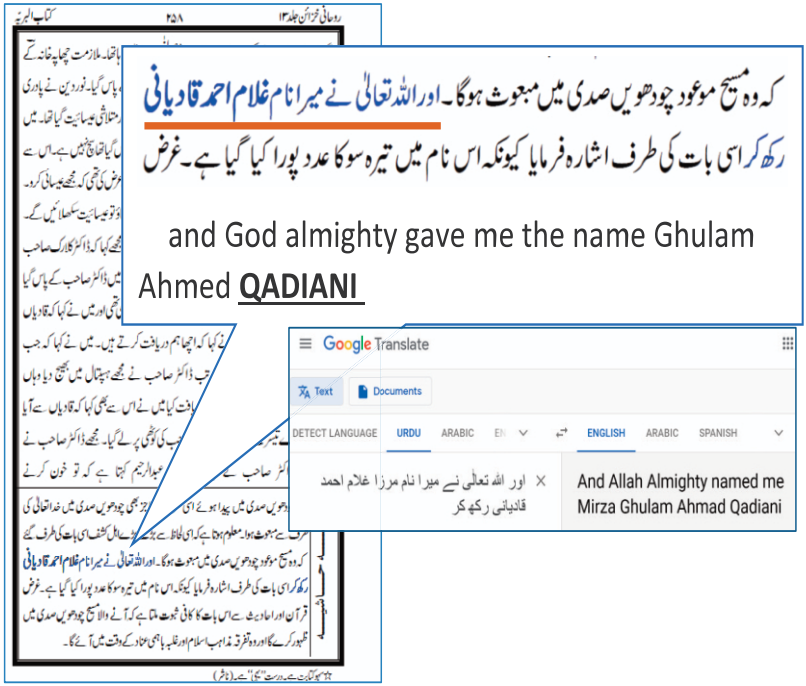

(Roohani Khazaa'in, vol 13, p. 258)

مرزا محمود، جانشین دوم، اپنے گروپ کو ''قادیانی گروپ'' کہہ کر پکارتا ہے۔

مرزا بشیر الدین محمود احمد، (مرزا قادیانی کے جانشین دوم) اپنے پیروکاروں کے لیے ''قادیانی'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں تا کہ اُن کے اور لاہوری گروپ کے درمیان امتیاز کیا جا سکے۔ یہ اقدام انھوں نے ایک تقریر کے دوران کیا۔ مندرجہ ذیل صفحے کا عکس اُن کی تصنیف ''خطباتِ محمود'' سے لیا گیا ہے۔ جہاں وہ اپنے بھائی سلطان احمد سے گفتگو کا تذکرہ کر رہے ہیں۔



For those who know this background that the leadership of Ahmadiyya Movement chose a distinctive name i.e., Qadiani, for their group in 1914; it is unbelievable that the same group wishes to distance itself from its chosen name. This term cannot be derogative or pejorative in the light of citations in this book. (Mahmud, 1931 p. 212)

اُن حضرات/قارئین کے لیے جو اِس پس منظر سے واقف ہیں کہ مرزا قادیانی کی اولاد نے ایک امتیازی نام منتخب کیا تھا تاکہ انھیں دیگر جماعتوں کی نسبت بہ آسانی شناخت کیا جاسکے اور یہ نام تھا ''قادیانی'' جو ۱۹۱۴ میں احمدی قیادت نے اپنی جماعت کے لیے منتخب کیا، یہ بات ازحد ناقابل یقین ہے ان لوگوں کے لیے جو اس تمام پس منظر کو جانتے ہیں کہ اب یہی گروہ اپنے ہی منتخب کردہ نام سے ایک فاصلہ رکھنا چاہتا ہے۔ حالانکہ اس کتاب میں دیے گئے اقتباسات کی روشنی میں دیکھا جائے تو مذکورہ نام کسی بھی طرح توہین آمیز یا ملامت انگیز نہیں ہے۔

(خطبات محمود، جلد 13، 1931ء، ص 212) (خطبات جمعہ، 1932-1931)

لاہوری گروپ بمقابلہ قادیانی گروپ:

مذکورہ حصے میں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ قادیانیوں کے اس پراپیگنڈے میں کتنی صداقت ہے کہ مسلمان، ان کی اصطلاح ''قادیانیت/قادیانی'' کو مضحکہ خیز انداز میں استعمال کرتے ہیں اس کتاب میں جو کہ وقیع تحقیق کا نچوڑ ہے، ایسی کوئی بات دکھائی نہیں دیتی کہ مسلمان لفظ ''قادیانی'' کو توہین یا مضحکہ خیزی کے تناظر میں استعمال کرتے ہوں۔ باقاعدہ طور پر، لاہوری گروپ، جماعت احمدیہ کا دوسرا بڑا گروہ ہے۔ اور یہ لوگ اپنے آپ کو ''لاہوری احمدی تحریک اسلام'' کہلواتے ہیں۔ اس کے برعکس، قادیانی گروہ اپنے آپ کو ''احمدی مسلم کمیونٹی'' کے نام سے پکارتا ہے۔

جماعت احمدیہ کے لاہوری دھڑے کی ویب سائٹ پر درج ہے کہ:

''جماعت احمدیہ دو دھڑوں میں تقسیم ہوگئی، یہ دو دھڑے تھے: **لاہوری شاخ اور قادیانی شاخ**''

اس تقسیم کے بعد لاہوری شاخ کے پیروکار، مرزا محمود کے پیروکاروں کو ''قادیانی'' یا ''محمودی گروپ'' کہہ کر پکارتے ہیں۔ یہ ویب سائٹ لاہوری گروپ کی نمائندہ ہے اور اس کا کہنا ہے کہ قادیانی گروہ کے ارکان ویسے تو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں لیکن حقیقتاً ان کو قادیانی کہہ کر پکارا جانا چاہیے۔

(از: احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور، ویب، ۲۰۲۲ء)

ہوم آفس یوکے کی ویب سائٹ پر جماعت احمدیہ کے دونوں دھڑوں کے عقائد کا تقابلی جائزہ بھی دیا گیا ہے۔ یعنی لاہوری اور قادیانی گروہ اور ساتھ ہی ساتھ ایک اور حصہ بھی ہے، جس کو یہ عنوان دیا گیا ہے: "Qadiani beliefs refuted" (قادیانی عقائد کا ابطال)۔

(بہ حوالہ: یوکے ہوم آفس، ۲۰۱۹ء)

چنانچہ، اب اتنی بات تو واضح ہے کہ یہ اصطلاح بہر حال توہین آمیز ہر گز نہیں ہے، بلکہ عوام الناس کو کسی بھی کنفیوژن سے بچانے کے لئے یہ تو دونوں گروہوں کے درمیان فرق کو واضح کر رہی ہے۔ اگر کوئی اس ضمن میں مزید تحقیق کا خواہشمند ہے تو اسے مصنف (طٰہٰ قریشی) کا تحقیقی مضمون بہ عنوان:

"Is the term Qadiani derogatory/pejorative?"

(یعنی کیا لفظ ''قادیانی'' ایک توہین آمیز یا ملامت انگیز اصطلاح ہے؟)

مختلف قادیانی گروپوں کے نام اور عقائد

قارئین کرام اب ہم ذیل میں مختلف قادیانی گروہوں کا جامع لیکن مختصر تعارف پیش کرتے ہیں۔ جماعت احمدیہ بعدازاں کئی دھڑوں میں منقسم ہوئی، جس کی تفصیل ہم اس جدول (Table) میں پیش کررہے ہیں:۔

شمار	گروپ	سربراہ	مزید تفصیل
1	قادیانی	مرزا بشیر الدین محمود احمد	https://www.alislam.org/
2	لاہور (لاہوری)	محمد علی لاہوری	https://aaiil.org/ https://www.muslim.org/
3	جماعت احمدیہ: اصلاح پسند	عبدالغفار جمبہ	https://www.alghulam.com/
4	سبز احمدیت	مرزا رفیع احمد	http://greenahmadiyyat.org/ The "Green" Ahmadis Contest the legitimacy of Mirza Masroor Ahmad's election as the Leader of the Qadiani group.
5	جماعت احمدیہ حقیقیہ	مسٹر ناصر سلطانی	Al.ahmadiyyat.com/official
6	جماعت احمدیۃ المسلمین	مسٹر ظفر اللہ	http://www.jaaminternation.al.org/indexeng.html
7	احمدیہ طاہر نسیم گروپ	طاہر نسیم	
8	جماعت الصحیح الاسلام	مسٹر منیر احمد عظیم	https://www.jama'at-ul-sahih-al-islam.com/index.html
9	احمدیہ اسد شاہ گروپ	اسد شاہ	Claimed to be a prophet Ex-communicated by the Qadianis and killed in Scotland in 2016.
10	احمدیہ زاہد خان گروپ	زاہد خان	
11	احمدیہ ادیب احمد عیسیٰ گروپ	مسٹر احمد عیسیٰ	https://www.youtube.com/c/7tv https://www.facebook.com/naba 7tv https://twitter.com/naba7tv ? lang=en

12	انوارالاسلام (نائیجیریا)	اسمٰعیل باباٹنڈے جوزے Mr. Ismail Babatunde Jose	

احمدیت کے مختلف گروہوں کی مزید تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے:

۱)۔قادیانی گروپ:

یہ وہ گروہ (جماعت) ہے جس کا اس امر پر یقین ہے کہ مرزا قادیانی ایک نیا نبی، مہدی اور مسیحا ہے۔قادیانی گروپ دیگر احمدی دھڑوں کو کافر/غیر مسلم قرار دیتے ہیں۔ان کے مرکزی دفاتر لندن میں ہیں اور ان کا موجودہ سربراہ مرزا مسرور احمد ہے۔اس گروپ کی سربراہی مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان کے پاس ہے۔

۲)۔لاہوری گروپ:

مرزا قادیانی کے جانشین اول حکیم نورالدین کے انتقال کے بعد یہ گروہ تشکیل دیا گیا، جس کے سربراہ محمد علی لاہوری تھے تاہم یہ گروہ احمدیہ جماعت کے بانی کو پیغمبر قرار نہیں دیتی چنانچہ جماعت احمدیہ کے قادیانی گروہ کے مطابق، لاہوری گروپ والے غیر مسلم ہیں۔اس کی تفصیل پہلے دی جا چکی ہے۔

۳)۔سبز احمدیت:SM:(Green Ahmadi):

یہ گروپ اس بات کو نہیں مانتا کہ جماعت احمدیہ کے آخری تین سربراہوں کا تقرر قانوناً جائز ہے۔ان کی ویب سائٹ پر یہ عبارت درج ہے:

خلیفہ چہارم اور پنجم کا انتخاب مروجہ اصولوں کے قطعی برعکس عمل میں لایا گیا۔''۱۹۵۷ء میں جماعت کی مجلس مشاورت نے ایک قرارداد منظور کی اور الیکٹورل کالج (بہ معنی بورڈ) کے ممبران کا قیام عمل میں لایا گیا۔مستقبل کے خلیفہ جات کے چناؤ کے لیے قوانین وضع کیے گئے۔اس قرارداد کو حضرت مصلح موعود (ؓ) کی منظوری حاصل تھی۔ان قوانین کی تفصیل اور عہدے داران کے اسمائے گرامی، تاریخ احمدیت کی جلد سوم کے لف شدہ صفحات نمبر ۱۶۹ تا ۱۹۹ پر درج ہے اور یہ اُردو زبان میں

موجود ہے۔

ان قوانین وہدایات کی خلاف ورزی کی گئی اور انتخابی بورڈ میں ناظم نے کوئی ترامیم نہیں کیں ،جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اب انتخابی بورڈ میں ۵۷٪ فی صد ارکان (جو جماعت کے عام مومنین تھے) حق رائے دہی سے محروم کر دیئے گئے، چنانچہ اب صورتِ حال یہ ہے کہ جماعت کے عہدے داران اپنے بیچ میں ہی انتخابات کا انعقاد کرا لیتے ہیں جو خلیفہ کے انتخاب کے لیے وضع کردہ اُصولوں کی صریحاً خلاف ورزی ہے اور یہ وہ اصول ہیں جن کی منظوری حضرت مصلح موعود نے دی تھی''۔

(گرین احمدیت، ۲۰۱۲ء)

۴)۔ جماعت احمدیۃ المسلمین:

سال ۲۰۰۰ء کے آغاز سے ہم ماریش کی سرزمین پر احمدی مسلم جماعت کے پیروکاروں کا ظہور ملاحظہ کر رہے ہیں۔ اگرچہ ان لوگوں کو احمدیت کے سوادِ اعظم کی جانب سے تو مکمل طور پر مسترد کر دیا گیا ہے۔ تاہم ان لوگوں نے کچھ نہ کچھ مقبولیت اور پیروکار حاصل کر ہی لیے ہیں۔ یہ وہ افراد ہیں جو خالصتاً رضائے الٰہی کی غرض سے اور انصاف کے حصول کے لیے تمام رکاوٹوں کے باوجود اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اس طرح جماعت احمدیۃ المسلمین کا قیام عمل میں آیا تھا۔

۵)۔ احمدی اِنڈونیشی گروپ:

یہ گروہ مرزا قادیانی کو محض ایک معلم مانتا ہے، پیغمبر نہیں۔ پس، قادیانی احمدیوں کے نقطہ نظر سے احمدیوں کا یہ گروہ مُرتدین کا گروہ ہے۔

۶)۔ جماعت احمدیہ اِصلاح پسند:

اس جماعت کا دعویٰ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی پر نبوت کا خاتمہ نہیں ہوا تھا اور دوسرے لوگوں کے حوالے سے یہ سلسلہ فی الحال جاری ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کی تردید قادیانی گروہ والے کرتے ہیں۔ قادیانیوں کا کہنا ہے کہ یہ امر (کہ سلسلہ نبوت جاری ہے) بے یقینی، شکوک اور اِرتداد کو جنم دیتا ہے۔ مسلمانوں کا پختہ عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اب اور کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (یعنی

عقیدۂ ختم نبوت)

(از: جماعت احمدیہ اصلاح پسند، ۱۲ دسمبر ۲۰۰۳ء)

۷)۔احمدیہ اسد شاہ گروپ (گلاسگو):

گلاسگو کے باشندے اسد شاہ نے بھی دعویٰ کیا کہ وہ نبی ہے اور تمام احمدیوں کو اپنی اطاعت کی تبلیغ کی۔ کہا جاتا ہے کہ اسد شاہ نے موجودہ قادیانی سربراہ مرزا مسرور احمد کو خط لکھ کہ خطرناک نتائج سے بچنے کے لیے وہ اُس کی نبوت کو تسلیم کر لیں۔ احمدیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اب یہ عقیدہ مسلم عقیدے کے بالکل برعکس ہے جس کے مطابق نبی اکرم ﷺ، نبی آخرالزمان کے منصب پر فائز ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

باب:5

11

کیا جماعت احمدیہ کا قادیانی گروپ ایک کلٹ (CULT) کے خصائص کا حامل ہے؟

کلٹ (Cult) کیا ہے؟

اگر ہم مذہبی تحریکوں کا جائزہ عمرانی (Sociological) درجہ بندی کے تناظر میں لیں تو معلوم ہوگا کہ ''کلٹ'' سے مُراد فردِ واحد کے زیر تسلط اور شخصیت پرستی کا حامل گروہ ہے، یعنی ایک ایسا سماجی گروہ، جو سماجی اعتبار سے منحرف خیالات کا حامل ہو یا اچھوتے عقائد اور عوامل پر یقین رکھتے ہوئے اُن پر کاربند ہو۔

انگریزی میں کلٹ کی مختلف تعریفیں ملتی ہیں جس میں کلٹ کے بانی کا بڑا اہم کردار ہوتا ہے جو کہ ان کو دوسری دنیا سے علیحدہ کر کے رکھتا ہے اور اپنے ممبران کو اپنی شخصیت کے اردگرد گھوماتا ہے۔ ذیل میں کلٹ کی مختلف تعریفیں پیش خدمت ہیں۔

> "Cults, however, rely on secret or special knowledge which is revealed only to initiates by the cult's founder or his/her chosen representatives. ....."
> www.guardian.com
>
> "The term "cult" refers most often to a group of people with usually atypical beliefs living in relative isolation from the world. They tend to centralize around one charismatic person—the cult leader—who orders the beliefs, behaviors, and customs of all the other members."
> https://www.masterclass.com
>
> "a small religious group that is not part of a larger and more accepted religion and that has beliefs regarded by many people as extreme..."
> www.britanica.com)

کلٹ (Cult) اپنے حجم کے اعتبار سے علاقائی ارکان پر مشتمل ایک چھوٹا گروپ بھی ہوسکتا ہے اور بین الاقوامی تنظیموں کی شکل میں لاکھوں اراکین پر مشتمل بھی۔! "Cult" کی تعریف اس لیے کی گئی کہ اس سے کلٹ کے اراکین کی ذہنی قربت و وابستگی کا اندازہ ہو سکے کہ وہ کس عقیدے یا گروہ کی پیروی کرتے ہیں۔

جماعتِ احمدیہ کو بھی کئی لوگوں نے کلٹ سے تعبیر کیا ہے۔اس تحقیق میں تحریک احمدیہ کے بانی مرزا قادیانی کے کردار کو کسوٹی پر پرکھا گیا اور اس کے مختلف دعاوِی کو جانچا گیا ہے۔مزید برآں اس جماعت

کے طریقہ کار کو بھی ایک تجزیے سے گزارا گیا ہے۔اس ضمن میں "Ahmadiya Movement" نام سے ایک ابتدائی تحقیق ۱۹۱۸ میں ہاورڈ آرنلڈ والٹر (Howard Arnold Walter) نے کی تھی۔ وہ احمدی تحریک کے عقائد و تعلیمات اسی جماعت ہی کے ذخیرۂ تحریر سے نکال کر پیش کرتے ہیں۔ ہاورڈ آرنلڈ والٹر American Congregationalist assistant minister تھے، اور ایک مصنف بھی تھے۔ والٹر نے شروع میں ینگ منیز کرسچین ایسوسی ایشن (Young Men's Christian Association=YMCA) میں شمولیت اختیار کی اور بعد ازاں ہندوستان کا سفر اختیار کیا۔ یہاں اُنھوں نے تحریک احمدیہ پر اپنی بصیرت افروز کتاب لکھی۔

اس سوال کے جواب میں کہ کیا تحریک احمدیہ ایک کلٹ ہے؟ والٹر اپنی کتاب کے دیباچے میں لکھتے ہیں:

> *"I have found [it] to be largely possible [to refer to Ahamadiyyas], since a survey of the literature of the movement in Arabic and Urdu, made with the help of my friend, Maulvi S. T. Ghaus, has convinced me that nearly everything of essential importance in the* ***development of the cult****"* (Walter, 1918).

> ''میں اس اِمکان کی بڑی حد تک موجودگی کے سبب (احمدیوں سے متعلق)، اس تحریک کے عربی اور اُردو میں دستیاب مواد کے جائزے سے، جس کو میرے لیے، میرے دوست مولوی ایس۔ٹی۔غوث نے سمجھنا آسان کیا، اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اِن احمدیوں کے ہاں ہر وہ عنصر موجود ہے جو کسی بھی کلٹ (Cult) کے لیے اہم ہوتا ہے۔'' (والٹر، ۱۹۱۸ء)

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ بہت سے اعلیٰ مناصب پر فائز کئی موجودہ اور سابقہ قادیانیوں نے کھل کر اس بات پر شکوہ کیا ہے کہ کس طرح جماعتِ احمدیہ، بالخصوص قادیانی گروپ اپنے اراکین کو اس بات کا پابند کرتے ہیں کہ وہ کیوں کر انتہائی وفاداری سے اور بِلا چون و چرا، اس Cult کو سختی سے مانیں اور اس پر کوئی سوال اُٹھائے بنا اس کی اطاعت کریں۔ وگرنہ ہر قسم کی سزا کے لیے تیار رہیں۔

ایک معروف مصنف اور سینئر سابقہ قادیانی اکبر احمد چوہدری نے ۴ نومبر ۲۰۰۹ء کو اپنے ایک

انٹرویو میں یہ بات کہی کہ وہ پیدائشی احمدی تھے تاہم انھیں قادیانی تعلیمات اور قادیانی قیادت کے عمل میں بہت تضاد محسوس ہوا اور اُنھوں نے اسی مشاہدے کی بنیاد پر قادیانی جماعت کو "Cult" قرار دیا۔ بعدازاں، ۲۰ ستمبر ۲۰۱۳ء کے ایک ٹیلی ویژن مباحثے میں مسٹر چوہدری نے اس بات کا انکشاف بھی کیا کہ قادیانی قیادت اپنے کارکنان کو ''جبری عطیات'' کے بل بوتے پر قابو میں رکھتی ہے۔

(کچھ سابق کارکنان نے یہ بھی بتایا کہ وہ قادیانی گروپ کے خلاف مقدمے کی تیاری کر رہے ہیں کہ اُن کو گمراہ کر کے اُن سے مالی عطیات وصول کیے جاتے رہے ہیں۔)

وہ مزید کہتے ہیں ''.....جیسا کہ تمام ہی کلٹس کا معاملہ ہے، پڑھے لکھے اور غور وفکر کرنے والے لوگ اِن جماعتوں کو خیر باد کہہ دیتے ہیں، احمدی گروہ کا معاملہ کچھ مختلف اور گمبھیر ہے۔ اس کو چھوڑنا اس لیے مشکل ہے کہ جماعت کے اندر ہی سے مکمل سماجی مقاطعہ شروع ہو جاتا ہے اور چھوڑ دینے کے بعد سماجی یا خاندانی تعلقات نہ ہونے کے برابر رہ جاتے ہیں۔ چنانچہ جو لوگ اس جماعت کو خیر باد کہتے ہیں وہ بہت خاموشی اور خفیہ طریقے سے یہ کام کرتے ہیں (انھیں سماجی مقاطعے اور اپنی جان جانے کا خوف لاحق ہوتا ہے)''۔

شاہد کمال احمد (۲۰۱۰ء) بھی ایک ممتاز سابق قادیانی شخصیت ہیں۔ قادیانیت کا کلٹ والا پہلو اجاگر کرنے کے لیے انھوں نے پوری ویب سائٹ کلٹ کے نام سے متعارف کروادی۔ وہ www.thecult.info ویب سائٹ کے بانی ہیں۔ یہ ویب سائٹ قادیانی سرگرمیوں کا ریکارڈ رکھتی اور جائزہ لیتی ہے۔ یہ بات ویب سائٹ پر موجود ہے:

''یہ سچ ہے کہ اس جماعت میں جبری طور پر عائد کردہ، کلٹ کا سا نظام رائج ہے''۔

رابرٹ جے لِفٹن کا نظریہ، کلٹ اور قادیانی گروپ:

رابرٹ جے لفٹن (Robert Jay Lifton) ایک معروف امریکی ماہر نفسیات اور مصنف تھے۔ اگر ہم یہ بات جاننا چاہیں کہ قادیانی گروپ واقعی کلٹ ہی کے انداز میں کام کرتا ہے، تو ہمیں چاہیے کہ رابرٹ لِفٹن کا نظریہ جو گروہوں کے حوالے سے تھا (۱۹۶۱ء) کو قادیانی قیادت کے نظریات، خصائص اور طرزِ عمل سے تقابل کی روشنی میں دیکھیں تاکہ اس کلٹ کے خدوخال واضح ہو سکیں۔

رابرٹ لِفٹن گروہی نفسیات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کس طرح کلٹ کے تصور کو فروغ دیا جاتا ہے۔اور نتیجے میں کیونکر ایک شخص اپنے ماحول اور عقائد سے متصادم ہو جاتا ہے۔لِفٹن کی اس تھیوری کو پرکھنے کے بعد ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ آیا یہ عمل ذہنی تطہیر کا ہے یا نہیں۔یہ امر اپنی جگہ اہم ہے کہ دیگر مصنّفین نے بھی لِفٹن کے اِن اُصولوں کا نفاذ کیا ہے۔لِفٹن کے اس ماڈل کا نفاذ احمدی تحریک کے قادیانی گروہ پر بھی ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ قادیانیت ایک باقاعدہ کلٹ ہے (یعنی فردِ واحد کے زیرِ تسلط اور شخصیت پرستی کا حامل گروہ۔)(حسن، اینڈ شاہ، ۲۰۱۹ء: لِفٹن، ۲۰۱۲ء)

لفٹن تھیوری کے آٹھ اہم اُصول درج ذیل ہیں:

(1) Milieu Control: یہ انتہائی منظم طریقے سے انفارمیشن پر کنٹرول کا نظام ہے جو کہ کلٹ کے سربراہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔اس کے ذریعے سے ممبران عام دھارے سے اچھے خاصے کٹ کر رہ جاتے ہیں۔قادیانیوں کو یہ سخت ہدایات ہیں کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ سماجی و معاشرتی تعلقات نہ رکھیں۔مسلمانوں کے جنازہ تک میں شرکت نہ کریں۔

(2) Mystical Manipulation: اس سطح پر مصنوعی یا جعلی طور پر صوفیانہ ہیرا پھیری کے مظاہر بروئے کار لائے جاتے ہیں تاکہ کسی نہ کسی طرح تاریخی واقعات، وحی و الہام کی تعلیمات، تجربات اور اتفاقات کو اپنی طرف سے ''شگون'' یا ''پیشگوئی'' کا نام دے کر بیان کیا جائے اور اپنا روحانی تسلط اور مذہبی اتھارٹی قائم کی جا سکے۔جماعت احمدیہ کے بانی اور اُن کے جانشینوں نے وحی، الہامات اور پیش گوئیوں کے ذریعے لوگوں کے اوپر اپنا تسلط رکھا ہوا تھا جو اب تک قائم ہے۔

(3) Demand for Purity: پاکیزگی کی ضرورت کے اصول کے تحت لوگوں یا گروہوں کو پاکیزگی و تقدّس کے نام پر مسلسل متحرک رکھا جاتا ہے تاکہ گروہ کے نظریے پر عمل درآمد کرایا جا سکے۔ممبران کو مستقل کسی نہ کسی جماعتی پروگرام میں مصروف رکھا جاتا ہے تاکہ وہ کسی اور طرف توجہ کرنے کے قابل نہ رہیں۔

(4) The Confession: ''اعتراف جرم'' کا اصول یہ ہے کہ ہر رکن اپنی تمام باتیں سربراہ کے سامنے بیان کرے گا یعنی خفیہ یا پوشیدہ رکھنا جائز نہیں سمجھا جائے گا۔موجودہ حالات میں مرزا ناصر احمد (تیسرے جانشین) کی پوتی کے ساتھ جنسی زیادتی والے واقعات موجودہ قادیانی سربراہ مرزا مسرور کے مکمل نوٹس میں ہیں۔

(5) Sacred Science: یعنی مقدس سائنس کے اصول کے تحت جو کچھ گروہ نے کہا، وہی اصل سچائی ہے، اُس سے ہٹ کر کچھ بھی سچ نہیں مانا جائے گا۔

(6) Ultimate Truth: اس سے مراد ہے کہ حتمی سچائی کو کبھی گروہ سے باہر نہیں تلاش کیا جائے گا۔(یعنی سچ کی تلاش کا راستہ مسدود کر دیا جاتا ہے) اس پر ممبران کو سختی سے کاربند رہنے کی ہدایات ہوتی ہیں کیونکہ جن لوگوں کو قادیانی رہنماؤں کی تحریروں، تصانیف اور قول وفعل پر تضاد نظر آیا تو انھوں نے تحقیق کی، اور سچ اور جھوٹ میں تفریق کرنے کے قابل ہو گئے اور جماعت سے الگ ہو گئے، عکرمہ نجمی کی مثال ہمارے سامنے ہے۔

(7) Loading the Language: اس اصول سے مراد یہ ہے کہ گروہ میں استعمال ہونے والے الفاظ اور محاورات کے معانی، عام طور پر مروّجہ معانی سے ہٹ کر ہوں گے۔(جس کا مقصد یہی ہے کہ افہام کو لوگوں کے لیے مشکل اور پیچیدہ بنا کر کنفیوژن پیدا کر دی جائے)۔جماعت احمدیہ نے ظلی اور بروزی نبوت کی اصطلاحات استعمال کر کے پوری اُمت کے متفقہ معانی سے ہٹ کر نئے معانی دینے کی کوشش کی۔

(8) Dispensing of Existence: سے مراد یہ ہے کہ گروہ کے ارکان گروہ پر ہونے والی کسی بھی قسم کی تنقید کو مسترد کر دیں گے۔پوری امت مسلمہ نے جماعت احمدیہ کو متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دیا ہے لیکن جماعت کے ذمہ داران اپنی بقا کے لیے اُمت کے مسلمہ مؤقف کو رد کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا تفصیل کے بعد لفٹن کے اس نظریے کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے اور یہ جاننے کے لیے کہ یہ کس طرح احمدیوں کے قادیانی گروہوں پر منطبق ہوتا ہے، درج ذیل تین اصولوں کو ہم ذرا گہرائی میں جا کر دیکھتے ہیں:

(الف)۔The Milieu Control: اس اصول سے مراد ہے کہ آپ معاشرے سے گریز اختیار

کریں، ایک ایسی تنہائی جو معلومات اور ذرائع ابلاغ پر فردِ واحد کے قابض ہونے کا نتیجہ ہوتی ہے اور جس کے سبب معلومات کا درست بہاؤ آپ تک نہیں پہنچتا۔ آپ مجبور ہوتے ہیں کہ صرف اُسی مواد پر قانع ہوں جو آپ تک پہنچایا جائے۔

(ب)۔ جہاں تک دوسرے عنصر یعنی Loading the Language کا تعلق ہے تو یہ نتیجہ ہے اِس امر کا کہ گروہ کی قیادت خاص لفظوں اور اصطلاحات کو کنٹرول کرتی ہے اور وہ معانی اُن کو پہناتی ہے جو وہ پہنانا پسند کرتی ہے۔ گروہ سے باہر والوں کے لیے، اِن الفاظ، اصطلاحات اور خاص تراکیب کے لیے یہ معانی مُبہم ہوتے ہیں اور وہ ان کو سُن کر سوچ میں پڑ جاتے ہیں۔ احمدیوں کے حوالے سے دیکھا جائے تو سب سے بڑا اعتراض جو مسلمان اور عیسائی اِن کی تعلیمات پُر کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ جب احمدی اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں اور اپنے رہنما مرزا غلام احمد قادیانی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ سمجھتے ہیں۔

(ج): مُقدس سائنس: (Sacred Science) یہ مرحلہ تب آتا ہے جب ایک خاص گروہ اپنے عقیدے یا تصوّر یا نظریہ کو ''آخری سچائی'' کا درجہ دے ڈالے اور گروہ سے باہر اس ''نظریے'' کا کوئی وجود نہ ہو۔ اس اصول کا اطلاق بھی احمدیوں پر بہ خوبی ہوتا ہے۔

(حسن اور شاہ، ۲۰۱۹ء، لفٹن ۲۰۱۲ء)

بہت سے ممالک میں کئی اعلیٰ منصب کے حامل احمدیوں نے مشرف بہ اسلام ہونے کی سعادت پائی۔ اِن ممالک میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ، انگلستان، کینیڈا، مراکش، سویڈن، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، جرمنی، نائیجیریا، گھانا اور فلسطین شامل ہیں۔

کچھ اعلیٰ منصب سابق احمدیوں کے اعترافی بیانات:

عکرمہ نجمی، جو ایک اور اعلیٰ منصب پر فائز عرب، سابق قادیانی ہیں، انھوں نے یہ مذہب اپنے ننھیالی رشتہ داروں سے ورثے میں پایا، اُن کا خاندان کوئی ایک سو برس تک قادیانی رہا، لیکن جامع چھان بین اور تحقیق کرنے کے بعد عکرمہ نجمی نے قادیانی گروپ کے موجودہ سربراہ مرزا مسرور احمد سے اپنے کچھ سوالوں کے جوابات مانگے جن میں مرزا غلام احمد قادیانی کے کردار سے متعلق سوالات بھی تھے۔ وہ اب بھی قادیانی قیادت کے جوابات کے منتظر ہیں۔ بالآخر اُنھوں نے قادیانی کلٹ کو خیر باد

کہہ دیا اور تنظیم/ جماعت چھوڑنے سے قبل ۱۲ جولائی ۲۰۱۸ء کو ایک مکتوب کھلے لفظوں میں لکھ کر شائع کرا دیا۔ خط کا پورا متن کتاب کے Appendix-2 میں موجود ہے۔ یہاں اس مکتوب کا ایک پیرا گراف ملاحظہ کریں:

> *"I declare to all of my Ahmadi friends everywhere, and to the whole world, that it is clear to me that the founder of Ahmadi was deliberately lying, with bad morals, and his Jama'at [Qadiani group of Ahmadiyya] after him continues to spread lies, deception and false showing off… and that it is a showing off Jama'at that does not really serve Islam and humanity, but instead, it serves only its interests and some beneficiaries only!"* (Ikrima Najami, 2018).

> ''میں اپنے تمام احمدی دوستوں کو، جہاں کہیں بھی وہ ہیں، اور دنیا بھر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مجھ پر یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ احمدیّت کا بانی عمداً کذب بیانی کرتا تھا، اخلاقیات کے معاملے میں اچھا نہیں تھا، اور اُس کی جماعت (احمدیت کا قادیانی گروہ) جھوٹ، دھوکہ دہی اور ڈھکوسلہ سازی سے کام لیتی ہے۔ یہ ڈھکوسلے باز جماعت ہے جو اصلاً نہ اسلام کی خدمت گزار ہے اور نہ انسانیت کی، درحقیقت یہ صرف اپنے مفادات اور اپنے چند ریزہ چینوں کی خدمت کے لیے ہے''۔ (عکرمہ نجمی، ۲۰۱۸ء)

کچھ اور لوگوں نے بھی اپنے ایسے ہی تجربات بیان کیے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو اب جماعت احمدیہ کو خیر باد کہہ چکے لیکن وہ تب کی داستان سُناتے ہیں جب وہ اِس کلٹ کا حصہ تھے۔ اِنھی میں سے تین لوگ جو آپس میں بھائی بھی ہیں، حسن بن محمود العودہ (ڈائریکٹر آف عریبک پروگرامنگ)، احمد بن محمود العودہ (سویڈن میں جماعت احمدیہ کے سابق صدر) اور ان کے بھائی صالح بن محمود العودہ یہ فلسطین کے کبابیر قبیلے سے ہیں جو احمدیوں کے بیچ واحد عرب باشندے ہیں۔ حسن بن محمود نے تو باقاعدہ ایک کتاب بھی اِس ضمن میں اپنے تجربات سے متعلق لکھی ہے۔ صرف افراد واشخاص ہی احمدیہ جماعت کو چھوڑتے نہیں جا رہے بلکہ گروہ کے گروہ بھی اب اس جماعت کو خیر باد کہہ رہے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ ان کا عدم اطمینان کا شکار ہونا ہے۔ یہ پہلے بتا دیا گیا ہے کہ اب احمدیوں کے قادیانی اور لاہوری گروپ کے علاوہ اب مزید تقریباً 10 کے قریب دھڑے بن چکے ہیں۔

جماعت احمدیہ: سیاسی اثر ورسوخ اور کنٹرول کی خواہش:

ظاہری طور پر تو جماعت احمدیہ یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ ایک غیر سیاسی جماعت ہے جو لوگوں کی سیاسی سوچ پر اثر انداز نہیں ہوتی اور نہ ہی اُن کو کنٹرول کر کے سیاسی حکومت بنانا چاہتی ہے۔ تاہم اس جماعت نے ہمیشہ مختلف ہتھکنڈوں سے اپنا سیاسی اثر ورسوخ قائم رکھا اور اب برطانیہ میں بھی یہ گروپ اپنا سیاسی اثر ورسوخ بڑھانے میں مصروف ہے۔ اب تک ایک تو لارڈ طارق احمد کٹر قادیانی ہیں اور قادیانی TV چینل MTA کے اینکر بھی ہیں اور ساتھ برطانوی حکومت میں وزیر بھی۔ دوسرے عمران خان (ایک کٹر قادیانی) برطانوی پارلیمنٹ کے رکن بنے۔ وزیر اعظم بورس جانسن کے بہت قریب تھے لیکن اُن کو ایک لڑکے کے ساتھ جنسی زیادتی کے جرم میں سزا ہوئی اور جیل بھیج دیا گیا اور پھر پارلیمنٹ کی رکنیت سے استعفیٰ دینا پڑا۔

قادیانی گروپ کے بانی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دوسرے جانشین مرزا بشیر الدین محمود نے ایک بیان دیا جو بعد میں قادیانی اخبار ''الفضل'' میں شائع ہوا۔

''ہم نہیں جانتے کہ ہمیں کس وقت تمام دنیا کی امانت سونپ دی جائے گی لیکن ہمیں ہر حال تمام دنیا کا قبضہ حاصل کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہنا چاہیے''۔ (الفضل، فروری ۱۹۲۲ء، محمود ۱۹۳۰ء)

اس سے قبل ''الفضل'' نے اِسی مرزا محمود احمد کی یہ تقریر بھی شائع کی تھی جس میں اُس نے کہا تھا:

''بلوچستان کی آبادی بمشکل پانچ تا چھ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے جس میں سے صرف دو یا تین ہزار افراد احمدی ہیں۔ اگر ہم تمام صوبے کو احمدیّت کے پیروکاروں میں بدل ڈالیں تو کم از کم ایک پورا صوبہ تو ہمارے قبضے میں ہوگا۔ یہ بات بہت آسانی سے انجام پا سکتی ہے اور اس میں کوئی رُکاوٹ یا مسئلہ بھی نہ ہوگا''۔ (الفضل: ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء)

اِسی بشیر الدین محمود احمد نے ۱۹۳۵ء میں یہ بھی کہا تھا:

''آپ اِن رُکاوٹوں کو اُس وقت تک ہٹا نہیں سکتے جب تک کہ آپ اپنی سلطنت قائم نہ کر لیں (الفضل، ۲۵/اپریل، ۱۹۳۰ء، مرزا محمود ۱۹۳۰ء)

۱۹۳۵ء کے بعد احمدیوں نے کھلم کھلا اپنی جداگانہ ریاست کے قیام کا مطالبہ کیا۔ مسٹر جسٹس

منیر نے تحریر کیا ہے: ''احمدیوں کی ۱۹۴۵ء تا ۱۹۴۷ء کی تحریریں دیکھی جائیں تو واضح محسوس ہوگا کہ وہ برطانوی حکومت کے جانشین بننے کے خواب دیکھ رہے تھے۔''

(انکوائری کمیشن برائے تحقیقاتِ فسادات ۱۹۵۴ء)

قادیانیوں کے لیے یہ نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہ تھا کہ بانیٔ پاکستان محمد علی جناح نے مملکت پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان کو مقرر کیا جو ایک کٹر قادیانی تھا۔ حکومتِ پاکستان نے اپنا مؤقف اور حکمتِ عملی اُس وقت بدلی جب قادیانیوں کے سیاسی عزائم اُن پر عیاں ہونا شروع ہوئے۔ مثال کے طور پر لندن میں ہونے والے پہلے یورپی کنونشن برائے جماعتِ احمدیہ کا افتتاح سر ظفر اللہ خان نے کیا تو حکومتِ وقت کے کان کھڑے ہوئے۔

مندرجہ ذیل رپورٹ، اردو روزنامہ ''جنگ''، راولپنڈی کی ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں شامل تھی، اس کا متن ملاحظہ کیجیے:

''لندن، ۳؍اگست، (اپنے سٹاف رپورٹر سے)، جماعت احمدیہ کا پہلا یورپی کنونشن، جماعتِ احمدیہ کے لندن سنٹر میں منعقد ہو رہا ہے۔ یورپی ممالک میں موجود تمام احمدی وفود اس میں شرکت کر رہے ہیں۔ اس کنونشن کا افتتاح سر ظفر اللہ خان نے کیا جو ہیگ کے مقام پر عالمی عدالت کے سربراہ ہیں۔ یہ کنونشن سات اگست تک جاری رہنے کا امکان ہے۔ جماعت کے سفارتی دفاتر (Mission) پہلے ہی پچھتر ممالک میں موجود ہیں۔ برطانیہ میں جماعتِ احمدیہ کے اٹھارہ مراکز قائم ہیں۔ کنونشن میں شرکت کرنے والے وفود نے بالخصوص اس نکتے پر زور دیا ہے کہ اگر جماعت برسر اقتدار آ گئی تو اُمراء پر ٹیکس عائد کیا جائے گا اور تمام طبقات میں دولت کی مساوی تقسیم کو یقینی بنایا جائے گا۔ تمام نشہ آور مشروبات اور سود پر پابندی عائد کر دی جائے گی''۔

مندرجہ بالا اقتباسات سے ظاہر ہے کہ یہ تمام اصلاحات صرف تبھی ممکن ہوں گی جب جماعتِ احمدیہ برسر اقتدار آ جائے۔ یہ سیاسی ایجنڈا ماضی میں بھی پاکستانی شہریوں کی اکثریت اور حکومتِ پاکستان کے لیے باعثِ تشویش رہا اور اب بھی ہے۔

باب:6

جماعتِ احمدیہ سے متعلق برطانوی محکمۂ جاسوسی کی رپورٹیں

فلیچر سکول آف لاء اینڈ ڈپلومیسی، ریاست ہائے متحدہ امریکہ (Fletcher School of Law and Diplomacy U.S.A.) کے جناب پروفیسر بشیر احمد کے مطابق ہندوستان میں برٹش راج کے وقت برطانوی محکمہ جاسوسی [CID] کی رپورٹوں میں تحریک احمدیہ کے قادیان کے اندرونی ڈھانچے کا ذکر بھی کیا ہے جو انھوں نے ''ریاست در ریاست'' (State within State) کی شکل میں بنا رکھا تھا۔ (یاد رہے کہ ۱۹۴۷ میں بھارت اور پاکستان نام کے دو علیحدہ ممالک معرض وجود میں آئے تھے)۔ وہ اپنی تصنیف بہ عنوان: Ahmadiya Movement A British Jewish Connection (تحریک احمدیہ، طبع شدہ ۱۹۹۴ء) میں تفصیلاً احمدیوں کی مسلمانوں، ہندوؤں اور سکھوں کے حوالے سے مخاصمانہ سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہیں جو برطانوی انٹیلی جنس اداروں کی رپورٹوں میں بیان ہوئے ہیں یہ رپورٹیں برطانوی ادارے ''انڈیا آفس لائبریری'' کے ریکارڈ میں موجود ہیں۔ یہ رپورٹیں برطانوی خفیہ اداروں نے ہندوستان میں برٹش راج کے وقت بہت چھان بین کے بعد مرتب کی تھیں۔ چنانچہ، اِس حقیقت کو مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ احمدی سرگرمیوں پر برٹش راج نظر رکھے ہوئے تھا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ قادیانی ہندوستان کے اندر ''ریاست در ریاست'' کا نظام چلا رہے تھے۔ بدقسمتی سے، عقائد سے ناآشنا ہونے کی بنا پر موجودہ برطانوی عوام کو احمدی تحریک کے قادیانی گروپ سے متعلق ناکافی معلومات ہیں۔ قادیانی جماعت کی ''کلٹ'' کی طرز پر اور ''ریاست در ریاست''، جیسی سرگرمیاں برطانوی اور یورپی عوام سے پوشیدہ ہیں۔ پاکستان میں احمدیوں کے قادیانی گروپ کی ایسی ہی حرکات وسکنات، ریاست کے خلاف سازشی ہتھکنڈوں اور تشدد پسند کارروائیوں کے سبب ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستانی پارلیمان نے پاکستان کے دستور میں ترمیم کر کے انھیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تھا۔ قادیانیوں کا یہ رجحان کہ وہ ''ریاست در ریاست'' کا مزاج رکھتے ہیں اور اصل ریاست کے متوازی اپنی الگ خودمختاری کا تسلّط چاہتے ہیں، کسی بھی خودمختار جمہوری ریاست کے لیے خطرے سے کم نہیں ہوگا۔

(پروفیسر بشیر احمد، احمدیہ موومنٹ، ۱۹۹۴ء)

یہ رپورٹ اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے کہ جو لوگ پہلے قادیانی رہے اور بعد ازاں

وہ تائب ہو گئے، اُن کو قادیان کی احمدی قیادت کی ہدایت پر مقاطعے، سزا اور تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ ظلم و تشدد اور تادیب کی کچھ صورتیں برطانیہ سمیت دُنیا کے دیگر حصوں میں بھی قادیانیوں کی جانب سے روا رکھی جاتی ہیں لیکن ان پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے یا سِرے سے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اس کی تازہ مثال یہ ہے کہ مرزا ناصر احمد (تیسرے جانشین احمدیہ) کی پوتی ندا النصر کے خلاف جماعت احمدیہ کے موجودہ سربراہ مرزا مسرور کی ہدایات پر سماجی مقاطعہ شروع کر دیا گیا ہے اور اُس کی جان کو خطرہ ہے۔ ندا نے یہ بات مصنف کے ساتھ ملاقات کر کے بتائی اور جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی۔

ذیل میں ایسی ہی کچھ مثالیں پروفیسر بشیر احمد کی رپورٹ (۱۹۹۴ء) سے پیش کی جا رہی ہے:

احمدیوں کی مباہلہ مہم یا دہشت گردی ۱۹۳۰ء:

''یہ ۱۹۳۰ء کا واقعہ ہے کہ ایک جماعت جو مرزا بشیر الدین (محمود) احمد سے اختلاف رکھتی تھی، قادیان میں ظہور پذیر ہوئی اور اس نے ایک اخبار موسوم بہ ''مباہلہ'' نکالنا شروع کر دیا، جس میں احمدیوں کے خلاف ملامتی و مذمتی پراپیگنڈا کیا جاتا تھا۔ یہ اخبار کسی عبدالکریم اور اس کے والد فضل کریم کی ملکیّت تھا اور انھی کی اِدارت میں نکالا جاتا تھا۔ یہ دونوں باپ بیٹا احمدیہ عقائد سے برگشتہ ہو چکے تھے۔ احمدی مخالف پراپیگنڈے سے مشتمل ہو کر ایک احمدی نے عبدالکریم کو قتل کرنے کی کوشش کی لیکن غلط فہمی میں اُس کی جگہ ایک اور شخص مارا گیا جس کا نام محمد حسین تھا اور یہ واقعہ ۲۳/اپریل ۱۹۳۵ء کو وقوع پذیر ہوا۔''

(پروفیسر بشیر احمد، احمدیہ موومنٹ، ۱۹۹۴ء)

قادیانیوں کے جنگجویانہ ہتھکنڈے اور ''ریاست در ریاست'' کی پالیسی ۱۹۳۴ء:

''.....قادیان میں مقیم احمدیوں کا عمومی طرزِ عمل روز بروز واضح طور پر جنگجویانہ اور جارح ہوتا چلا جا رہا تھا۔ ۱۹۳۴ء میں موصول ہونے والی رپورٹوں کے مطابق قادیان کی احمدی کمیونٹی کے ہاں واضح طور پر خود مختاری کا رُجحان اور ''ریاست در ریاست'' بنانے کا طرزِ فکر و عمل دیکھنے میں آ رہا تھا۔ علاقائی طور پر اس کے مظاہر مندرجہ ذیل صورتوں میں نظر آئے:

(الف) رضا کاروں کا ایک جتھّہ جنھیں بندوق چلانے کی تربیت حاصل کرنے کی غرض سے

اسلحہ استعمال کرنے کی اجازت ہے۔

(ب) احمدی عدالتیں جو ''ادارۂ فوجداری کے نام سے معروف ہیں۔ اُن دستاویز سامنے آئی جو ''قادیانی عدالت'' کی جانب سے ملزم کی عدالت طلبی کا پروانہ تھا۔ اس دستاویز میں جو اصطلاحات استعمال کی گئی تھیں وہ بعینہٖ برطانوی عدالتوں میں مستعمل اصطلاحات کے مماثل تھیں۔ یہ خبر ملی کہ اگر احمدیوں کے جذبات برانگیخت کیے جاتے تو متعلقہ افراد کو مقاطعے کی سزا ملتی تھی، غیر احمدیوں کو ایسے مواقع پر جبراً لایا جاتا تھا، یہ کہ مرزا بشیر الدین محمود نے قادیان میں ایک متوازی حکومت قائم کر رکھی تھی ،اس صورت میں کہ اُس نے باقاعدہ احمدی تعزیراتی قوانین (Ahmadi Penal Code) متعارف کرایا تھا جو اعلانیہ برطانوی قوانین سے متضاد تھا اور یہ کہ احمدی ''عدالتوں'' کے لیے یہ عام سی بات تھی کہ کسی قادیانی کو کوڑوں کی سزا دی جائے یا شہر بدر کر دیا جائے۔

(ج) تیسری صورت تھی انجمن احمدی، جو بہ ظاہر احمدیوں کی سیاسی فلاح و بہبود کی غرض سے تشکیل دی گئی جماعت تھی۔'' (پروفیسر بشیر احمد، احمدیہ موومنٹ ۱۹۹۴ء)

احمدی۔سِکھ آویزش ۱۹۳۵ء:

''.....جنوری ۱۹۳۵ء کے اختتام پذیر ہوتے ہوتے صورتِ حال زیادہ گمبھیر ہوتی چلی گئی ۔ ۲۳ جنوری کو قادیان میں ایک احمدی میٹنگ کے موقع پر ضلعی افسران اور پولیس کو قادیانی کی مجمع نے دُشنام کا نشانہ بنایا۔

(الف) یہ جلسہ ایک مخدوش صورتِ حال پیش کر رہا تھا اور غیر احمدی تشدّد اور جارحیت کا نشانہ بن سکتے تھے نیز سکھوں اور احمدیوں کے مابین آویزش ایک موقع پر بہت شدّت اختیار کر گئی جس وقت احمدیوں نے بار بار یہ بات دُہرائی کہ گُورو نانک مسلمان تھے اور سکھ گائے کا گوشت کھایا کرتے تھے۔

(ب) ہندوؤں اور سکھوں کے ایک اجتماع پر سامنے والے گھروں سے جو احمدیوں کی ملکیت تھے، خشت باری کی گئی۔

(ج) بہت جلد سکھوں اور احمدیوں کے مابین تناؤ کی صورتِ حال پھر پیدا ہو گئی کیوں کہ احمدیوں

نے ایک ایسا بڑے حُجم کا اشتہار تیار کیا جس پر نمایاں لفظوں میں یہ عبارت لکھی گئی تھی ''حضرت بابا نانک صاحب رَحمۃُ اللہ علیک کا دین دھرم''۔ اور اس میں یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ گورو نانک مسلمان تھے''۔

(پروفیسر بشیر احمد، احمدیہ موومنٹ 1994ء، پیراگراف ۴۲)

قادیانیوں کی گرفتاری ۱۹۳۵ء:

''.....مرزا بشیر الدین محمود نے اعلان کیا کہ احمدی اُس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں گے جب تک کہ احرار (جو غیر احمدی تھے) کو مکمل طور پر کچل نہ دیا جائے''۔ ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء کو، پولیس نے ضلع میانوالی کے ایک احمدی جنونی مُسمّیٰ روزی خان کو گرفتار کر لیا۔ روزی خان نے دعویٰ کیا تھا کہ خدا تعالیٰ نے اُس کو حکم دیا تھا کہ وہ قادیان کے احرار رہنما ''عنایت اللہ'' کو سزا دے۔''

(پروفیسر بشیر احمد، احمدیہ موومنٹ ۱۹۹۴ء، پیراگراف ۴۳)

قادیانیوں کی غیر قادیانیوں کے خلاف مزید جارحیت ۱۹۳۷ء:

''.....سولہ جون کا قادیان کے قدیم مسلم گورستان میں احمدی بچوں کے جنازے کے موقع پر ایک خطرناک نوعیت کا جھگڑا کھڑا ہو گیا۔ اس موقع پر احمدیوں نے ایک غیر احمدی کو انتہائی زدوکوب کیا اور پولیس نے دخل اندازی کر کے اُس کی جان بچائی۔ نتیجتاً ۱۹/ احمدیوں کو تعزیراتِ ہند کی دفعہ ۱۴۷/۳۲۶ کے تحت سزا سنائی گئی اور گیارہ احمدیوں کو جرمانہ کیا گیا۔''

(پروفیسر بشیر احمد، احمدیہ موومنٹ ۱۹۹۴ء پیراگراف ۵۰)

مرزا محمود کے خلاف مصری۔ ملتانی چارج شیٹ ۱۹۳۸ء:

''.....جون ۱۹۳۷ء میں احمدی کمیونٹی میں شدید اختلافات و نزاعات پھوٹ پڑے۔ دو عدد کبیدہ خاطر احمدیوں نے، جن کے نام فخر الدین ملتانی اور عبدالرحمن مصری تھے، کچھ ایسا اشتہاری مواد شائع کیا جس میں احمدی کمیونٹی کے سربراہ کے ذاتی کردار پر گھناؤنے الزامات عائد کیے گئے تھے۔ عبدالرحمن مصری نے جو احمدی مدرسہ برائے مذہبی تعلیمات کا صدر مدرّس (Headmaster) تھا، ایک علیحدہ اور معاندانہ انجمن کی بنیاد رکھی جو ''مجلس احمدی قادیان'' کہلائی۔ اس تنظیم کا صدر وہ خود مقرر

ہوا اور فخر الدین ملتانی کو اس کا سیکرٹری بنایا گیا۔ لاہور کی احمدی پارٹی، آریا سماج والے اور مجلس احرار، اِن سبھی نے علیحدگی پسندوں کا ساتھ دیا۔ مذکورہ دو باغیوں کو (قادیانی گروپ کے بانی) کی جانب سے دھمکیاں دی گئیں۔ اِن دھمکیوں کا نتیجہ ایک مغلوب الغضب جنونی احمدی نے فخر الدین احمد اور ایک اور علیحدگی پسند کو خنجروں کے وار کرنے کی شکل میں سامنے آیا۔ یہ واقعہ سات اگست کا ہے۔ ایک ہفتے بعد فخر الدین ملتانی زخموں کی تاب نہ لا کر انتقال کر گیا۔ اُس پر حملہ کرنے والے کو گرفتار کر لیا گیا اور اگلے برس کے آغاز ہی میں اُسے سزائے موت دے دی گئی''۔

(پروفیسر بشیر احمد، احمدیہ موومنٹ ۱۹۹۴ء)

احمدیوں کا مسلمانوں کو مسلم گورستان میں تدفین کی اجازت دینے سے انکار:

''.....ایک غیر احمدی کے جنازے کے موقع پر کئی احمدیوں نے مشترکہ قبرستان میں تدفین کے حوالے سے دخل اندازی حتیٰ کہ پولیس کو امن بحال کرنے کے لیے دخیل ہونا پڑا۔ جُون کے مہینے میں، احمدیوں نے ایک بار پھر بلوہ کرنے کی کوشش کی۔ اب کی بار یہ عیدگاہ کے حوالے سے تھی جس کے بارے میں اُن کا دعویٰ تھا کہ یہ خاص انھی کی ملکیت ہے۔''

(پروفیسر بشیر احمد، احمدیہ موومنٹ ۱۹۹۴ء)

مندرجہ بالا اقتباسات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ احمدی تحریک کی ذہنی سطح کیسی ہے اور غیر احمدیوں کے خلاف، عدم برداشت، جنگ وجدل، جارحیت اور دہشت گردی کے باب میں ان کے خیالات کیا ہیں۔

اب بھی پاکستان کے اندر جن علاقوں میں ان کی اکثریت ہے اور یہ اثر رسوخ رکھتے ہیں تو وہاں پر یہ پُرتشدد کارروائیوں میں ملوث ہوتے ہیں۔ جیسا کہ شیخوپورہ میں گاؤں کے واقعات کا اگلے ابواب میں ذکر کیا گیا ہے کہ کس طرح نہتے مسلمانوں پر ظلم کر کے ان کو زخمی کیا گیا۔ پھر یہ یورپ میں سیاسی پناہ حاصل کرنے کے لیے اپنی بیچارگی کا رونا روتے ہیں۔

باب:7

کیا جماعتِ احمدیہ نے خود اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیٰحدہ کیا؟

احمدیوں نے خود کو خارج کیے جانے کا بیانیہ کہاں سے حاصل کیا؟ چند حقائق:

احمدیوں کا دعویٰ ہے کہ مسلم کمیونٹی نے انھیں اسلام سے خارج کر رکھا ہے۔ تاہم، مجھے اپنے مطالعات سے یہ بات پتہ چلی کہ اصل معاملہ اس کے قطعی برعکس ہے، یعنی یہ کہ احمدی قیادت نے احمدی تحریک کے پیروکاروں کو بذاتِ خود اسلام کے پیروکاروں (یعنی مسلمانوں) سے میل جول سے روک رکھا تھا۔ مندرجہ ذیل چند مثالیں میرے اس دعوے کی تائید کریں گی:

☆ مرزا قادیانی اس مفروضے کی تصدیق خود کرتے ہیں۔ وہ یوں کہ اُنھوں نے اپنے غیر احمدی بیٹے فضل احمد کے جنازے سے غیر حاضر رہ کر یہ بات ثابت کر دی، اس لیے کہ اُن کا یہ بیٹا اپنے والد کو اللہ کا سچا نبی تسلیم نہیں کرتا تھا۔

(انوار العلوم، مرزا بشیر الدین محمود، جلد سوم، صفحہ ۱۴۹)

☆ مسٹر ظفر اللہ خان جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ تھے اور قادیانی گروپ کی ایک انتہائی بارسوخ شخصیت بھی تھے، زمیندار اخبار کی خبر کے مطابق، موصوف نے بانی پاکستان محمد علی جناح کی نماز جنازہ میں شرکت سے انکار کر دیا تھا، اور اس دوران غیر مسلموں کے ہمراہ باہر ہی بیٹھے رہے۔ مسٹر ظفر اللہ خان کا کہنا یہ تھا:

''آپ مجھے ایک کافر مملکت کا مسلم وزیر کہہ سکتے ہیں یا ایک مسلمان حکومت کا غیر مسلم ملازم''۔

☆ ''ظفر اللہ خان نے جنازے کا بائیکاٹ کیوں کیا؟ اگرچہ موصوف نے اپنے اس عمل کی کئی توجیہات پیش کیں تاہم اصل کہانی یہ ہے کہ اُن کے خلیفہ، مرزا بشیر الدین محمود احمد نے احمدیوں کو یہ ممانعت کر رکھی تھی کہ وہ اہلِ سنّت، اہلِ تشیع اور کسی بھی اور فرقے کے لوگوں کی نمازِ جنازہ اور دیگر عبادات میں شامل ہوں۔''

(احمدیہ فیکٹ چیک بلاگ، ۲۰۱۷ء)

جس ضمن میں احمدی تحریک نے مندرجہ ذیل بیان بھی دیا تھا:

''مسٹر محمد علی جناح غیر احمدی تھے چُناں چہ مسٹر ظفر اللہ خان کا اُن کی نمازِ جنازہ میں شریک نہ ہونا کوئی قابلِ اعتراض عمل نہیں''۔

☆ مرزا محمود، دوسرے جانشین اور مرزا قادیانی کے صاحبزادے اور احمدیوں کے قادیانی گروپ کے بانی نے لکھا:

''یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان تسلیم نہ کریں اور اُن کی اقتدا میں نمازیں ادا نہ کریں، کیوں کہ ہمارے نقطۂ نظر سے انھوں نے ایک نبی کو ماننے سے انکار کیا ہے (یعنی مرزا قادیانی اللہ کا پیغمبر ہے اور جو اُسے نہ مانے مسلمان نہیں ہیں)

(از: انوارِ خلافت، ص ۱۹۰، انوار العلوم، جلد سوم، ص ۱۴۸، از مرزا بشیر الدین محمود)

یہ امر باعثِ دِلچسپی ہے کہ قادیانی قیادت ہمیشہ ''غیر احمدی'' کی اصطلاح کیوں استعمال کرتی ہے بہ نسبت ''غیر مسلم'' کے، کیوں کہ مسلمان تو وہ ہیں جنھوں نے اسلام کی تعلیمات کو قبول کیا اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا اقرار کیا۔ اور نبی اکرم ﷺ کے بعد ہر قسم کی نئی نبوت کا انکار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس بات سے مسلمانوں میں غیر اطمینانی کی لہر مزید پھیل جاتی ہے جو پہلے ہی سے مرزا قادیانی کی طرف سے اُن کو ''غیر مسلم'' قرار دینے کے سبب اُن میں بے چینی پیدا کرتی ہے۔

مسلمانوں سے مزید فاصلہ پیدا ہونے کا سبب احمدی تحریک کی قیادت کے درج ذیل بیانات ہیں، اگر احمدیت واقعی اسلام ہی کا ایک فرقہ ہے تو پھر مندرجہ ذیل بیانات کیوں اتنے متضاد نظر آتے ہیں:

مسٹر محمود نے فاصلے بڑھاتے ہوئے مزید یہ پابندی لگائی کہ یہ صرف احمدیوں میں شادی کر سکتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

''یہ مسیحِ موعود (مُراد مرزا قادیانی) کا حکم ہے اور بڑا ہی قابلِ قدر حکم ہے کہ ایک احمدی اپنی بیٹی نکاح میں کسی غیر احمدی (یعنی مسلمانوں کو) نہیں دے سکتا۔ اس حکم کی تعمیل ہر احمدی پر فرض ہے''۔

(انوارِ خلافت ۱۹۱۶ء، ص ۹۳، مرزا محمود، انوار العلوم، جلد سوم، ص ۱۵۱، از مرزا بشیر الدین محمود)

مرزا محمود نے مزید کہا:

''اس امر کی قطعی اجازت نہیں کہ غیر احمدی (یعنی مسلمان) کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے، اس حد

تک سختی سے اِس کا حکم دیا گیا ہے کہ کسی غیر احمدی بچے کی نمازِ جنازہ کی اجازت بھی ہرگز نہیں ہے''۔ (حوالہ ایضاً..... ۱۹۲۳ء)

یہ امر بھی خاصا پُراسرار اور نا قابلِ فہم نظر آتا ہے کہ مرزا محمود احمدیوں کو غیر احمدیوں کی اِقتداء میں نماز ادا نہ کرنے کی تاکید کرتے ہیں۔ایک ہندو یہ بات نہیں کرے گا کہ ہندوؤں کو یہود کی اقتداء میں عبادت نہیں کرنی چاہیے، نہ کوئی سکھ رہنما اپنی قوم کو یہ کہے گا کہ نصاریٰ کی پیروی میں عبادت نہ کرے،اس لیے کہ یہ تمام مذاہب ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ظاہری سی بات ہے کہ تمام مذاہب کے پیروکار اپنے اپنے عقائد کے مطابق اپنی اپنی عبادت گاہوں میں اپنے اپنے مذہبی رہنماؤں کی اقتداء میں عبادت کریں گے۔مسلمانوں کا عقیدہ اور یقین ہے کہ مرزا محمود نے جو اصطلاح ''غیر احمدی'' استعمال کی وہ مسلمانوں کے بارے میں استعمال کی تھی۔موصوف نے اپنے احمدی پیروکاروں کو مسلمانوں اور اسلام سے جُدا اور خارج کر دیا ہے، جب کہ احمدیوں کا دعویٰ ہے کہ مسلم معاشرے نے انھیں دائرۂ اسلام سے خارج کر دیا ہے۔بہت سوں کی نظر میں یہ ''معکوس نفسیات'' (Reverse Psychology) کا حربہ ہے جو احمدی قیادت نے اُن لوگوں کی ہمدردیاں سمیٹنے اور انھیں ذہنی خلفشار میں ڈالنے کے لیے استعمال کیا ہے جنھیں احمدیّت کا علم بہت کم ہے یا سِرے سے ہے ہی نہیں:

بی بی سی کے سینئر تجزیہ نگار اور محقق ڈاکٹر شاہد قریشی (۲۰۱۷ء) نے قادیانی لٹریچر سے کچھ ایسی مثالیں پیش کی ہیں جو ''خود پر مسلط کردہ بخار جیت'' (Self-Imposed Exclusion) کے ذیل میں آتی ہیں اور ''معکوس نفسیات'' (Reverse Psychology) کے مصداق ہیں اور جن کا استعمال احمدیوں کے ہاں عام ہے۔وہ کہتے ہیں:

''قادیانی غیر احمدیوں کو ''مسلمان'' نہیں گردانتے لیکن ہر ایک کو یہ کہتے پھرتے ہیں کہ ہمیں ہمارے عقیدے اور مذہبی تصورات کی بنا پر امتیازی سلوک کا حقدار سمجھا جاتا ہے۔اصل حقیقت تو یہ ہے کہ اِن کے مذہبی عقائد ہی انھیں غیر احمدیوں سے کسی قسم کے تعلقات رکھنے سے منع کرتے ہیں، جب وہ غیر احمدیوں سے تجارتی اور دفتری بنیادوں پر کوئی لین دین کرتے ہیں تو بھی خالصتاً انھی وجوہات کی بنا پر کہ جیسے وہ عیسائیوں یا ہندوؤں سے تجارتی لین دین کرتے ہیں، وہ ہرگز غیر احمدیوں کے

جنازوں پر نہیں جاتے نہ اپنے بچوں کے رشتے اُن کے ہاں کرتے ہیں''۔

(قریشی،۲۰۱۷ء)

اسی دلیل کو مزید تقویت فراہم کرتے ہوئے ڈاکٹر شاہد قریشی (۲۰۱۷ء) نے مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے کے ان الفاظ کا حوالہ بھی دیا ہے، عالم اسلام سے تعلقات کے ضمن میں اُن کا بیان ہے:

''ہماری عبادات غیر احمدیوں سے جُدا ہیں، ہم اپنی بیٹیاں اُن لوگوں کے نکاح میں نہیں دے سکتے اور نہ ہم اُن کے مرحومین کے لیے دُعائے مغفرت کے مجاز ہیں۔ پھر اُن کے اور ہمارے بیچ قدر ہائے مشترک کیا ہیں؟ دو طرح کے مشترکات ہوتے ہیں: ایک مذہبی اور دوسرے عمومی، مذہبی بندھن کا سب سے بڑا اظہار عبادت کی یکسانیت ہے اور عمومی معاملات میں خاندانی اور شادی بیاہ کے تعلقات، لیکن یہی دونوں ہمارے لیے حرام ہیں۔ اگر آپ یہ سوال اُٹھائیں کہ ہم اُن کی بیٹیوں سے شادی بیاہ کر سکتے ہیں تو میرا جواب ہوگا کہ اس طرح تو ہم اہلِ کتاب خواتین سے بھی عقدِ نکاح کے مجاز ہیں۔ اگر آپ سوال کرتے ہیں کہ ہم غیر احمدیوں کو سلام کیوں کرتے ہیں تو میرا جواب یہ ہوگا کہ نبی (محمد ﷺ) نے بھی تو یہودیوں کو سلام کیا ہے.....پس، مسیحِ موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے ہر ممکنہ طور سے ہمارے اور دوسروں کے طور طریقے جُدا کیے ہیں اور ایسا کوئی طریقہ نہیں ہے جو مسلمانوں سے مخصوص ہو اور ہمارے لیے ممنوع ہو''۔

(از: مرزا بشیر احمد، ریویو آف ریلیجنز، ۱۹۱۶ء، جلد ۴، ص ۱۶۹)

ڈاکٹر قریشی دلائل و براہین سے ثابت کرتے ہیں کہ احمدیوں کا یہ بہانہ گھڑنا کہ پاکستان میں اکثریتی مسلم معاشرے میں اُنھیں جبر و تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے، انسانی حقوق اور یوروپی امیگریشن قوانین کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ وہ اس بات پر مزید اضافہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

''حقیقتاً ایسا کبھی نہیں ہوا۔ (کہ اُن پر جبر کیا گیا ہو) اُنھیں اپنے مذہبی عقائد پر عمل درآمد کی کامل آزادی حاصل ہے، انھیں انتخابات میں حصّہ لینے کی اجازت ہے اور پاکستان کے دیگر شہریوں کے مقابلے میں اُن کے ووٹ دو ہیں۔ ایک تو عام نشستوں کے لیے اور دوسرے اُن خاص نشستوں

کے لیے جو پارلیمان میں مذہبی اقلیتوں کے لیے مخصوص ہیں۔''

(قریشی، ۲۰۱۷ء)

۱۹۷۴ء میں پاکستانی پارلیمان میں اپنے طویل بیانِ حلفی میں قادیانی جماعت کے تیسرے جانشین مرزا ناصر احمد نے اِس بات کا اقرار کیا کہ وہ:

''غیر احمدیوں کو غیر مسلم مانتے ہیں۔ایک بہت طویل اور فقید المثال علمی مباحثے کے بعد، جو تاریخی واقعات ،قرآن وحدیث اور خود مرزا ناصر احمد کے بیانات پر مبنی تھا، پارلیمان نے بالآخر احمدیوں (قادیانی اور لاہوری گروپوں) کو غیر مسلم قرار دے دیا۔اُنھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے سے متعلق اپنے عقائد کی بنیاد پر اس فیصلے کا مستحق قرار دیا گیا۔''

(قریشی، ۲۰۱۷ء)

قادیانی اور مسلمان ''دونوں بہ یک وقت مسلمان نہیں کہلا سکتے'':

جماعت احمدیہ اور اسلام کے مابین واضح فرق کی بنیاد پر قارئین کے لیے اس چیز کا فہم از حد ضروری ہے کہ وہ اسلام کے بنیادی عقائد کو جان لینے کے بعد احمدیت سے اُس کا تقابل کریں۔تھوڑی سی کدوکاوِش کے بعد وہ یہ جان لیں گے کہ اسلام کے پیروکار اور احمدیت کے پیروکار دونوں بہ یک وقت مسلمان نہیں ہو سکتے ، اور مسلم ہونے کا یہی وہ دعویٰ ہے جو احمدی قیادت بھی کرتی ہے اور جس کی تائید درج ذیل طور سے ہوتی ہے۔

> ''اب مسیح موعودؑ کا یہ دعویٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مامور ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے دو حالتوں سے خالی نہیں۔یا تو وہ نعوذ باللہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور محض افترئ علی اللہ کے طور پر دعویٰ کرتا ہے تو ایسی صورت میں نہ صرف وہ کافر بلکہ بڑا کافر ہے اور یا مسیح موعودؑ اپنے دعویٰ الہام میں سچا ہے اور خدا سچ مچ اُس سے ہمکلام ہوتا تھا تو اس صورت میں بلا شبہ یہ کفر انکار کرنے والے پر پڑے گا۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے۔پس اب تم کو اختیار ہے کہ یا مسیح موعودؑ کے منکروں کو مسلمان کہہ کر مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگاؤ اور یا مسیح موعود کو سچا مان کر اس

کے منکروں کو کافر جانو، یہ نہیں ہوسکتا کہ تم دونوں کو مسلمان سمجھو کیونکہ آیت کریمہ صاف بتارہی ہے کہ اگر مدعی کافر نہیں ہے تو مکذب ضرور کافر ہے پس خدارا اپنا نفاق چھوڑ واور دل میں کوئی فیصلہ کرو۔''

(ریویو آف ریلیجنز۔شمارہ ۳،صفحہ ۱۲۳)

مرزا قادیانی کے تیسرے بیٹے مرزا بشیر ایم اے کی کتاب ''کلمۃ الفصل'' جلد ۱۴ کے صفحہ ۱۷۴ پر یہ بیان ملاحظہ کیجیے مرزا قادیانی کو ماننے اور نہ ماننے والے دونوں مسلمان نہیں ہوسکتے:

''۔۔۔۔یہاں کے مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ بھی پیدا ہوگیا ہے جو کہتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو بڑا بزرگ مانتے ہیں اور یہ کہ مرزا صاحب نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے بلکہ بعض تو یہاں تک کہنے لگ گئے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کو اس صدی کا مجدد ماننے کے لیے تیار ہیں، مگر مسیح موعود کا دعویٰ نہیں مانتے ایسے لوگ یا تو لا مذہب ہیں اور یا منافق۔کیونکہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ مرزا صاحب کو ایک طرف تو مجدد مان لیا جاوے اور دوسری طرف اُن کو مسیح موعود کے دعویٰ میں مفتری علی اللہ سمجھا جاوے۔ظلمت اور نور جمع نہیں ہوسکتے۔اگر مرزا سچا ہے اور مسلمان ہے تو وہ اپنے تمام دعاوی میں صادق ہے ورنہ وہ نعوذ باللہ مفتری علی اللہ اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔دو ہی راہیں ہیں، یا تو مرزا صاحب کو مسیح موعود مان کر اُن کی بیعت میں داخل ہونا چاہیے اور یا پھر اُن کو مفتری علی اللہ قرار دے کر کافر سمجھا جاوے۔[یعنی دونوں مرزا کو نبی ماننے اور نہ ماننے والے مسلمان نہیں ہوسکتے] تیسری راہ تو کوئی ہے نہیں۔یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے حقیقۃ الوحی میں لکھا ہے کہ جو مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری علی اللہ قرار دے کر کافر ٹھہراتا ہے۔فتدبروا۔''

(کلمۃ الفصل، جلد ۱۴ صفحہ ۱۷۴)

مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر کی مندرجہ بالا تحریر کی روشنی میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ مرزا قادیانی کو ماننے اور نہ ماننے والے دونوں مسلمان نہیں ہوسکتے۔چنانچہ اس ضمن میں جناب ڈاکٹر شاہد قریشی صاحب یوں تشریح کرتے ہیں:

''مسیحِ موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا یہ دعویٰ کہ وہ اللہ کی جانب سے فرستادہ ہیں اور یہ کہ اللہ

اُن سے ہم کلام ہوتا ہے، دو قسم کی صورتِ حال کو بیان کرتا ہے۔

(اوّل): یہ کہ وہ (یعنی مرزا قادیانی) بذاتِ خود کاذِب ہے اور اپنا یہ کذِب وافترا، اللہ سے منسوب کر دیتا ہے (کہ اللہ سچ مچ اس سے مخاطب ہوتا ہے)۔اس صورت میں اُسے کاذِب ہی کہہ کر پکارنا چاہیے بلکہ اَسفل ترین درجے کا کاذِب کہیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

(دوم): یا پھر یہ کہ (مرزا قادیانی کے) مسیحِ موعود ہونے کا دعویٰ درست ہے کہ اللہ اُس سے ہم کلام ہوتا ہے تو اِس صورت میں اس سے انکار کرنے والا ''کافر'' کہلائے گا۔

اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔یا تو آپ اس عقیدے پر جم جائیں کہ وہ تمام لوگ جو مرزا غلام احمد کے منکر ہیں، سچّے مسلمان ہیں اور یہ کہ مسیحِ موعود (مرزا غلام احمد) کافر تھا، یا پھر آپ یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ وہ مسیحِ موعود اور ایک نیک اور راست گو شخص تھا، اگر یہ بات ہے تو پھر اُس کے تمام منکرین کو کافر سمجھنا چاہیے۔دونوں ہی بیک وقت مسلمان نہیں کہلا سکتے''۔(قریشی، ۲۰۱۷ء)

مندرجہ بالا اقتباس اس بات پر اصرار کرتا ہے کہ جو مرزا قادیانی (کی نبوت) پر یقین نہیں رکھتے، وہ مسلمان نہیں ہو سکتے، چناں چہ یہی وہ نکتہ ہے جو احمدیوں کو مسلمانوں سے جُدا کرتا ہے اس لیے کہ مسلمان، مرزا قادیانی کو نبی یا پیغمبر من اللہ تسلیم نہیں کرتے۔

☆مغرب میں قادیانی گروہ کی سیاسی پناہ:

احمدیوں کی ریاست ہائے متحدہ امریکہ، کینیڈا، برطانیہ اور دوسرے یورپی ممالک میں اس دلیل کی بنا پر سیاسی پناہ حاصل کرنے کی تاریخ بہت طویل ہے کہ پاکستان میں مذہبی بنیادوں پر اُن کو ظلم وتعدّی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔اگرچہ قادیانیوں کے لیے پاکستان کے قانون اور آئین کی مسلسل خلاف ورزی کرنے پر کچھ مشکلات ہیں لیکن یہ صرف انھی سے مخصوص نہیں ہیں۔(تفصیل آگے آرہی ہے) یہ بھی درست ہے کہ کچھ احمدی عبادت گاہوں پر حملے بھی کیے گئے، بعینہٖ کئی مساجد، اداروں اور مدارس پر بھی حملے کیے گئے اور ان جگہوں اور مقامات کا تعلق اہل حدیث اور اہلِ سنت اور اہلِ تشیع مسالک سے تھا، مزید براں کچھ غیر مذہبی مقامات بھی حملوں کی زد میں آتے رہے ہیں جو بذاتِ خود پاکستان کے

خلاف بیرونی طاقتوں کے ایما پر بڑے پیمانے پر تخریبی کارروائیوں کے تناظر میں ہوتے رہے، دہشت گردوں نے بازاروں، کلیساؤں، حساس اداروں اور فوج کی تنصیبات، پولیس، ہیڈکوارٹروں، سرکاری عمارات، جامعات، اسکولوں اور مدارس کو بھی اپنی نفرت اور منفی ہتھکنڈوں کا نشانہ بنایا۔

تاہم اعداد و شمار اس نتیجے کا استنباط کرتے ہیں کہ پاکستان میں مساجد اور مدارس پر کیے گئے حملوں کے مقابل قادیانی عبادت گاہوں پر کیے گئے حملوں کی شرح اچھی خاصی کم تھی۔ برطانیہ اور یورپ میں، جہاں انتہائی دائیں بازو کے انتشار پسند گروہوں نے یہودیوں اور مسلمانوں پر اور اُن کے قبرستانوں اور عبادت گاہوں پر حملے کیے، تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیے کہ تمام یورپی معاشرہ یہودیوں اور مسلمانوں کی زندگی کے درپے ہے؟ پاکستان کے انتظامی ڈھانچے اور تنصیبات پر حملوں کا پس منظر خاصا طویل ہے جسے پاکستان کے خلاف روا رکھی گئی، غیر ملکی ہاتھوں کی کارستانیوں کی طویل اور ہولناک تاریخ کے تناظر میں سمجھنا بہتر ہوگا۔ دہشت گردی کی اس خوفناک مہم کو درج ذیل حقائق کی روشنی میں سمجھنا چاہیے:

دو افغان جنگوں (مُراد یہ کہ اسّی کی دہائی میں سابق سوویت یونین کے خلاف افغان جہاد اور بعد ازاں گیارہ ستمبر کے حملوں کے نتیجے میں برپا ہونے والی دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ) کے نتیجے میں پاکستان میں غیر ملکی ایجنسیوں کی برپا کردہ تیسری، چوتھی اور پانچویں نسل کی جنگ (Fifth Generation Warfare) نے ملک کے سماجی اور معاشی منظر نامے پر تشویش ناک اثرات مرتب کیے۔ پاکستانی معاشرے میں تقسیم کی وجہ سے ملک سیاسی اور معاشی طور پر غیر مستحکم ہوا۔ غیر ملکی ایجنسیوں کی اعانت سے جاری دہشت گردی کی کارروائیوں نے ملک و قوم، دونوں ہی کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا، مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ اِس ملک کو معاشی اور سیاسی عدم استحکام سے دوچار کر دیا جائے۔ حال ہی میں رونما ہونے والے شیعہ سُنی مسلکی تفرقہ بازی پر مبنی دہشت گردی کے واقعات ہوں یا کلیساؤں پر کئے گئے حملے، یا پھر مندروں، مسجدوں، حساس نوعیت کی عمارات پر حملے ہوں، سبھی کے ڈانڈے اُسی مہم سے جا ملتے ہیں جس کا مقصد سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پاکستان کو معاشی اور سیاسی طور پر متزلزل کرنا تھا۔ اِن حملوں کے پسِ پشت عناصر اپنے اصل مقاصد کو پوشیدہ رکھتے ہیں،

اصل چہروں کو خفیہ رکھتے ہیں اور کسی بھی جگہ شخص کو نقصان پہنچا سکتے ہیں تا کہ اُن کے حقیقی اور اصلی جارحانہ مقاصد اور عزائم کسی پر بھی آشکار نہ ہو سکیں۔2010ء کو لاہور میں قادیانی عبادت گاہوں پر حملے بھی اسی دہشت گردی کی بڑی لہر کا حصّہ تھے جس کے نتیجے میں کئی قیمتی جانوں کا نقصان ہوا۔تمام مسلمان اس قسم کے واقعات کی مذمت کرتے ہیں کیوں کہ اِس نوعیت کی بلا تخصیص و امتیاز جارحیت اور خون ریزی اسلام کی بنیادی تعلقات کے سراسر منافی ہے۔پاکستانی قوانین اقلیتوں کے حقوق کا دفاع کرتے ہیں۔

پاکستانی قوم بے گناہ شہریوں پر مشتعل ہجوم کی پُرتشدد کارروائیوں سمیت کسی بھی عبادت گاہ پر حملوں کو قابلِ نفرت عمل ٹھہراتی ہے،اور اس کی مذمت کرتی ہے، کچھ جنونیوں اور دیوانوں نے مذہب کے نام پر لوگوں کی زندگیوں کے چراغ گُل کر دیے اور اس طرزِ عمل سے مختلف معاشرتی گروہوں میں شدید خوف و ہراس پھیلا دیا۔ چناں چہ، یہ بات بلا خوفِ تردید کہی جا سکتی ہے کہ جہاں ہزاروں مسلمانوں،عیسائیوں اور ہندوؤں نے دہشت گردی پر مبنی حملوں میں اپنی زندگیوں کی بازی ہار دی وہاں چند احمدی عبادت گاہوں پر حملوں کے واقعات کو اس قدر بڑھا چڑھا کر نہ پیش کیا جائے کہ وہ سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے کھیلے گئے گھناؤنے اور مکروہ کھیل میں ریاستِ پاکستان کو ایک خون آشام بلا بنا کر سامنے رکھ دے اور یوں اس کا اصل کردار مسخ کر دے، بہت سارے ایسے لوگ بھی ہیں جو مغرب میں سیاسی پناہ گزینی (Political Asylum) کی غرض سے رچائے گئے احمدیوں کے مکروفریب کو خوب سمجھتے اور اس کی طرف انگشت نمائی کرتے نظر آتے ہیں۔یہ معمہ اور مُدعا کچھ مزید جانچ پرکھ اور چھان بین کا متقاضی ہے کہ کیوں اور کیسے کئی قادیانی ایک منظم انسانی سمگلنگ گروہ (Humanity First) کے ذریعے قادیانی قیادت کی ہدایات پر سری لنکا،سنگاپور،تھائی لینڈ اور ملائشیا لے جائے جاتے ہیں (یہی نہیں، کچھ دیگر ممالک میں بھی قادیانیوں کا یہی معاملہ ہے) جہاں اُنھیں کچھ عرصہ مقیم رکھا جاتا ہے،قادیانیوں میں سے جو کوئی رقم ادا کر دیتا ہے انھیں انسانی حقوق اور مذہبی آزادی کی آڑ میں یورپی یونین سے وابستہ ممالک میں بھیج دیا جاتا ہے۔

باب:8

عقیدۂ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسلامی تعلیمات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے حتمی اور آخری ہونے کا بیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے ہر قوم میں الگ الگ نبی آتے رہے اور ان کی تعلیم وتبلیغ اپنی قوم اور اپنے زمانے تک محدود رہی، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت ہر قوم اور ہر زمانے کے لیے ہے، لہٰذا نبوت ورسالت دونوں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کر دی گئیں۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی اور کسی رسول کے آنے کا امکان ہی نہیں رہا۔ یاد رہے کہ اللہ کے برگزیدہ نبی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں امام مہدی علیہ الرضوان کے عہد میں بطور اُمتی تشریف لائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرنے والا شخص جھوٹا، دجال اور کذاب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام مدعیانِ نبوت اور ان کے پیروکار فی الفور دائرہ اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔ یہی امت کا عقیدہ ہے اور قیامت تک یہی عقیدہ رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے دین اپنے کمال کو پہنچ گیا۔ انسانی ضروریات کے پیش نظر احکام ومسائل کی تکمیل کر دی گئی۔ اس تکمیل شریعت کو دائمی اور ابدی قرار دینے کے لیے اس کی اہلیت وصلاحیت کے تمام تقاضے پورے کر دیے گئے۔ ہر نبی ورسول کو اللہ تعالیٰ نے مختلف اعزاز وفضیلت سے نوازا لیکن ایک فضیلت ایسی ہے جو سوائے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بھی نبی یا رسول کے حصے میں نہیں آئی، وہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین، یعنی آخری نبی ہونا۔ اس کی وضاحت کچھ اس طرح کی جا سکتی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آخری نبی ورسول ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے ساتھ نبوت ورسالت اور امارت کی تکمیل کر دی گئی۔ لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قیامت تک کسی قسم کا کوئی نبی ورسول نہ آیا نہ آئے گا۔ اسی کو عقیدہ ختم نبوت کہتے ہیں۔ اور اس عقیدے پر گزشتہ ساڑھے چودہ سو سال سے اُمت نے کوئی سمجھوتہ نہیں کیا۔

اسلامی تعلیمات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے حتمی اور آخری ہونے کا بیان

افراد واشخاص اپنے مذہب اور عقیدے کے انتخاب میں آزاد ہیں اور ظاہری بات ہے کہ وہ جو بھی عقیدہ اپنائیں گے، اُس مذہب کے بنیادی ارکان وتعلیمات کو تو ضرور ہی اختیار کریں گے۔ یہ ایک احمقانہ بات متصور ہوگی کہ کوئی شخص عیسائی ہونے کا دعویٰ تو کرے لیکن انجیل یا عیسیٰ ابن مریم کے وجود کا منکر ہو، ظاہر ہے کہ ویٹیکن کے مطابق کوئی بھی شخص بغیر عقیدہ تثلیث پر یقین رکھے عیسائیت کا حصہ نہیں بن سکتا۔عقیدہ تثلیث عیسائیت کا لازمی جزو ہیں۔

بالکل اِسی طرح جب لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہیں تو وہ قرآن اور سنت کی تعلیمات کو بہر طور اپناتے ہیں، مثلاً توحید کی تعلیم، فرشتوں پر ایمان لانا، الہامی کتابوں پر ایمان لانا (یعنی زبور، تورات، انجیل اور قرآن مجید)، اللہ کے فرستادہ پیغمبروں پر ایمان بشمول نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی ماننا (یعنی آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا) اور یہ کہ آخرت کا عقیدہ رکھنا سبھی اجزائے ایمان ہیں۔ اگر کوئی شخص ان ارکان اسلام میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرتا ہے تو وہ گویا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ اسلام کے وہ بنیادی ارکان ہیں جن پر اسلامی تاریخ میں کسی قسم کا کوئی سمجھوتا نہیں کیا گیا۔امت مسلمہ کی چودہ سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ عقیدہ ختم نبوت پر مکمل یقین رکھے بغیر ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔اُمت نے مشکل ترین ادوار میں بھی مسئلہ ختم نبوت اور اس کی اہمیت پر کبھی کسی قسم کا کوئی سمجھوتا نہیں کیا۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اپنی کتاب ''ختم نبوت کامل'' میں فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی ایک سو سے زائد آیات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو سو سے زیادہ احادیث میں عقیدۂ ختم نبوت بیان ہوا ہے۔

(مولانا مفتی محمد شفیع، ختم نبوت کامل۔صفحہ 8)

عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق چند آیات مندرجہ ذیل ہیں:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝

ترجمہ: ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ بلکہ وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ تمام چیزوں کا علم رکھتا ہے''۔

(سورۃ الاحزاب: ۳۳، آیت: ۴۰)

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

ترجمہ: آج کے دن میں نے تم پر تمہارا دین مکمل کر دیا (کسی اضافے یا حذف کی اب اس میں گنجائش نہیں) اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی (کیوں کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے) اور اسلام کو بطور دین تمھارے لیے پسند کر لیا۔''

(سورۃ المائدہ: ۵، حصہ آیت ۳)

عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ذخیرہ حدیث میں عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق تقریباً دوسو کے قریب احادیث موجود ہیں لیکن ہم اختصار کے ساتھ صرف مندرجہ ذیل چار احادیث پر اکتفا کریں گے جس سے یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ عقیدۂ ختم نبوت کیا ہے۔

(۱) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا فَقَالَ أَتُخَلِّفُنِي فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ قَالَ أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا

شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ مُصْعَبًا

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو جنگ تبوک پر روانگی سے قبل پیچھے چھوڑا، جس پر حضرت علیؓ نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا: یا رسول اللہ، آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں، اس پر انھوں (حضرت محمد ﷺ) نے جواب دیا، کیا تم اس بات سے مطمئن نہیں کہ تم میرے لیے وہی اہمیّت رکھتے ہو جو حضرت ہارون کی حضرت موسیٰؑ کے لیے تھی؟ سوائے اِس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

(صحیح بخاری، حدیث نمبر ۴۴۱۶)

(۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتَّى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قیامت اُس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ میری اُمت کے قبائل بُت پرستوں کے ساتھ اتحاد نہ کرلیں، جب تک کہ وہ بُت پرستی پر قائم رہیں اور حقیقت یہ ہے کہ میری اُمت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہی نبی ہے۔ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا''۔

(جامع ترمذی، ۲۲۱۹)

(۳) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بُيُوتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری مثال مجھ سے قبل انبیاء کے حوالے سے ایسے ہے کہ ایک شخص نے ایک بہت ہی حسین وجمیل عمارت تعمیر کی اور اسے بہت آراستہ و پیراستہ کیا، لیکن اُس نے ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس عمارت کو دیکھتے اور اس کے حسن و جمال اور تعمیر کی بہت تعریف کرتے لیکن حیران ہوتے کہ ایک اینٹ کی کسر کیوں باقی رہ گئی؟ میں اُس آخری اینٹ کی مانند ہوں، اور انبیاء کے سلسلے کا آخری فرد ہوں''۔

(صحیح بخاری:۳۵۳۵)

(۴) حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَيَكُونَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''قیامت اُس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ تیس دجال اور کذاب ظاہر نہ ہو جائیں، جن میں سے ہر ایک کا دعویٰ یہ ہوگا کہ وہ اللہ کا پیغمبر ہے۔''

(صحیح بخاری، حدیث نمبر ۳۶۰۹)

مندرجہ بالا قرآنی آیات اور احادیث رسول ﷺ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے اور آخری نبی ورسول ہیں۔اور یہ کہ نبوت کی عمارت کی تکمیل ہوچکی اور نئی نبوت ورسالت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہوچکا ہے۔ لہٰذا اس میں کسی قسم کے نئے نبی (ظلی ،بروزی،تشریعی ،غیر تشریعی) کے آنے یا داخل ہونے کا راستہ قیامت تک کے لئے بند کر دیا گیا ہے، گویا کہ خالق کائنات کو جس طرح اپنے رب العلمین ہونے میں کوئی شریک پسند نہیں اسی طرح اپنے محبوب کبریا ﷺ کے خاتم النبیین ہونے میں بھی کوئی شریک برداشت نہیں۔

نبی کریم ﷺ کو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پر ان چھ باتوں کی افضلیت عطا کی گئی۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ①۔مجھے جوامع الکلم دیے گئے۔②۔رعب سے میری مدد کی گئی۔

③۔مالِ غنیمت کو میرے لیے حلال کیا گیا۔④۔زمین کو میرے لیے نماز کی جگہ اور پاکی کا ذریعہ قرار دیا گیا۔

⑤۔مجھے تمام مخلوق کی جانب بھیجا گیا۔⑥۔مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کیا گیا۔

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ ".

(صحيح مسلم ، كِتَابٌ : الْمَسَاجِدُ وَمَوَاضِعُ الصَّلَاةِ ، رقم الحديث : ٥٢٣)



باب:9

نبوت کے جھوٹے دعویدار اور اُمتِ مسلمہ کا ردِّعمل

مختصر تاریخ:

مسلمانوں کے ہاں عقیدۂ ختم نبوت کے باب میں قطعاً کسی قسم کا کوئی ابہام نہیں پایا جاتا، اس لیے اس پر کسی بھی طرح کے سمجھوتے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، نہ اِس کو سند فراہم کرنے کے لیے کسی آیت قرآنی سے یا حدیث مبارکہ سے کسی قسم کی نئی تفسیر یا ترجمے یا وضاحت کی ضرورت ہے۔ مسلم معاشرے کے لیے نبوت کے جھوٹے دعویداروں کا پیدا ہونا کوئی نئی شے نہیں ہے، اس نوع کے دعویدار تو آنحضور ﷺ اور صحابہ کرام کی زندگی میں بھی موجود تھے اور آپ ﷺ نے اس کی پیشگوئی بھی فرمادی تھی، ایک حدیث مبارکہ ملاحظہ کیجیے:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتَّى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

ترجمہ:۔ حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اُس وقت تک نہیں آئے گی جب تک کہ میری اُمت کے قبائل بُت پرستوں کے ساتھ اتحاد نہ کرلیں، جب تک کہ وہ بُت پرستی پر قائم رہیں اور حقیقت یہ ہے کہ میری اُمت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہی نبی ہے۔ میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"۔

(جامع ترمذی، ۲۲۱۹)

اس نوع کے دعویدار آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ میں نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اِن لوگوں میں مُسیلمہ کذّاب، اسود عنسی، طلیحہ بن خویلد اسدی اور سجاح بنت الحارث شامل ہیں، لیکن نبوت کے ان تمام جھوٹے دعوے داروں کو مسلم اُمّہ نے یکسر مسترد کر دیا کیوں کہ ختم نبوت کا عقیدہ ایک مسلمان کے دین کا لازمی جزو ہے۔ اور اس کو نہ ماننے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ، اللہ کے آخری پیغمبر اور دنیا کے دوسرے بڑے مذہب، اسلام کے

بانی تھے جبکہ مرزا قادیانی ، ایک چھوٹی سی تنظیم جماعت احمدیہ کے محرک تھے نہ کہ کسی مذہب کے بانی۔ یہ دو انتہائی مختلف شخصیات ،مختلف ادوار میں پیدا ہوئیں جن کا آپس میں کوئی موازنہ نہیں بنتا۔ یہ بات ایک مسلمہ حقیقت کا درجہ رکھتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ کے شہر (سرزمین سعودی عرب) میں تولّد ہوئے۔مرزا قادیانی کا مقام پیدائش متحدہ ہندوستان کا شہر ''قادیان'' تھا۔

چنانچہ، یہ امر باعثِ حیرت نہیں کہ مسلمان مرزا قادیانی کے اس دعوے کا ابطال کرتے ہیں کہ

''اللہ نے مجھے قرآن میں محمد کے نام سے موسوم کیا اور پیغمبر کا درجہ بخشا''۔

(ازالہ اوہام صفحہ 140، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 841 پر)

اس ضمن میں مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ ایسا ہی ہے جیسے یہ کہنا کہ توحید سے مُراد ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں مگر کچھ چھوٹے خدا بھی اپنا وجود رکھتے ہیں۔ یہ دونوں دعاوی ہی اسلام کی اصل رُوح کے منافی ہیں یعنی یہ اصل تعلیمات کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، اور دوسرے یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔یعنی جس طرح ''لا الٰہ الا اللہ'' میں 'لا' اللہ کے سوا ہر قسم کے معبود کی نفی کرتا ہے۔اسی طرح ''لا نبی بعدی'' میں 'لا' محمد ﷺ کے بعد ہر قسم کے نئے نبی کی نفی کرتا ہے۔گویا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو رب العٰلمین اور محمد ﷺ کو رحمۃ اللعٰلمین میں کسی قسم کی شراکت داری پسند نہیں۔

جھوٹے مدعیانِ نبوت:

نبوت کے اِن جھوٹے دعویداروں کے دور اپنے الگ الگ اور مختصر تھے، اگرچہ اِن کے وقتی ادوار میں انھیں کچھ پیروکار بھی میسر آ گئے۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے انیسویں صدی کے برطانوی راج میں نبوت کا دعویٰ کیا تو مسلمانوں نے اس جھوٹے دعوے کا فوری ردِّعمل دیا اور اُسے نبوت کے جھوٹے دعویداروں میں شمار کیا اور وہی درجہ دیا جو اس سے قبل جھوٹے دعویداروں کو ملتا رہا۔ مرزا قادیانی کے اس دعوے کے کئی مدلل جواب پہلے بھی لکھے جا چکے ہیں۔ برطانوی راج کے دوران، مرزا قادیانی کی سرگرمیاں کسی ایک جگہ تک محدود نہ تھیں اور اس نے اپنے دعووں کو مسلسل تحریر وتبلیغ اور اشاعت کے ذریعے دور دراز کے علاقوں تک پہنچانے کی کوشش کی۔ان دعووں کا ذکر پچھلے صفحات میں

کیا جا چکا ہے، چنانچہ اس ضمن میں اِسلامی تاریخ میں موجود نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کے خلاف ردِعمل کا اجمالی جائزہ لیا جائے گا۔

مسیلمہ کذاب کا جھوٹا دعویٰ نبوت:

نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے آخری ایام میں قبیلہ بنوحنیفہ سے ایک وفد مسیلمہ کذاب کی سربراہی میں مدینہ طیبہ پہنچا تو مسیلمہ پیچھے رہا اور اپنے وفد کو نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کے لیے بھیج دیا، ملاقات کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس وفد نے واپس روانگی سے قبل اسلام قبول کر لیا۔ نبی کریم ﷺ نے نہ صرف وفد کے اراکین کو تحفے تحائف سے نوازا بلکہ اُن لوگوں کے لیے بھی تحفے بھیجے جو وفد کے ساتھ نہیں آئے تھے اور اُنھوں نے مُسیلمہ کے ساتھ ہی قیام کیا تھا۔ وفد کی واپسی پر تمام بنوحنیفہ نے اسلام قبول کر لیا۔ اُنھوں نے یمامہ کے مقام پر ایک مسجد تعمیر کی اور وہاں باقاعدہ نمازوں کا اہتمام شروع کیا۔

مُسیلمہ کو یہ اُمید تھی کہ وہ طاقت اور اقتدار کے معاملے میں حضرت محمد ﷺ کا ہم پلہ ہو جائے گا لیکن یہ امید بر نہ آئی اور اس کو سخت مایوسی کا سامنا کرنا پڑا، اور پھر وہ نبوت کا جھوٹا دعویدار ہونے کی حیثیت سے مشہور ہوا۔ ہجرت کے دسویں سال ایک دفعہ کمال جسارت و بے باکی کے ساتھ مسیلمہ نے، فخر انبیاء ﷺ کو ایک خط لکھا، جس کے الفاظ یہ تھے:

من مسیلمه رسول الله الیٰ محمد رسول الله ۔ امابعد فانی قد اشرکت معك فی الامر وان لنانصف الارض ولقریش نصفها ولکن قریشاً قوم یعتدون۔	مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام۔ معلوم ہو کہ میں امرِ نبوت میں آپ کا شریک کار ہوں (عرب کی) سرزمین نصف ہماری اور نصف قریش کی ہے، لیکن قریش کی قوم زیادتی اور بے انصافی کر رہی ہے۔

اور یہ خط اپنی قوم کے دو افراد کے ہاتھ مدینہ منورہ روانہ کیا۔ پیغمبر علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

''مسیلمہ کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے؟''

انھوں نے جواب دیا:

''ہم بھی وہی کہتے ہیں جو ہمارے پیغمبر کا ارشاد ہے۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر قاصد کا قتل کرنا جائز ہوتا تو میں تم دونوں کی گردن مار دیتا۔''

چنانچہ مسیلمہ کے خط کے جواب میں حضرت صادق ومصدوق سرکارِ دو عالم ﷺ نے خط لکھوا بھیجا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔من محمد رسول اللہ الیٰ مسیلمہ الکذاب،سلام علیٰ من اتبع الھدیٰ امابعد ۔ فان الارض للہ یرثھا من یشاء من عبادہٖ والعاقبۃ للمتقین۔	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔من جانب محمد رسول اللہ، بنام مسیلمہ کذاب ۔سلام اُس شخص پر ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔اس کے بعد معلوم ہو کہ زمین اللہ کی ہے،(اللہ) اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا مالک بنا دیتا ہے۔اور عاقبت کی کامرانی متقیوں کے لیے ہے۔

امام ابن ہشام جو سیرت نگاروں میں بلند مقام رکھتے ہیں،انھوں نے اپنی معروف کتاب ''سیرت النبیؐ'' ابن ہشام ''الروض الأنف'' میں اس مکتوب کا حوالہ دیا ہے،محققین کے لیے پیش خدمت ہے:

''مسیلمہ،رسول اللہ کی جانب سے،محمد رسول اللہ کے نام۔آپ پر تسلیمات،اس (نبوت) کے معاملے میں مجھے آپ کے ساتھ شریک کیا گیا ہے۔اس سرزمین کا نصف ہمارا حق ہے اور نصف کا تعلق قبیلہ قریش سے ہے۔ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قبیلہ) لیکن قریش وہ لوگ ہیں جو حد سے گزر جانے والے ہیں۔''

تاہم، نبی کریمؐ نے اس بات کا جواب کچھ یوں دیا:

''اللہ کے نام سے ابتداء ہے جو انتہائی مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔محمد رسول اللہ کی جانب سے،مسیلمہ کے نام جو بہت بڑا کاذِب ہے۔اُس شخص پر سلامتی ہو جو اللہ کی ہدایت کو مانتا ہے۔جان لو! زمین اُسی اِلٰہ کے قبضے میں ہے جو،جس کو اِس کا اہل سمجھتا ہے،عطا کر دیتا ہے۔نیکوکاروں کے لیے بہترین اجر ہے''۔

(اَئمہ تلبیس،حضرت مولانا محمد رفیق دلاوری،صفحہ 35۔اشاعت؛جنوری 1937)

(از سیرت ابنِ ھشام،جلد دوم،ص ۶۰۱)

[از: فتحی،۱۹۹۷ء ص ۱۱،سیرت ابنِ ھشام،ص ایضاً]

الاسود عنسی کا جھوٹا دعویٰ نبوت:

یمن کا باشندہ اسود عنسی وہ دوسرا شخص تھا جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ ہی کے دوران نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا،اپنے اِردگرد اَسرار کے دبیز تانے بانے بننے کے لیے وہ اپنا چہرہ نقاب سے ڈھانپے رکھتا۔مُسیلمہ ہی کی مانند،اَسود کا دعویٰ تھا کہ اُس پر وحی کا نزول ہوتا ہے، بالکل ویسے ہی جیسے (نعوذ باللہ) نبی اکرم ﷺ پر ہوتا ہے۔اَسود نے یمن فتح کیا لیکن یہاں اُس کا

عرصۂ حکمرانی عارضی تھا۔اُس کی اور مسیلمہ کی زندگیوں ہی میں اُس کے پیروکاروں کی تعداد گھٹنا شروع ہوگئی تھی اور بالآخر بالکل ختم ہوگئی۔(فتحی ،۱۹۹۷ء،ص ۳۰،سیرتِ ابن ھشام)

سَجاح بِنت الحارِث کا جھوٹا دعویٰ نبوت:

ساتویں صدی (یعنی ۶۳۰ عیسوی میں) سجاح بنتُ الحارث ابن سعید نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔یہ دعویٰ اُس نے یہ بات جاننے کے بعد کیا تھا کہ مُسیلمہ اور طلیحہ نے بھی نبوّت کے دعوے کیے ہیں ۔اس دعوے کے فوری بعد اُس نے اپنے چار (۴۰۰۰) ہزار پیروکاروں کے ہمراہ مدینہ منوّرہ پر حملے کا اِرادہ کیا لیکن یہ ارادہ اُس کو بعد ازاں ملتوی کرنا پڑا جب اُس کو علم ہوا کہ طلیحہ الاسدی کو مسلمانوں کے سپہ سالار خالدؓ بن ولید کی فوج نے شکست دے دی ہے۔بعد میں اُس نے مسیلمہ سے اتحاد کرلیا تا کہ مل کر خالد بن ولید کی سپاہ کو شکست دے سکیں۔اس کے کچھ عرصے بعد اُس نے مسیلمہ کے خود ساختہ دعویٰ پیغمبری کو تسلیم کرتے ہوئے اُس سے عقد مناکحت کرلیا۔اسلامی خلافت نے بالآخر مُسیلمہ ،سجاح اور ان کے پیروکاروں کو شکستِ فاش سے دوچار کردیا۔

طُلیحہ ابنِ خویلد الاسدی کا جھوٹا دعویٰ نبوت:

ساتویں صدی (631 عیسوی میں)،خیبر کے باشندے طلیحہ نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کردیا۔یہ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کے ایّامِ اواخر کی بات ہے۔اس دعوے نے طلیحہ کے پیروکاروں اور مسلمانوں کے درمیان کئی جنگوں کو جنم دیا،جن میں یکے بعد دیگرے طلیحہ کو شکستوں کا سامنا کرنا پڑا۔نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد دوسرے خلیفۂ راشد حضرت ابوبکرؓ صدیق نے باقاعدہ اِس فتنے کی سرکوبی کی اور اس امر کو یقینی بنایا کہ لوگ یہ جان لیں کہ طلیحہ اور اس کے پیروکار ایک فتنہ ہے اور اُن پر ایمان لانا غلط تھا۔چنانچہ ،کئی لوگ ہدایت کی جانب راغب ہوئے اور اسلام لے آئے۔اِن لوگوں میں انھی فتنوں کے سرکردہ افراد بھی شامل تھے۔یہ واقعہ حضرت عمر بن خطابؓ ،خلیفۂ دوم کے عہد کا ہے۔(فتحی ،۱۹۹۷ء)

مندرجہ بالا اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے ہر دور میں نبوت کے ہر جھوٹے دعوے دار اور اُس کے پیروکاروں کے ساتھ انتہائی سختی سے نمٹا اور اس بارے میں کسی قسم کی لچک کی

کوئی نظیر نہیں ملتی اور یہ روایت بدستور جاری رہی۔ اِس بات میں اُمت مسلمہ کے اہل علم ودانش، علماء اور ارباب اختیار واقتدار نے تمام ایسے دعاوی کا ہر محاذ پر سدِّ باب بھی کیا۔ (فتحی، ۱۹۹۷ء)

علیجاہ محمد اور اُس کی تنظیم ''نیشن آف اسلام'':

اِسی تسلسل میں، بیسویں صدی کی ابتدا میں ہمیں علیجاہ محمد کا کردار بھی نظر آتا ہے جو سیاہ فام امریکی حقوق کا علم بردار تھا۔ اس کا اصل نام علیجاہ پول (Elijah Poole) تھا اور یہ بعد ازاں علیجاہ محمد کے نام سے معروف ہوا۔ اس شخص نے اپنی تنظیم موسوم بہ ''نیشن آف اسلام'' کے بانی کی حیثیت میں جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اُس نے اپنی تکنیک یہ رکھی کہ کچھ بنیادی اسلامی تعلیمات مُستعار لیں لیکن ساتھ ہی ساتھ اسلامی تعلیمات کے خلاف یہ راگ بھی الاپتا رہا کہ سفید فام لوگ شیطان صفت ہیں اور ہزار ہا برس سے سیاہ فام نسل کو محکوم بنائے ہوئے ہیں۔ یاد رہے کہ اسلام میں رنگ ونسل یا قوموں اور قبائل کا کوئی امتیاز نہیں اور اسلام میں بڑائی، عزت اور تکریم کا معیار صرف تقویٰ ہے۔ سیاہ فام اُس کے خیال میں دُنیا کی اوّلین نسل میں سے تھے، علیجاہ محمد کو ابتداً بہت سوں نے رہنما کی حیثیت دینا شروع کی حتیٰ کہ اُن میں کئی مشاہیر بھی شامل تھے مثلاً مالکم ایکس (Malcolm X) جیسے لوگ بھی، جو ''نیشن آف اسلام'' کے ارکان بھی بنے۔ اُس کی جھوٹی نبوت کا مسلمانوں نے انکار کیا اور اسے کبھی بھی اسلام کی کسی نمائندہ تحریک سے وابستہ نہیں سمجھا گیا نہ نیشن آف اِسلام کو مسلمانوں کی نمائندہ تحریک گردانا گیا۔ باقی افراد کی طرح مالکم ایکس نے بھی اس تحریک سے ترکِ تعلق کرتے ہوئے ۱۹۶۴ء میں اسلام قبول کر کے حج ادا کیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی بھی ایسے ہی جھوٹے دعویداروں کی صف میں شامل تھا لیکن یہاں فرق صرف اتنا تھا کہ برطانوی راج کے دور میں اُس نے ہندوستان میں کئی پیروکار بنا لیے تھے۔ اسلامی تعلیمات اور اجماعِ اُمّت کی رُو سے غلام احمد قادیانی اور اُس کے پیروکار ''زِندیق'' تھے اور اِس کے سوا کچھ اور نہیں تھے!

مرزا غلام احمد قادیانی:

اُنیسویں صدی میں کئی ایسے لوگ گزرے ہیں جنھوں نے نبی، مسیح یا مہدی ہونے کا اعلان کیا لیکن مرزا غلام احمد قادیانی وہ واحد شخص ہے جس کے دعوے اچھے خاصے مختلف، متضاد، گمراہ کن اور ذہن کو چکرا کے رکھ دینے والے ہیں۔

مرزا قادیانی کے چند بڑے دعوے مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) مرزا قادیانی بہ حیثیت مہدی۔ (۲) مرزا قادیانی بہ حیثیت مسیحِ موعود۔

(۳) مرزا قادیانی بہ حیثیت ایک نبی۔ (۴) مرزا قادیانی بہ حیثیت محمد۔

(۵) مرزا قادیانی بہ حیثیت عیسیٰ۔ (۶) مرزا قادیانی محمد اور عیسیٰ سے بہتر شخصیت۔

مرزا قادیانی کی اپنی تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ اُس کے تمام تر دعوے ایک مخبوط الحواس شخص کی گفتگو ہے۔ بقول ایک عیسائی مصنف ایچ اے والٹر اپنی کتاب ''احمدیہ موومنٹ'' میں لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر گرس ولڈ (Griswold) نے اپنی تصنیف ''مرزا غلام احمد، قادیان کا مہدی اور مسیح'' میں لکھا ہے کہ:

''مرزا صاحب کے دعاوی کے نکات پر تین فیصلے دیئے جاسکتے ہیں ے۔

1۔ وہ پکا دھوکے باز ہے۔

2۔ وہ پاگل ہے۔

3۔ وہ مخبوط الحواس شخص ہے۔

'' The opinions on this point concerning him may be summed up under three judgments: (1) that he is a conscious deceiver, (2) that he is insane, (3) that he is self-deluded'' (Griswold, 1902; Walter, 1918, p.21).

لہٰذا مرزا قادیانی کے ان جھوٹے دعویٰ جات کا درست ادراک کرنے کے لیے آئندہ ابواب میں اصل امام مہدی کا ظہور اور اصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں دوبارہ آمد اور قیامت سے پہلے کے حالات وواقعات کا تفصیلی جائزہ لیا جائے گا۔

باب:10

نزولِ مسیحؑ سے قبل کی علامت

اُمت مسلمہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو قتل ہونے سے بچا لیا اور آسمانوں پر اُٹھا لیا، جہاں وہ اِس وقت قیام پذیر ہیں اور معراج کے وقت رسول اللہ ﷺ سے اُن کی ملاقات بھی ہوئی تھی۔ اور یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے قبل امام مہدی علیہ الرضوان کا ظہور بھی ہوگا۔ یہ دو مختلف شخصیات ہوں گی۔ مسلمانوں کے اس عقیدے کا مرزا قادیانی نے ناجائز اور غلط استعمال کر کے اُمت کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا عیسیٰ ابن مریم کے آسمانوں پر اُٹھائے جانے سے متعلق قرآن حکیم میں واضح ارشاد فرمایا ہے:

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۭ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًۢا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝

ترجمہ:۔ ''اور یہ کہا کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا تھا، حالانکہ نہ انھوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کیا تھا، نہ اُنہیں سولی دے پائے تھے، بلکہ انھیں اشتباہ ہو گیا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے، وہ اس سلسلے میں شک کا شکار ہیں، انھیں گمان کے پیچھے چلنے کے سوا اس بات کا کوئی علم حاصل نہیں ہے اور یہ بالکل یقینی بات ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کر پائے۔ بلکہ اللہ نے انھیں اپنے پاس اُٹھا لیا تھا۔ اور اللہ بڑا صاحب اقتدار بڑا حکمت والا ہے۔''

(سورۃ النساء، آیات: ۱۵۷ تا ۱۵۸۔ آسان ترجمہ قرآن، از مولانا مفتی محمد تقی عثمانی)

مرزا قادیانی نے اپنے بیانات میں خود کو بہ یک وقت مہدی بھی قرار دیا ہے اور مسیح بھی کہا ہے۔ چنانچہ، بہتر ہوگا کہ قارئین کو مہدی منتظر کی آمد اور عیسیٰؑ کی دوبارہ آمد کے متعلق کچھ رہنمائی حاصل کی جائے۔ تاہم ایک تمہید کے طور پر یہ اہم اور مناسب ہوگا کہ قاری کو اُن حالات و واقعات سے متعلق بھی آگاہی فراہم کی جائے جن میں یہ دونوں ہستیاں دُنیا میں تشریف لائیں گی اور وہ زمانے اہلِ ایمان کے لیے کس قدر صبر آزما ہوں گے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد سے قبل کے حالات:

مفتی محمد رفیع عثمانی نے اپنی تصنیف ''علاماتِ قیامت اور نزولِ مسیح میں حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ دُنیا میں آمد سے متعلق علامات کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے اور یہ مختصراً درج ذیل ہیں:

☆..... جبر، حسد، لالچ اور ہوس اُس زمانے کا دستور بن جائیں گے۔

☆..... تشدّد، خُوں ریزی اور اِنتشار عام ہو جائے گا۔

☆..... بے حیائی عام ہو جائے گی اور اس کے مظاہر جا بہ جا دیکھنے میں آئیں گے۔

☆..... بدمعاشوں کے گروہ اور بُرے لوگوں کا غلبہ ہوگا۔

☆..... نا قابلِ بھروسہ (خائن) لوگوں کو امانت دار سمجھا جائے گا اور قابلِ اعتبار (ایمان دار) نا قابلِ بھروسہ مُتصوّر ہوں گے۔

☆..... دولت کی کثرت ہوگی، اس قدر زیادہ کہ ایک امیر شخص یہ خیال کرے گا کہ شائد اُسے زکوٰۃ لینے والا بھی کوئی نہ ملے، اور جب بھی وہ کسی کو زکوٰۃ دینا چاہے وہ شخص لینے سے یہ کہہ کر انکار کر دے کہ مجھے اس کی حاجت نہیں۔

☆..... دولت کے انبار لگے ہوں گے، (سونے کا پہاڑ ہوگا) جو عرب کی سرزمینوں میں ظہور کریں گے اور اُن کے نتیجے میں جھگڑا فساد اور موت واقع ہوگی (جو بھی یہاں موجود ہو اُسے چاہیے کہ اِس مال کے ڈھیر سے کچھ بھی نہ اُٹھائے کیوں کہ ہر سو افراد میں سے ننانوے مر جائیں گے)

(بہ حوالہ: حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی، ۲۰۰۳ء، طائر عبید تاج، ۲۰۱۳ء)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے قبل کی چند اہم نشانیاں:

☆..... زمین کا بیٹھتے چلے جانا، بار بار زلزلے آنا، تیز ہواؤں کے ساتھ کنکریوں کا اڑنا۔

☆..... وقت کا جلد گزرنا۔

☆..... ''ہرج'' کی کثرت یعنی قتل و غارت عام ہو جانا۔

☆..... مصائب و تکالیف کا اضافہ ہو جانا۔

☆..... تیس کے قریب دجّال یعنی کذّاب ظاہر ہوں گے اور اُن میں سے ہر ایک کا یہی دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔

☆..... حق کی جانب سے ہدایت دیئے گئے خلیفہ المہدی کا ظہور۔

☆..... پھر مسیح یعنی عیسیٰ ابنِ مریمؑ، امام مہدی علیہ الرضوان کی معیت میں دجّال کا خاتمہ کریں گے۔

☆..... یاجُوج ماجُوج کی آمد اور خاتمہ۔

☆..... صدمات اور بے ہوشی بہ کثرت ہوگی۔(مُراد یہ کہ لوگوں کی کثرت بجلی کے کڑکے کا شکار ہو گی۔)

☆..... تین بار خسُوف ہوں گے۔(زمین کا شق ہونے اور جو کچھ اُس کی سطح پر ہے اُس کا بھی اندر دھنس جانا) مغرب، مشرق اور جزیرۃ العرب تینوں کا خسُوف ہوگا۔

☆..... دُھواں ہر طرف پھیل جائے گا۔

☆..... سورج مشرق کی بجائے مغرب کی جانب سے نکلے گا۔

☆..... زمین سے ایک جانور ''دابۃ الارض'' نمودار ہوگا اور وہ لوگوں سے مخاطب ہوگا۔

☆..... ایک حبشی کے ہاتھوں خانہ کعبہ کا انہدام ہوگا۔

☆..... مشرق کی جانب سے آگ پھیلے گی اور لوگوں کو اپنی جانب کھینچ لے گی۔

(حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی، ۲۰۰۳ء، طاہر عبید تاج، ۲۰۱۳ء)

قارئین کرام، مندرجہ بالا وضاحتوں سے ہمیں بہ خوبی علم ہو گیا کہ قربِ قیامت میں دو مختلف شخصیات جناب امام مہدی (ہادی مِن اللہ) اور عیسیٰ ابنِ مریمؑ تشریف لائیں گی۔مزید یہ کہ دجال کا نکلنا اور پھر اُس کا قتل ہونا، قومِ یاجوج، ماجوج کا نکلنا اور سورج کو مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہونا۔مرزا قادیانی کے پاس اِن نشانیوں کے پورے ہونے کا کوئی جواب نہیں اور اپنے آپ کو بیک وقت مہدی اور عیسیٰ بنالیا۔نتیجہ قارئین خود اخذ کریں۔

باب:11

حضرت عیسیٰ علیہ السلام، تعلیماتِ اسلامیہ کی نظر میں

قرآن اور حضرت عیسیٰؑ:

عیسائیت کے علاوہ دنیا کا کوئی مذہب سوائے مذہب اسلام کے ایسا نہیں اور اُن پر نازل کردہ آسمانی کتاب انجیل کے مسیحا ہوئے جو حضرت عیسیٰؑ کی محبت اور تعلیم کو دینی عقائد کا لازمی جزو بنائے۔ جو مسلمان حضرت عیسیٰؑ کی نبوّت پر ایمان نہیں لاتا، مسلمان نہیں کہلا سکتا، تاہم یہ عجیب بات ہے کہ اپنی تحریروں میں مرزا قادیانی نے ایک برگزیدہ ہستی حضرت عیسیٰؑ کی واضح توہین کی۔ چنانچہ، اور وجوہات کے علاوہ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان مرزا قادیانی کے لیے مخاصمانہ جذبات رکھتے ہیں اور اس کی تعلیمات کو اسلام کا جزو نہیں سمجھتے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۚ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

''کہہ دو کہ: ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو (کتاب) ہم پر اُتاری گئی اُس پر، اور اُس ہدایت پر جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوبؑ اور (ان کی) اولاد پر ان کے پروردگار کی طرف سے اُتاری گئی، اور اُن باتوں پر جو حضرت موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور (دوسرے) پیغمبروں کو عطا کی گئیں۔ ہم ان (پیغمبروں) میں سے کسی کے درمیاں کوئی فرق نہیں کرتے، اور ہم اسی (ایک اللہ) کے آگے سر جھکائے ہوئے ہیں۔''

(سورہ آل عمران: ۳، آیت ۸۴، ترجمہ مفتی تقی عثمانی، آسان ترجمۃ القرآن)

قرآن کی تعلیمات کی روشنی میں ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل کیے گئے اللہ کے کلام کے مطابق حضرت عیسیٰؑ، اللہ کے عظیم پیغمبروں میں سے ایک تھے''۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝

اور (اے پیغمبر) وہ وقت یاد رکھو جب ہم نے تمام نبیوں سے عہد لیا تھا، اور تم سے بھی، اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی اور ہم نے ان سے نہایت پختہ عہد لیا تھا۔

(القرآن: سورہ احزاب: ۳۳، آیت ۷۔ ترجمہ مفتی تقی عثمانی، آسان ترجمۃ القرآن)

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ۭ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝۱۳

اُس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ طے کیا ہے جس کا حکم اُس نے نوح کو دیا تھا اور جو (اے پیغمبر!) ہم نے تمہارے پاس وحی کے ذریعے بھیجا ہے اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ تم دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔ (پھر بھی) مشرکین کو وہ بات بہت گراں گزرتی ہے جس کی طرف تم انھیں دعوت دے رہے ہو۔ اللہ جس کو چاہتا ہے چن کر اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جو کوئی اس سے لو لگاتا ہے اُسے اپنے پاس پہنچا دیتا ہے۔

(القرآن: سورہ شوریٰ: ۴۲، آیت: ۱۳۔ ترجمہ مفتی تقی عثمانی، آسان ترجمۃ القرآن)

تمام کا تمام قرآن مجید پڑھ ڈالیے، کہیں ایک ہلکا سا اشارہ بھی ایسا نہیں ملے گا جس سے آپ کو ایسا محسوس ہو کہ حضرت عیسیٰؑ یا اُن کی والدہ سیدہ مریم سلام اللہ علیہا کی ذاتِ مبارکہ سے متعلق کسی منفیت کا اظہار کیا گیا ہے۔ بلکہ، اس کے قطعی برعکس، قرآنِ کریم میں جا بہ جا حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ مریمؑ کی تعریف اور توصیف کی گئی ہے۔

حضرتِ عیسیٰؑ کی پیدائش کا واقعہ قرآن میں اِن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰۗىِٕكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝۴۵ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۴۶ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۴۷

''(وہ وقت بھی یاد کرو) جب فرشتوں نے مریم سے کہا تھا کہ: ''اے مریم!، اللہ تمہیں اپنے

ایک بچے کی (پیدائش) کی خوش خبری دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا، جو دنیا اور آخرت دونوں میں صاحب وجاہت ہوگا اور (اللہ کے) مقرب بندوں میں سے ہوگا۔ اور وہ اپنے گہوارے میں بھی لوگوں سے بات کرے گا اور بڑی عمر میں بھی، اور راست باز لوگوں میں سے ہوگا۔ (اس پر) مریم نے کہا: ''اے پروردگار مجھ سے لڑکا کیسے پیدا ہوجائے گا جبکہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں؟'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اللہ اس طرح جس کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جب وہ کوئی کام کرنے کا فیصلہ کر لیتا ہے تو صرف اتنا کہتا ہے کہ ''ہوجا'' بس وہ ہوجاتا ہے۔''

(القرآن: سورہ آل عمران: ۳، آیات: ۴۵ تا ۴۷۔ ترجمہ از مفتی تقی عثمانی،)

مزید برآں، قرآن میں عیسیٰؑ کی معجزانہ پیدائش کا آدمؑ کی تخلیق کے ساتھ تقابُل کیا گیا ہے، اِس وضاحت وصراحت کے ساتھ کہ اس ''معجزے'' میں کسی انسانی کاوِش کو دخل نہ تھا۔

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۵۹

اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم جیسی ہے۔ اللہ نے اُسے مٹی سے پیدا کیا، پھر ان سے کہا: ''ہوجاؤ'' بس وہ ہوگئے۔

(القرآن: سورہ آل عمران: ۳، آیت ۵۹۔ ترجمہ از مفتی تقی عثمانی)

اللہ جَل شانہٗ نے قرآنِ کریم میں واضح لفظوں میں حضرت مریمؑ کی عِفّت و پاکدامنی کا تذکرہ کیا ہے اور یوں یہ بات واضح کر دی ہے کہ ہر پیغمبر کا حسب نسب کسی قسم کے شک وشبہے سے ماورا اور کسی قسم کے ابہام سے بالکل مبرا اور پاک صاف ہے،

جبکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ ''عیسیٰؑ کی نانیاں دادیاں بازاری عورتیں تھیں''۔ (معاذ اللہ)

اِس قسم کا اتّہام مسلمانوں اور عیسائیوں، ہر دو کے لیے ناقابلِ برداشت ہے۔

عیسیٰ ابنِ مریمؑ کا آسمانوں پر تشریف لے جانا اور پھر واپس آنا:

احادیثِ نبویؐ میں جیسے امام مہدیؑ کا بیان کیا گیا ہے، بعینہٖ حضرت عیسیٰؑ کا حُلیہ مبارک اور اُن کی سرگرمیاں، افعال واعمال کا بیان بھی آیا ہے لیکن یہ اُن بیانات سے قطعی مختلف ہے جو مرزا غلام احمد

قادیانی نے دیے ہیں۔

''مسیحا'' کے لیے عربی مترادف ''المسیح'' ہے جس کے معنی ہیں ''صاف ستھرا اور پاک کیا گیا۔ قرآنِ کریم میں اس لفظ کا استعمال حضرت عیسیٰؑ سے منسوب خطابات کے ضمن میں ہوا ہے۔ مسیحا کے لفظ سے مراد عیسیٰ ابنِ مریم ہی ہیں۔ اس سے ہرگز مراد مہدی آخر الزمان نہیں ہیں۔ اس لیے مسیحا سے مُراد حضرت عیسیٰؑ ہی ہوں گے ''مہدی'' بالکل نہیں۔ یہ بات یاد رہے کہ اسلامی تاریخ میں مہدی اور عیسیٰ دو مختلف شخصیات ہیں اور امام مہدی کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے کچھ سال قبل ہوگا۔

انگریزی زبان میں لفظ "Messiah" یعنی مسیحکے معنی ہیں بچانے والا رنجات دہندہ۔ یعنی عیسائیت کا یہ تصور کہ عیسیٰ اپنے پیروکاروں کو تحفظ دینے کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ مرزا قادیانی کی لُغت میں ایسی کوئی گنجائش نہیں، نہ اِس عقیدے کی، نہ عیسیٰؑ کی پیدائش کی روایت کی، نہ پیغمبری کی اور نہ وفات کی، اور نہ وہ دُنیا میں اُن کی تخلیق اور قیام کے نیک مقاصد ہی کو کوئی وقعت دیتا ہے۔

قرب قیامت کی چند نشانیاں:

اسلامی تعلیمات کی رُو سے قرب قیامت کی کئی نشانیاں ہیں۔ چند اہم علامات کچھ یوں ہیں:

اِمام مہدی آخر الزماں، قیامت کے قریب، مدینہ منوّرہ کے قرب و جوار میں ظہور کریں گے اور وہ شام میں حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ ظہور سے قبل ظاہر ہوں گے۔ یاجُوج ماجُوج اور دجّال بھی فلسطین کی سرزمین میں ظاہر ہوں گے اور بعد ازاں امام مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھوں ان کا خاتمہ ہوگا۔ یہ وہ مقام ہوگا جس کا نام لُد (Lud) ہے۔ (آج کل یہاں اسرائیل نے اپنا ہوائی اڈا قائم کر رکھا ہے) اِس بارے میں جامع معلومات علامہ ابنِ کثیر کی تاریخ پر اہم تصنیف ''البدایہ وَالنّھایۃ'' میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور تقدس:

قرآن کریم کی رو سے اِس بات میں ہرگز کوئی ابہام نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش بِن

باپ کے ہوئی تھی ۔قرآن کی سورۃ مریم میں حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی نیکی اور تقویٰ اور پاک دامنی کا بیان ہے۔سو یوں دیکھا جائے تو مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ وہ مہدی بھی ہیں اور عیسیٰ بھی،سوائے پراگندہ خیالی اور مکرو دجل کے اور کچھ نہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں ، اپنے انھی خیالات کے سبب عیسائیوں اور مسلمانوں میں مرزا قادیانی کو سخت ناپسند کیا جاتا ہے اسی طرح دنیا بھر کے مختلف خطوں کے مسلمان بہ یک زبان مرزا قادیانی کو جعل ساز،دھوکے باز اور مرتد قرار دیتے ہیں۔

❁❁❁

باب:12

امام مہدی، ہادی برحق کا ظہور

امام مہدی، ہادیِ برحق کا ظہور:

مرزا قادیانی کے بہت سے دعووں میں سے ایک یہ بھی تھا کہ وہ ''مہدی'' ہے۔ مسلمانوں کے سوادِ اعظم نے اِس دعوے کو یکسر مسترد کر دیا کیوں کہ نبی کریم ﷺ کی بیان کردہ احادیث میں مہدی آخرالزمانی کا جو حُلیہ اور نشانیاں بتائی گئی تھیں، مرزا قادیانی اُن پر ہرگز پورا نہیں اُترتا۔

نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِمام مہدی کی آمد کی پیشگوئی کے ضمن میں یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ میرے خاندان میں سے ہوں گے اور آکر انصاف قائم کریں گے، اسلامی اقدار کا علم بلند کریں گے اور اُمّتِ مسلمہ کو متحد کریں گے۔ کئی صحابۂ کرامؓ کا فرمانا ہے کہ آنحضرتؐ نے امام مہدی کا حُلیہ مبارک بھی بیان کیا تھا۔ اِن احادیث کا اِستناد یہی ہے کہ قدیم علماء کے بقول یہ ''متواتر'' کے درجے میں ہیں (مُراد یہ کہ یہ حدیث کئی لوگوں سے مسلسل روایت کردہ ہے اور تسلسل کہیں بھی نہیں ٹوٹتا۔)

امام مہدی کے بارے میں عالمی مسلم تنظیم کا فتویٰ:

امام مہدی کے ظہور سے متعلق بین الاقوامی مسلم تنظیم ''رابطہ عالمی اسلامی'' نے گیارہ اکتوبر ۱۹۷۶ء کو یہ فتویٰ دیا تھا:

''حُفّاظِ کرام اور علمائے حدیث نے اِس امر کی تصدیق کی ہے کہ امام مہدیؑ سے متعلق جتنی بھی احادیث بیان کردہ ہیں، وہ صحیح اور حسن ہیں۔ ان احادیث کی کثرت ''متواتر'' کے درجے پر ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ احادیث صحیح اور متواتر ہیں (اس بات کی بھی تصدیق کی گئی کہ) مہدی کی آمد پر یقین رکھنا لازمی ہے اور یہ کہ یہ اہل سنّت والجماعۃ کا عقیدہ ہے۔ صرف وہی لوگ اس کے منکرین ہیں جو سنّت سے ناواقف ہیں اور یا پھر نئے عقائد گھڑ لیتے ہیں''۔

امام مہدیؑ سے متعلق یہ بات بالکل واضح اور ابہام سے قطعی پاک ہے کہ یہ عیسیٰؑ سے جدا ایک ہستی ہیں، اور یہ مسلمانوں کا ناقابلِ تردید عقیدہ اور یقین ہے۔ مسلم علماء کا یہ کہنا ہے کہ اِس بارے میں کوئی دو نقطہ ہائے نظر نہیں کہ امام مہدیؑ کا تعلق خانوادۂ محمد ﷺ سے ہوگا اور یہ عقیدہ بنیادی اہمیّت کا حامل عقیدہ ہے''۔

اسی بات کے پیشِ نظر یمن کے جج اور ماہرِ قانون، امام محمد شوقانی نے ایک کتاب تصنیف کی

جس کے موضوع میں امام مہدیؑ کا ظہور، دجّال کی آمد، حضرت عیسیٰؑ کی دوبارہ آمد، اور اسی طرح کے اہم مباحث تھے۔ بہت سے علماء نے اس امر پر کتب لکھی ہیں کہ حضرت عیسیٰ اور امام مہدیؑ دو مختلف شخصیات ہیں۔(جبکہ مرزا قادیانی، امام مہدی اور عیسیٰ دونوں ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔) قیامت سے پہلے ظہور فرمائیں گے اور اس بارے میں نشانیاں بھی بتائی ہیں، اور ہندوستان کے جید عالم دین، مولانا انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی تصنیف "التصریح بما تواتر فی نزول المسیح" میں عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کی دوبارہ آمد سے متعلق تفصیل سے لکھا ہے۔ذیل کے جدول میں مندرجہ بالا مصنفین قرب قیامت سے قبل کی چند نشانیوں کو یوں بیان کرتے ہیں۔

جدول قُربِ قیامت سے قبل کی نشانیاں

علامات	نشانیوں کا بیان
۱۔	امام مہدیؑ، حضرتِ فاطمۃ الزہرا کی اولاد میں سے ہوں گے، یعنی خانوادۂ رُسولِ کریمؐ سے اُن کا تعلق ہوگا۔
۲۔	مہدیؑ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت میں سے ہوں گے۔
۳۔	مہدیِ زمین میں انصاف کا بول بالا کردیں گے۔
۴۔	امام مہدیؑ بالکل قیامت کے قریب ظہور کریں گے، ایک عالمی حکومت قائم کریں گے جس کی مدّتِ قیام سات برس رہے گی۔
۵۔	امام مہدیؑ کے تشریف لا چکنے کے بعد حضرت عیسیٰ ابنِ مریمؑ نازل ہوں گے۔

اب ہم انھی علامات کا جائزہ لیتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اس ضمن میں بیان کردہ احادیث کو بھی دیکھتے ہیں۔

علامتِ اوّل:

امام مہدیؑ، حضرتِ فاطمۃ الزہرا، بنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خاندان سے ہوں گے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمَلِيحِ الرَّقِّيُّ، عَنْ زِيَادِ بْنِ بَيَانٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ نُفَيْلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ كُنَّا عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ فَتَذَاكَرْنَا الْمَهْدِيَّ فَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ، صلى الله عليه وسلم،

يَقُولُ "الْمَهْدِيُّ مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ"

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ ہم ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے، ہم نے مہدی کا تذکرہ کیا، تو انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ "مہدی فاطمہ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ [سنن ابن ماجہ/کتاب الفتن/حدیث:4086]

علامت دوم:

امام مہدیؑ کا تعلق اہلِ بیت سے ہوگا۔

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ، حَدَّثَنَا يَاسِينُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْمَهْدِيُّ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ، يُصْلِحُهُ اللَّهُ فِي لَيْلَةٍ"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مہدی ہم اہل بیت میں سے ہوگا، اور اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں ان کو صالح بنا دے گا"۔ (سُنن ابنِ ماجہ، ۴۰۸۵)

علامت سوم:

مہدیِ زمین میں انصاف کا بول بالا کر دیں گے۔

حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ تَمَّامِ بْنِ بَزِيعٍ، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْمَهْدِيُّ مِنِّي أَجْلَى الْجَبْهَةِ أَقْنَى الْأَنْفِ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ".

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مہدی میری اولاد میں سے کشادہ پیشانی، اونچی ناک والے ہوں گے، وہ روئے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے، جیسے کہ وہ ظلم وجور سے بھر دی گئی ہے، ان کی حکومت سات سال تک رہے گی"۔

(سُنن ابنِ داؤد: ۴۲۸۵)

دورِ حاضر کے مسلمان اِس وقت مندرجہ بالا امن وامان کی صورت حال کے برعکس تصور پیش

کررہے ہیں یعنی یہ کہ:

''وہ (مہدی) زمین کو امن وسکون اور عدل سے بھر دیں گے''۔ حقیقتِ حال یہ ہے کہ دنیا میں ظلم و زیادتی، ناانصافی، جبر وقہر کا راج ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل وقت (یعنی مہدی کے ظہور کا وقت) ابھی نہیں ہوا، چنانچہ مسلمانوں کا ایقان ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی غلط ہے۔

علامت چہارم:

مہدی، قربِ قیامت میں تشریف لائیں گے اور ایک عالمی حکومت قائم کریں گے۔

حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ, حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَرْوَانَ الْعُقَيْلِيُّ, حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ, عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ, عَنْ أَبِي صِدِّيقٍ النَّاجِيِّ, عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ, أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ, قَالَ:" يَكُونُ فِي أُمَّتِي الْمَهْدِيُّ, إِنْ قُصِرَ فَسَبْعٌ وَإِلَّا فَتِسْعٌ, فَتَنْعَمُ فِيهِ أُمَّتِي نِعْمَةً لَمْ يَنْعَمُوا مِثْلَهَا قَطُّ, تُؤْتَى أُكُلَهَا وَلَا تَدَّخِرُ مِنْهُمْ شَيْئًا , وَالْمَالُ يَوْمَئِذٍ كُدُوسٌ , فَيَقُومُ الرَّجُلُ فَيَقُولُ: يَا مَهْدِيُّ أَعْطِنِي , فَيَقُولُ: خُذْ".

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں مہدی ہوں گے، اگر وہ دنیا میں کم رہے تو بھی سات برس تک ضرور رہیں گے، ورنہ نو برس رہیں گے، ان کے زمانہ میں میری امت اس قدر خوش حال ہوگی کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی ہوگی، زمین کا یہ حال ہوگا کہ وہ اپنا سارا پھل اگا دے گی، اس میں سے کچھ بھی اٹھا نہ رکھے گی، اور ان کے زمانے میں مال کا ڈھیر لگا ہوگا، تو ایک شخص کھڑا ہوگا اور کہے گا: اے مہدی! مجھے کچھ دیں، وہ جواب دیں گے: لے لو (اس ڈھیر میں سے جتنا جی چاہے)''

(سُنن ابنِ ماجہ: ۴۰۸۳)

علامت پنجم:

امام مہدیؑ کے تشریف لا چکنے کے بعد حضرت عیسیٰ ابنِ مریمؑ نازل ہوں گے۔۔

جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے سنا تھا:

''میری اُمت کا ایک گروہ حق کی خاطر لڑنا ترک نہیں کرے گا اور روزِ محشر تک ڈٹا رہے گا''۔

پھر اُنھوںؐ نے فرمایا:

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعٍ ، وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ ، قَالُوا: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ وَهُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: " لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ، ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ "، قَالَ: " فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَام، فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا، فَيَقُولُ: لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ، تَكْرِمَةَ اللَّهِ هَذِهِ الأُمَّةَ.

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''ہمیشہ ایک گروہ میری امت کا لڑتا رہے گا (کافروں اور مخالفوں سے) حق پر قیامت کے دن تک وہ غالب رہے گا۔ پھر عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے اور اس گروہ کا امام کہے گا، آیئے نماز پڑھایئے (عیسیٰ علیہ السلام سے کہے گا) وہ کہیں گے نہیں، تم میں سے ایک دوسروں پر حاکم رہیں۔ یہ وہ بزرگی ہے جو اللہ تعالیٰ عنایت فرمائے گا اس امت کو۔''

(صحیح مسلم:۳۹۵)

مندرجہ بالا معلومات سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ:

۱۔مہدیؑ اور عیسیٰؑ دو جُدا شخصیات ہیں۔

۲۔یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ یہ دونوں شخصیات ہم عصر ہوں گی اور ایک دوسرے سے ملاقات کریں گی۔

۳۔خوشحالی عام ہوگی،

۴۔امت مسلمہ راحت محسوس کرے گی۔

جبکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ دونوں ہی شخصیات خود ہے، ظاہر ہے کہ یہ بات صریحاً ناممکن ہے، اور مسلمانوں کے لیے ناقابل قبول بھی ہے۔ مزید یہ کہ امن اور خوشحالی دور دُور کہیں نظر نہیں آتی۔

باب:13

اسلامی اور قادیانی عقائد کا تقابلی جائزہ

اسلامی اور قادیانی عقائد

اسلامی عقائد بہ مقابلہ قادیانی عقائد: اسلامی اور احمدی عقائد دونوں ہی کو اِس کتاب میں بیان کیا گیا ہے کیوں کہ یہ ضرورت کا تقاضا تھا کچھ عقائد اور ان کا تقابلی جائزہ درج ذیل جدول میں دیا گیا ہے تا کہ قارئین اِس کی اہمیّت کی تفصیل سمجھ سکیں۔ مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ نے اپنی کتاب ''اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ'' میں لکھا ہے۔

اسلامی عقائد	قادیانی عقائد
عقیدہ (۱)۔ اسلامی عقیدے کی رُو سے حضرت محمد ﷺ آخری نبی، پیغمبر اور خاتم الانبیاء ہیں، اُن کے بعد نبوّت کسی اور شخص کو نہیں سونپی جا سکتی۔ نبوّت کا سلسلہ اختتام پذیر ہو گیا اور جو شخص بھی یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی یا پیغمبر ہے، وہ کافر کہلائے گا کیوں کہ اس نے اسلامی عقائد کا انکار کفر کیا ہے۔	(۱) قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرتؐ آخری نبی نہیں ہیں، اُن کے عقیدے کے مطابق، مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں ایک اور نبی بھی آیا ہے، اور یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد کوئی نبی نہیں آنا۔
عقیدہ (۲): مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی اکرمؐ کے بعد وحی کا سلسلہ اب مزید کسی شخص کے لیے جاری نہیں ہے، اور اگر کوئی اللہ کی جانب سے وحی آنے کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ کافر ہے۔ پس دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔	(۲) غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کا دعویٰ ہے کہ اُس پر وحی یوں آیا کرتی تھی گویا بارش کی بوچھاڑ ہو۔ کبھی عربی میں، کبھی اُردو، ہندی، فارسی میں، کبھی انگریزی اور عبرانی میں، اور بسا اوقات کسی نا قابل فہم زبان میں۔
عقیدہ (۳): مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ نبی ﷺ پر نازل کردہ وحی مسلمانوں کے لیے روزِ حشر تک نجات کا واحد راستہ ہے۔	(۳) قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ نبی کریمؐ کے بعد، مرزا غلام احمد قادیانی کی ''وحی'' اور تعلیمات ہی نجات اور بخشش کا راستہ ہیں۔
عقیدہ (۴): مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی کریمؐ کے وصال کے بعد کوئی شخص بھی معجزے کی طاقت نہیں رکھتا، لہٰذا یہ کہ کوئی معجز نمائی میں نبی کریمؐ کو پیچھے چھوڑ دینے کا دعویٰ کرے۔	(۴) مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ہی معجزوں کو ایک لاکھ تک گنتا ہے جب کہ وہ حضرت محمد ﷺ کے معجزوں کو تین ہزار کی تعداد تک محدود کرتا ہے۔

عقیدہ (۵): مسلمانوں کا عقیدہ نبی کریم ﷺ سے متعلق یہ ہے کہ تمام مخلوقات میں سے کوئی بھی اُن کے درجۂ اکملیت کو نہیں پہنچ سکتا، کُجا یہ کہ کوئی شخص اُن سے آگے نکل جانے کا دعویٰ کرے، نبی کریمؐ اس مصرعے کی مجسم شکل ہیں: ع: بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر! ترجمہ: اللہ کے بعد آپؐ ہی لائقِ تعظیم ہستی ہیں اور بس!	(۵) قادیانیوں کا نقطۂ نظر اور عقیدہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نہ صرف نبی اکرمؐ کے ہمسر ہے بلکہ کچھ نادر و نایاب خصوصیات کا بھی مالک ہے جن میں پیغمبری کی فضیلت بھی شامل ہے جو نبیؐ کا اختصاص تھی بلکہ نعوذ باللہ، وہ محمد ﷺ سے بھی افضل ہے! (استغفر اللہ، معاذ اللہ)
عقیدہ (۶): مسلمانوں کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ کوئی بھی شخص حضرت عیسیٰؑ اور دیگر انبیاء کی عظمت کو پہنچ نہیں سکتا، ایک عام شخص، انبیاء کے پیروں کی گرد کے برابر بھی نہیں ہوگا۔	(۶) مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ صحابۂ کرام اجمعینؓ، امام حسینؓ، حضرتِ عیسیٰؑ، دیگر اسرائیلی انبیاء اور نبی اکرم ﷺ سے بڑھ کر ہے، ایک قادیانی شاعر کے الفاظ ہیں جن کو مرزا غلام احمد قادیانی نے پسند کیا: ''ابنِ مریم کو بھول جاؤ..... غلام احمد اس سے بہتر ہے۔'' اسی طرح دوسرے شعر میں مرزا قادیانی سے متعلق لکھا: محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں محمد جس کو دیکھنے ہوں اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں
عقیدہ (۷): مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء توقیر و تعظیم کے مستحق ہیں، اور اُن کی شان میں گستاخی یا بے ادبی کرنا بلاشبہ کفر کے دائرے میں آتا ہے۔	(۷) مرزا قادیانی نے بار بار حضرت عیسیٰؑ کو بے ادبی جیسے گناہ کا ارتکاب کیا اور اپنی کتابوں میں ایک، دو دفعہ نہیں بلکہ بار بار گستاخی پیغمبر عیسیٰؑ کا مرتکب ہوا۔
عقیدہ (۸): مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ نبیؐ آیاتِ قرآنی کا چلتا پھرتا نمونہ اور مجسّم تعلیماتِ قرآنیہ ہیں۔	(۸) مرزا قادیانی اور اُس کے گماشتوں کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ قرآنی تعلیمات کا عملی نمونہ ہے اور آیاتِ قرآنی کی تجسیم ہے۔ (معاذ اللہ)
(۹): مسلمانوں کا پختہ یقین ہے کہ کسی نبی کی پیشگوئی کبھی غلط ثابت نہیں ہوئی۔	(۹) قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کے بہ قول، عیسیٰ ابن مریم کی تین پیشگوئیاں سچ ثابت نہیں ہوئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی کئی پیشین گوئیاں غلط ثابت ہوئیں، یہ ریکارڈ کا حصہ ہے۔

عقیدہ (۱۰): مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ''سخت جدوجہد (بہ معنی جہاد) ایک مقدّس معاملہ ہے اور اس کی خاص شرائط ہیں۔قرب قیامت میں عیسیٰؑ اور امام مہدی ،دجال اور اس کی فوج کے ساتھ جہاد کریں گے۔	(۱۰) مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار اس عقیدے کو جھٹلاتے ہیں اور ان کے بہ قول یہ تعلیم یعنی جہاد کی تعلیم اپنی اصل میں بُری ہے اور یہ کہ جہاد کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔
عقیدہ (۱۱): مسلمان اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ کریم نے حضرت عیسیٰؑ کو کئی معجزے عطا کیے تھے جن میں سے معروف ترین اللہ کے حکم سے مُردہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنا اور مٹی سے پرندوں کی ہئیت بنا کر اس میں پھونکنا اور اُن مورتیوں کا زندہ پرندے بن جانا تھا، اِن معجزات کا بیان قرآنِ کریم میں بھی ہوا ہے اور مسلمان ان پر یقین رکھتے ہیں۔	(۱۱) مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار ان معجزوں کی نفی کرتے ہیں۔یہ اِن معجزوں کو حیرت اور دلچسپی کے مظاہر سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے اور بہ نظر استحقار ان کو دیکھتے ہیں۔ان کے بہ قول اس طرح کے ''طُعبدے'' تو بمبئی اور کلکتہ میں کثرت سے دیکھنے میں آتے ہیں۔یہ خیالات قرآن کے واضح اسلوب کی سراسر نفی ہے۔
عقیدہ (۱۲): مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو زندہ ہی آسمانوں پر اُٹھا لیا گیا تھا ، اور اس طرح یہودیوں کے شکنجے سے بچا لیا گیا تھا ،مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ قربِ قیامت میں تشریف لائیں گے اور وہ وقت ابھی نہیں آیا۔	(۱۲) مرزا قادیانی اور اُس کے پیروکاروں کا عقیدہ کہ عیسیٰؑ وفات پا چکے،اور یہ کہ اُن کے زندہ ہونے کا عقیدہ رکھنا ''شرک'' ہے،اور یہ بھی کہ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔مرزا قادیانی کا دعویٰ اِس ضمن میں یہ ہے کہ وہ خود مسیح موعود ہے جو اُس کی شکل میں واپس دُنیا میں آ گئے ہیں۔
عقیدہ (۱۳): مسلم علماء کا ، احادیث کی روشنی میں یہ عقیدہ ہے کہ عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ اور مہدی بن عبداللہ دو الگ الگ شخصیات ہیں،ایک نہیں۔	(۱۳) مرزا غلام احمد نے لکھا تھا: ''اللہ سے وحی آجانے کے بعد میں اِس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ میں ہی مسیحِ موعود ہوں اور میں مہدی بھی ہوں جس کی آمد کی بشارت انجیل ،قرآن اور احادیث نے دی ہے ،لیکن میں تلواروں اور بندوقوں سے مسلح نہیں ہوں''۔

(اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ،از مولانا عبدالغنی پٹیالوی،۱۹۷۸ء۔مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان)

مندرجہ بالا دعاوی جو غلام احمد قادیانی نے کیے، جامع تجزیے کے متقاضی ہیں ۔ مندرجہ بالا شخصیات کا تقابل کیا جائے تا کہ قارئین پر حقیقت آشکار ہو سکے۔

مرزا قادیانی اور امام مہدی علیہ الرضوان کی شخصیات کا تقابل:

پچھلے ابواب میں بیان کردہ روایات سے یہ بات سچ ثابت ہوتی ہے کہ امام مہدی کا تعلق خانوادۂ رسول سے ہوگا اور وہ اہل بیت سے ہوں گے، مثلاً قریشی، ہاشمی، سیّد جب کہ مرزا قادیانی کا جنم تو ہندوستان کی سرزمین پر ہوا تھا اور وہ مغل خاندان سے تھا نہ کہ اہل بیت سے۔

☆..... مہدی آخرالزمانی کا اسم مبارک محمد ہوگا اور اُن کے والد کا نام عبداللہ ہوگا تاہم مرزا قادیانی کا نام ''غلام احمد قادیانی'' ہے اور اُس کے والد کے نام میں ''غلام مرتضیٰ'' لگتا ہے۔

☆..... جس وقت حضرت عیسیٰؑ دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی مینار پر نمودار ہوں گے اُس وقت امام مہدی شام میں ہوں گے۔ اور نماز کی امامت کے لیے مصلے پر کھڑے ہوں گے۔ مرزا قادیانی نے تمام زندگی کبھی دمشق کا سفر کیا نہ وہ کہیں سے ظہور کر کے آیا۔

☆..... امام مہدی کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ عدل قائم کریں گے اور زمین پر امن وامان کا بول بالا ہوگا جب کہ حقیقتِ حال اس وقت یہ ہے کہ زمین پر ناانصافی، فتنہ وفساد، بے چینی اور ظلم وبدعنوانی کا راج ہے اور یہ صورتِ حال غلام احمد قادیانی کے وقت میں بھی رہی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی وفات 1908 میں ہوئی، اور اُس کے بعد نہ تھمنے والی جنگ شروع ہوگئی۔ 1914 اور 1940 میں دو عظیم جنگیں ہوئیں۔ پھر مسلمان ممالک پر حملے اور روس، یوکرائن جنگ، لاکھوں انسانوں کی تباہی، خوراک کی کمی۔ جبکہ امام مہدی اور عیسیٰ کے آنے پر امن قائم ہوگا اور زمین تمام خزانے نکال دے گی۔ (مراد یہ کہ غلام احمد قادیانی مہدی آخرالزمانی ہرگز نہیں۔ اگر ہوتا تو دنیا میں امن کا بول بالا ہو چکا ہوتا۔)

مرزا قادیانی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیات کا تقابل:

☆..... عیسیٰ ابنِ مریمؑ، لُد کے مقام پر دجّال کا مقابلہ کریں گے اور بالآخر اُس کا خاتمہ کر دیں

گے۔مرزا قادیانی کے زمانے میں کوئی دجّال نہیں آیا نہ اُس نے ایسی کسی شخصیت کا سامنا کیا تھا۔اور نہ ہی مرزا قادیانی نے مقام لُد (Lud) کا سفر کیا۔

☆..... مہدی اور عیسیٰؑ کی عالمی حکومت سات برس کو محیط ہوگی اور یہ اُس وقت ہوگا جب اسلامی عقیدے کے مطابق زمین پر تمام موجودات بالآخر ختم ہوجائیں گی۔

☆..... حضرت عیسیٰؑ مدینہ کی طرف سفر کریں گے جہاں اُن کی قبر کی جگہ کی نشان دہی کی گئی ہے، جہاں وہ آخر کار نبی اکرمؐ کی قربت میں آسودۂ خاک ہوجائیں گے۔

احادیث میں اور بھی کئی نشانیاں ہیں جن سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امامِ مہدیؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی آمد پر تمام دنیا میں امن وامان قائم ہوجائے گا۔یہ باتیں وضاحت وصراحت کے ساتھ ہندوستانی عالم انور شاہ کشمیری کی تصنیف ''التّصریح بِما تواتر فی نزول المسیح''میں بیان ہوئی ہیں۔

سابقہ صفحات میں میں کئی ماخذ ومصادر کی مدد سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ مرزا قادیانی نے جعل سازی اور مکروفریب پر مبنی حربوں کے ذریعے اپنا ایک مابعدِ روحانی ہیولیٰ قائم کیا جس کا مقصد دوسروں کو اپنی برتری پر قائل کرنا، اپنی اصل شناخت پوشیدہ رکھنا اور دھوکہ دہی تھا۔

باب:14

جماعت احمدیہ کے قادیانی گروپ کی پاکستان مخالف چالبازیاں

جماعت احمدیہ کے قادیانی گروپ کی سیاسی چالبازیاں

کئی محققین کا خیال ہے کہ تحریک احمدیہ سرے سے مذہبی تنظیم ہے ہی نہیں، اگرچہ بہ ظاہر یہ مذہبی ہونے کا ڈھونگ رچاتی ہوئی نظر آتی ہے۔اس امر کے شواہد ملتے ہیں کہ مذہبی جماعت ہونے کی آڑ میں، اس کے بہت گہرے سیاسی مقاصد ہیں۔ پچھلے اوراق میں بتایا گیا ہے کہ ہندوستان پر برطانوی راج کے وقت کی انٹیلی جنس ایجنسیوں کی رپورٹس (بحوالہ پروفیسر بشیر احمد کی کتاب (Ahmadiya Movement: A British Jewish Connection) کے مطابق احمدیوں نے ''ریاست در ریاست'' کا ایک متوازی اور جداگانہ سیاسی اور سماجی نظام چلانے کی کوشش کی، تقسیم ہند کے بعد جب احمدی پاکستان میں آئے تو اُنھوں نے اپنے سیاسی اثر ورسوخ کو بڑھانے کے لیے اپنے گزشتہ نظام'' ریاست در ریاست'' کو نسبتاً زیادہ منضبط انداز میں آگے بڑھانے کی جدوجہد شروع کر دی۔ مرزا محمود (مرزا قادیانی کا دوسرا جانشین) نے اپنے اِس ''عزم'' کے اظہار کو پوشیدہ رکھنے کی ہرگز کوشش نہیں کی بلکہ کہا کہ وہ سیاسی طاقت کے حصول کے آرزومند ہیں، اور یہ بات ۱۹۵۲ء کی ہے جب ابھی پاکستان کو معرضِ وجود میں آئے، چند ہی برس گزرے تھے۔

مرزا بشیر الدین محمود نے کہا کہ:

> ''ہماری جماعتی مشکلات میں سے ایک احرار کی مخالفت ہے.....۔[جس کا] نقصان دہ پہلو یہ ہے کہ لوگوں کی طبائع میں غصہ اور نفرت پیدا کر دی جاتی ہے، جس کی وجہ سے بعض لوگ ہماری باتوں کو سننے سے بھی انکار کر دیتے ہیں۔ یہ پہلو ہمارے لیے یقیناً مضر ہے اور ہمیں اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ ہم اس وقت تک جس طرز سے اپنا تبلیغی لٹریچر تیار کرتے رہے ہیں، یا جس طرز سے ہم تبلیغ کرتے ہیں، اُسے تبدیل کر دیا جائے اور اُس کی بجائے موجودہ حالات اور خیالات کو مدنظر رکھ کر نئے طریق اختیار کیے جائیں.....۔ ''الفضل'' کا ذکر کرتے ہوئے حضور [مرزا بشیر الدین] نے فرمایا: اس کے خریداروں کی تعداد میں ایک عرصہ سے کوئی نمایاں اضافہ نہیں ہو رہا.....۔ اِس کی طرف سے لاپرواہی اور عدم توجہی اپنے

علم کو زنگ لگانے کے مترادف ہے۔''

''روزنامہ ''الفضل''، لاہور۔2/جنوری1952ء

مرزا بشیر الدین محمود نے مہتمم تبلیغ خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ذریعے ''الفضل'' میں، قادیانیوں کو اِشتعال دلاتے ہوئے، کھلے لفظوں میں حسب ذیل دھمکی دے ڈالی کہ:

''1952ء کو گزرنے نہ دیجئے۔ جب تک احمدیت کا رُعب دشمن (یعنی پاکستانی مسلمان) اِس رنگ میں محسوس نہ کرے کہ اب احمدیت مٹائی نہیں جاسکتی اور وہ مجبور ہوکر احمدیت کی آغوش میں آ گرے۔''

روزنامہ ''الفضل''، لاہور۔16/جنوری1952ء صفحہ 3

مرزا محمود نے اپنے 5/جنوری1952ء کو ربوہ کے ایک خطبہ میں پہلے ہی قادیانی جماعت کو ہدایت کردی تھی کہ اب فوج میں ہماری تعداد زیادہ ہوچکی ہے، اس لیے دیگر سرکاری محکموں میں قادیانیوں کو بھرتی ہونا چاہیے۔ دوسری ہدایت یہ کی گئی کہ لاکھوں کی تعداد میں اشتہارات شائع کیے جائیں۔

روزنامہ ''الفضل'' لاہور۔11/جنوری1952ء

مرزا بشیر الدین کی پہلی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے قادیانیوں نے سر ظفر اللہ کے منصب کے زیر اثر سرکاری محکموں کا رُخ کیا اور وزیر خارجہ کی بدولت سرکاری ملازمتوں کے دروازے قادیانیوں پر کھلتے چلے گئے۔ دوسری ہدایت پر کراچی میں ایک قادیانی تنظیم ''اینٹی ملا لیگ'' نے قدآدم اشتہارات شائع کردیے، جن میں احرار اور علماء کرام کے خلاف بے بنیاد پراپیگنڈہ کرکے، عوام کو اُن سے بدظن کرنے کی مذموم کوشش کی گئی۔

سر ظفر اللہ خان، پاکستان کے پہلے قادیانی وزیر خارجہ کا کردار:

مسٹر ظفر اللہ خان، قادیانی گروپ کے ایک بااثر قادیانی تھے۔ پاکستان کے وزیر خارجہ کی حیثیت سے انھوں نے کئی ایسے سیاسی منصوبے تشکیل دیئے جن کا تعلق جماعت احمدیہ کے سربراہ کی زور وشور سے جاری مہم سے تھا کہ ایوان اقتدار میں قادیانی اثر ورسوخ بڑھایا جاسکے۔

اقتدار کی غلام گردشوں میں قادیانی جماعت کے داخلے کا مقصد اول تا آخر اس کے بانی

مرزا غلام احمد قادیانی کے خوابوں کی تعبیر تھا۔ ظفر اللہ اپنی تصنیف ''تحدیث نعمت'' میں اس بات کا ذکر کھل کر کرتے ہیں کہ انھوں نے وزارت خارجہ کے ایام میں دوسرے ممالک کے دوروں کے دوران احمدیت کی تبلیغ کرنے کا فریضہ بہر طور سرانجام دیا۔ اپنے فرائض منصبی کی ادائی کے ساتھ ساتھ وہ بہت سے ممالک میں قادیانی عبادت گاہوں اور مراکز کے افتتاح کی ''کارروائی بھی سرانجام'' دیتے رہے۔ وہ قادیانی جماعت کے سربراہ کو پرستش کی حد تک تعظیم دیتے تھے اور بلا کی اطاعت شعاری سے اُن کے احکامات کی تعمیل کرتے تھے۔ اُن کا اس بات پر یقین تھا کہ قادیانیت کا پودا خود خدائے واحد کا لگایا ہوا ہے اور مرزا غلام احمد کا وجود نہ ہوتا تو اسلام بھی ایک زندہ مذہب کے طور پر قائم نہیں رہ سکتا تھا۔ اپنے خیالات کا اظہار وہ نہ صرف احمدی تنظیم کے ارکان کے سامنے کرتے بلکہ جماعت احمدیہ کے اجتماعات میں بھی اس کا اظہار کیا کرتے تھے۔

(الفضل، ۳۱ مئی ۱۹۵۲ء)

کیا ستم ظریفی ہے کہ پاکستان کی وزارت خارجہ کے اہم ترین منصب پر فائز شخص اپنی اتنی نازک اور اہم نوعیت کے حامل منصب کو قادیانیت کی تبلیغ کے لیے استعمال کرتا رہا۔ چنانچہ بانی پاکستان محمد علی جناح کے قریبی دوست، علامہ شبیر احمد عثمانی نے اُس وقت کے وزیراعظم لیاقت علی خان کو باقاعدہ خط لکھا کہ اتنے اہم عہدے پر ایسے اشخاص کا تعین کرنا خطرے سے خالی نہ ہوگا، آگے چل کر بھی یہ پالیسی پاکستان کے لیے مسائل پیدا کرے گی، قادیانی حلقوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ وزیراعظم لیاقت علی خان، ظفر اللہ خان کو اُن کے عہدے سے برطرف کرنے والے ہیں اور پھر بدقسمتی سے لیاقت علی خان کو ۱۹۵۱ء میں راولپنڈی میں قتل کر دیا گیا۔

پاکستان میں بہت سے لوگ ایسا سمجھتے ہیں کہ وطنِ عزیز کی خارجہ حکمتِ عملی کی غلط سمت متعین کرنے میں بھی قادیانیوں کا ایک اہم کردار ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان ایک کٹر قادیانی تھا۔ پاکستانی ریاست، اس کی خفیہ ایجنسیاں اور پاکستانی پارلیمان کے ارکان اِس باب میں تشویش کا شکار رہے کہ قادیانی گروپ کی خفیہ سرگرمیوں میں کم از کم پاکستان کے جنوب مغربی صوبہ بلوچستان کو مددگار عناصر مثلاً پاکستان فوج کے قادیانی افسران اور

پاکستانی انتظامی ڈھانچے میں موجود قادیانی ہمدرد عناصر کی مدد سے ایک احمدی ریاست میں بدل دیا جائے، پہلے پاکستانی وزیرِ خارجہ اور پاکستانی فوج کے کچھ سینئر قادیانی افسران بشمول چند جرنیلوں کے، سازشوں کے تانے بانے بنتے رہے اور نوبت بہ ایں جا رسید کہ پاکستانی ریاست کی بے توقیری اور ہمسایہ ممالک کی نظر میں اس کی حیثیت کمزور کرنے کی سرتوڑ کوششیں کی گئیں۔ بالخصوص سوویت یونین کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کو خراب کرنے کی کامیاب سازش کی گئی۔ اِنھوں نے سرد جنگ کے زمانے میں پاکستان کو سیٹو (Southeast Asian Treaty Organisation-SEATO)، جو اصلاً ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا سوویت یونین کے خلاف تشکیل کردہ عسکری اتحاد تھا، کا حصّہ زبردستی بنایا۔ اِس طرح نوزائیدہ ریاست پاکستان نے ابتداء ہی میں، امریکہ کے جاسوسی طیارے U-2 کو پاکستان کی فضائی راہداری (جس کا مقصد روس کے فضائی علاقوں میں دراندازی کرنا تھا) فراہم کر کے اپنے آپ کو خود بہ خود سوویت یونین کا حریف بنا لیا۔ بعد ازاں روس کی جارحانہ دھمکیوں کے بعد پاکستان نے اپنے اِس فیصلے پر نظرِ ثانی کی۔ بالکل ایسے ہی، اس احمدی گروپ نے پاکستان کو سینٹو (Central Treaty Organisation-CENTO) کا رُکن بننے پر زور ڈالا۔ یہ تنظیم بھی برطانیہ اور امریکہ کی کاوشوں سے وجود میں لائی گئی تھی۔ اور اس کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ مشرقِ وسطیٰ کے تیل کی دولت سے مالا مال خطّوں میں سوویت یونین کے روز افزوں اثرات کو کم کیا جائے۔ چنانچہ، ۱۹۵۹ء میں عراق اُس وقت اِس معاہدے سے منحرف ہو گیا جب اس کی روس مخالف بادشاہت کا تختہ اُلٹ دیا گیا۔ اِسی سال امریکہ اس تنظیم کا باقاعدہ وابستہ رکن بن گیا۔ ۱۹۸۹ء میں شاہِ ایران کے زوال کے بعد ایران بھی اس معاہدے سے منحرف ہو گیا اور یُوں یہ تنظیم تحلیل ہو گئی۔

مندرجہ بالا ملک دشمن عزائم پر مبنی معاہدوں اور دخل اندازیوں کی تفصیل اس تصنیف میں دیکھی جا سکتی ہے جس کا عنوان: "The Reminiscences of Sir Mhmammad Zafrulla Khan" یہ وہی صاحب ہیں جو پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ کے منصب پر فائز رہے۔ اردو میں اس کتاب کا عنوان ہے ''تحدیث نعمت'' (یہ بھی یاد رہنا چاہیے کہ مقبوضہ کشمیر میں پاکستانی فوج کی ناکام دراندازی کا ''سہرا'' بھی عساکر پاکستان میں موجود قادیانی افسران کے سر جاتا ہے) اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کا

چارٹر اور بین الاقوامی قوانین اس امر کو یقینی بناتے ہیں کہ تمام اقلیتوں کا، خواہ وہ نسلی بنیادوں پر ہوں یا مذہبی بنیادوں پر ریاست کے شہریوں کی حیثیت سے اُن کا تحفظ کیا جائے۔ چنانچہ ایک اقلیت کی حیثیت سے، احمدیوں کے تمام گروہوں بشمول قادیانی گروہ کو پاکستان میں وہی حقوق حاصل ہیں جن کا تقاضا انسانی حقوق کے منشور کی شق ۲۵ اور آئین پاکستان کرتا ہے۔ شق ۲۵ انھیں برابر کے حقوق دیتی ہے اور وہ ان مساویانہ حقوق سے پورا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مسئلہ دراصل یہ ہے کہ قادیانی، پاکستان کے آئین کو تسلیم ہی نہیں کرتے۔ مزید برآں وہ تو پاکستانی شہریوں کو بھی غیر مسلم قرار دیتے ہیں کیونکہ قادیانی عقائد کے مطابق جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی تسلیم نہ کرے وہ مسلمان ہی نہیں تاہم یہ معاملہ اس قدر سادہ نہیں جتنا ''مذہبی آزادی'' اور ''حقوق انسانی'' کے نام پر نعرہ بلند کرنے والوں کو نظر آتا ہے۔ چنانچہ بہت سنجیدگی سے اس امر کا تقاضا کیا جاتا ہے کہ اس معاملے کو جو کہ ایک صدی سے بھی زیادہ پرانا ہے، گہرائی میں جا کر دیکھیں اور عمیق نظر سے اس کا جائزہ لیں تو دوسری اقلیتوں ہی کی طرح پاکستانی احمدیوں کو اُن کی مذہبی آزادی کے ضمن میں، پاکستان کا آئین تحفظ فراہم کرتا ہے۔ پاکستان میں کبھی کسی حکومت نے ان کے بنیادی حقوق کو وجہ تنازع نہیں بنایا۔ حقیقت یہ ہے کہ عدلیہ نے کئی سماجی اور معاشی ناہمواری کے معاملات کو بہ خوبی نپٹایا ہے اور انصاف فراہم کیا ہے۔ یہ بات بھی دل چسپی سے خالی نہیں کہ اس احسن طرز عمل کے سبب کئی احمدیوں نے اپنا گزشتہ عقیدہ ترک کر کے اسلام کے دامن میں پناہ تلاش کی ہے۔ کیونکہ اپنے سابقہ لیڈران کے عمل نے انھیں بددل اور مایوس کیا تھا۔ انھیں اس فیصلے کے نتائج وعواقب کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ جن میں سابقہ اراکین جماعت احمدیہ (منحرفین) کا اور ان کے اہل خانہ کے قتل کا حکم بھی شامل تھا اور یہ سارا کچھ جماعت احمدیہ کے سرکردگان کے اشارے پر کیا جاتا تھا اور جس کا پول انھی مظلومین نے کھولا۔ بنیادی طور پر تمام منحرفین جماعت احمدیہ کو سزائیں دی گئیں جن میں اتہام تراشی، سماجی مقاطعہ، دھمکی آمیز رویے اور تمام رشتے ناطے منقطع کیا جانا شامل تھا۔

ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ:

حکومت کے ادارے اور پارلیمان کے اراکین طویل عرصے تک اسی یقین پر کاربند رہے

کہ وطن عزیز کی سالمیت کو انھی قادیانیوں سے خطرہ ہے۔ بدقسمتی سے نوزائیدہ ریاست پاکستان، اس انتہائی بارسوخ ملک دشمن گروہ کو لگام ڈالنے میں ناکام رہی۔ صرف یہی نہیں بلکہ کئی مصنفین نے ستمبر ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں قادیانیوں کے منفی کردار کی نشان دہی بھی کی تھی۔ ہندوستان نے رات کی تاریکی میں پاکستان پر حملہ کر دیا لیکن عساکر پاکستان کے قادیانی جرنیلوں کی حکمت عملی، پاکستانی حکومت کی جنگی حکمت عملی سے یکسر مختلف تھی۔ پروفیسر بشیر احمد نے اپنی انگریزی کی تصنیف بہ عنوان ''Ahmadiyya Movement'' کے باب "Ahmadi Dissidents,The Realists""صفحہ ۳۲۸ پر لکھا ہے کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں احمدی خفیہ اور اعلانیہ دونوں طرح کی سرگرمیوں میں ملوث تھے۔ دراصل قادیانی، اپنے رہنما مرزا غلام احمد قادیانی کی جائے ولادت ''قادیان'' جانا چاہتے تھے۔ یہ تبھی ممکن تھا اگر پاکستانی فوج بھارت سے جنگ ہار جاتی۔ اس واقعے سے ظاہر ہے کہ قادیانی ہر قیمت پر دوسروں پر اپنا غلبہ برقرار رکھنا چاہتے ہیں خواہ اس سے ہر طرح کے نتائج دوسروں کو بھگتنا پڑیں اور خواہ وہ احمدی تحریک کے معین کردہ مقاصد کے مطابق ہوں یا نہ ہوں۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ احمدی پاکستان میں سیاسی اثر ورسوخ چاہتے ہیں اور اپنے مقاصد کے حصول کے لیے کچھ بھی کر گزرنے کو تیار رہتے ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں مرزا محمود نے جو مرزا قادیانی کا جانشین دوم تھا، اپنی ایک تقریر میں عظیم تر سیاسی اور عسکری اثر ورسوخ کے حصول کے لیے اپنی حکمت عملی یوں پیش کی:

''باوجود اس حقیقت کے کہ ہمارے لوگ تمام سرکاری محکموں میں موجود ہیں۔ جماعت اُن کے تمام تر خواص وخوبی سے مستفید نہیں ہو پا رہی۔ مثال کے طور پر بڑے بڑے شعبے جن میں فوج، پولیس انتظامیہ، ریلوے، مالیات، حساب کتاب (اکاؤنٹس) کا شعبہ، کسٹم کا محکمہ اور انجینئرنگ کا شعبہ شامل ہیں۔ ان شعبہ جات کے ذریعے ہم اپنے مفادات کا تحفظ کر سکتے ہیں۔ ہمارے جوان بڑی تعداد میں افواج پاکستان سے وابستہ ہوتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دیگر شعبہ جات کی نسبت ان کی تعداد (یعنی ہمارا اثر ورسوخ) اس شعبے میں کافی زیادہ ہے۔ ہم انھیں یا اُن کی صلاحیتوں کو بروئے کار نہیں لا سکتے کیوں کہ باقی محکموں میں عددی قوت کا یہ تناسب نہیں ہے۔ آپ لوگ بلاشبہ اپنے بیٹوں

کو محکمہ جات میں بھیجنے کے مجاز ہیں لیکن اُن نوجوانوں کو ایسے محکموں کا انتخاب کرنا چاہیے جہاں اُن کی صلاحیتیں ہماری جماعت کے کام آسکیں۔ پیسے صرف تبھی کمائے جاسکتے ہیں جب ہمارے لوگ ہر محکمے میں ہوں اور ہم ہر جگہ رسائی کی طاقت رکھتے ہیں۔

(الفضل،۱۱ جنوری ۱۹۵۲ء شمارہ ۱۶ صفحہ ۴ خطبات محمود، جلد ۳۳ صفحہ ۷۰۶)

قادیانیوں کی طرف سے ''ریاست در ریاست'' کی سازش:

قادیانی ہمیشہ سے ''اکھنڈ بھارت'' چاہتے ہیں۔یعنی پاکستان کی شناخت کو ختم کر کے واپس بھارت میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔لہٰذا وہ پاکستان کے آئین اور قانون کو نہیں مانتے اور ''ریاست در ریاست'' کے نظریے پر عمل پیرا ہیں۔ایک قادیانی پیشگوئی کے مطابق جو ۱۹۴۷ء میں تقسیم برصغیر سے چند ماہ قبل کی گئی تھی، اگر برصغیر کی دو حصوں میں تقسیم ہو بھی جاتی ہے تو یہ ''عارضی'' ہوگی اور قادیانیوں سے کہا گیا کہ وہ اس ''عارضی'' دورانیے کو جلد از جلد ختم کرنے کی کوششیں کریں۔(الفضل،۱۶ جنوری ۱۹۵۲ء ص ۳)

گزشتہ ابواب میں دیے گئے حوالہ جات کے مطابق، برطانوی راج کے دور میں بھی، قادیان کا معاملہ ''ریاست در ریاست'' والا ہی تھا۔اُن کی اپنی عدلیہ اور تعزیراتی قوانین تھے۔ پاکستان میں بھی قادیانیوں نے اپنے ہیڈکوارٹر چناب نگر (ربوہ) میں یہی طرز عمل اپنا رکھا ہے۔برطانیہ اور یورپ کے دوسرے ممالک میں بھی قادیانی قیادت اپنے اراکین کو اپنے مسائل مقامی عدالتوں میں لے جانے کی بجائے جماعت کے قائم کردہ متوازی نظام سے حل کروانے کی ہدایت دیتی ہے۔مسئلہ اصل میں یہ ہے کہ خود وطن عزیز میں کئی سرکاری اور تعلیم یافتہ طبقے بھی اس بات کو جان نہ سکے کہ قادیانی پاکستان کو بدل ڈالنا چاہتے ہیں یا کم از کم پاکستان کے جنوب مغربی صوبے بلوچستان کا نقشہ تبدیل کرنا چاہتے ہیں اور اسے قادیانی فوجی افسران کی تائید و استعانت سے قادیانی ریاست میں تبدیل کر دینا چاہتے ہیں۔یہی نہیں بلکہ انھیں اعلیٰ فسران کے ساتھ ساتھ سینئر بیوروکریٹس اور وزراء کی تائید اور تعاون بھی حاصل ہے۔جن کو بہت چالاکی کے ساتھ ان مناصب پر فائز کیا گیا ہے۔

جب ۱۹۷۴ میں قادیانیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو اُس کی کارروائی سے قادیانیوں کے ملک دشمن اور متشددانہ عزائم پر روشنی پڑتی ہے اور یہ پاکستانی پارلیمان کے کئی ارکان کے بیانات کی شکل میں واضح ہے۔ یہاں ذیل میں ہم ایک اور ایسا ہی بیان دیکھ سکتے ہیں۔ جس سے واضح ہوگا کہ قادیانی سرگرمیاں دراصل پاکستان میں ''ریاست اندر ریاست'' کی کارروائی کی مانند ہی ہیں۔ یہ مرزا قادیانی کے دوسرے جانشین مرزا محمود کا ایک بیان ہے جو ۱۹۵۲ء ہی سے نوزائیدہ مملکت کے اندر سیاسی اثر ورسوخ کے خواہش مند تھے۔ وہ کہتے ہیں:

''کچھ دلیرانہ اقدامات، جوش وجذبے پر مبنی جہد مسلسل اور نظم وضبط کے سہارے ہم 1952ء میں ایک عظیم انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔۔۔ 1952 کا یہ سال یونہی رائیگاں نہیں جانا چاہیے۔ ہمیں اپنے دشمن کو یہ بات سمجھانا ہوگی کہ احمدیت ایک ایسی نا مسدود قوت میں بدل چکی ہے کہ وہ (یعنی پاکستانی مسلمان) اپنا عقیدہ چھوڑ کر اس (قادیانی) عقیدے کو اختیار کر لیں۔''

(الفضل، 1952ء ص 3)

یہ بیان ایک اہم اور اعلیٰ سطح کی میٹنگ میں کئی اعلیٰ افسران اور سیاسی لیڈروں کی موجودگی میں دیا گیا اور اس قادیانی جماعت کی اس نوعیت کے بیانات وخطبات کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۹۵۳ء میں تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت چلی اور اُس کے نتیجے میں قریب قریب دس ہزار سے زیادہ مسلمانوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ یاد رہے کہ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہے وکی پیڈیا (WikiPedia) کے مطابق پاکستان میں مسلمانوں کی آبادی 2023ء میں 96.47 فیصد ہے جبکہ ہندو 2.14 فیصد، عیسائی 1.27 فیصد جبکہ احمدی (لاہوری اور قادیانی) صرف اور صرف 0.09 فیصد۔ دوسرے 0.02 فیصد ہیں یعنی تقریباً دو لاکھ۔ انڈونیشیا کے بعد پاکستان میں مسلم آبادی کی اکثریت دوسرے نمبر پر ہے۔ اکثریتی آبادی اہل سنت فقہ سے ہے (پچاسی تا نوے فی صد) جب کہ دس تا پندرہ فیصد آبادی اہل تشیع کی ہے۔ چنانچہ، مندرجہ بالا معلومات کی روشنی میں یہ بات از حد حیران کن ہوگی کہ اگر یہ کہا جائے کہ قریباً 200 ملین مسلمان، چند لاکھ قادیانیوں کے تابع ہو جائیں، یہ بات غیر مناسب ہوگی اور غیر دیانتدارانہ بھی کہ اگر ہم پاکستان میں قادیانیوں کے سیاسی کردار کو نظر

انداز کر دیں۔تاہم،حکومت پاکستان نے محسوس کیا کہ حالات کے پیش نظر اہم تر ضرورت اس بات کی تھی کہ قادیانیوں کو اقلیت کا درجہ دے دیا جائے اور ریاست کی قوت کو نافذ کیا جائے۔

مرزا محمود کے بیانات میں واضح شواہد ملتے تھے کہ وہ اپنے پیروکاروں کو حکومت وقت کے خلاف اکسانے کی نیت اور تیاری دونوں ہی پر عمل پیرا تھے نہ صرف یہ بلکہ ملک کی 97 فی صد مسلمان اکثریت کو چیلنج کرنے پر مائل کر رہے تھے جس سے ریاست کے مختلف شعبوں میں بے چینی اور عدم تحفظ کو راہ ملی۔حکومتی خفیہ ادارے اس امر پر متفق ہو گئے کہ قادیانی یہ سب اس لیے کر رہے تھے کہ اُن کے پیش نظر درج ذیل مقاصد تھے۔

(الف) ایک احمدی ریاست کا قیام (کم از کم پاکستان کے کسی ایک صوبے میں۔قادیانیوں کا ٹارگٹ صوبہ بلوچستان تھا)

(ب) پاکستان پر سیاسی کنٹرول حاصل کرنا

(ج) اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کیلئے تمام تر ذرائع کو بروئے کار لانا

(د) پاکستان میں تمام سرکاری محکموں میں تزویراتی نقطہ نظر سے اہم دفاتر اور مناصب کا حصول۔

قادیانیوں کے جنگجویانہ ہتھکنڈے اور ''ریاست در ریاست'' کی پالیسی:

فلیچر سکول آف لاء اینڈ ڈپلومیسی، ریاست ہائے متحدہ امریکہ (Fletcher School of Law and Diplomacy U.S.A) کے پروفیسر بشیر احمد کے مطابق ہندوستان میں برٹش راج کے وقت برطانوی محکمہ جاسوسی [CID] کی رپورٹوں میں تحریک احمدیہ کے قادیان کے اندرونی ڈھانچے کا ذکر بھی کیا ہے جو انھوں نے ''ریاست در ریاست'' (State within State) کی شکل میں بنا رکھا تھا۔وہ اپنی تصنیف بہ عنوان: Ahmadiya Movement A British Jewish Connection (تحریک احمدیہ، طبع شدہ ۱۹۹۴ء) میں برطانوی انٹیلی جنس اداروں کی متحدہ ہندوستان کے وقت کی رپورٹوں کے حوالے سے رقم طراز ہیں۔

''.....قادیان میں مقیم احمدیوں کا عمومی طرز عمل روز بروز واضح طور پر جنگجویانہ اور جارح ہوتا چلا جا رہا تھا۔ ۱۹۳۴ء میں موصول ہونے والی رپورٹوں کے مطابق قادیان کی احمدی کمیونٹی کے ہاں واضح طور پر خود مختاری کا رُجحان اور ''ریاست کے اندر ریاست'' بنانے کا طرزِ فکر و عمل دیکھنے میں آ رہا

تھا۔علاقائی طور پر اس کے مظاہر مندرجہ ذیل صورتوں میں نظر آئے:

(الف) رضا کاروں کا ایک جتھّہ جنھیں بندوق چلانے کی تربیت حاصل کرنے کی غرض سے اسلحہ استعمال کرنے کی اجازت ہے۔

(ب) احمدی عدالتیں جو''ادارۂ فوجداری کے نام سے معروف ہیں۔اُن دستاویز سامنے آئی جو''قادیانی عدالت'' کی جانب سے ملزم کی عدالت طلبی کا پروانہ تھا۔اس دستاویز میں جو اصطلاحات استعمال کی گئی تھیں وہ بعینہٖ برطانوی عدالتوں میں مستعمل اصطلاحات کے مماثل تھیں۔یہ خبر ملی کہ اگر احمدیوں کے جذبات برانگیخت کیے جاتے تو متعلقہ افراد کو مقاطعے کی سزا ملتی تھی،غیر احمدیوں کو ایسے مواقع پر جبراًلایا جاتا تھا،یہ کہ مرزا بشیر الدین محمود نے قادیان میں ایک متوازی حکومت قائم کر رکھی تھی، اس صورت میں کہ اُس نے باقاعدہ احمدی تعزیراتی قوانین (Ahmadi Penal Code) متعارف کرایا تھا جو اعلانیہ برطانوی قوانین سے متضاد تھا اور یہ کہ احمدی''عدالتوں'' کے لیے یہ عام سی بات تھی کہ کسی قادیانی کو کوڑوں کی سزا دی جائے یا شہر بدر کر دیا جائے۔

(ج) تیسری صورت تھی انجمن احمدی،جو بہ ظاہر احمدیوں کی سیاسی فلاح و بہبود کی غرض سے تشکیل دی گئی جماعت تھی۔''(پروفیسر بشیر احمد،احمدیہ موومنٹ ۱۹۹۴ء)

یہ امر انتہائی قابل غور ہے کہ جو بھی شخص پاکستان کے آئین اور قانون کو توڑتا ہے اُسے مغربی ممالک کے اربابِ اقتدار و اختیار انتہائی پر جوش طریقے سے خوش آمدید کہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔اور یہ سب نام نہاد''انسانی حقوق'' اور''مذہبی آزادی'' کے بینر تلے ہوتا ہے۔یہ معیار کشمیری، فلسطینی اور روہنگیا کے مسلمانوں کے حقوق کے لیے کسی بھی بین الاقوامی پلیٹ فارم پر اِس پر جوش طریقے سے نظر نہیں آتا۔



پاکستان سے سزا یافتہ عبدالشکور نامی قادیانی کتب فروش،سابق گورنر سلمان تاثیر کے بیٹے کی ہمراہی میں امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ سے مل کر پاکستان کے خلاف معاندانہ پراپیگنڈہ کر رہا ہے۔

قادیانی ایجنڈا اور پاکستانی سفارت خانوں کا غلط استعمال:

یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی اگر قارئین کو یہ بتایا جائے کہ سر ظفر اللہ خان قادیانی، تقسیم ہند یعنی ۱۹۴۷ء سے قبل بھی قادیانی جماعت سے وابستہ اور اُس کے مفادات کے لیے کام کر رہے تھے۔ جلد ہی وزیر خارجہ کے منصب پر متمکن ہونے کے بعد انھوں نے اپنے منصب کا ناجائز استعمال شروع کر دیا۔ اور قادیانی تعلیمات کی تبلیغ اور نشر واشاعت کے لیے وہ اپنے سرکاری عہدے کا استعمال آزادانہ اور بلاخوف کرنے لگے۔ اس غلط طرز عمل نے پاکستان کے سفارتی وفود کے ذریعے قادیانی تعلیمات کی ترویج کی بنیاد رکھ دی بلکہ ایک ایسے ایجنڈے کی بنیاد رکھی تھی جو مسلم دنیا کے نقطہ ہائے نظر سے بالعموم اور پاکستان کی خارجہ پالیسی سے بالخصوص میل نہیں کھاتا تھا بلکہ اس سے یکسر متضاد تھا۔ پاکستان کے عوام اور اعلیٰ سیاسی شخصیات اس امر پر اپنے آپ کو اندھیرے میں پاتی تھیں کہ سر ظفر اللہ خان یا دوسرے قادیانی افسران کی پشت پناہی سے قادیانی مفادات پر مبنی منصوبے منظر عام پر آتے تھے اور عوام یا غیر قادیانی سرکاری افسران اس سے قطعی لاعلم ہوتے تھے اور اپنے اندر اِس دھوکہ دہی پر غم وغصے کے جذبات رکھتے تھے۔ چنانچہ آگے چل کر انھی حالات نے ۱۹۵۳ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت کو جنم دیا۔

یہ ہرگز حیرت کی بات نہیں کہ یہ حقیقت سامنے آنے پر مسٹر ظفر اللہ خان، فوج میں موجود جرنیلوں کی وجہ سے اور دوسرے قادیانی سرکاری افسروں کے استعفے جات کا مطالبہ زور پکڑنے لگا۔ لیکن قادیانیت کی جڑیں اس قدر مضبوطی سے زمین میں پیوست تھیں کہ اُس وقت کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے بھی اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ تھا وہ تمام منظر نامہ جو قادیانی قیادت کے احکامات کے نتیجے میں قادیانی افسران نے مختلف کلیدی عہدوں پر فائز ہو کر تخلیق کیا تھا!

قادیانی رہنماؤں کی کئی تحریروں سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اُن کے عزائم اقتدار کی غلام گردشوں میں اپنے قدم مضبوطی سے جمانے اور تمام ہی سرکاری محکموں میں اپنا اثر ورسوخ قائم کرنے کے لیے تھے۔ یہ سلسلہ اتنے تواتر سے جاری رہا کہ انھوں نے مسلمانوں کے خلاف تشدد اور دہشت گردی کی کارروائیاں شروع کر دیں جس میں ۱۹۷۴ کو نشتر میڈیکل کالج کے طلبا پر قادیانی مرکز ربوہ کے شہر میں قادیانی مرکزی قیادت کی ہدایت پر ٹرین سے زبردستی اتار کر پرتشدد حملہ کرنا بھی شامل تھا۔ بالآخر ۱۹۷۴ء میں باقاعدہ قانون سازی کے ذریعے تمام احمدیوں کے (قادیانی اور لاہوری گروہوں) کو ''غیر مسلم اقلیت'' قرار دے دیا گیا اور دستوری ترامیم کی شکل میں پاکستان مخالف قادیانی مسموم ومذموم عزائم اور پاکستانی سالمیت کے درمیان سدسکندری قائم کر دی جس کو توڑنا یا منہدم کرنا ان کے لیے ازحد مشکل تھا۔ تاہم، دیگر اقلیتوں ہی کی مانند قادیانی بھی اقلیتوں کے لیے مختص تمام حقوق سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ (نیشنل اسمبلی آف پاکستان 1974ء)

قادیانیوں کا تخلیق پاکستان کے خلاف نقطۂ نظر:

قارئین کو یہ بات باور کرانے کی ضرورت ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا اور قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ اقبالؒ جیسی شخصیات پاکستان کو ''پاکستان کا مطلب کیا، لاالہ الا اللہ'' کا طرزِ حکومت دینا چاہتے تھے اور اس کے لیے وہ قرآن کو اپنا آئین مانتے ہوئے ریاست مدینہ جیسی اسلامی ریاست قائم کرنا چاہتے تھے اسی لیے اس مقدس سرزمین کی تخلیق پر اس کا نام ''اسلامی جمہوریہ پاکستان'' رکھا گیا۔ اور دوقومی نظریے کی بنیاد پر مسلمانوں اور ہندوؤں کو دو الگ خطے، پاکستان اور بھارت بنانے پڑے۔ اگلے صفحات میں یہ بتایا جائے گا کہ کس طرح قادیانیوں نے برطانوی راج کو یہ درخواست دی کہ قادیان میں ان کا حق رائے دہی مسلمانوں میں شامل نہ کیا جائے۔ لہٰذا یہی وجہ ہے کہ ان کا ووٹ پاکستان بننے کے حق میں استعمال نہ ہوسکا اور گورداسپور پاکستان کی بجائے بھارت کے حصے میں چلا گیا۔ اس سازش کی بنیاد پر بھارت کو کشمیر جانے کے لیے زمینی راستہ میسر آ گیا۔ اور یہ بات عام آدمی کی سمجھ سے باہر ہے۔ قیام پاکستان کے وقت قادیانی گروہ نے اپنا مرکزی دفتر ربوہ (موجودہ چناب نگر) صوبہ پنجاب ہی کو بنایا۔

دوقومی نظریہ:

اس کتاب کے گزشتہ ابواب میں یہ بات کی جا چکی ہے کہ اسلام کی 1444 برسوں پر محیط تاریخ میں مسلمانوں نے ختم نبوت کے عقیدے پر کبھی سمجھوتہ نہیں کیا، تاہم یہ حقیقت بھی ناقابل تردید ہے کہ مرزا قادیانی ہی کی تحریروں سے واضح ہوتا ہے کہ بنیادی اور مسلمہ عقیدہ ختم نبوت اور عیسی ابن مریمؑ سے متعلق امت مسلمہ کے عقائد میں نقب زنی کی کوشش کی گئی۔ مرزا قادیانی کی یہ کوشش تھی کہ اُس کو محمد ﷺ اور عیسیٰؑ کا مقام سونپ دیا جائے۔ یہی سبب ہے کہ اپنی تشکیل کی ابتداء ہی سے یہ جماعت، دائرہ اسلام سے دور سمجھی گئی۔ اس کی وجہ قادیانی جماعت کے بنیادی عقائد میں، عقیدہ ختم نبوت سے انکار اور دعویٰ مسیح موعود ہونا شامل ہے۔

دو عالمگیر جنگوں کے بعد، برطانیہ کا قبضہ ہندوستان پر کم زور پڑنا شروع ہوا، چنانچہ انھوں نے اپنی نوآبادیات کو چھوڑ کر واپس جانے کا فیصلہ کیا۔ برطانیہ نے اگرچہ یہ ملک مغلیہ سلطنت سے چھینا تھا مگر وہ اب اپنی واپسی پر اس کا انتظام وانصرام مسلمانوں کو نہیں دینا چاہتے تھے، چنانچہ تاج برطانیہ نے ہندوستان کی دو بڑی اقوام ہندوؤں اور مسلمانوں، دونوں ہی سے گفت وشنید کا آغاز کیا۔ یہی بعد ازاں ''دوقومی نظریہ'' کہلایا جس کی بنیاد پر پاکستان وجود میں آیا۔

اکثریتی مسلم آبادی پر مبنی علاقوں والے اس مسلم ملک کی واضح نظریاتی حدود ہیں جن سے متعلق پاکستانی قوم بہت حساس ہے۔ اس کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت پاکستانی اداروں اور شہریوں، ہر دو کے ذمہ ہے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ غیر مسلم اقلیتیں یہاں اپنے اپنے حقوق کے تحت عیسائی، ہندو اور سکھ اپنے مذہبی عقائد کے مطابق رہ سکتے ہیں۔

اس بات کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ امن عامہ کے دشمن اور دہشت گرد ان اقلیتوں کے ساتھ تشدد و جبر بھی کرتے رہے ہیں لیکن اس صورت حال کا تقابل برطانیہ، نیوزی لینڈ، فرانس، امریکہ اور دیگر ممالک سے بھی کرنا چاہیے۔ جہاں مسلمانوں اور یہودیوں کی عبادت گاہوں اور قبرستانوں تک کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔

پاکستان اپنی تشکیل سے ماقبل اور مابعد قادیانی سرگرمیوں کے نتیجے میں جن مصائب ومشکلات سے گزرا ہے۔اُس کے پیش نظر 1974ء اور بعدازاں 1984ء میں۔حکومت پاکستان نے پارلیمان کے اجتہاد کے ذریعے دستور قوانین میں خصوصی ترامیم کر کے، بالخصوص تعزیراتی قوانین میں تبدیلیوں اور اضافوں کے ذریعے سخت پابندیوں کا نفاذ کیا۔راقم الحروف نے اس سلسلے میں 2020ء میں اس وقت کے وزیر خارجہ جناب شاہ محمود قریشی، اسپیکر قومی اسمبلی جناب اسد قیصر، مذہبی امور اور اقلیتوں کے وزیر جناب نورالحق قادری، چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی برائے امور خارجہ ملک محمد احسان اللہ ٹوانہ، چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی برائے مذہبی امور مولانا اسعد محمود، چودھری پرویز الٰہی ایم پی اے، سپیکر پنجاب اسمبلی، اقلیتی کمیشن کے چیئرمین ڈاکٹر شعیب سڈل اور بہت سے سینئر بیوروکریٹس، صحافی حضرات، ماہرین تعلیم وغیرہ سے ملاقاتیں کیں تاکہ اقلیتوں کے حقوق بالخصوص قادیانی جماعت سے متعلق معلومات حاصل کرسکوں۔

پاکستان ایک جمہوری مملکت ہے اور پارلیمان کے منتخب نمائندوں نے باقاعدہ دستوری ترامیم کے ذریعے قادیانیوں کے تمام گروہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔سرکاری افسران نے مجھے یہ بھی بتایا کہ قادیانی، پاکستان کے آئین کو تسلیم نہیں کرتے اور کئی مواقع پر سول نافرمانی کا مظاہرہ بھی کرتے رہے ہیں۔ریاست دستور پاکستان کے تحت انھیں ان کے حقوق دینے کی پابند ہے۔دیگر اقلیتوں کی مانند یہ بھی اپنے حقوق سے مستفید ہوسکتے ہیں۔ان کے پاس حق رائے دہی بھی ہے اور قومی وصوبائی اسمبلیوں میں ان کے منتخب نمائندے بھی موجود ہیں۔

قادیانیوں کی مشکوک وفاداریاں:

قادیانی گروپ کی سرگرمیاں اور نظریاتی سوچ کئی سوالوں کو جنم دینے کے ساتھ ساتھ ان کی وفاداری و وابستگی سے متعلق بھی کئی سوالات کو جنم دیتی ہے۔پاکستان کے محب وطن سیاستدانوں اور سرکاری اداروں کو قادیانیوں سے متعلق جو تحفظات ہیں، اس کی تفصیل قومی اسمبلی کے 1974 کے اجلاس کی کارروائی میں موجود ہے۔مختصراً ذیل میں دیکھئے:

ا۔پاکستان کو ختم کرنے کا نظریہ اور کشمیر کو بھارت کے حوالے کرنی سازش:

پاکستانی خفیہ اداروں کی نظر میں قادیانیوں کی اس ملک سے وفاداری مشکوک ہے۔ یہ بات کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں کہ تقسیم ہند کے وقت (۱۹۴۷ء) میں جب یہ سوال کیا گیا کہ آیا وہ ہندوستان میں رہنا چاہتے ہیں یا پاکستان میں، تو قادیانی رہنماؤں نے ہندوستان میں رہنے کے حق میں رائے دی کیونکہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے مختلف تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان نے قادیانیوں کے ووٹ نہ ملنے کی وجہ سے ایک اہم ضلع یعنی گورداسپور کو گنوا دیا۔ وجہ یہ کہ ضلع گورداسپور کے شہر قادیان میں مرزا قادیانی کی قبر ہے اور قادیانیوں نے ریفرنڈم میں پاکستان کے حق میں ووٹ نہیں دیا تھا۔ یاد رہے کہ گورداسپور وہی ضلع ہے جہاں سے کشمیر کو براہ راست رسائی ممکن ہے۔ چنانچہ ہندوستانی افواج گورداسپور سے بالواسطہ پٹھانکوٹ، کشمیر تک آسانی سے جاسکتی ہیں۔ آج بھی کئی دانشور حلقے اس امکان کو نظر انداز نہیں کرتے کہ یہ قادیانیوں کی خفیہ سازش تھی کہ پاکستان کے حق میں انتخاب رائے دہی استعمال نہ کر کے ہندوستان کو کشمیر تک رسائی فراہم کر دی جائے۔ یہ بات بھی سبھی جانتے ہیں کہ اسی راستے کی بدولت ہندوستانی فوجیں کشمیر جا پہنچیں اور اسی قبضے نے دونوں ممالک (ہندوستان اور پاکستان) کے مابین تنازعات کو جنم دیا تھا۔ یہ تنازع اب ستر سال سے زیادہ ہونے کو ہے اور اب تک جاری ہے، اور جہاں ہزاروں کشمیری مسلمان خواتین کو بے آبرو کیا جا رہا ہے اور طاقت کے بل بوتے پر کشمیری مردوں کی بہیمانہ قتل وغارت کی جارہی ہے، لاکھوں کشمیری لوگ بے گھر ہو رہے ہیں۔ نہتے کشمیری مسلمان آٹھ لاکھ بھارتی فوج کا مقابلہ جاری رکھے ہوئے ہیں مزید یہ کہ کشمیر کے اندر دور دراز علاقوں سے لا کر ہندو آباد کیے جا رہے ہیں تا کہ کشمیری مسلمانوں کو اکثریت کی بجائے اقلیت میں بدل دیا جائے، یہ ہیں وہ نتائج جو قادیانیوں کی ایک سازش کی وجہ سے کشمیری مسلمان آج تک بھگت رہے ہیں۔

آزاد کشمیر میں قادیانی صدر کا تقرر:

اس ضمن میں کشمیریوں کی حالت زار سے متعلق اقوام متحدہ کی کئی قراردادیں ہیں۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستان کی مدد سے کشمیر نے اپنی سرزمین بھارتی غاصبانہ قبضے سے قریب قریب آزاد کرالی تھی تاہم اُس وقت کے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان (جو کہ متعصب قادیانی تھے) نے وزیر اعظم لیاقت علی خان کی ہدایات کو پس پشت ڈال دیا اور اقوام متحدہ میں یہ عہد کر کے اٹھ آئے کہ پاکستانی افواج کشمیر کے بعض علاقہ جات کو چھوڑ دیں گی۔ یہ حقیقت بھی ناقابل فراموش ہے کہ جب وزیر اعظم لیاقت علی خان نے ۱۹۵۱ء میں اس خیال کا اظہار کیا کہ وہ ظفر اللہ خان کو اُن کے عہدے سے ہٹا دیں گے تو پراسرار حالات میں لیاقت علی خان کا قتل کر دیا گیا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ سردار محمد ابراہیم خان جو کہ آزاد کشمیر کے صدر کو ہٹا کر ایک قادیانی فوجی کپتان، سید

علی احمد شاہ کو لایا گیا۔(۳۰ مئی ۱۹۵۰ء تا ۲ دسمبر ۱۹۵۱) تاہم جب قادیانی سازش کا پول کھل گیا تو سید علی احمد شاہ کو بھی برطرف کر دیا گیا۔

۲۔ پاکستان کو قادیانی ریاست بنانے کا خواب:

گذشتہ ابواب میں یہ بات حوالہ جات کے ساتھ پیش کی گئی ہے کہ قادیانی پاکستان کو اسلامی ریاست نہیں بلکہ ایک قادیانی ریاست کے طور پر دیکھنا چاہتے تھے، جو کہ زمینی حقائق اور قراردادِ مقاصد کے بالکل مخالف تھی۔

جماعت احمدیہ کے قادیانی گروپ کے بانی اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دوسرے جانشین مرزا بشیر الدین محمود نے ایک بیان دیا جو بعد میں قادیانی اخبار ''الفضل'' میں شائع ہوا۔

''ہم نہیں جانتے کہ ہمیں کس وقت تمام دنیا کی امانت سونپ دی جائے گی لیکن ہمیں ہر حال تمام دنیا کا قبضہ حاصل کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہنا چاہیے''۔ (الفضل، فروری ۱۹۲۲ء، محمود ۱۹۳۰ء)

اس سے قبل ''الفضل'' نے اِسی مرزا محمود احمد کی یہ تقریر بھی شائع کی تھی جس میں اُس نے کہا تھا:

''بلوچستان کی آبادی بمشکل پانچ تا چھ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے جس میں سے صرف دو یا تین ہزار افراد احمدی ہیں۔اگر ہم تمام صوبے کو احمدیّت کے پیروکاروں میں بدل ڈالیں تو کم از کم ایک پورا صوبہ تو ہمارے قبضے میں ہوگا۔ یہ بات بہت آسانی سے انجام پا سکتی ہے اور اس میں کوئی رُکاوٹ یا مسئلہ بھی نہ ہوگا''۔(الفضل: ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء)

اِسی بشیر الدین محمود احمد نے ۱۹۳۵ء میں یہ بھی کہا تھا:

''آپ اِن رُکاوٹوں کو اُس وقت تک ہٹا نہیں سکتے جب تک کہ آپ اپنی سلطنت قائم نہ کر لیں (الفضل، ۲۵/اپریل، ۱۹۳۰ء، مرزا محمود ۱۹۳۰ء)

۱۹۳۵ء کے بعد احمدیوں نے کھلم کھلا اپنی جداگانہ ریاست کے قیام کا مطالبہ کیا۔مسٹر جسٹس منیر نے تحریر کیا ہے: ''احمدیوں کی ۱۹۴۵ء تا ۱۹۴۷ء کی تحریریں دیکھی جائیں تو واضح محسوس ہوگا کہ وہ برطانوی حکومت کے جانشین بننے کے خواب دیکھ رہے تھے۔''

(انکوائری کمیشن برائے تحقیقاتِ فسادات ۱۹۵۴ء)

وطن عزیز پاکستان کی سیاسی، سماجی اور نظریاتی سرحدوں پر قادیانی شب خون اور مسلسل سازشوں کے حوالے سے جو انہوں نے روزِ اول سے ملک کے خلاف سازشوں کے جال پھیلائے۔اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے شہر ربوہ (چناب نگر) میں ''ریاست در ریاست'' کا نظام قائم کر کے پاکستان کو قادیانی ریاست بنانے کے لیے تیاری شروع کر دی گئی۔

اس کے لیے پاکستان میں سب سے پہلے مرزا بشیر الدین محمود کا قادیان سے لاہور آ کر ٹھہرنا

اور سرگودھا کے ساتھ دریا چناب کے کنارے 1034 ایکڑ (تقریباً 23 مربع) اراضی صرف مبلغ 10340 روپے کے عوض لے لینا، اور یہ صرف اس لیے ممکن ہوا کہ قادیانی انتہائی اعلیٰ اور بااختیار حکومتی عہدوں پر براجمان تھے۔مزید یہ کہ ریاست پاکستان کے متوازی ایک سیکریٹیریٹ بنانا، سر ظفر اللہ خان کا وزیر خارجہ ہونا، ایم ایم احمد قادیانی کا پہلے فنانس منسٹر بننا اور پھر پاکستان کا قائم مقام صدر بن جانا، آزاد کشمیر میں ایک قادیانی فوجی کیپٹن سید علی احمد شاہ کو صدر بنانا، پاکستان آرمی میں میجر جنرل افتخار جنجوعہ، میجر جنرل اختر حسین ملک، جنرل عبدالعلی کو فوج کے اعلیٰ عہدوں پر فائز کرنا۔فضائیہ کے سربراہ ظفر احمد چودھری اور نیوی کے سربراہ کا تعلق بھی قادیانی کلٹ سے ہونا، یہ سب کچھ اتفاقی نہیں تھا بلکہ ایک شعوری قادیانی سازش اور قادیانی ریاست کے قیام کی تیاری کا منظم حصہ تھا۔

یاد رہے یہ ایک تاریخی صداقت ہے کہ بھٹو صاحب نے جب قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والے مسودے پر دستخط کیے اس وقت چیف آف نیول اسٹاف حسن حفیظ احمد قادیانی تھا، آرمی کا ڈپٹی چیف عبدالعلی قادیانی تھا اور فضائیہ کا سربراہ ظفر چوہدری بھی قادیانی تھا۔ظفر چوہدری نے ہی اپنے ہم زلف میجر جنرل نذیر کے ساتھ مل کر بھٹو کے قتل کی سازش بھی کی تھی۔ظفر چوہدری کی دیدہ دلیری کا عالم یہ تھا کہ ربوہ میں مرزا ناصر قادیانی کے جلسے پر فضائیہ کے جہاز بھیج کر گل پاشی کی اور سلامی دی تھی۔اسی ظفر چوہدری نے کئی مسلمان افسران کو کورٹ مارشل کیا اور میرٹ سے ہٹ کر قادیانیوں کی بھرتیاں کیں۔بھٹو صاحب کے خلاف وعدہ معاف گواہ بننے والا مسعود محمود بھی قادیانی ہی تھا۔احمد رضا قصوری پیپلز پارٹی کے رکن پارلیمنٹ کی حیثیت سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی قرارداد پر دستخط کرتے ہیں۔مسعود محمود قادیانی تھا جو قصوری صاحب پر حملہ کرواتا ہے۔حملے میں قصوری صاحب کے والد شہید ہو جاتے ہیں اور پھر یہی قادیانی مسعود محمود وعدہ معاف گواہ بن کر کہتا ہے کہ مجھے تو قتل کا حکم بھٹو نے دیا تھا۔یوں ایک تیر سے دو شکار کھیلے جاتے ہیں۔یہ سب اتفاق نہیں ہو سکتا۔طاقتور قادیانیوں میں گھرے بھٹو مرحوم کو اندازہ تھا کہ وہ کیا کر چکے ہیں۔کرنل رفیع جو جیل میں بھٹو کی نگرانی میں مامور تھے لکھتے ہیں پھانسی سے قبل بھٹو صاحب نے کہا کہ رفیع آج تو قادیانی خوش ہوں گے ان کا دشمن مارا جا رہا ہے۔شاید اسی لیے بھٹو صاحب نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والے مسودے پر دستخط کرتے ہوئے کہا تھا میں موت کے پروانے پر دستخط کر رہا ہوں۔جب بھٹو وزیر اعظم تھے، تو ملک کے بیشتر ادارے قادیانوں کے کنٹرول میں تھے۔

(بھٹو کے آخری 323 دن، صفحہ 67۔کرنل رفیع الدین)

باب:15

قائداعظم کا پاکستان

پاکستان کی تشکیل اسلامی ریاست کے طور پر ہوئی، پاکستان کے بانی محمد علی جناح اور ان کے رفقاء ہمیشہ ''ریاست مدینہ'' کی طرز پر مبنی ریاست کا تصور پیش کرتے تھے۔ ایک ایسی حکومت جہاں رہ نمائی کا سرچشمہ قرآن اور سنت ہوں، اس کے برعکس قادیانیوں کا آئیڈیل ایک ایسا نظام تھا جہاں ان کے پیشوا مرزا قادیانی کی تعلیمات نافذ کی جائیں، جو ظاہر ہے کہ ملک کی اٹھانوے فی صد آبادی کو ہرگز منظور نہیں۔

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے تقسیم ہند کے موقع پر حصولِ پاکستان کے سلسلے میں جو بیانات جاری کئے تھے وہ ایک اسلامی جمہوری اور آئیڈیل ریاست کا مطالبہ تھا۔ذیل میں دو بیانات پیش خدمت ہیں:

''یہ (پاکستان) ایک اسلامی ریاست ہوگی جو کہ ریاست مدینہ کی طرز پر ہوگی، جہاں انسانی حقوق، مذہبی آزادی، جمہوریت اور مکمل تحمل اور برداشت، نیز تمام شہریوں کو بلاتفریق رنگ ،عقیدہ، نسل، زبان، ضمیر کی آزادی کی امانت دی جائے گی۔جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی جانب سے عیسائیوں، یہودیوں، بت پرستوں، دیگر انسانوں کو دی گئی تھی۔عدل وانصاف، بھائی چارہ، آزادی، مساوات اور اتفاق واتحاد کو اوّلیت وفوقیت حاصل ہوگی۔''

(قائداعظم محمد علی جناح، مارچ۔1942ء)

☆☆☆

''مملکت خداداد پاکستان میں آپ چاہے عبادت کے لئے گرجا گھر میں جائیں یا مسجد میں یا آپ کسی بھی عبادت گاہ میں جائیں، آپ مکمل آزاد ہیں۔آپ چاہے کسی بھی مذہب یا ذات سے تعلق رکھتے ہوں، برابر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ہم تہذیب وثقافت کے بنیادی اصولوں پر اس ملک کی بنیاد رکھ رہے ہیں جس میں ہر شہری کو تحفظ حاصل ہے۔''

(قائداعظم محمد علی جناح، 11 اگست۔1947ء)

پاکستان کے پہلے وزیراعظم جناب نوابزادہ لیاقت علی خان شہید کی طرف سے پیش کردہ قراردادِ مقاصد

گذشتہ ابواب سے یہ بات عیاں ہے کہ قادیانی پاکستان کو ریاست مدینہ نہیں بلکہ قادیانی ریاست کے طور پر دیکھنا چاہتے تھے۔یہ بات قراردادِ مقاصد کے بالکل برعکس ہے۔قرارداد مقاصد دستور پاکستان کا دیباچہ ہے۔

قیام پاکستان کے وقت پاکستان کا آئین نہیں تھا۔لہٰذا 1935ء کے آئین میں ترامیم

کر کے اسے عبوری آئین کے طور پر نافذ کیا گیا۔اس وقت کچھ سیاست دانوں کی طرف سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ پاکستان کا آئین سیکولر ہونا چاہیے جبکہ دوسری طرف قائداعظم کے رفقا بشمول نواب زادہ لیاقت علی خان ،مولانا شبیر احمد عثمانی یہ چاہتے تھے کہ پاکستان اسلام کے نام پر قائم ہوا، لہٰذا پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا۔لہٰذا انھوں نے ایک قرارداد تیار کی جسے ''قرارداد مقاصد'' کا نام دیا گیا۔ یہ قرارداد 7 مارچ 1949ء کو وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان نے اسمبلی میں پیش کی جسے پاکستان کی آئین ساز اسمبلی نے 12 مارچ 1949ء کو منظور کیا۔اس کے مطابق مستقبل میں پاکستان کے آئین کا ڈھانچہ یورپی طرز کا قطعی نہیں ہوگا، بلکہ اس کی بنیاد اسلامی جمہوریت ونظریات پر ہوگی۔

آئندہ صفحات میں اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کی طرف سے شائع کردہ مواد سے چند حوالہ جات نقل کیے جارہے ہیں۔

قراردادِ مقاصد کا متن:

- چونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم مطلق ہے، اور اسی نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو اختیارِ حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لیے نیابتاً عطا فرمایا ہے، اور چونکہ یہ اختیارِ حکمرانی ایک مقدس امانت ہے۔لہٰذا --
- جمہور پاکستان کی نمائندہ یہ مجلس دستور ساز فیصلہ کرتی ہے، کہ آزاد اور خودمختار مملکت پاکستان کے لیے ایک دستور مرتب کیا جائے۔
- جس کی رو سے مملکت تمام حقوق و اختیاراتِ حکمرانی، عوام کے منتخب کردہ نمایندوں کے ذریعے استعمال کرے۔
- جس میں اصول جمہوریت وحریت، مساوات ورواداری اور سماجی عدل کو، جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے، پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے۔
- جس کی رو سے مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے، کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر، اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات ومقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول میں متعین ہیں، ترتیب دے سکیں۔

- جس کی رو سے اس امر کا قرار واقعی انتظام کیا جائے، کہ اقلیتیں آزادی کے ساتھ اپنے مذہبوں پر عقیدہ رکھ سکیں، اور ان پر عمل کر سکیں، اور اپنی ثقافتوں کو ترقی دے سکیں۔
- جس کی رو سے وہ علاقے جو اب پاکستان میں داخل ہیں یا شامل ہو گئے ہیں، اور ایسے دیگر علاقے جو آئندہ پاکستان میں داخل یا شامل ہو جائیں ایک وفاق بنائیں، جس کے ارکان مقرر کردہ حدود اربعہ و متعینہ اختیارات کے ماتحت خود مختار ہوں۔
- جس کی رو سے بنیادی حقوق کی ضمانت دی جائے، اور ان حقوق میں قانون و اخلاق عامہ کے ماتحت مساوات، حیثیت و مواقع، قانون کی نظر میں برابری، سماجی، اقتصادی اور سیاسی عدل، اظہار خیال، عقیدہ، دین، عبادت اور ارتباط [میل جول اور باہمی تعلق] کی آزادی شامل ہو۔
- جس کی رو سے اقلیتوں اور پس ماندہ و پست طبقوں کے جائز حقوق کے تحفظ کا قرار واقعی انتظام کیا جائے۔
- جس کی رو سے عدلیہ کی آزادی مکمل طور پر محفوظ ہو۔
- جس کی رو سے وفاق کے علاقوں کی حفاظت، اس کی آزادی اور اس کے جملہ حقوق کا جن میں اس کے بر و بحر اور فضا پر سیادت کے حقوق شامل ہیں، تحفظ کیا جائے۔ تا کہ اہل پاکستان فلاح اور خوش حالی کی زندگی بسر کر سکیں، اور اقوام عالم کی صف میں اپنا جائز اور ممتاز مقام حاصل کر سکیں، اور امن عالم کے قیام اور بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود میں کما حقہ اضافہ کر سکیں۔

جناب لیاقت علی خان نے قرارداد پیش کرتے ہوئے اپنی تقریر میں کہا:

> ''ان اقدار کو اہمیت دینے اور انھیں نافذ کرنے کے لیے مملکت پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی سرگرمیوں کی اس طریقے پر ہم نوائی کرے، کہ جس سے ایک ایسا نیا سماجی نظام (social order) قائم ہو جائے، جو اسلام کے بنیادی اصولوں پر مبنی ہو۔ ایک ایسا سماجی نظام کہ جس میں جمہوریت، حریت، رواداری اور سماجی عدل شامل ہیں۔ ان امور کا ذکر تو میں نے محض بطور مثال کیا ہے، کیونکہ وہ اسلامی تعلیمات جو قرآن مجید اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہیں، محض اسی بات پر ختم نہیں ہو جاتیں۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہو سکتا جس کا اس پر ایمان نہ ہو کہ کلام اللہ اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کے روحانی فیضان کے بنیادی سرچشمے ہیں۔ ان سرچشموں کے متعلق

مسلمانوں میں کوئی اختلاف رائے نہیں ہے اور اسلام کا کوئی ایسا مکتب فکر نہیں، جو ان کے وجود کو تسلیم نہ کرتا ہو۔''

انھوں نے مزید کہا:

''ایک اسلامی معاشرہ تعمیر کرنے کے عمل میں ہم نے غیر مسلموں کے حقوق کو کبھی نظر انداز نہیں کیا۔ اگر ہم اقلیتوں کی آزادی میں مداخلت کرنے کی کوشش کرتے تو یہ ایک غیر اسلامی فعل ہوتا، اور ایسا کر کے ہم یقیناً اپنے دینی احکام کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے۔ اقلیتوں کو اپنے اپنے مذہب پر چلنے، اس کی حفاظت کرنے یا اپنی ثقافت کو فروغ دینے سے کسی طرح روکا نہیں جائے گا۔ اسلامی ثقافت کے نشوونما کی تاریخ بتاتی ہے، کہ مسلمان حکومتوں اور سلطنتوں کے تحت زندگی بسر کرنے والی اقلیتوں کی ثقافتیں اس دولت میں اضافہ کرنے کا موجب ہوئی ہیں، جسے مسلمانوں نے بطور وراثت حاصل کر کے فروغ دیا ہے۔ میں اقلیتوں کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمیں اس امر کا پورا پورا احساس ہے کہ اگر اقلیتیں انسانی علم وفکر کی دولت میں اضافہ کر سکنے کے قابل ہوں گی، تو یہ امر پاکستان کی نیک نامی کو چار چاند لگائے گا اور اس سے قوم کی زندگی اور توانائی میں قابل قدر اضافہ ہوگا۔ اس لیے اقلیتوں کو نہ صرف مکمل آزادی کی توقع کرنی چاہیے، بلکہ یہ امید بھی رکھنی چاہیے کہ اکثریت ان کے ساتھ قدر دانی اور احترام کا وہی برتاؤ کرے گی، جو تاریخ میں ہمیشہ مسلمانوں کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔''

''اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو قوم کی اس نشاۃِ ثانیہ کے زبردست عمل میں حصہ لینے کے لیے منتخب کیا ہے، خواہ وہ حصہ کتنا ہی حقیر اور غیر اہم کیوں نہ ہو۔ ہم ان زبردست اور گوناگوں مواقع سے، جو آج ہمیں حاصل ہیں، محو حیرت ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان مواقع سے خردمندی اور دُور اندیشی کے ساتھ فائدہ اٹھائیں۔ مجھے اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں، کہ اللہ کے فضل وکرم سے جس کی رحمت سے پاکستان قائم ہوا ہے، ہماری یہ کوششیں ہماری بڑی سے بڑی توقعات سے بڑھ چڑھ کر بارآور ثابت ہوں گی۔''

قائداعظم کے دستِ راست مولانا شبیر احمد عثمانی کا خطاب

جناب مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے سب سے پہلے مغربی پاکستان کا جھنڈا لہرایا اور لیاقت علی خان شہید کی پیش کردہ اس قرارداد مقاصد کی تائید کی اور کہا کہ:

''ہمارا غیر متزلزل عقیدہ ہے کہ دنیا کے لیے عموماً اور پاکستان کے لیے خصوصاً کسی قسم کا نظام تجویز کرنے سے پہلے پوری قطعیت کے ساتھ یہ جان لینا ضروری ہے کہ، اس تمام کائنات کا جس میں ہم سب اور ہماری یہ مملکت بھی شامل ہے، مالک اصلی اور حاکم حقیقی کون ہے؟ اور ہے بھی یا نہیں؟ اب اگر ہم اس کا مالک کسی خالق الکل اور مقتدر اعلیٰ ہستی کو مانتے ہیں، جیسا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ اس ایوان کے تمام ارکان واعضا کا یہ عقیدہ ہوگا، تو ہمارے لیے یہ تسلیم کرنا ناگزیر ہوگا کہ کسی مالک کی خصوصاً اس مالک مطلق کی مِلک میں ہم اسی حد تک تصرف کرنے کے مجاز ہیں، جہاں تک کہ وہ اپنی مرضی سے ہمیں اجازت دے دے۔ ملکِ غیر میں کوئی غاصبانہ تصرف ہمارے لیے جائز نہیں ہوسکتا۔ پھر ظاہر ہے کہ کسی مالک کی اجازت ومرضی کا علم اس کے بتلانے ہی سے ہوسکتا ہے۔ سو، اللہ تعالیٰ نے پیغمبر علیہم السلام اسی لیے بھیجے، اور وحی ربانی کا سلسلہ اسی لیے قائم کیا، کہ انسانوں کو اس کی مرضی اور اجازت کے صحیح حدود معلوم کرا دیے جائیں۔ اسی نقطۂ خیال کے پیش نظر ریزولیوشن میں: 'اسی کے مقرر کردہ حدود کے اندر' کے الفاظ رکھے گئے ہیں اور یہی وہ بنیادی نکتہ ہے جہاں سے دینی اور خالص مادی حکومتوں کی حدود ایک دوسرے سے الگ ہوجاتی ہیں۔''

مولانا شبیر احمد عثمانی نے قائداعظم مرحوم کی طرف سے ۱۷ ستمبر ۱۹۴۴ء کو گاندھی جی کے نام خط کا حوالہ بھی دیا جو کہ یوں ہے:

''قرآن، مسلمانوں کا مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں مذہبی اور مجلسی، دیوانی اور فوجداری، عسکری اور تعزیری، معاشی اور معاشرتی، غرض کہ سب شعبوں کے احکام موجود ہیں۔ مذہبی رسوم سے لے کر روزانہ کے امور حیات تک، روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک، جماعت کے حقوق سے لے کر فرد کے حقوق وفرائض تک، دنیوی زندگی میں جزا وسزا سے لے کر عقبیٰ کی جزا وسزا تک، ہر فعل، قول اور حرکت پر مکمل احکام کا مجموعہ ہے۔ لہٰذا، جب میں یہ کہتا ہوں کہ مسلمان ایک قوم ہیں تو حیات ومابعد حیات کے ہر معیار اور ہر مقدار کے مطابق کہتا ہوں۔''

مولانا شبیر احمد عثمانی نے ۱۹۴۵ء میں قائداعظم مرحوم کے پیغام عید کو بھی نقل کیا:

''ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی تعلیمات محض عبادات اور اخلاقیات تک محدود نہیں، بلکہ قرآن کریم

مسلمانوں کا دین و ایمان اور قانون حیات ہے، یعنی مذہبی، معاشرتی، تجارتی، تمدنی، عسکری، عدالتی اور تعزیری احکام کا مجموعہ ہے۔ ہمارے رسول کا ہم کو یہ حکم ہے کہ ہر مسلمان کے پاس اللہ کے کلام پاک کا ایک نسخہ ضرور ہو اور وہ اس کا بغور مطالعہ کرے، تا کہ یہ اس کی انفرادی و اجتماعی ہدایات کا باعث ہو۔''

اس کے بعد علامہ شبیر احمد عثمانی نے کہا کہ:

''قائداعظم نے ان خیالات و عزائم کا بار بار اظہار کیا ہے۔ کیا ایسی واضح اور مکرر تصریحات کے بعد کوئی شخص یہ کہنے کی جرات کر سکتا ہے کہ سیاست و حکومت، مذہب سے کوئی علاقہ نہیں رکھتی، یا یہ کہ اگر آج قائداعظم زندہ ہوتے تو یہ 'قرارداد مقاصد' پیش نہیں ہو سکتی تھی۔''

''اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ اپنی قلمرو میں بسنے والے تمام غیر مسلموں سے جو شرائط طے ہوئے ہوں [ان کے] جان، مال، آبرو، مذہبی آزادی اور عام شہری حقوق کی پوری حفاظت کرے۔ اگر کوئی طاقت ان کے جان و مال وغیرہ پر دست درازی کرے تو حکومت اس سے جنگ کرے، اور ان [غیر مسلم شہریوں] پر کوئی ایسا بار نہ ڈالے، جو ان کے لیے نا قابل برداشت ہو۔ جو ملک پر امن تحریک سے حاصل ہوا ہو، وہاں کے غیر مسلموں سے جو شرائط طے ہوئے ہوں، ان کی پوری پوری پابندی کی جائے۔ پھر غیر مسلموں کے یہ حقوق محض اکثریت کے رحم و کرم پر نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کا عائد کیا ہوا ایک فرض ہے، جس سے کسی وقت بھی انحراف جائز نہیں۔''

قراردادِ مقاصد آئین پاکستان میں:

2 مارچ 1985ء کو صدر پاکستان محمد ضیاء الحق کے صدارتی فرمان کے ذریعہ آئین پاکستان میں آٹھویں ترمیم کی گئی جس کے مطابق قراردادِ مقاصد کو آئین پاکستان میں شامل کر لیا گیا۔ صدارتی فرمان 14 کے تحت آئین پاکستان کی دفعہ نمبر 2 کے بعد اُس کے ضمیمہ کے طور پر Article 2-A کے نام سے شامل کر لیا گیا۔ اِس صدارتی فرمان کے آخر میں ضمیمہ کے مطابق کہا گیا تھا کہ قراردادِ مقاصد آئین پاکستان کے متن میں شامل سمجھی جائے گی۔

آئین پاکستان مجریہ 1973ء کی دفعہ نمبر 2 کے مطابق اسلام سرکاری مذہب ہوگا جبکہ دفعہ نمبر 2 کے ضمیمہ میں قراردادِ مقاصد کو آٹھویں ترمیم صدارتی فرمان 2 مارچ 1985ء کے مطابق شامل کر

لیا گیا ہے جو یوں ہے: ''ضمیمہ میں نقل کردہ قراردادِ مقاصد میں بیان کردہ اُصول اور احکام کو بذریعہ ہذا دستور کا مستقل حصہ قرار دیا جاتا ہے اور وہ بحسبہ مؤثر ہوں گے۔''

قیامِ پاکستان سے قبل قائداعظم کی نظریاتی جدوجہد :

قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی سیاسی سرگرمیوں کا آغاز 1906ء میں انڈین نیشنل کانگریس میں شمولیت اختیار کرنے سے کیا۔ ابتداء میں وہ ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے۔ 1913 میں انھوں نے کانگریس کی رکنیت کے ساتھ ساتھ آل انڈیا مسلم لیگ میں بھی شمولیت اختیار کی، اس کے بعد بھی وہ ہندو مسلم اتحاد کے نظریے پر قائم رہے۔ تاہم 1920ء میں انھوں نے کانگریس چھوڑ دی اور خود کو مسلم لیگ تک محدود کرلیا۔ پھر کچھ عرصے بعد مسلم رہنماؤں کے درمیان اختلافات کی وجہ سے انڈیا چھوڑ کر برطانیہ چلے گئے۔ 1934ء میں آپ مسلم رہنماؤں خصوصاً علامہ محمد اقبالؒ کی کوششوں سے ہندوستان واپس آئے اور مسلم لیگ کی قیادت سنبھالی۔ اس کے بعد قائداعظم فکر اقبال کی ترویج و اشاعت اور مسلم ریاست کے متعلق ان کے خواب کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کمربستہ ہوگئے۔ انھوں نے اپنے خطبات اور تحریروں میں مجوزہ مملکت پاکستان کے اسلامی تشخص کے بارے میں مسلسل غیر متزلزل موقف اپنائے رکھا۔ اور مسلمانانِ ہند کو اس کی یقین دہانی کرواتے رہے۔ ذیل میں ان کے منتخب بیانات سے اقتباسات نقل کیے گئے ہیں:

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان نے ریاست کے اسلامی تشخص کے بارے میں دقیق تحقیق کے بعد ایک کتاب مرتب کی جس سے چند اقتباسات ذیل میں نقل کیے جارہے ہیں۔

قائداعظم کا آزادی کا مطلب

جون 1941ء

''جب میں کہتا ہوں ''ہماری آزادی'' تو اس سے میرا مطلب ہندو اور مسلمان دونوں کی آزادی ہوتا ہے جو فی الحقیقت اس ملک کی دو عظیم ترین قومیں ہیں۔ جب تک ہندو، ہندو ہیں اور مسلمان، مسلمان ہیں۔ ہندو قوم جو یہاں اکثریت میں ہیں اس کے سوا اور کچھ نہیں کرسکتی کہ اپنی ہی

مرضی، اپنے ہی مذہب، ثقافت اور نظام معاشرت کو نمایاں کرے اور مسلمانوں پر جن کی قوم مختلف ہے اور جن کی تہذیب مختلف ہے یہ چیزیں مسلط کی جائیں گی خواہ وہ اُسے برضا و رغبت قبول کریں یا جبر و اکراہ سے۔اس لیے مسلمان چاہتے ہیں کہ جہاں وہ اکثریت میں ہوں انھیں اپنے طرز زندگی کے مطابق رہنے کا موقع ملنا چاہیے اور جہاں ہندو اکثریت میں ہوں وہ وہاں اپنے طریقہ زندگی کے مطابق رہیں۔اس طرح دونوں قومیں اپنے اپنے مذہبی اور ثقافتی تصورات کے مطابق زندگی بسر کر سکیں گی۔''

پاکستان۔اسلام کی تجربہ گاہ

''اسلام ہماری زندگی اور ہمارے وجود کا بنیادی سرچشمہ ہے ہم نے پاکستان کا مطالبہ زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔''

قائداعظم کا یہ بیان ان کے اس نظریہ کی کھل کر عکاسی کر رہا ہے کہ وہ پاکستان میں اسلامی نظام قائم کرنے کے خواہشمند تھے۔(1948۔اسلامیہ کالج پشاور میں خطاب)

مقننِ اعظم ﷺ کی اتباع میں نجات

درحقیقت قائداعظمؒ اسلامی جمہوری ریاست کا قیام چاہتے تھے انھوں نے ایک موقع پر فرمایا تھا:

''میرے پیش نظر ہمیشہ اسلامی ڈیموکریسی کا تصور رہا ہے، میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات کا راز اُن سنہرے اصولوں کی اتباع میں ہے جنہیں ہمارے مقننِ اعظم حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں عطا فرمایا ہے، لہٰذا ہمیں ڈیموکریسی کی بنیاد حقیقی اسلامی نظریات اور اصولوں پر رکھنی چاہیے۔''

اسلام کے اساسی اصول

''اسلام محض رسوم، روایات اور روحانی نظریات کا مجموعہ نہیں ہے۔اسلام ہر مسلمان کے لیے ایک ضابطۂ حیات بھی ہے جس کے مطابق وہ اپنی روزمرہ زندگی اپنے افعال و اعمال حتی کہ سیاست، معاشیات اور دوسرے شعبوں میں بھی عمل پیرا ہوتا ہے۔اسلام سب انسانوں کے لیے انصاف، رواداری، شرافت، دیانت اور عزت کے اعلیٰ ترین اصولوں پر مبنی ہے۔صرف ایک خدا کا تصور اسلام

کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔اسلام میں انسان،انسان میں کوئی فرق نہیں ہے،مساوات،آزادی اوراخوت اسلام کے اساسی اصول ہیں۔''(1948ء۔کراچی بارایسوسی ایشن سے خطاب)

قرآنی اصولوں کی پارلیمنٹ پر برتری

اسلامی حکومت کا یہ امتیاز پیش نظر رہنا چاہیے کہ اس میں اطاعت اورفرمائش کا مرجع اللہ کی ذات ہے اس کے لیے تعمیر کا مرکز قرآن مجید کے احکام اوراصول ہیں۔اسلام میں نہ اصلاً کسی بادشاہ کی اطاعت ہے اور نہ کسی پارلیمان کی،نہ کسی اورشخص یاادارے کی۔قرآن کریم کے احکام ہی سیاست اورمعاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کے حدود متعین کرتے ہیں۔اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول اوراحکام کی حکمرانی ہے۔قارئین کی سہولت کے لئے قائد اعظم کی 14 جولائی 1947 کی پریس کانفرنس میں ایک سوال کا حوالہ دوں گا۔(1945۔پشاور میں خطاب)

پاکستان اوراسلامی قانون

''مسلمان پاکستان کا مطالبہ کرتے ہیں جہاں وہ اپنے ضابطہ حیات،اپنے تہذیبی ارتقاء، اپنی روایات اوراسلامی قانون کے مطابق حکمرانی کرسکیں''۔

(1945۔فرنٹیئر مسلم لیگ کانفرنس سے خطاب)

پاکستان کا مطلب:مسلم نظریہ

''پاکستان کا مطلب صرف آزادی اورخودمختاری نہیں بلکہ اس کا مطلب مسلم نظریہ ہے جس کا تحفظ ہرحال میں ضروری ہے اور یہ ہمارے پاس ایک قیمتی تحفہ اور بڑی دولت کی شکل میں پہنچا ہے۔''

(1945۔فرنٹیئر کے سٹوڈنٹس کے نام پیغام)

قرآن اوراسلامی دستور

''ہرمسلمان جانتا ہے کہ قرآنی تعلیمات محض عبادات اوراخلاقیات تک ہی محدود نہیں بلکہ بحراوقیانوس سے لے کرگنگا تک،جیسا کہ گبن Gibin کا کہنا ہے'' قرآن کریم کو اسلامی دستور مانا جاتا ہے،محض عقیدے کے طور پرنہیں،بلکہ دیوانی (سول) اورتعزیراتی قوانین اورایسے قوانین

جوانسانی اعمال اور جائیداد سے متعلق ہیں۔سب اللہ تعالیٰ کی مشیت سے جاری شدہ نا قابل تغیر احکام سے نظم وضبط پاتے ہیں ۔ ہرکوئی ،سوائے ان کے جو جہالت کا شکار ہیں ، جانتا ہے کہ قرآن مجید ہی مسلمان کا دستور حیات ہے۔ مذہبی ، معاشرتی ، دیوانی ،معاشی ،فوجداری، عدالتی غرضیکہ ہماری مذہبی رسومات سے لے کر روزمرہ کی زندگی کے معاملات تک، روح کی نجات سے لے کر جسم کی صحت تک، اجتماعی حقوق سے انفرادی حقوق تک، اخلاقیات سے جرائم تک، دنیاوی سزاؤں سے لے کر آنے والی زندگی کی سزا و جزاء تک کے تمام معاملات پر اس کی عملداری ہے۔''

(1945۔برصغیر کے مسلمانوں کے نام عیدالفطر کا پیغام)

قرآن مکمل ضابطۂ حیات

''قرآن مسلمانوں کا ضابط حیات ہے۔اس میں مذہبی اور مجلسی، دیوانی اور فوجداری، عسکری اور تعزیری، معاشی اور معاشرتی سب شعبوں کے احکام موجود ہیں ۔ یہ مذہبی رسوم سے لے کر جسم کی صحت تک، جماعت کے حقوق سے لے کر فرد کے حقوق تک، اخلاق سے لے کر انسداد جرائم تک، زندگی میں سزا و جزاء سے لے کر آخرت کی سزا و جزاء تک غرض کہ ہر قول و فعل اور ہر حرکت پر مکمل احکام کا مجموعہ ہے۔لہٰذا جب میں کہتا ہوں کہ مسلمان ایک قوم ہیں تو حیات اور مابعد حیات کے ہر معیار اور ہر پیمانے کے مطابق کہتا ہوں۔''(1944۔گاندھی جی کے نام خط 17 ستمبر)

پاکستان: مدینہ کی طرز کی ریاست

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس الہٰ آباد میں سوالوں کے جواب:

''یہ ایک اسلامی ریاست ہوگی جو کہ ریاست مدینہ کی طرز پر ہوگی ، جہاں انسانی حقوق ، مذہبی آزادی ، جمہوریت اور مکمل تحمل اور برداشت، نیز تمام شہریوں کو بلاتفریق رنگ ،عقیدہ ،نسل ، زبان، ضمیر کی آزادی کی امانت دی جائے گی ۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کی جانب سے عیسائیوں ، یہودیوں ، بت پرستوں ، دیگر انسانوں کو دی گئی تھی۔عدل وانصاف ، بھائی چارہ، آزادی ، مساوات اور اتفاق واتحاد کو اوّلیت وفوقیت حاصل ہوگی۔''

پاکستان کا طرز حکومت قرآن کے مطابق

آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کے اجلاس، جالندھر میں صدارتی تقریر 1943ء:

''مجھ سے پوچھا جاتا ہے کہ پاکستان کا طرز حکومت کیا ہوگا؟ یہ کام پاکستان کے رہنے والوں کا ہے اور میرے خیال میں مسلمانوں کا طرز حکومت آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل قرآن کریم نے فیصلہ کر دیا تھا۔''

ایک اللہ، ایک پیغمبر اور ایک قوم

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس، کراچی، 26 دسمبر 1943ء میں خطاب:

''وہ کیا چیز ہے جو مسلمانوں کو یوں اکٹھا رکھتی ہے، جیسے وہ جسد واحد ہوں، نیز ان کی اجتماعیت کی بنیاد اور ان کی کشتی کا لنگر کیا ہے؟ یہ اسلام ہی ہے، یہ عظیم کتاب قرآن مجید ہے جو ہندوستانی مسلمانوں کی کشتی کا لنگر ہے۔ مجھے یقین ہے جوں جوں ہم آگے بڑھیں گے ہماری وحدت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ ایک اللہ ایک کتاب، ایک پیغمبر اور ایک قوم۔''

قائد پاکستان کے مندرجہ بالا بیانات اور مفکر پاکستان کے مندرجہ ذیل اشعار سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ ایک امت کا تصور پیش کرنے میں یک زبان تھے۔ اُن کی تحریروں اور شاعری سے بالکل مترشح ہوتا ہے کہ وہ امت کو جسدِ واحدہ اور اسلام کو ایک مکمل نظام زندگی کے طور پر سمجھتے اور پیش کرتے تھے۔ امت کے نفع اور نقصان کو بھی ایک سمجھتے تھے۔ ایک قرآن اور نبی کی بات کرتے تھے لہٰذا یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ وہ جس طرح دو قومی نظریہ کی لڑائی لڑ کر ایک ریاست وجود میں لائے ہیں، کیا اُس کا تشخص اسلامی کے بجائے سیکولر رکھیں گے؟ آیئے علامہ اقبال کے خیالات اُن کے اشعار کی روشنی میں سمجھیں:

منفعت ایک ہے اِس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

اقبالؒ

اور درج ذیل شعر میں کس خوبصورتی سے اقبال ملت واحدہ کا پیغام دے رہے ہیں۔آج ہمیں اپنا محاسبہ کرنے ضرورت ہے کہ ہم قومی اعتبار سے کس طرح ملت کا شیرازہ بکھیرنے میں مصروف ہیں، تاہم اقبال کے اس پیغام کو بھول گئے ہیں:

بتان رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہوجا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

اقبالؒ

پاکستان ایک سیکولر ریاست یا مذہبی

14 جولائی 1947ء۔کی پریس کانفرنس

سوال: پاکستان ایک سیکولر ریاست ہوگا یا مذہبی؟

قائداعظم: ''آپ ایک ایسا سوال پوچھ رہے ہیں جو نامعقول ہے، مجھے نہیں معلوم کہ مذہبی ریاست سے کیا مراد ہے؟ ایک نمائندے نے کہا: مذہبی ریاست سے مراد ایسی ریاست ہے جہاں صرف ایک ہی مذہب کے لوگ مثال کے طور پر مسلمان مکمل شہری ہوں گے اور غیر مسلم مکمل شہری نہ ہوں۔

قائداعظم: پھر تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ جو کچھ میں نے اب تک کہا، وہ بطخ کی پیٹھ پر پانی پھینکنے کے مترادف ہے۔(یعنی کہ تمہیں میری بات ابھی تک سمجھ ہی نہیں آئی)۔جب آپ جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو مجھے لگتا ہے کہ آپ نے اسلام کا مطالعہ نہیں کیا۔ہم نے تیرہ سو سال قبل جمہوریت سیکھی تھی۔''

سیدنا فاروق اعظمؓ.....قائداعظمؒ کے آئیڈیل

مارچ 1948ء میں اپنی ایک اور تقریر میں انھوں نے فرمایا تھا:

''میں نے مسلمانوں اور پاکستان کی جو خدمت کی ہے وہ اسلام کے ادنی سپاہی اور خدمت

گزار کی حیثیت سے کی ہے اب پاکستان کو دنیا کی عظیم قوم اور ترقی یافتہ ملک بنانے کے لئے آپ میرے ساتھ مل کر جدوجہد کریں۔میری خواہش ہے کہ پاکستان صحیح معنوں میں ایک ایسی مملکت بن جائے کہ ایک بار پھر دنیا کے سامنے فاروق اعظمؓ کے سنہری دور کی تصویر عملی طور پر کھنچ جائے،خدا میری اس آرزو کو پورا کرے۔''

اس کے علاوہ بھی قائداعظمؒ کے متعدد اقوال اور تقاریر مل جائیں گی جن سے یہ اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگتی کہ وہ پاکستان کو سیکولر سٹیٹ نہیں بلکہ ایک اسلامی جمہوری فلاحی ریاست بنانے کے خواہشمند تھے۔

قائداعظم کے مندرجہ بالا بیانات کا دیانت دارانہ تجزیہ کرنے سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ وہ اور اُن کے رفقاء کار پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانا چاہتے تھے۔

پاکستان کے نظریاتی تشخص کو تبدیل کرنے کے لئے ہمارے سیکولر بھائی خوامخواہ قائداعظم کی 11 اگست کی صرف ایک تقریر کو جواز بناتے ہوئے اُن کی سینکڑوں تقریروں اور تحریروں کی نفی کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ اُن کا اسلام سے متعلق ایک انجانا سا خوف ہے۔حالانکہ انھوں نے اسلامی حکومت کا ثمر ابھی تک دیکھا ہی نہیں ہے۔کیونکہ پوری ''اسلامی'' دنیا میں کہیں بھی ''اسلامی'' نظام تو رائج ہی نہیں ہے۔اگر صحیح معنوں میں کہیں اسلام رائج ہوجائے تو غربت کا خاتمہ ہوجائے گا،جرائم کی بیخ کنی ہوگی،وقت کا حکمران ہر وقت اپنے مواخذے کے لئے تیار ہوگا۔اقلیتیں کلی طور پر محفوظ ہوں گی۔جب یورپ میں مسلمان داخل ہوئے تو اسلامی نظام ہی کی وجہ سے تقریباً 750 سال تک اسپین قابل فخر مسلم ریاست رہی۔اور یورپ نے اِس سے خوب استفادہ کیا جبکہ برطانیہ برصغیر پر دو صدیوں سے زیادہ قابض نہ رہ سکا۔

تہذیب اور ثقافت۔پاکستان کی بنیاد

11 اگست۔1947ء

''مملکت خداداد پاکستان میں آپ چاہے عبادت کے لئے گرجا گھر میں جائیں یا مسجد میں یا آپ کسی بھی عبادت گاہ میں جائیں،آپ مکمل آزاد ہیں۔آپ چاہے کسی بھی مذہب یا ذات سے تعلق

رکھتے ہوں، برابر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ہم تہذیب وثقافت کے بنیادی اصولوں پر اس ملک کی بنیاد رکھ رہے ہیں جس میں ہر شہری کو تحفظ حاصل ہے۔''

نوٹ:.....'' کچھ لوگ حضرت قائداعظم کی آئین ساز اسمبلی میں اِس تقریر سے یہ دلیل لیتے ہیں کہ حضرت قائداعظم ایک سیکولر پاکستان کا نظریہ رکھتے تھے، اسلامی ریاست کا نہیں۔جبکہ حقیقت یہ ہے کہ قائداعظم نے یہ الفاظ اُس دور میں وسیع پیمانے پر ہونے والے ہندو مسلم فسادات اور اس کے نتیجے میں بڑے پیمانے پر پاکستان سے ہندو اقلیت کے انخلا کو روکنے کے لئے کہے تھے۔قائداعظم کی ایک اسلامی مملکت کے حق میں درجنوں تقاریر کے برخلاف فسادات کے تناظر پر مبنی ایک تقریر کو سیکولرازم کی دلیل بنانا بالکل غلط ہے۔قائداعظم نے پاکستان کے لئے کبھی بھی ''سیکولر سٹیٹ'' کے الفاظ نہیں کہے۔

قرآن اور اقلیتوں کے ساتھ فیاضانہ رویہ

مارچ 1942ء

''ہندو اور دوسری اقلیتوں کے ساتھ پاکستان میں عدل اور خوش معاملگی کا برتاؤ ہوگا۔یہی نہیں بلکہ ان کے ساتھ فیاضی کا معاملہ ہوگا۔ہر ذمہ دار مسلمان کا یہی خیال ہے۔مزید یہ کہ قرآن کریم نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے کہ اور ہمارے رسول ﷺ نے یہ ہدایت دی ہے کہ ہمارے لیے ان سے بلند و بالا کوئی نہیں۔''

❁

ہمارے لبرل دوست آئے روز'' مُلا'' اور'' مدرسے'' کو موردِ الزام ٹھہراتے ہیں کہ یہی معاشرے میں بگاڑ کا سبب ہیں۔بادی النظر میں یہ دوست گویا اسلام کی نفی کر رہے ہوتے ہیں کہ اسلام آج کے مادی دور میں فٹ نہیں ہوسکتا۔اِن دوستوں سے میں کہوں گا خود دینی تعلیم حاصل کرو بچوں کو دینی تعلیم دو۔اگر مُلا صحیح کام نہیں کر رہا تو خود مدرسے کو چلا کر آج کے دور کے مطابق کرلو۔لیکن خوامخواہ مُلا اور مدرسے کو موردِ الزام مت ٹھہراؤ۔جن مغربی ممالک (مثلاً برطانیہ) نے اسلام کے رفاہی نظام اور انسانی حقوق وغیرہ کو اپنایا وہ آج کل کامیاب ہیں۔لیکن بدقسمتی سے پاکستان جسے اسلام کے نام پر مدینہ کی طرز کی ریاست بنانے کے لیے بنایا گیا۔قائداعظم اور لیاقت علی خان کی شہادت کے فوراً بعد

ملک کا نظریاتی قبلہ تبدیل کرنے کی کوششیں شروع ہوگئیں اور دنیا ایک اسلامی ریاست کا تجربہ دیکھنے سے محروم ہوگئی۔

آیئے ہم اس انجانے خوف سے نکلیں اور قائداعظم کے مندرجہ ذیل فرمان کو سامنے رکھتے ہوئے پاکستان کی قدر کریں۔اور ایک قوم بن کر اِسے ترقی کی طرف گامزن کریں۔

"Pakistan not only means Freedom and Independence but the Muslim ideology, which has to be preserved, which has come to us as a precious gift and Treasure".

ترجمہ:''پاکستان کا مطلب صرف آزادی نہیں بلکہ مسلم نظریہ ہے جس کی حفاظت کرنی ہوگی۔یہ نظریہ ہمیں ایک بہت ہی قیمتی تحفے اور خزانے کی شکل میں ملا ہے۔''

آیئے ہم دوسری اقوام کے ساتھ بھی اپنے باہمی روابط کو قائداعظم کے ارشاد کی روشنی میں بڑھائیں۔ایک دوسرے کی اقدار کو سمجھتے ہوئے اور اپنے اندر رواداری اور برداشت کا جذبہ پیدا کرتے ہوئے اکٹھے رہنے کا پیغام پھیلائیں۔

"While I respect the philosophy and culture of others, I love and adore my own and can never agree to the coming generations being lost to Islam".

ترجمہ:''جہاں میں دوسروں کے فلسفے اور ثقافت کی قدر کرتا ہوں وہاں میں اپنے کلچر اور ثقافت سے بہت محبت کرتا ہوں اور میں یہ قطعاً نہیں چاہوں گا کہ ہماری آئندہ آنے والی نسلیں اسلام سے دور ہوں۔''

اگر ہم قائداعظم کے ارشادات کے مطابق مسلم نظریے کو ایک قیمتی تحفہ سمجھتے ہوئے محفوظ نہیں کریں گے اور ایک دوسرے کی اقدار کو نہیں سمجھیں گے،تو ہمارے اندر رواداری اور برداشت کا جذبہ پیدا نہیں ہوگا۔اور کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم بقول اقبال ہنگامہ فردا کے لائق ہی نہ رہیں:

وہ کل کے غم و عیش پہ کچھ حق نہیں رکھتا
جو آج خود افروز و جگر سوز نہیں ہے
وہ قوم نہیں لائق ہنگامۂ فردا
جس قوم کی تقدیر میں امروز نہیں ہے

ادارہ احیائے ملتِ اسلامیہ (تشکیل نو) (1947ء تا 1952ء)

Department of Islamic Reconstruction

میرے حلقۂ ارباب علم ودانش میں کئی دوست جس طرح کے طرزِ زندگی کو اپنائے ہوئے ہیں وہ ہمیشہ مولوی سے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ دراصل وہ بادی النظر میں اپنی زندگی کے طور طریقوں میں اس قدر محو ہیں کہ وہ اسلامی طرزِ زندگی کو اپنے لیے ایک چیلنج اور خطرہ سمجھتے ہیں اور اکثر اس بات پر بضد نظر آتے ہیں کہ قائداعظمؒ نے پاکستان کو ایک سیکولر ملک کے طور پر دیکھا تھا نہ کہ ایک اسلامی جمہوری مملکت کے طور پر۔ میری اس تحقیق کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ 1947ء میں جب قائداعظمؒ گورنر جنرل تھے اور نوابزادہ لیاقت علی خان وزیراعلیٰ تھے تو اُن کے دست راست جناب نواب افتخار حسین ممدوٹ جو کہ وزیراعلیٰ پنجاب تھے، نے جناب علامہ محمد اسد (ہنگری کے ایک نومسلم جن کا سابقہ نام لیوپولڈ ویز (Leopold Weiss) کو دعوت دی کہ وہ ادارہ احیائے ملتِ اسلامیہ قائم کریں اور اُس کی سربراہی بھی قبول کریں۔ علامہ محمد اسد بتاتے ہیں کہ مرکزی حکومت اُس وقت اپنی خارجہ پالیسی کی طرف زیادہ متوجہ تھی اس لیے یہ کام نواب افتخار ممدوٹ کے سپرد کیا گیا۔ اس کام کے لئے باقاعدہ Islamic Reconstruction کے نام سے ایک وزارت بھی بنائی گئی جو کہ تحریک آزادی کے ایک اہم رکن سردار شوکت حیات خان کے حوالے کی گئی۔ اِس ادارے کا باقاعدہ بجٹ بھی منظور کیا گیا۔

علامہ محمد اسد (سابق نام: لیوپولڈ ویز۔ Leopold Weiss) جولائی 1900ء میں لیمبرگ، آسٹریا۔ہنگری (Lamberg, Austria-Hungary) جو کہ اب لویو، یوکرین (Lviv, Ukraine) میں پیدا ہوئے جو اس وقت آسٹریا، ہنگری سلطنت کا حصہ تھا۔ اسد کی پیدائش ایک یہودی گھرانے میں ہوئی۔ 23 سال کی عمر میں ایک نوعمر صحافی کی حیثیت سے عرب دنیا میں تین سال گزارے اور اس تاریخی علاقے کے بدلتے ہوئے حالات کی عکاسی کے ذریعے بڑا نام پایا لیکن اس سے بڑا انعام

ایمان کی دولت کی بازیافت کی شکل میں ان کی زندگی کا حاصل بن گیا۔ستمبر 1926ء میں جرمنی کے مشہور خیری برادران میں سے بڑے بھائی عبدالجبار خیری کے دست شفقت پر قبول اسلام کی بیعت کی۔ 1932ء میں ہندوستان آئے اور علامہ محمد اقبالؒ کی رہنمائی میں اپنی فکر کو مزید اُجاگر کیا۔پاکستان بننے کے بعد 1948ء میں انھیں سفارتی مشن پر عرب ممالک میں بھیجا گیا۔بعد میں مراکش میں طویل قیام کیا۔ اور پھر آخری سانس تک اللہ سے وفا کا رشتہ نبھاتے ہوئے اسلامی فکر کی تشکیل اور دعوت میں 66 سال صرف کر کے بالآخر 1992ء کو اندلس میں فوت ہوئے اور غرناطہ جیسے تاریخی شہر میں دفن کیے گئے۔

بورڈ آف تعلیماتِ اسلامیہ (1949 تا 1954) کا قیام:

قارئین کی یاددہانی کے لئے یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ تحریک پاکستان کے صفِ اوّل کے قائدین اور حکومت پاکستان کے اوّلین ذمہ داران ریاست کے اسلامی تشخص کے بارے میں کسی قسم کے تذبذب کا شکار نہ تھے۔بلکہ پاکستان کے اسلامی تشخص کے بارے میں ایک واضح پروگرام رکھتے تھے۔لہٰذا یہی وجہ ہے کہ خواجہ ناظم الدین گورنر جنرل پاکستان اور نوابزادہ لیاقت علی خان وزیراعظم پاکستان کے زمانے میں پاکستان کے اسلامی تشخص کو نکھارنے کے لئے بورڈ برائے تعلیماتِ اسلامیہ (1949 تا 1954) قائم کیا گیا،جس میں اُس وقت کے جید علمائے کرام علامہ سید سلیمان ندویؒ، مفتی محمد شفیعؒ، پروفیسر عبدالخالقؒ، مولانا ظفر احمد انصاریؒ اور مفتی جعفر حسینؒ مجتہد شامل تھے۔

پاکستان میں دستورِ اسلامی کے لئے علماء کرام کے متفقہ بائیس نکات:

بورڈ آف تعلیماتِ اسلامیہ کی کوششوں سے جنوری 1951ء میں مولانا سید سلیمان ندوی کی صدارت میں پاکستان بھر سے مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے اکتیس علما نے دستورِ اسلامی کے لئے ایک بائیس نکات پر مشتمل دستاویز متفقہ طور پر تیار کی اور تمام علماء نے اُس پر دستخط بھی ثبت کیے۔اس دستاویز کے تیار ہونے سے یہ تاثر بھی زائل ہوتا ہے کہ علماء کرام کسی دستورِ اسلامی پر متفق نہیں ہوتے۔اس تاریخی دستاویز کے بائیس نکات درج ذیل ہیں:

(1).....اصل حاکم تشریعی وتکوینی حیثیت سے اللہ ربُّ العٰلمین ہے۔

(2).....ملک کا قانون کتاب وسنت پر مبنی ہوگا اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جا سکے گا نہ کوئی ایسا انتظامی حکم دیا جا سکے گا جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔

تشریحی نوٹ:۔اگر ملک میں پہلے سے کچھ ایسے قوانین جاری ہوں جو کتاب وسنت کے خلاف ہوں تو اس کی تشریح ضروری ہے کہ وہ بتدریج ایک معینہ مدت کے اندر منسوخ یا شریعت کے مطابق تبدیل کر دیے جائیں گے۔

(3).....مملکت کسی جغرافیائی،نسلی،لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں بلکہ اُن اصول وضوابط پر ہوگی جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطۂ حیات ہے۔

(4).....اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ قرآن وسنت کے بتائے ہوئے معروفات کو قائم کرے، منکرات کو مٹائے اور شعائر اسلامی کے احیاء واعلاء اور مسلمہ اسلامی فرقوں کے لئے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔

(5).....اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانانِ عالم کے رِشتۂ اتحاد واخوت کو قوی سے قوی تر کرنے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیت و جاہلیت کی بنیادوں پر نسلی،لسانی،علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے اُبھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملتِ اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ کا انتظام کرے۔

(6).....مملکت بلا امتیاز مذہب ونسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی لابدی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس،مسکن،معالجہ اور تعلیم کی کفیل ہوگی، جو اکتسابِ رزق کے قابل نہ ہوں یا نہ رہے ہوں یا عارضی طور پر بے روزگاری، بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعیٔ اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

(7).....باشندگانِ ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعت اسلامیہ نے ان کو عطا کیے ہیں،یعنی حدود قانون کے اندر تحفظ جان و مال وآبرو،آزادیٔ مذہب ومسلک، آزادیٔ عبادت، آزادیٔ ذات،آزادیٔ اظہارِ رائے،آزادیٔ نقل وحرکت،آزادیٔ اجتماع،آزادیٔ اکتسابِ رزق،ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی ادارات سے استفادے کا حق۔

(8).....مذکورہ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کی سند جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمی موقع صفائی و فیصلۂ عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

(9).....مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدودِ قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔انھیں اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشاعت کر سکیں گے۔ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے۔اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ انھی کے قاضی یہ فیصلے کریں۔

(10).....غیر مسلم باشندگان مملکت کو حدود و قانون کے اندر مذہب و عبادت، تہذیب و ثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی ہوگی اور انھیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون یا رسم و رواج کے مطابق چلانے کا حق حاصل ہوگا۔

(11).....غیر مسلم باشندگان مملکت سے حدودِ شرعیہ کے اندر جو معاہدات کئے گئے ہوں ان کی پابندی لازمی ہوگی اور جن شہری حقوق کا ذکر دفعہ سات میں کیا گیا ہے ان میں غیر مسلم باشندگانِ ملک سب برابر کے شریک ہوں گے۔

(12).....رئیس مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تدین، صلاحیت اور اصابت رائے پر جمہور یا ان کے منتخب نمائندوں کو اعتماد ہو۔

(13).....رئیس مملکت ہی نظم مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا۔البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جزو کسی فرد یا جماعت کو تفویض کر سکتا ہے۔

(14).....رئیس مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شورائی ہوگی۔یعنی وہ ارکانِ حکومت اور منتخب نمائندگانِ جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض انجام دے گا۔

(15).....رئیس مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ دستور کو کلاً یا جزءاً معطل کر کے شوریٰ کے بغیر حکومت کرنے لگے۔

(16).....جو جماعت رئیس مملکت کے انتخاب کی مجاز ہوگی وہی کثرت آراء سے اُسے معزول کرنے

کی بھی مجاز ہوگی۔

(17).....رئیس مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا اور قانونی مواخذہ سے بالاتر نہ ہوگا۔

(18).....ارکان وعمال حکومت اور عام شہریوں کے لئے ایک ہی قانون وضابطہ ہوگا اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔

(19).....محکمہ عدلیہ، محکمہ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہیئت انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔

(20).....ایسے افکار ونظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہوگی جو مملکت اسلامی کے اساسی اصول ومبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔

(21).....ملک کے مختلف ولایات واقطاع مملکت واحدہ کے اجزاء انتظامی متصور ہوں گے۔ان کی حیثیت نسلی، لسانی یا قبائلی واحدہ جات کی نہیں بلکہ محض انتظامی علاقوں کی ہوگی جنھیں انتظامی سہولتوں کے پیش نظر مرکز کی سیادت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہوگا مگر انھیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔

(22).....دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔

دہشت گردی کے خلاف ائمہ کرام کا ''پیغام پاکستان''

یہ تحریر اس دہشت گردی اور خودکش حملوں سے متعلق ہے جن سے پاکستان اور اہل پاکستان سخت بے چین اور لہولہان ہو رہے ہیں اور جن سے ہمارے دشمن فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔آیاتِ قرآنی اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں ہم متفقہ طور پر تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء اور مفتیان حضرات یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ:

1۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان آئینی ودستوری لحاظ سے ایک اسلامی ریاست ہے جس کے دستور کا آغاز اس قومی وملی میثاق قراردادِ مقاصد سے ہوتا ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت

غیر ے حاکم ہے۔ اور پاکستان کے جمہور کو جو اختیار و اقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق ہے، وہ ایک مقدس امانت ہے۔ نیز دستور میں اس بات کا اقرار بھی موجود ہے کہ اس ملک میں قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔ اور موجودہ قوانین کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھالا جائے گا۔

2۔ ہم متفقہ طور پر اسلام اور برداشت کے نام پر انتہا پسندانہ سوچ اور شدت پسندی کو مسترد کرتے ہیں۔ یہ فکری سوچ جس جگہ بھی ہو، ہماری دشمن ہے اور اس کے خلاف فکری و انتظامی جدوجہد دینی تقاضا ہے۔

3۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ فرقہ وارانہ منافرت، مسلح فرقہ وارانہ تصادم اور طاقت کے بل پر اپنے نظریات کو دوسروں پر مسلط کرنے کی روش شریعت کے احکام کے منافی اور فساد فی الارض ہے۔ نیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور و قانون کی روح سے ایک قومی و ملی جرم ہے اس لیے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت کے ادارے ایسی (منفی) سرگرمیوں کے سدباب کے لیے تمام ممکنہ اقدامات کریں۔

4۔ پاکستان میں نفاذِ شریعت کے نام پر طاقت کا استعمال، ریاست کے خلاف مسلح محاذ آرائی، تخریب وفساد اور دہشت گردی کی تمام صورتیں جن کا ہمارے ملک کو سامنا ہے اسلامی شریعت کی رو سے ممنوع اور قطعی حرام ہیں اور بغاوت کے زمرے میں آتی ہیں اور ان کا تمام تر فائدہ اسلام اور ملک دشمن عناصر کو پہنچ رہا ہے۔

5۔ ہم پاکستان کے تمام مسالک اور مکاتب فکر کے نمائندہ علماء شرعی دلائل کی روشنی میں اتفاق رائے سے خودکش حملوں کو حرام قرار دیتے ہیں اور ہماری رائے میں خودکش حملے کرنے والے، کروانے والے اور ان حملوں کی ترغیب دینے والے اور ان کے معاون پاکستانی اسلام کی رو سے باغی ہیں اور ریاست پاکستان شرعی طور پر اس قانونی کارروائی کی مجاز ہے جو باغیوں کے لیے کی جاتی ہے۔

6۔ دینی شعائر اور نعروں کو نجی عسکری مقاصد اور مسلح طاقت کے حصول کے لیے استعمال کرنا قرآن وسنت کی رو سے درست نہیں۔

7۔ جہاد کا وہ پہلو جس میں جنگ اور قتال شامل ہیں کو شروع کرنے کا اختیار صرف اسلامی ریاست کا ہے۔ اور کسی شخص یا گروہ کو اس کا اختیار حاصل نہیں، کسی بھی فرد یا گروہ کے ایسے اقدامات کو

ریاست کی حاکمیت میں دخل اندازی سمجھا جائے گا اور ان کے یہ اقدامات ریاست کے خلاف بغاوت تصور ہوں گے جو اسلامی تعلیمات کی رو سے سنگین اور واجب تعزیر جرم ہے۔

8۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے تمام شہری، دستوری و آئینی میثاق کے پابند ہیں جس کی رو سے ان پر لازم قرار پاتا ہے کہ وہ بہر صورت حب الوطنی اور ملکی وقومی مفادات کا تحفظ پہلی ترجیح کے طور پر کریں اور اس پر کسی صورت آنچ نہ آنے دیں، ملک وقوم کے اجتماعی مفادات کو کسی بھی عنوان سے نظر انداز کرنے کی حکمت عملی اسلامی تعلیمات کی رو سے عہد شکنی اور غدر قرار پاتی ہے، جو دینی نقطۂ نظر سے سنگین جرم اور لائق تعزیر ہے۔

9۔ ریاست پاکستان میں امن وسکون قائم کرنے اور دشمنان پاکستان کے خلاف جو جدوجہد شروع کی گئی ہے ہم اس کی بھرپور تائید کرتے ہیں۔

متفقہ فتویٰ (جواب استفتاء) جاری اور اس کی توثیق کرنے والے علمائے کرام کے دستخطوں کا عکس



متفقہ فتویٰ (جواب استفتاء) جاری اور اس کی توثیق کرنے والے علمائے کرام کے دستخطوں کا عکس

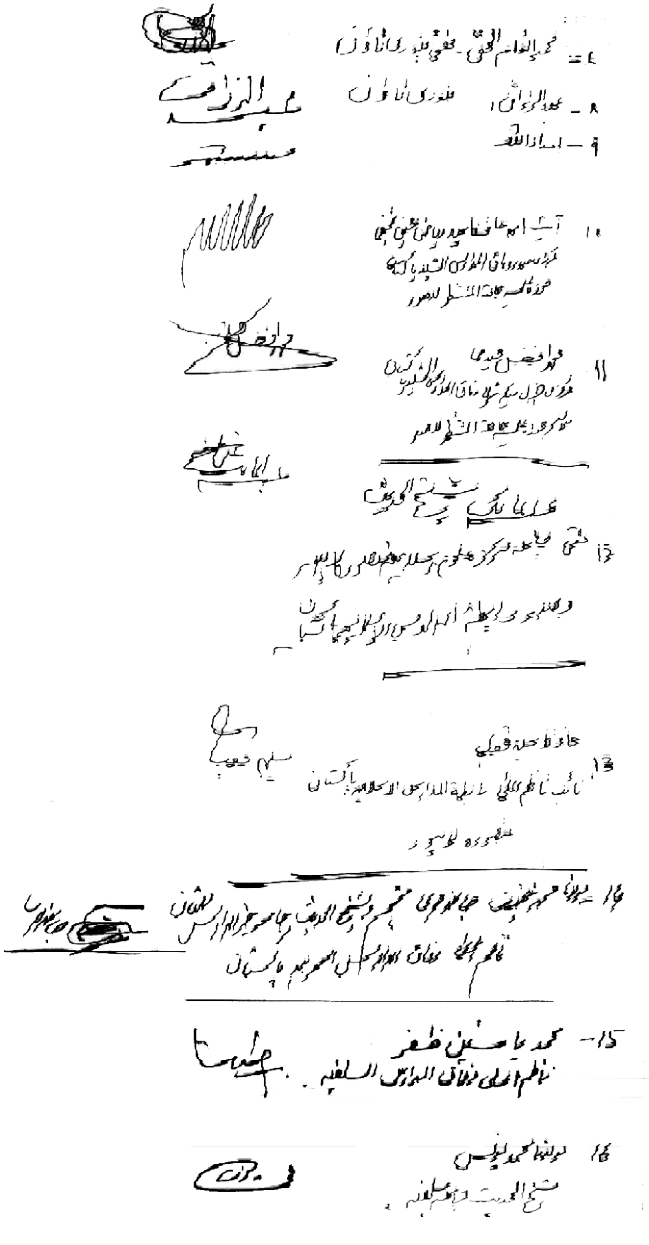

دار الافتاء جامعہ قاسمیہ (14) اے بلاک غلام محمد آباد فیصل آباد

جامعہ قاسمیہ (رجسٹرڈ)
14۔اے غلام محمد آباد فیصل آباد

17. صاحبزادہ مولانا زاہد محمود قاسمی صاحب
مہتمم جامعہ قاسمیہ

18. مولانا رب نواز قاسمی صاحب

19. مولانا مفتی سلیم نواز صاحب

20. مولانا منظور حسین صاحب

21. مولانا مفتی حفظ الرحمان صاحب
رئیس دار الافتاء پاکستان علماء کونسل

22. مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمن
ناظم اعلیٰ رابطۃ المدارس الاسلامیۃ پاکستان
مہتمم جامعۃ اسلامیۃ تفہیم القرآن

23 مفتی منیب الرحمن، رئیس دار الافتاء و رئیس اَلْجَامِعَةُ النَّعِيْمِيَّة، کراچی

24 مفتی محمد وسیم اختر المدنی، مفتی و استاذ التخصص فی الفقہ والافتاء، اَلْجَامِعَةُ النَّعِيْمِيَّة، کراچی

25 مفتی احمد علی سعیدی، مفتی و شیخ الحدیث اَلْجَامِعَةُ النَّعِيْمِيَّة، کراچی

26 مفتی سید نذیر حسین شاہ، مفتی و استاذ الحدیث اَلْجَامِعَةُ النَّعِيْمِيَّة، کراچی

27 مفتی عبد الرزاق نقشبندی، مفتی اَلْجَامِعَةُ النَّعِيْمِيَّة، کراچی

قادیانیت سے متعلق مباحث میں پاکستان کی اہمیت:

اسلامی جمہوریہ ہونے کے ناطے ''قرارداد مقاصد'' کو دستور پاکستان کے دیباچے کی اہمیت حاصل ہے تاکہ یہ وطن عزیز کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کر سکے اور اسے مستقبل میں درپیش خطرات سے بچا جا سکے جن میں سے ایک قادیانی فتنے کا خطرہ بھی۔ پاکستان کی اہمیت کو اس تمام تناظر میں یوں سمجھا جا سکتا ہے:

مرزا قادیانی کی قبر ہندوستان میں ہے اور قادیانی قیادت کی دیرینہ خواہش ہے کہ پاکستان میں مدفون قادیانیوں کے مُردوں کی باقیات کو ہندوستان لے جایا جائے اور یہ اُسی وقت ممکن ہوگا ''جب حالات سازگار ہوں'' مراد یہ کہ جب ہندوستان، پاکستان پر قبضہ کر لے۔ مرزا قادیانی کے پیروکاروں نے پاکستان کو قادیانی ریاست میں بدل ڈالنے کی پوری کوشش کی ہے۔ کم از کم پاکستان کے جنوب مغربی صوبے بلوچستان میں تو ان عزائم کی تکمیل کے لیے انھوں نے ہر ممکن کوشش کی۔ تاہم یہ بہت دشوار ثابت ہوا کیوں کہ پاکستان کے خفیہ اداروں نے قادیانیوں کی سازش ''ریاست در ریاست'' کا منصوبہ بروقت طشت از بام کر دیا اور قادیانیوں کی اس سازش کی وجہ سے عوام الناس میں بھی شدید عدم اعتماد کی فضا نے جنم لیا۔

ایک ''قادیانی پیشگوئی'' جو تقسیم ہند سے قبل ۱۹۴۷ء میں سامنے آئی، یہ تھی کہ اگر دو ملک بن بھی گئے تو یہ بٹوارا عارضی ہوگا اور اس عارضی وقفے کو دائمی اختتام تک پہنچانے کے لیے قادیانی سرگرمیاں جاری رکھنے کی تلقین کی گئی۔

(الفضل، ۱۹۴۷ء)

یاد رہے کہ سوائے قادیانیوں کے، پاکستان کو کسی دوسری اقلیت بہ شمول ہندو، سکھ عیسائی وغیرہ، سے ''ریاست در ریاست'' جیسی سازش کا کوئی خطرہ نہیں، ہر جمہوری مملکت کا بنیادی دستور ہے کہ جو عناصر بھی ریاست سے ٹکر لینے کی کوشش کریں گے، اُن سے آہنی ہاتھ کے ذریعے نمٹا جائیگا۔ جس طرح برطانیہ میں شمالی آئرلینڈ کی ایک غیر سیاسی اور نیم عسکری تنظیم ''آئرش ریپبلیکن آرمی'' (I.R.A) سے نمٹا گیا کیونکہ یہ تنظیم بھی ''ریاست در ریاست'' کی خواہاں تھی۔

قادیانی عقائد سے واقفیت رکھنے والے اور تاریخی پس منظر جاننے والے لوگ یہ جانتے ہیں کہ گورداسپور کی سپردگی ہندوستان کو دیے جانے میں اپنا کردار ادا کرنے والے یہ لوگ (قادیانی) کتنے خطرناک رہے ہیں، یہ علم رکھنے والے جانتے ہیں کہ قادیانی پاکستان کے لیے کس قدر بڑا فتنہ ہیں اور کیوں انھیں قومی سالمیت کے لیے ایک خطرہ سمجھا جاتا رہا ہے۔

(نیشنل اسمبلی آف پاکستان ۱۹۷۴ء)

باب:16

جماعت احمدیہ کے قادیانی اور لاہوری گروپوں سے متعلق مختلف نقطہ ہائے نظر

قادیانی اور لاہوری گروپوں سے متعلق مختلف نقطہ ہائے نظر

جماعت احمدیہ کے قادیانی اور لاہوری گروہ نام نہاد لبرل ،اسلام بیزار اور کئی سادہ لوح مسلمانوں کو یہ بہکاوہ دیتے ہیں کہ جماعت احمدیہ بھی مسلمانوں کا حصہ ہے۔لیکن ''مولوی'' نے نفرت کے بیج بوئے ہیں اور جماعت احمدیہ کو کافر گردانتے ہیں،لہٰذا یہ ضروری ہے کہ عامۃ الناس اِس سلسلے کی نزاکت کو سمجھیں اور جانچ سکیں کہ یہ ''مولوی'' کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ:اولاً ہر مسلمان کے بنیادی عقیدے اور دین وایمان کا مسئلہ ہے۔لہٰذا غیر مولوی طبقے کے خیالات کو موضوع سخن بنایا جائے۔ثانیاً یہ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کا معاملہ ہے کیونکہ قادیانی پاکستان کو احمدی ریاست بنانا چاہتے ہیں۔ثالثاً یہ پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کا معاملہ ہے کہ قادیانی پاکستان کو ختم کرکے اکھنڈ بھارت بنانا چاہتے ہیں۔احمدی تحریک سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرنے والوں میں علماء، سیاسی لیڈران، مصنفین اور بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ تنظیمیں شامل ہیں۔جو کہ متفقہ طور پر قادیانیوں کو پاکستان اور اسلام کا دشمن قرار دیتے ہیں اور اُن کی اسلام مخالف اور ریاست مخالف سرگرمیوں کی وجہ سے کافر قرار دیتے ہیں۔ یہ اس اعتبار سے اہم بات ہے کہ یوں ہمیں مختلف اور متغائر نقطہ ہائے نظر ملتے ہیں، ہمارے علم میں اضافہ ہوتا ہے اور ہم اس بات میں اپنا ایک نقطۂ نظر تشکیل دینے کے لائق ہوجاتے ہیں۔ہماری جامعات کو چاہیئے کہ اس موضوع پر M.phil اور PhD کے مقالہ جات لکھوائیں۔

قادیانیت کے بارے نامور شخصیات کی آراء

یہ امر لائق دلچسپی ہے کہ برعظیم کی سرزمین جہاں احمدیت نے جنم لیا تھا، یہاں کے معروف رہنماؤں نے احمدی تحریک کی منفی تاثر پذیری کے حوالے سے بہت سنجیدگی اور فوری ردعمل کا مظاہرہ کیا۔ذیل میں ایسے ہی چند رہنماؤں کے بیانات نقل کیے جاتے ہیں۔

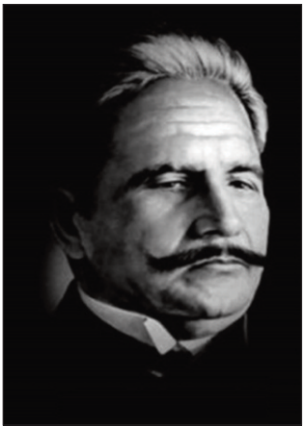

ڈاکٹر سر محمد اقبال:

علامہ محمد اقبال، شاعر مشرق اور مصور پاکستان ہونے کے ساتھ ساتھ مشہور فلسفی تھی تھے، وہ کئی علمی و ادبی کتب کے خالق تھے۔احمدیت کے باب میں فرماتے ہیں:

''میری رائے میں، قادیانیوں کے پاس اس کے سوا اور کوئی راہ انتخاب نہیں کہ یا تو وہ بہائیوں کی تقلید کریں (اور اپنے آپ کو ایک الگ مذہب کے پیروکار قرار دے ڈالیں) یا پھر نبی اکرمؐ کی ذات کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان لانے کا اعلان کریں۔اس کی اصل کے ساتھ عقیدۂ ختم نبوت سے متعلق اپنا نقطۂ نظر واضح طریقے سے پیش کریں، اپنی خود ساختہ توجیہات کو مسترد کر دیں۔انھوں نے جانتے بوجھتے ہوئے اس عقیدے میں اختراعات کر ڈالی ہیں تا کہ انھیں مسلمان سمجھا جائے اور وہ اپنے سیاسی مقاصد کا حصول کر سکیں''۔

(پروہت، انڈیا ٹوڈے، ۲۰۱۵ء)

محسن پاکستان، جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خانؒ:

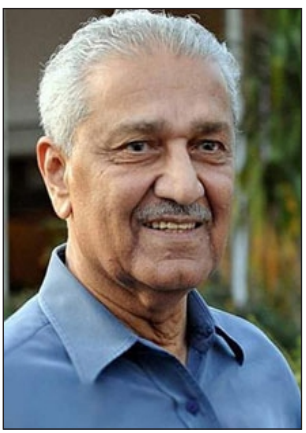

جیو چینل میں ڈاکٹر عامر لیاقت کے ایک پروگرام میں ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے انٹرویو دیتے ہوئے برملا فرمایا کہ:

''ہم بھوپالیوں کو دو چیزوں پر فخر ہے۔ایک تو آج تک ہمارے ہاں کوئی غدار پیدا نہیں ہوا۔دوسرا آج تک ہم بھوپالیوں میں کوئی قادیانی پیدا نہیں ہوا۔''

اس پر ناظرین وسامعین شرکا کی طرف سے بہت داد ملی۔

(نشر 11 اکتوبر 2021ء)

توجہ طلب امر یہ ہے کہ جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے غدار اور قادیانیوں کو ایک پلڑے میں لا کھڑا کیا ہے، دراصل یہ وہ توارد ہے کہ شاعر مشرق علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ:

قادیانی ملک و مذہب دونوں کے غدار ہیں۔اسی بنیاد پر وطن عزیز کے دانشوروں نے آگے چل کر قادیانیوں کے بارے میں ریاست مخالف ہونے کی رائے قائم کی۔

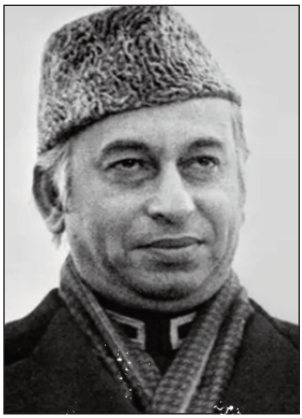

جناب ذوالفقار علی بھٹو، سابق وزیر اعظم پاکستان:

اس سرکاری رپورٹ میں جو سارے ایوان کی گفت و شنید اور مباحثے کی غرض سے خاص طور پر تشکیل دی گئی تھی، اس باب میں کہ اسلام میں ایسے شخص کی کیا حیثیت ہے جو نبی اکرمؐ کی ختم نبوت پر یقین رکھتا ہو، قومی اسمبلی (پاکستان) کے تیسرے اجلاس میں، سابقہ وزیر اعظم پاکستان، سربراہ ایوان اور پاکستان پیپلز پارٹی کے سربراہ جناب ذوالفقار علی بھٹو نے 1974 میں فرمایا:

''میں نے قادیانیوں کے نوے برس پرانے مسئلے کا حل انھیں (احمدیوں کے دونوں گروپوں قادیانیوں اور لاہوریوں کو) غیر مسلم قرار دے کر نکالا ہے۔''

سات ستمبر 1974ء کو جناب بھٹو نے فرمایا:

ترجمہ:۔''جناب اسپیکر، میں کوئی سیاسی بیان نہیں دینا چاہتا جب میں یہ کہتا ہوں کہ یہ تمام ایوان کا متفقہ فیصلہ ہے۔ہم نے قومی اسمبلی میں تمام طبقہ ہائے فکر سے تعلق رکھنے والے افراد اور پارٹیوں سے طول طویل بحثیں کی ہیں اور اس کے بعد ہم جس فیصلے پر پہنچے ہیں وہ قومی نوعیت کا فیصلہ ہے۔

یہ پاکستان کے عوام کا فیصلہ ہے.....یہ پاکستان کے مسلمانوں کے عزم و ارادے، خواہشات اور امنگوں کا آئینہ دار ہے۔میں نہیں چاہتا کہ اس کا سہرا کوئی فرد واحد اپنے سر لے۔میں کہنا چاہوں گا کہ یہ مشکل فیصلہ بلکہ میری ناقص رائے میں تو انتہائی مشکل فیصلہ جمہوری اداروں اور جمہوری مقتدرہ کے بغیر قطعی ناممکن تھا.....

.....یہ ایک بڑا پرانا مسئلہ تھا، کوئی نوے سال پرانا.....اور وقت کے ساتھ ساتھ یہ پیچیدہ تر ہوتا چلا گیا۔اس نے معاشرے میں تلخیوں کو جنم دیا، اور تفرقے کی بنیاد رکھی اور آج تک یہی معاملہ چلا آتا ہے۔

اب یہاں اس ایوان میں، میں وہ پرانی بحث چھیڑنا نہیں چاہتا نہ یہ دہرانا چاہتا ہوں کہ ۲۲ مئی یا ۲۹ مئی کو کیا ہوا تھا۔نہ میں اس مسئلے کی وجوہات میں جانے کی خواہش رکھتا ہوں کہ یکدم یہ فسادات کیسے

پھوٹ پڑے اور کیسے یہ جنگل کی آگ کی مانند پھیلتے ہی چلے گئے۔ میں اس فیصلے کے نتائج کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ اس فیصلے کے سیاسی، معاشی اور سماجی اثرات کو سراہتا ہوں۔ یہ کوئی چھوٹی بات نہیں تھی۔ لیکن جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا، پاکستان ایک مسلم ریاست ہے۔ یہ اس لیے وجود میں آئی کہ ہندوستان کے مسلمان ایک جداگانہ وطن چاہتے تھے۔ یہاں کے لوگوں کا مذہب اسلام ہے، یہاں کی اکثریت اس پر کاربند ہے اور آج اس فیصلے کا اعلان کر کے میں کسی طور ان مذہبی روایات سے انحراف کا مرتکب نہیں ہو رہا۔ یہ فیصلہ جمہور عوام اور جمہوری طریقے ہی سے نافذ کیا جا رہا ہے۔

پاکستان پیپلز پارٹی کا پہلا نعرہ ہی یہ ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور میں اسلام کو اولیت حاصل ہے۔

ہماری پارٹی کا دوسرا نصب العین جمہوریت ہے۔ چونکہ ہم جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں۔ اسی لیے ہم اس مسئلے کو پاکستان کی قومی اسمبلی تک لے کر آئے اور ساتھ ہی ساتھ میں فخریہ یہ بات کہتا ہوں کہ ہم اپنی پارٹی کے تیسرے نصب العین سے بھی وفادار رہے یعنی یہ کہ پاکستان کی معیشت سوشل ازم پر استوار ہے اور ہم معیشت کے سماجی اصول پر کاربند ہیں۔

جناب اسپیکر جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا اس موضوع پر مزید بحث مباحثے کا باب بند ہو چکا۔ یہ میری کامیابی نہیں نہ یہ حکومت کی کامیابی ہے۔ میں یہ بات بار بار دہرانا چاہتا ہوں۔ یہ دراصل پاکستان کی کامیابی ہے۔ یہ پاکستان کے عوام کی کامیابی ہے جس میں ہم سبھی برابر کے شریک ہیں۔ اس کا کریڈٹ سارے ایوان کو جاتا ہے۔ ایوان کے سبھی اراکین اور تمام نمائندہ جماعتوں کے متفقہ فیصلے کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں تھا۔ جب ہم نے پاکستان کا آئین تشکیل دیا تو تب بھی یہی جذبہ اور باہمی تعاون کارفرما رہا تھا۔ یہ دستور، ہمارے وطن کا بنیادی قانون ہے ہمیں اس کو تشکیل دینے میں قریباً سات برس کا عرصہ لگا، اور یہ وطن عزیز کی تاریخ کا ایک عظیم سنگ میل تھا جب اسے ایوان کی تمام جماعتوں کی قبولیت حاصل ہوئی اور قومی اسمبلی نے اسے متفقہ طور پر منظور کر لیا۔

جناب اسپیکر میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکا، یہ بھی بتا دیا کہ یہ فیصلہ ہرگز فردِ واحد کا فیصلہ نہیں۔ میں اپنی بات دہراتا ہوں کہ یہ مذہبی نوعیت کا معاملہ ہے۔ یہ مسئلہ ہمارے عقائد سے چھیڑ خانی کا مرتکب ہو رہا تھا اور اس کے حوالے سے جو بھی فیصلہ کیا گیا اُس میں تمام ایوان اور تمام قوم شریک تھی۔ یہ قوم کی امنگوں کا آئینہ دار ہے۔ میرا نہیں خیال کہ اس سے زیادہ یہ معزز ایوان مزید کچھ کر سکتا تھا اور نہ اِس سے کچھ کم کرنا ہی مستحسن ہونا (یعنی یہ بالکل منصفانہ فیصلہ ہے کہ

احمدی غیر مسلم کافر قرار دیئے گئے۔)

مجھے یہ اعتراف ہے کہ کئی لوگ اس فیصلے سے سخت ناخوش ہونگے۔ میں ان کا ترجمان نہیں بننا چاہتا، تاہم یہ ضرور کہوں گا کہ یہ آگے چل کر اُن کے حق میں بھی اچھا ہی ہوگا۔ آج یہ صاحبان ناخوش ہیں۔ اس فیصلے سے متفق نظر نہیں آتے ہیں۔ اس پر غم و غصے کا شکار ہیں۔ لیکن بہت غیر جانبدارانہ طور پر میں یہ کہنے کی کوشش کرتا ہوں، بالکل غیر ذاتی طور پر، اپنی ذات کو اُن کی جگہ پر رکھتے ہوتے یہ عرض کرتا ہوں کہ انھیں بھی اس پر خوش ہونا چاہیے کیوں کہ اس فیصلے سے مسئلہ ہمیشہ کے لیے حل ہوگیا اور اُن کے قانونی حقوق محفوظ ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اس فیصلے سے متاثرہ تمام شہریوں کو مکمل تحفظ فراہم کیا جائے''۔ (قومی اسمبلی میں کی گئی تقریر، 1974ء)



محترمہ بے نظیر بھٹو (سابق وزیر اعظم پاکستان)

''پاکستان پیپلز پارٹی کی شریک چیئر پرسن بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ قادیانیوں کے بارے میں آئینی ترمیم ملک کی منتخب اسمبلی میں اتفاق رائے سے منظور ہوئی تھی اس لیے وہ ترمیم درست ہے اور اسے ختم نہیں کیا جائے گا۔ ایک عشائیہ کی موقع پر سوالوں کا جواب دیتے ہوئے بے نظیر بھٹو نے کہا کہ پیپلز پارٹی برسر اقتدار آ کر ملک کے اسلامی تشخص کو برقرار رکھے گی۔ طاہر محمود خان کے عشائیہ میں ایک وکیل نے اپنا تعارف بے نظیر سے کرایا اور کہا کہ وہ احمدی ہے۔ پیپلز پارٹی کی احمدیوں کے بارے میں کیا پالیسی ہے؟ اس پر بے نظیر نے کہا کہ (احمدیوں کے دونوں گروہوں، قادیانیوں اور لاہوریوں) کو اقلیت قرار دینے سے قبل قومی اسمبلی میں بلا کر یہ موقع دیا گیا تھا کہ وہ ثابت کر سکیں کہ وہ ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن قادیانی سربراہ نے قومی اسمبلی میں آ کر جو موقف بیان کیا وہ ختم نبوت سے مکمل انکار تھا۔ اس لیے منتخب اسمبلی نے زور دیا کہ قادیانی مسلمان نہیں۔ انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی نے کسی کو کافر قرار نہیں دیا۔ اس نے ایک فریم ورک دیا اور کہا کہ جو اس کے اندر نہیں آئے گا وہ مسلمان نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کے بارے میں ترمیم 1973 کے آئین کا لازمی حصہ رہے گی۔'' (روزنامہ جنگ لاہور، جون 1987)

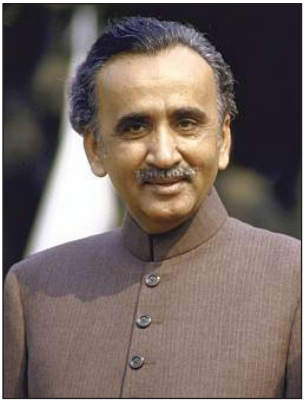

محمد خان جونیجو سابق وزیر اعظم:

''ختم نبوت کے منکرین (قادیانیوں) کے خلاف پوری قوت سے کارروائی کرنے کی ضرورت ہے۔توہین ختم نبوت برداشت نہیں کی جائے گی۔ختم نبوت کے منکرین اور نبوت کے جھوٹے دعویداروں کا خاتمہ کرنے کے لیے حکومت پاکستان نے کئی مؤثر کارروائیاں کی ہیں اس سلسلے میں اسلامی دنیا کو پاکستان سے تعاون کرنا چاہیئے۔''

(ریڈیو رپورٹ 27 نومبر 1985، روزنامہ جنگ لاہور، روزنامہ امروز لاہور۔28 مومبر 1985)



غلام مصطفیٰ جتوئی (سابق وزیر اعظم پاکستان):

''این پی پی 1973 کے آئین کو قادیانیوں سے متعلق غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی ترمیم سمیت تسلیم کرتی ہے۔''

(روزنامہ مشرق۔لاہور 10 ستمبر 1986)



میاں محمد نواز شریف (سابق وزیر اعظم پاکستان):

''حضور اکرم ﷺ کی شان میں کسی قسم کی گستاخی پر کوئی بڑی سے بڑی سزا بھی کم ہے۔''

(روزنامہ نوائے وقت 20 مئی 1991)



راجہ پرویز اشرف: (سابق وزیر اعظم پاکستان):

پاکستان کے سابق وزیر اعظم 2012 تا 2013 اور پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنما جناب راجہ پرویز اشرف کا بیان ہے:

''پاکستان پیپلز پارٹی سے کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اگر کسی نے صحیح معنوں میں اسلام کی خدمت کی ہے تو وہ ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت تھی۔ انھوں نے نوے سال پرانے اس مسئلے کی بیخ کنی کی جب قادیانی (احمدی) نبی اقدسؐ کی نبوت کو چیلنج کررہے تھے'' (راجہ پرویز اشرف: یکم مئی ۲۰۱۶ء)



مسٹر یحییٰ بختیار، اٹارنی جنرل آف پاکستان:

اٹارنی جنرل آف پاکستان کی حیثیت سے جناب یحییٰ بختیار نے مسٹر ناصر احمد اور مسٹر صدرالدین سے، جو احمدیوں کے قادیانی اور لاہوری گروپوں کے (بالترتیب) سربراہ ہیں، کچھ سوال و جواب کیے اور پھر اپنے نتائج پر مبنی رپورٹ پاکستان پارلیمان میں داخل کرتے ہوئے، یحییٰ بختیار نے فرمایا:

''میرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ احمدیوں یا قادیانیوں کے تیسرے رہنما (مرزا ناصر احمد) نے وجوہات بیان کی ہیں جن کے سبب انبیاء کا سلسلہ جاری ہے اور میری یہ بھی رائے ہے کہ اگرچہ ان صاحبان نے بہ ظاہر بہت مدلل وجوہات بیان کی تھیں کہ یہ سلسلہ کیوں اب تک جاری وساری ہے تاہم جب ہم نے اُن سے دریافت کیا (اور کرتے ہیں) کہ کیا مرزا غلام احمد سے قبل بھی کوئی نبی تھا، تو وہ کہتے ہیں کہ نہیں جب یہ پوچھا جائے کہ کیا اُن (مرزا غلام احمد) کے بعد کوئی نبی آئے گا تو بھی یہ لوگ کہتے ہیں ''نہیں'' اور حتمی طور پر یہ بات یہاں ختم ہوتی ہے کہ ان کے مطابق ''خاتم النبیین'' سے مراد مرزا غلام احمد ہے۔ (محمد عربی ﷺ نہیں، نعوذ باللہ)'' (قومی اسمبلی 1974)



جناب عبدالحفیظ پیرزادہ (سابق وزیر قانون)

جناب عبدالحفیظ پیرزادہ جو ۱۹۷۴ء میں وزیر قانون تھے، انھوں نے اسی سال پارلیمان میں ایک بل پیش کیا جو کچھ یوں تھا۔ ''تمام ایوان کی متفقہ قرارداد کے نتیجے میں قومی اسمبلی کے فیصلے کی رو سے، زیر نظر بل پاکستان کے آئین میں ترمیم کا خواستگار ہے کہ ہر وہ شخص غیر مسلم قرار دیا جائے جو نبی کریمؐ کے آخری نبی ہونے کو تسلیم نہیں کرتا، یا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ محمدؐ کے بعد خود نبی ہے یا ایسا دعویٰ کرنے والے کو نبی یا مذہبی مصلح قرار دے''۔ (قومی اسمبلی 1974ء)

قادیانیت اور بین الاقوامی مسلم تنظیموں کی قراردادیں

فقہ اکیڈمی، اسلامی تعاون کی تنظیم کا فیصلہ:

ان قراردادوں کے ضمن میں اسلامی ممالک کی مشترکہ تعاون کی تنظیم (او آئی سی) کی ذیلی تنظیم نے ایک قرارداد پیش کی۔ بین الاقوامی اسلامی فقہ اکادمی کی کاؤنسل نے ۲۲ دسمبر تا ۲۸ دسمبر ۱۹۸۵ء کو بہ مقام جدہ (سعودی عرب) اپنے دوسرے اجلاس میں احمدیوں (قادیانیوں اور ان کے دیگر دھڑوں) سے متعلق ایک سوال پر گفتگو کا سلسلہ شروع کیا۔ سوال مذکورہ احمدیوں کی سرگرمیوں کے بارے میں، آیا یہ اسلام کے دائرے میں داخل ہیں کے مبحث پر تھا۔ چنانچہ اسلامی فقہ اکادمی کے نتائج کا استخراج ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

> *"Having looked into the question submitted to it by the Muslim Judicial Council, Cape Town, South Africa about the Islamic ruling concerning the Qadianis and its off shoot, who call themselves Lahore (Lahori)s, and whether to consider them as Muslims or otherwise, and whether it is correct for a non-Muslim to arbitrate in such an issue.*

ترجمہ:۔ ''مسلم جوڈیشل کونسل، کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ کے داخل کیے گئے اس

سوال پر کہ کیا قادیانیوں کو مسلمان کہلانے کا حق ہے یا نہیں۔اور یہ کہ کیا کوئی غیر مسلم اس مسئلے پر حق رائے دہی رکھتا ہے یا نہیں، ان تمام مباحث کے بارے میں اسلام کا فیصلہ کیا ہے۔''

اکادمی کے ممبران کو جمع کرائے گئے کاغذات جو خالصتاً اسی مسئلے کی چھان بین اور تحقیق سے متعلق تھے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں بھی تھے جو پچھلی صدی میں ہندوستان میں پیدا ہوا تھا اور جس کی نسبت سے قادیانی اور لاہوری گروپ پہچانے جاتے ہیں۔ان تمام کاغذات اور متعلقہ تحقیقی مواد کی روشنی میں یہ کونسل اس نتیجے پر پہنچی:

☆ مرزا غلام احمد نے بلا شبہ اپنے آپ کو خدا کا بھیجا ہوا فرستادہ پیغمبر قرار دیا جس پر وحی کا نزول ہوتا تھا یہ دعویٰ اور اس نوعیت کے تمام دعاوی مرزا غلام احمد نے اپنی تحریر (جن میں سے کچھ کے متعلق اس کا کہنا تھا کہ یہ وحی ربانی کا حصہ ہیں) کے ذریعے کیے۔

☆ اپنے اس منصب (یعنی منصب نبوت) کا پرچار اُس نے تمام عمر کیا۔لوگوں کو اپنی تصانیف اور تقاریر کے ذریعے یہ یقین دلایا کہ وہ نبی اور پیغمبر ہے۔

☆ اس نے اسلام کے کئی پہلوؤں کا انکار کیا۔مثال کے طور پر جہاد (جس سے مراد ہے اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت کے لیے تگ ودو کرنا)

رابطہ العالمی اسلامی:

رابطہ العالمی اسلامی کی قرارداد کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلامی فقہ اکادمی (مکہ مکرمہ) نے یہ فیصلہ دیا۔

''مرزا غلام احمد کا نبوت اور پیغمبر ہونے کا دعویٰ اور یہ اعلان کرنا کہ اس پر وحی الٰہی کا نزول ہوتا ہے ہر مسلمان کے اس بنیادی عقیدے کا صریحاً انکار ہے کہ نبوت کا سلسلہ آنحضرتؐ پر تمام ہو گیا تھا اور دوبارہ کوئی نبی نہیں آئے گا۔(یعنی نبی کریمؐ کے بعد) چنانچہ مرزا غلام احمد کے دعوے اُس کو اور اُس کے تمام پیروکاروں کو مرتد ٹھہراتے ہیں۔''

مزید براں:

''جہاں تک لاہوری گروپ کا تعلق ہے وہ بھی قادیانیوں کی مانند مرتد ہی ٹھہرتے ہیں، باوجود یکہ وہ مرزا غلام احمد کو ظلی یا بروزی یا نبی کریمؐ کے مثیل یا تجسیم قرار دیتے ہیں۔''

رابطہ العالمی الاسلامی اور عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ :

اپریل ۱۹۷۴ء میں، دی ورلڈ مسلم لیگ نے مکۃ المکرمہ (سعودی عرب) میں اپنی سالانہ کانفرنس منعقد کی جس میں دنیا بھر سے ۱۴۰ وفود اور تنظیموں نے شرکت کی۔ احمدیوں کے متعلق اس کانفرنس میں متفقہ لائحہ عمل اختیار کیا گیا۔ یہ نتیجہ اخذ کیا گیا کہ:

''احمدیوں نے بنیادی اسلامی عقائد بالخصوص عقیدہ ختم نبوت پر ضرب لگائی ہے اسی کانفرنس میں یہ بھی طے پایا کہ تمام اسلامی ممالک اپنے ہاں مقیم احمدیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھیں۔ مزید یہ کہ ان تمام ممالک کے مسلمان، احمدیوں کے طور طریقوں سے متعلق معلومات حاصل کر سکیں۔ اور انھیں احمدیوں سے متعلق باقاعدہ معلومات دی جائیں، کہ اُن کے بنیادی عقائد کیا ہیں تاکہ وہ اس فرقے کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں سے انتشار کا شکار نہ ہو جائیں۔ ایک اور تجویز یہ بھی پیش کی گئی کہ مذکورہ گروہ نے قرآن کریم کی آیات میں جو تبدیلیاں کی ہیں اُن سے متعلق بھی لوگوں کو آگاہ کیا جائے اور اِس طرح کی تبدیلیوں والے نسخوں کی مزید طباعت پر پابندی لگائی جائے سب سے اہم تجویز یہ تھی کہ مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔''

چنانچہ ستمبر 1974ء میں پاکستان کی پارلیمان نے متفقہ رائے دہی کے بعد، احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا، دستور پاکستان میں اس تبدیلی کے بعد پاکستان کے تعزیراتی قوانین میں بھی تبدیلیاں کی گئیں۔

''مسلم کونسل آف برطانیہ (MCB) کا موقف:

''مسلم کونسل آف برطانیہ (MCB) احمدیہ کمیونٹی کی نمائندگی کرنے کے بجائے اس

معاملے پر ایک بیان جاری کیا، جو ضمیمہ 5 میں دستیاب ہے، جس میں لکھا ہے:

"The MCB Constitution requires our affiliates to declare that Messenger Muhammad peace be upon him is the final prophet and who ever does not subscribe to that declaration cannot be eligible for affiliation with the MCB. Given this fundamental theological difference with the Ahmadi community, the MCB is not in a position to represent or be represented by the Ahmadi community. Despite our clear theological beliefs, we not that pressure is mounting to describe this community as Muslim. Muslims should not be forced to class Ahmadis as Muslims if they do not wish to do so, at the same time, we call on Muslims to be sensitive, and above all, respect all people irrespective of belief or background."

''برطانیہ کی مسلم کونسل (MCB) اسلامی روایات میں بیان کردہ واضح مذہبی موقف کی عکاس ہے۔یعنی اسلام کی بنیاد ایک خدا اور رسول اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان لانا ہے۔جبکہ قادیانی اس اصول سے انحراف کرتے ہیں۔ ایم سی بی کا آئین ہمارے الحاق شدہ اداروں (تنظیموں) سے یہ اعلان کرنے کا تقاضا کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور جو کوئی اس اعلامیے کو تسلیم نہیں کرتا وہ ایم سی بی کے ساتھ الحاق کا اہل نہیں ہوسکتا۔احمدی کمیونٹی کے ساتھ اس بنیادی مذہبی فرق کو دیکھتے ہوئے، MCB اپنی پوزیشن واضح کرتی ہے کہ وہ احمدی کمیونٹی کی نمائندگی نہیں کرسکتی ۔ہمیں احساس ہے کہ ہمارے واضح مذہبی عقائد کے باوجود احمدیہ کمیونٹی کو بطور مسلمان بیان کرنے کے لیے ہم پر دباؤ بڑھ رہا ہے۔مسلمانوں کو مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ احمدیوں کو مسلمان قرار دیں۔اس وقت ہم مسلمانوں سے اس مسئلے پر غور وفکر کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عقیدہ یا کسی پس منظر سے قطع نظر تمام لوگوں کا احترام کیا جائے۔''

مسلم کونسل آف سکاٹ لینڈ (MCS) کا موقف:

مسلم کونسل آف سکاٹ لینڈ (MCS) کا بھی یہی موقف ہے کہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں۔ انھوں نے اس معاملے پر ایک بیان جاری کیا، جو ضمیمہ 6 اور 7 میں دستیاب ہے، جس میں لکھا ہے:

''مسلم کونسل آف اسکاٹ لینڈ کا آئین ہمارے الحاق شدہ اداروں (مساجد، مدارس اور اسلامی تنظیموں) سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ یہ اعلان کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور جو کوئی اس اعلان کی رکنیت نہیں رکھتا وہ مسلم کونسل آف سکاٹ لینڈ سے الحاق کا اہل نہیں ہوسکتا۔قادیانی/احمدیہ/مرزائی

برادری کے ساتھ اس بنیادی مذہبی فرق کے پیش نظر، مسلم کونسل آف سکاٹ لینڈ اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ قادیان سے مرزا صاحب غلام احمد کے پیروکاروں کو نمائندگی دی جائے۔''

عالم اسلام کے فتاویٰ جات:

علمی کونسلوں کے علاوہ ہندوستانی علماء وہ اولین شخصیات تھے جنھوں نے اس مسئلے کو علمی طور پر سنبھالا اور قادیانیوں کا تعاقب کیا۔اور برصغیر ہندو پاک کے علماء نے بلا مبالغہ سینکڑوں کتابیں اور مضامین اسی مسئلے کے حوالے سے سپرد قلم کیے جس سے مرزا قادیانی کے فکر و نظر واضح ہوتے تھے۔ہندوستان میں مسلکی تفاوت کے باوجود، مسلمانوں کے تمام مسالک جن میں بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث اور شیعہ شامل تھے، متحد ہو کر سامنے آئے اور قادیانیت کی رد اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے یکجا ہوئے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور محقق اسلام مولانا رفیق دلاوریؒ لکھتے ہیں: ''اکابر دیوبند کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ انھوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا تعاقب سب سے پہلے کیا اور 1301ھ مطابق 1884ء میں جب مرزا قادیانی نے مجددیت کے پردے میں اپنے الہامات ''وحی الٰہی'' کی حیثیت سے براہینِ احمدیہ میں شائع کیے تو لودھیانہ کے علماء (مولانا مفتی محمدؒ، مولانا عبداللہؒ، مولانا اسمٰعیل رحمہم اللہ) نے جو حضرات علما دیوبند میں سے تھے، فتویٰ صادر فرمایا کہ یہ شخص مسلمان نہیں بلکہ اپنے عقائد و نظریات کے اعتبار سے زندیق اور خارج از اسلام ہے۔''

(رفیق دلاوری، تحفہ قادیانیت ج1 ص135، 134۔رئیس قادیان ج1 ص110)

علاوہ ازیں ہندوستان میں مسلک اہل حدیث سے تعلق رکھنے والے مولانا عبداللہ سلفیؒ اور مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ نے بذات خود مرزا غلام احمد سے کئی مناظرے کئے۔تاکہ اس کے دعویٰ جات کے آمنے سامنے جوابات دیئے جا سکیں۔مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے متعدد کتابیں اور مضامین تحریر کیے تاکہ قادیانیوں کے بنیادی عقائد اور تعلیمات کا پول کھولا جا سکے۔قدرتاً مرزا غلام احمد، ان منہ توڑ جملوں اور نہ ختم ہونے والی علمی بحثوں سے سخت ناخوش تھا، دونوں کے مابین مندرجہ ذیل دلچسپ تبادلہ ہوا جس میں غلام احمد نے ثناءاللہ امرتسری کو درج ذیل تحریر لکھی:۔

''اگر میں سچ مچ ایسا ہی جھوٹا، جعل ساز اور ڈھکوسلہ باز ہوں جیسا کہ تم اپنی تحریروں میں میرے متعلق لکھتے ہو، تو خدا کرے میں تمہاری زندگی میں ہی موت کا مزہ چکھوں''۔

مزید یہ بھی لکھا:

''اے میرے رب، اگر میرا مسیح موعود کا دعویٰ جھوٹا ہے اور تیری نظر میں، میں ایک مفسد کذاب ہوں تو اے میرے مالک میں، بہت ادب و احترام کے ساتھ، تجھ سے ملتمس ہوں کہ تو مجھے مولانا ثناءاللہ کی زندگی ہی میں موت عطا کردے۔آمین۔اے میرے معبود مطلق خدا اے وہ ہستی کہ جس نے مجھے اس زمین پر بھیجا۔تیرے تقدس اور رحم کا دامن تھام کر التجا کرتا ہوں کہ میرے اور ثناءاللہ امرتسری کے بیچ درست فیصلہ فرمادے۔اور ہم دونوں میں سے جو بھی مفسد کذاب ہے اُسے حق بات کہنے والے فریق کی حیات ہی میں موت سے دوچار کردے۔اے آقا، تو بالکل ایسے ہی کرنا آمین۔

(مجموعہ اشتہارات 1907ء)

صرف ایک برس بعد، 1908ء میں، مرزا غلام احمد قادیانی اسہال اور ہیضے کی بیماری کے باعث انتقال کر گیا اور مولانا ثناءاللہ امرتسری اس کے انتقال کے بعد قریباً چالیس برس حیات رہے۔ 1948ء میں مولانا ثناءاللہ کا سانحہ ارتحال ہوا۔اس کے علاوہ جن علما نے اس بارے میں مضامین لکھے اور مرزا قادیانی کے دائرہ اسلام سے خارج ہوجانے کے فتوے پیش کیے، اُن میں مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی، شیخ الہند محمود حسن، مفتی رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا انور شاہ کشمیری، ان کے شاگرد اور حضرت امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، اہل تشیع میں جید علماء مولانا مظہر علی اظہر، علامہ مظفر علی شمسی، حافظ کفایت حسین، علی غضنفر کراروی اور سابق مفتی پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی، صف اول کے فقیہ اور جج جسٹس تقی عثمانی اور دارالعلوم کراچی کے سربراہ مفتی رفیع عثمانی شامل ہیں۔حضرت سید عطاءاللہ شاہ بخاری کا رد قادیانیت کے حوالے سے بہت بڑا کام ہے ،انھوں نے مجلس احرار اسلام کے نام سے جماعت قائم کی اور اس میں شعبہ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کے ذریعے قادیانیت کے کفر وارتداد پر منظم طریقے سے امت کو جمع کردیا۔ایک بریلوی عالم اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی نے بھی یہی فتویٰ دیا کہ غلام احمد قادیانی نبوت کا جھوٹا دعویدار تھا۔

ان علماء میں شیخ محمد بشیر سہسوانی اور حافظ محمد گوندلوی جیسے سرکردہ علما بھی شامل تھے۔

مسلک اہل حدیث کے عظیم خطیب علامہ احسان الٰہی ظہیر بھی قادیانیت کے خلاف ایک بہت توانا آواز تھے۔ان کی بہت جامع کتاب ''قادیانیت''ایک تجزیاتی مطالعہ: پہلی بار 1972ء میں شائع ہوئی اور بعدازاں انگریزی زبان میں،

''Qadiyaniat: An Analytical Survey''

کے نام سے اس کا انگریزی ترجمہ شائع ہوا۔مزید یہ کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور مولانا سید ابو الحسن علی ندوی نے بھی قادیانیت کے ابطال اور رد میں مضامین اور کتابیں لکھیں، ان دونوں شخصیات نے بھی انھیں غیر مسلم قرار دیا۔

دیگر دارالافتاء اور علماء کمیٹیوں کے فیصلے اور حتمی بیانات:

دس سے زائد دیگر دارالافتاء (فتویٰ کونسلوں) اور علماء کمیٹیوں نے دنیا کے مختلف حصوں میں مختلف قانونی اور مذہبی پس منظر کے حامل اداروں اور تنظیموں نے احمدیوں کے باب میں وہی فیصلے دیئے جو ان سے قبل رابطہ العالمی الاسلامی، اسلامی تعاون کی تنظیم (OIC) اور پاکستان کی عدالت عالیہ وعدالت عظمیٰ نے دیے تھے۔

سعودی عرب کی تحقیق وافتاء کی مستقل کمیٹی نے یہ متفقہ فیصلہ دیا کہ قادیانیت دائرہ اسلام سے خارج ایک مذہب ہے اور یہ کہ قادیانی مسلمان نہیں کہلائے جاسکتے۔ چنانچہ ان کے حج کا مذہبی فریضہ ادا کرنے پر پابندی عائد کردی گئی۔ یہ فیصلہ کمیٹی نے مملکت سعودی عرب کے مفتی اعظم اور سرکردہ حنبلی ماہر فقہ عبدالعزیز بن باز نے دیا۔یہی فیصلہ لیبیا کے دارالافتاء کا بھی تھا۔(جہاں بیشتر فقہاء مالکی فقہ سے تعلق رکھتے ہیں) اور مصر، اُردن (جہاں بیشتر فقہاء کا تعلق حنفی اور شافعی مکاتب سے ہے) اور کچھ اور ممالک کی فتویٰ کمیٹیوں کا بھی یہی فیصلہ ہے۔مغربی دنیا میں اسی حوالے سے اسمبلی برائے امریکی مسلم فقہاء نے بھی ایسا ہی فتویٰ دیا اور احمدیوں کو غیر مسلم گروہ قرار دیا۔ برطانوی سکالر اور یورپی کونسل برائے فتاوی کے موجودہ سربراہ ڈاکٹر صہیب حسن کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

(دیکھیے Two Essays on Qadianism از: ڈاکٹر صہیب حسن)

دارالافتاء المصریہ (مصر) کے فتویٰ کے مطابق:

''مسئلہ: قادیانیت/ احمدیت سے وابستگی کے باب میں'' یہ تاریخ ۲۰۱۷/۲/۸ دارالافتاء المصریہ کے پاس ایک سرکاری ملازم کی جانب سے یہ سوال بھیجا گیا کہ احمدی تحریک سے وابستگی اور اس میں شمولیت سے متعلق فتویٰ کیا ہے۔تاکہ اس کی روشنی میں تفتیش کا متقاضی ایک معاملہ حل کیا جاسکے؟

جواب: قادیانیت (احمدیت کے قادیانی گروہ کے پیروکار) ایک باغی تحریک ہے اور ساتھ ہی ساتھ ایک مفسد نوآبادیاتی سازش بھی۔ان لوگوں کا اسلام سے ہرگز کوئی تعلق نہیں یہ ایک مکمل جداگانہ دین ہے جس کا فاسد کفریہ عقیدہ ہے۔ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس ''دین'' کے پیروکار کھلم کھلا گستاخی دین کے مرتکب ہورہے ہیں۔جو بھی مسلمان اس سے دانستہ/ رضا کارانہ طور پر وابستہ ہورہا ہے وہ اسلام میں ارتداد کا مرتکب ہورہا ہے اور اس باب میں فیصلہ قطعی واضح ہے۔اور اس فتوے سے متعلق (یہ جاننا اہم ہوگا) کہ یہ ورلڈ مسلم لیگ کی اسلامی فقہ کی کونسل سے جاری کی گئی ایک قرارداد پر اپنی بنیاد رکھتا ہے۔متعلقہ سرکاری اداروں کو اس نوع کے افراد سے آہنی ہاتھوں سے نمٹنا ہوگا جو ہمارے ملک میں یہ زہر پھیلا رہے ہیں کیوں کہ ایسی سرگرمیاں ملک میں سماجی تانے بانے کو کمزور کرتی اور عوامی تحفظ کی تہوں کو پارہ پارہ کرتی ہیں۔(دارالافتاء :2017)

بیرون ہندوستان علماء کے فتاویٰ:

جب قادیانی سرگرمیوں کا علم برصغیر پاک و ہند سے باہر اور اسلامی اور عرب دنیا تک پہنچا تو وہاں کے علماء نے اس کا فوری نوٹس لیا۔ایک عظیم عالم دین محمد زاہد الکوثری جو سلطنت عثمانیہ کے آخری شیخ الاسلام کے معاون تھے، نے ایک طویل اور محققانہ مضمون تحریر کیا جس میں احمدیوں کے مرتدانہ عقائد پر روشنی ڈالی گئی تھی۔بعدازاں اسی معاملے کو ان کے شاگرد اور شام کے عالم حدیث عبدالفتح ابو غدہ نے مزید واضح اور نمایاں کیا۔انھوں نے اس بارے میں کوئی پچاس کے قریب تصانیف ومضامین لکھے جن میں قادیانیوں کی زجر وتوبیخ (ڈانٹ ڈپٹ،لعنت ملامت) کے ساتھ ساتھ انھیں دائرہ اسلام

سے خارج اور مرتد قرار دیا گیا تھا۔اُن کے خیالات ،ممتاز ہندوستانی عالم ،حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی تصنیف ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' کی کتاب کے آغاز میں تفصیل کے ساتھ دیے گئے ہیں۔

وہ علماء جو جامعۃ الازہر میں شیخ الازہر جیسی مؤقر نشست پر متمکن رہے ان صاحبان نے بھی گزشتہ صدی میں انھی خیالات کا اظہار کیا یعنی قادیانیت کے باب میں ان سبھی کی سوچ اور فکر یکساں تھی۔ یہاں الشیخ الازہر محمد خضر حسین جو 1952ء میں اس منصب پر فائز ہوئے نے اپنے خیالات کا اظہار ایک مضمون بہ عنوان ''طائفۃ القادیانیۃ'' (یعنی قادیانی گروہ) میں کیا۔تیس برس بعد شیخ الازہر علی جدالحق جو اس عہدے پر 1982ء میں فائز ہوئے ،نے قادیانیت کے باب میں یہی فیصلہ دیا (کہ یہ گروہ اسلام کے دائرے سے خارج ہے)۔

عمان کے موجودہ مفتی اعظم احمد الخلیلی جو اس مکتبۂ فکر کے سربرآوردہ عالم شمار ہوتے ہیں نے یہ بات ببانگ دہل کہی تھی کہ وہ شخص جو آنحضرتؐ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کرے مسلمان نہیں ہے۔

شیعہ مسلک کے حامل افراد کے بنیادی عقائد میں امام مہدی کا ظہور بھی شامل ہے۔چنانچہ وہ بھی ایسے کسی شخص کو سختی سے رد کرتے ہیں جو یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ ہی مہدی آخرالزمان ہے۔یہ لوگ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے مہدی ہونے کے دعوے کو مسترد کرتے ہیں۔شیعہ علماء کے بیانات آئندہ صفحات میں دیئے گئے ہیں۔

مندرجہ بالا فتاوی، فیصلوں اور مشترکہ بیانات کی روشنی میں یہ بات بخوبی معلوم ہو جاتی ہے کہ عالم اسلام کے تمام اہم ادارے اور علما قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے پر متفق ہیں اور ان کے تمام عقائد کو مسترد کرتے ہیں۔ چنانچہ مندرجہ بالا بحث سے ہمیں ان فتاوی اور بیانات کی تفصیل معلوم ہو جاتی ہے جو قادیانیت کے رد میں مختلف ادوار میں مختلف تنظیموں، اداروں اور شخصیات نے دیے۔



Figure 15.1

Dar Al-Ifta Al-Missriyyah of Egypt


دار الافتاء المصرية
الفتاوى
فضيلة المفتي
الفتاوى
إعلام ورصد
التدريب والتأهيل
إعداد المفتين عن بعد
مرئيات
هذا ديننا
القاديانية الأحمدية
الرقم المسلسل : 2405
التاريخ : 22/12/2008
ما حكم جماعة القاديانية -الأحمدية- حيث إنه ظهر من يدعو إلى هذه الجماعة في بلدي؟
القاديانية فرقة خارجة عن الإسلام؛ لأن عقيدتها مبنية على هدم ثوابت دينية راسخة وإن كان أتباعها يتظاهرون بانتسابهم للإسلام، فإنهم يتهجمون على مقام الأنبياء والرسل والأولياء والصحابة والعلماء، هذا بالنسبة للأتباع، أما صاحب المعتقد نفسه، وهو غلام أحمد القادياني، فإنه تخبَّط تخبُّطًا ذريعًا أدَّى به إلى ادعاء الولاية ثم المهدوية ثم النبوَّة، حتى وقع في الخروج من الملَّة، فحكم العلماء بخروجه وخروج أتباعه عن الإسلام، وهذا ما عليه قرار مجمع الفقه الإسلامي المنبثق عن رابطة العالم الإسلامي.
مواقيت الصلاة
طلب فتوى
الاستعلام عن فتوى
هاتف الإفتاء 107
احتكار مستلزمات التطهير وأدوات التعقيم
أخبار
رصد
بيانات
مقالات

Figure 15.2

مختلف مکاتب فکر کے علمائے کرام کی آراء

[مختلف ادوار میں امت مسلمہ کے جملہ مکاتب فکر کے علمائے کرام، مشائخ عظام نے اس فتنے کے تعاقب میں اپنی بھرپور جدوجہد کی۔ذیل میں پیدائش کی ترتیب زمانی کے مطابق چیدہ چیدہ علماء، مشائخ کے اس فتنے کے بارے خیالات کو پیش کیا جارہا ہے]

مولانا رشید احمد گنگوہیؒ: (1826ء۔11 اگست: 1905ء)

مولانا گنگوہیؒ نے بھی اس پر صریح فتویٰ کفر جاری کر دیا۔فرمایا کہ مرزا قادیانی کافر، دجال اور شیطان ہے۔(فتویٰ امام ربانی بر مرزا قادیانی از حافظ عبدالحق خاں بشیر)

پیر سید جماعت علی شاہ صاحبؒ: (1834ء ۔ 1951ء)

''فقیر کے عقیدہ میں قادیانی ولاہوری مرزائی دونوں دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان دونوں فرقوں کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔''

(سہ روزہ پیغام صلح۔لاہور 19 دسمبر 1935)

حضرت خواجہ غلام فریدؒ: (25 نومبر 1845۔24 جولائی: 1901)

''مرزا قادیانی کافر ہے۔قادیانی فرقہ ناری اور جہنمی ہے۔حضور سرور کائنات ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔''

(فوائد فریدیہ ص 13، خواجہ غلام فرید، ضیائے حرم: دسمبر 1974)

حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلویؒ: (14 جون: 1856۔28 اکتوبر: 1921)

''قادیانی مرتد، منافق ہیں، مرتد منافق وہ ہوتا ہے کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرنا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے اس کا ذبیحہ محض نجس، مردار حرام قطعی ہے، مسلمانوں کے بائیکاٹ کے

سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔''

(احکام شریعت: ص112، 122، 177)

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ: (14 اپریل: 1859۔11 مئی: 1937)

پیر مہر علی صاحب رحمہ اللہ نے قریب پندرہ سال کی عمر میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے وطن چھوڑا۔ پیر صاحب نے تردید مرزائیت انسدادِ چکڑالویت اور ردنیچریت میں عمدہ خدمات سرانجام دیں۔ ردقادیانیت کی تردید میں آپ نے کتابیں لکھیں اور اشتہارات شائع کیے۔ 1890 میں حضرت مدینہ طیبہ میں سکونت پذیر ہوئے اور روضہ اقدس پر حاضری کے بعد نبی آخر الزماں ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی اور حکم ہوا کہ:

''مہر علی! ہندوستان میں مرزا قادیانی میری احادیث کے تاویل کی قینچی سے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔ واپس جاؤ اور اس فتنہ کا سدباب کرو۔''

(مہر منیر: مصنف، فیض احمد فیض، ص246، 1991)

مولانا اشرف علی تھانویؒ: (19 اگست: 1863ء۔20 جولائی: 1943ء)

''میرے نزدیک قادیانی عورت سے نکاح باطل ہے جب ان کا کفر مسلم ہے اور مرتد بحکم کتابی نہیں ہوتا۔ اس لئے اہل کتاب میں ان کو داخل نہیں کر سکتے اور لاہوری مرزائی کو مرزا قادیانی کو نبی نہ کہیں لیکن اس کے عقائد کفریہ کو کفر نہیں کہتے۔ کفر کو کفر نہ سمجھنا یہ بھی کفر ہے۔ کیا اگر کوئی شخص مسیلمہ کذاب کو نبی نہ مانتا ہو مگر اس کے عقائد کو کفر بھی نہ کہتا تو کیا اس شخص کو مسلمان کہا جائے گا۔''

(امداد الفتاویٰ ص ۲۲۴)

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ: (12 جون: 1868ء۔15 مارچ: 1948)

مسلک اہل حدیث کے عالم، مفسر اور محدث مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے فرمایا:

''مرزا غلام احمد قادیانی اور اُس کی تحریک امت مسلمہ کے لیے فتنہ عظیم ہے۔''

(تحریک ختم نبوت: شورش کاشمیری، ص70، 1975)

علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ: (16 نومبر:1875ء ۔ 28 مئی:1933ء)

''تاریخ اسلام کا جس قدر میں نے مطالعہ کیا ہے۔اسلام میں چودہ سو سال کے اندر جس قدر فتنے پیدا ہوئے ہیں۔قادیانی فتنہ سے بڑا خطرناک اور سنگین فتنہ کوئی بھی پیدا نہیں ہوا۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنی خوشی اس شخص سے ہوگی جو اس کے استیصال کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے دوسرے اعمال کی نسبت اس کے اس عمل سے زیادہ خوش ہوں گے۔جو کوئی اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے اپنے آپ کو لگا دے گا۔اس کی جنت کا میں ضامن ہوں۔''

(چراغ ہدایت از مولانا محمد چراغ ص ۳۵)

مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ: (1878ء ۔ 13 اگست:1962)

''مولانا لال حسین اخترؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت سے کوئی وظیفہ پوچھا،آپ نے فرمایا:

ختم نبوت کا مسئلہ بیان کرتے رہو،یہی وظیفہ ہے۔کچھ عرصہ کے بعد میں پھر حاضر خدمت ہوا اور حضرت سے پھر درخواست کی کہ مجھے کوئی وظیفہ بتایئے۔آپ نے فرمایا،ختم نبوت کا کام کرتے رہو،ختم نبوت کی حفاظت ہی سب سے بڑا وظیفہ ہے۔(ہفت روزہ ختم نبوت 26 اپریل 1985)

مولانا احمد علی لاہوریؒ: (25 مئی:1887ء۔23 فروری:1962ء)

''تقسیم ملک سے پہلے قادیانیوں کی مذہبی اشاعت کا دروازہ تقریباً بند ہو چکا تھا۔کیونکہ کیونکہ مسلمانوں کے علماء کرام نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے اس باطل اور کفر پرست فرقہ کا پول اس قدر کھول دیا تھا کہ انہیں ہمت نہیں ہو سکتی تھی کہ کہیں اہلسنت والجماعت کے مقابلہ میں آئیں۔انہیں مناظروں میں اتنی شکستیں مل چکی تھیں کہ انہیں مقابلہ میں آنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔''

(مسلمانوں کے مرزائیت سے نفرت کے اسباب اور مرزا کے متضاد اقوال از مولانا احمد علی لاہوریؒ)

شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (11 اکتوبر:1887ء ۔13 دسمبر:1949ء)

''مرزا غلام احمد قادیانی اسلام کے ایک قطعی عقیدہ (ختم نبوت) کو تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے مرتد اور زندیق ہے اور جو جماعت ان تصریحات پر مطلع ہو کر ان کو صادق سمجھتی رہے اور اس کی حمایت میں لڑتی رہے۔ وہ بھی یقیناً مرتد اور زندیق ہے خواہ وہ قادیان میں سکونت رکھتی ہو یا لاہور میں۔ جب تک وہ ان تصریحات کے غلط اور باطل ہونے کا اعلان نہ کرے گی۔ خدا کے عذاب سے خلاصی پانے کے لئے کوئی سبیل نہیں۔'' (الشہاب از مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)

حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ: (14 اپریل:23 ستمبر:1892ء۔21 اگست:1961ء)

''مرزائیت کی تحریک جو مذہبی روپ میں نمودار ہوئی دراصل مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد فنا کرنے اور ان کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی ایک خوفناک سازش ہے جو انگریزی دور حکومت میں تیار کی گئی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس تحریک کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی ساری زندگی انگریزوں کی قصیدہ خوانی میں گذری۔ مرزائیت کو ہم ایک ایسے درخت سے تشبیہ دے سکتے ہیں جس کی آبیاری اور حفاظت اپنی سیاسی مصلحت کے تحت انگریز کرتے رہے اور جب تک وہ یہاں رہے اس کے برگ و بار سے متمتع ہوتے رہے۔'' (محمد متین خالد۔ قادیانیت ہماری نظر میں۔ صفحہ 107)

مولانا مظہر علیؒ اظہر ممبر لیجیسلیٹو کونسل: (13 مارچ:1895ء۔4 نومبر:1974ء)

اہل تشیع کے جید عالم دین، ایڈووکیٹ اور ملک کے عظیم سیاست دان جناب مولانا مظہر علی اظہرؒ اپنے ایک بیان میں لکھتے ہیں:

''ملک وملت کے لیے اس صدی کا سب سے بڑا فتنہ قادیانیت ہے، جو دین اسلام کے ساتھ ساتھ ملک کا بھی غدار ہے۔''

(تحریک تحفظ ختم نبوت' جلد اول'، ڈاکٹر محمد عمر فاروق۔ ص 348، 2000)

مولانا مظفر علی شمسیؒ: (انتقال۔25 اکتوبر:1975ء)

اہل تشیع کے قابل اعتماد عالم دین اور تحریک پاکستان کے رہنما جناب علامہ مظفر علی شمسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''مرزائیت کے خلاف کام کرنا امت کا فرض اولین ہے۔''

(حیات امیر شریعت، جانباز مرزا۔ص348،1965)

مولانا محمد علی جالندھریؒ: (1895ء ۔ 21 اپریل:1971ء)

''۔۔۔۔ہر مسلمان کو چاہئے کہ مرزا غلام قادیانی کے نام کے ساتھ لفظ ''کذاب'' شامل کر دیا کرے۔۔''

(جسٹس منیر کمیشن انکوائری رپورٹ ۳۶۳)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ (25 جنوری:1897ء۔6 اکتوبر:1976ء)

''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اسلام اور اس کے علوم سے ناواقفیت کے سبب قادیانی ہو گئے ہیں۔انہیں بھی دلائل و براہین اور تبلیغ و دعوت کے لئے اس گمراہی سے نکالنے کی کوشش کرنی چاہئے اگر حکمت، اخلاص اور سچے جذبہ دعوت کے ساتھ یہ کام کیا گیا تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ قادیانیوں کی ایک بڑی تعداد مسلمان ہو سکے گی اور اللہ تعالیٰ کسی ایک شخص کو بھی ہماری دعوت کی ذریعہ راہ حق سے ہمکنار کر دے تو اس کے برابر ہماری سعادت کوئی نہیں۔'' (ماہنامہ الحق نومبر ۱۹۷۴ء)

علامہ سید محمود احمد رضویؒ:

''مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے والوں کو احمدی یا مرزائی کہتے ہیں اور جو لوگ مرزا غلام احمد کو مجدد، مسیح موعودہ وغیر مانتے ہیں انہیں لاہوری مرزائی کہا جاتا ہے۔یہ دونوں فرقے چونکہ ضروریات دین کے منکر ہیں۔اس لئے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (مرزائیت از علامہ محمود احمد رضویؒ)

مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ: (مئی:1897ء۔17 جولائی:1987ء)

''قادیانی فرقہ دائرہ اسلام سے قطعاً خارج ہے۔'' (ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک نومبر ۱۹۷۴)

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ: (14اپریل:25ستمبر:1903ء۔22ستمبر:1979ء)

''قایادنی اور لاہوری مرزائیوں کو اسی لئے غیر مسلم قرار دیا گیا ہے کہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی تھے۔اسلامی تعلیمات کی رو سے سلسلہ نبوت اور وحی ختم ہو چکا ہے جو کوئی دعویٰ کرے گا کہ اس پر وحی کا نزول ہوتا ہے وہ دجال، کذاب، مفتری ہوگا۔امت محمدیہ اسے ہرگز مسلمان نہیں سمجھے گی۔'' (قادیانی مسئلہ: مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ۔ص15)

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ: (7مئی:1908ء ۔ 17اکتوبر:1977ء)

''قرون اخیرہ کا سب سے بڑا فتنہ مرزا غلام احمد قادیانی کا ظہور ہے۔(قادیانی اور ان کے عقائد از مولانا منظور احمد چنیوٹی)

مولانا عبدالحق رحمہ اللہ۔اکوڑہ خٹک (ایم این اے) (11جنوری:1912ء ۔7ستمبر:1988ء)

''دسمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخی فیصلہ پر ہمیں مطمئن ہو کر نہیں بیٹھنا چاہئے بلکہ مرزائیت کے سد باب کے لئے پورے عالم اسلام میں سرگرم عمل ہو جانا چاہئے۔'' (ہفت روزہ لیل ونہار لاہور مجیب الرحمان شامی ۱۵ تا ۲۱ ستمبر ۱۹۷۴ء)

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (5دسمبر:1913ء۔31دسمبر:1999ء)

''اسلام کے خلاف وقتاً فوقتاً جو تحریکیں اٹھیں ان میں قادیانیت کو خاص امتیاز حاصل ہے وہ تحریکیں یا تو اسلام کے نظام حکومت کے خلاف تھیں یا شریعت اسلامی کے خلاف لیکن قادیانیت درحقیقت نبوت محمدی کے خلاف ایک سازش ہے، وہ اسلام کی ابدیت اور امت کے وحدت کو چیلنج ہے، اس نے ختم نبوت سے انکار کر کے اس سرحدی خط کو بھی عبور کر لیا جو اس امت کو دوسری امتوں سے ممتاز و منفصل کرتا ہے اور جو کسی مملکت کے حدود کو حاضر کرنے کے لئے قائم کیا جاتا ہے۔''

(قادیانیت، مطالعہ وجائزہ از مولانا ابوالحسن ندوی)

مولانا مفتی محمودؒ: (8 جنوری:1919ء۔14 اکتوبر:1980ء)

''قادیانی آج پاکستان میں بلکہ پورے عالم میں جناب نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت پر حملہ آور نظر آتے ہیں۔انہیں شاید یہ علم نہیں کہ ادنیٰ سا مسلمان بھی نبی کریم ﷺ کی عزت پر اپنی جان قربان کرنے کو اپنی سعادت سمجھتا ہے۔میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے ارباب حل وعقد کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس قابل نہیں کہ آپ کی سرپرستی کروں مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ آپ مجھے حکم دیں کہ اس ملک سے قادیانی فتنہ کو ختم کرنے کے لیے بھاری سے بھاری قیمت چکانے کے لیے تیار ہوں۔میں مرزائیوں کو،مرزا غلام احمد قادیانی کی امت کو کچھ بھی نہیں سمجھتا۔ان کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔ان کی حیثیت میرے نزدیک ایک مچھر کے برابر بھی نہیں ہے۔دلائل کی دنیا میں ان کی کوئی حیثیت نہیں اور مجھے یقین ہے کہ اس سیرت کے آدمی کے نبی ہونے کے لیے ان کے پاس کوئی دلیل نہیں،یہ فتنہ صرف مذہبی فتنہ نہیں بلکہ ایک سیاسی فتنہ ہے۔''(قادیانیت ہماری نظر میں،خالد متین۔ص244)

حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ: (مئی:1920ء ۔ 5 مئی:2010ء)

''آپ کو معلوم ہے کہ قادیانی،مرزائی اندر ہی اندر مسلمانوں کو مرتد بنانے میں مصروف ہیں، میں آپ حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ مہینہ میں صرف ایک مرتبہ سہی،اپنے خطبے میں صرف دس پندرہ منٹ تحفظ عقیدہ ختم نبوت اور قادیانی مرزائی کے مکروہ چہرے کے متعلق نوجوانوں کو آگاہ فرمادیا کریں تاکہ ہم حضور ﷺ کے اس حق کو ادا کرنے میں خدا کے اجر کے مستحق بن سکیں۔امید ہے کہ آپ توجہ فرمائیں گے۔

(کاشف علی،تحریک احمدیت سیاسی حکمت عملی ایک تجزیاتی مطالعہ۔ص189)

حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ: (3 مئی:1920ء۔23 نومبر 1966ء)

''مرزائیوں سے خبردار رہو،یہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور حکومت پاکستان کو چاہئے کہ خان لیاقت علی خاں کے قتل کی تحقیقات کرتے وقت ان کو ذہن میں رکھے۔ان کو پاکستان میں اپنے مذہب کی تبلیغ کا کوئی حق نہیں ہے۔''(جسٹس منیر کمیشن انکوائری رپورٹ ص ۳۳۵)

مولانا مفتی محمد حسین نعیمیؒ: (1923ء ۔1997ء)

''تمام علمائے اسلام کا متفقہ فتویٰ ہے کہ حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوت کو جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ایسا دعویٰ کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ پاک و ہند میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے مسلمانوں سے علیحدہ جماعت ہیں۔''

(فیصلہ مقدمہ بہلول پور با اہتمام اختر حسین سرہندی محفل ارشاد یہ سیالکوٹ)

مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ: (یکم اکتوبر:1926ء۔11دسمبر:2003ء)

مولانا شاہ احمد نورانی مرحوم اکثر فرمایا کرتے تھے کہ:

''قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد کی سعادت اللہ تعالیٰ نے مجھے بخشی اور مجھے یقین کامل ہے کہ بارگاہِ خاتم النبیین ﷺ میں میرا یہ عمل سب سے بڑا وسیلہ شفاعت ونجات ہوگا۔'' (کاشف علی، تحریک احمدیت سیاسی حکمت عملی ایک تجزیاتی مطالعہ۔ص146)

مولانا عبید اللہ انورؒ: (2اگست:1926ء۔27اپریل:1985ء)

''قادیانیوں کے جھوٹے نبی نے اسلام میں نقب زنی کی ہے اور اس کی امت مرزا قادیانی کو الگ نبی تسلیم کرنے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمانوں میں شامل کرنے پر بضد ہے۔ جو کسی طرح بھی قابل قبول و برداشت نہیں ہے۔'' (روزنامہ مشرق 9 مئی 1984ء)

پروفیسر غفور احمدؒ: (26جون:1927ء۔26دسمبر:2012ء)

''اُن تمام لوگوں کو جو مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا مذہبی پیشوا مانتے ہوں، مسلمانوں سے الگ اُمت اور غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور اس مقصد کے لیے قومی اسمبلی کے ذریعہ ضروری دستوری اور قانونی کارروائی بلا تاخیر عمل میں لائی جائے۔ اس بارے میں یہ وضاحت کر دینا بھی ضروری ہے کہ مجلس عاملہ کو وزیر اعظم کی اس بات سے اتفاق نہیں ہے کہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے اس متفقہ علیہ دینی

مسئلہ کو سپریم کورٹ یا اسلامی نظریاتی کونسل یا قومی اسمبلی کے ارکان پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ اس مسئلہ کو جب اور جیسے چاہیں حل کریں یا نہ کریں اور اس بارے میں جو رویہ چاہیں اختیار کریں حالانکہ ملک کی دستور ساز اسمبلی ملک کو اسلامی جمہوریہ، اسلام کو اس کا سرکاری مذہب اور ختم نبوت کو اس کے حلف کا جزو قرار دے چکی ہے اور پاکستان کے تمام مسلمان ہی نہیں دنیا بھر کے مسلمان مکہ مکرمہ میں بالاتفاق طے کر چکے ہیں کہ قادیانی کافر اور خارج از اسلام ہیں۔

(قادیانیت ہماری نظر میں۔خالد متین۔ص179۔180)

علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ: (31 مئی:1945ء ۔ 30 مارچ:1987ء)

''بیسویں صدی عیسوی میں دو فتنوں نے شدت سے سر اٹھایا جن کو بنیادی طور پر انگریزی تھنک ٹینکوں نے تیار کیا اور مکمل طور پر انگریز ہی کے پروردہ تھے۔ان میں پہلا فتنہ قادیانیت جو کہ ہندستان کی بستی قادیان سے پروان چڑھا اور دوسرا بہائیت جو کہ فارس سے پھلا پھولا، پہلا فتنہ زیادہ خطرناک تھا کیونکہ اس نے اسلام کا لبادہ اوڑھا ہوا تھا۔''

(مرزائیت اور اسلام۔ترجمہ:القادیانیت،علامہ احسان الٰہی ظہیر:ص22)

مولانا فضل الرحمٰن امیر جمعیت علمائے اسلام:

''مرزا قادیانی اور امت مرزائیہ مسلمانوں کو اپنا مضبوط ترین دشمن سمجھتے تھے۔اس نے مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لیے فرقہ بندی میں تقسیم کرنے اور جہاد کے جذبہ کو ختم کرنے کے لیے فتنہ قادیانیت کو جنم دیا۔مسلمانوں کی عظیم الشان جدوجہد کے نتیجہ میں پاکستان کی حکومت وقت نے مجبور ہو کر مرزائیوں کو کافر قرار دیا۔''

(قادیانیت ہماری نظر میں،خالد متین۔ص244)

راجہ محمد ظفر الحق سابق سینیٹر اینڈ وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات:

''قادیانیوں سے متعلق حالیہ صدارتی آرڈیننس اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکا دینے والے عناصر کی سرکوبی کے لیے نافذ کیا گیا ہے تاہم اس وقت بھی بہت سے پڑھے لکھے لوگوں کو اس مسئلہ کی سنگینی کا علم نہیں ہے حالانکہ ختم نبوت کے بغیر اسلام کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ملک کا دانشور طبقہ اور

پڑھے لکھے لوگ بھی قادیانیوں کو مسلمانوں کا ایک فرقہ سمجھتے ہیں اور اس بات پر ناراض ہیں کہ حالیہ صدارتی آرڈیننس کیوں جاری کیا گیا اگر مرتدین کے بارے میں رواداری کی گنجائش ہوتی تو حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی میں جب کچھ لوگوں نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تو اُس وقت بھی ایسے فتنوں کی سرکوبی کی گئی۔''

(نوائے وقت 3 جون 1984)

1953ء کی تحریک مقدس تحفظ ختم نبوت کے دوران قائدین تحریک کو کراچی جیل کی اُس کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا تھا جس میں 1921ء کو مولانا محمد علی جوہر، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا شوکت علی جوہر، ڈاکٹر سیف الدین کچلو کو بغاوت کے جرم میں رکھا گیا تھا۔ حضرت امیر شریعتؒ (دیوبندی) ابوالحسنات قادری (بریلوی) فیض الحسن (بریلوی) تاج الدین انصاری (دیوبندی) مظفر علی شمسی (شیعہ) عقیدہ ختم نبوت کے طفیل یہ سب اسیرانِ ختم نبوت پانچ وقت کی نماز شاہ جی کی کبھی مولانا ابوالحسنات کی امامت میں پڑھتے رہے۔ نہ تو کسی کا مذہب ضائع ہوا اور نہ کسی کے عقیدے میں فرق آیا بلکہ ان کی باہم رفاقت نے اکثر شبہات کا ازالہ کر دیا۔

(جانباز مرزا۔ حیات امیر شریعت، صفحہ نمبر 363۔ اشاعت 2018)

قادیانی، مسیحی اور ہندو اقلیتوں کی نظر میں

ریونڈر، ایچ اے والٹر، سیکرٹری لٹریری سوسائٹی (YMCA) ہندوستان:

مرزا قادیانی کا ذہنی اختلال:

والٹر مزید لکھتے ہیں: ''کسی ایسے شخص کے لیے جو مرزا غلام احمد کو صرف اس کی تحریروں کے ذریعے جانتا ہو۔ اُس کے کردار کو جاننا مشکل ہے۔ چند ایک کا تو خیال ہے کہ جس قسم کے بلند بانگ دعوے (بڑھکیں مارنا) وہ کیا کرتا تھا۔ وہ ضرور اُس کے اختلال ذہنی کا شکار ہونے کی علامات ہیں۔''

(والٹر 1918ء ص 18)

مسٹر اکبر مسیح، معروف مصنف

''ہندوستان کے سارے مسلمان مرزا (غلام احمد قادیانی) کو اس کے دعوؤں میں کاذب جانتے ہیں اور مفتری علی اللہ و دجال کا پیشرو یا دجالوں میں سے کوئی ایک، اسی طرح تمام عیسائی بھی اس کو جھوٹا مسیح اور فریبی جانتے ہیں۔۔۔'' (منارۃ البیضاء: مصنف اکبر مسیح ص 4)

جیمز صوبے خاں، صدر پاکستان نیشنل کرسچین لیگ:

''پاکستان نیشنل کرسچن لیگ کے صدر جیمز صوبے خاں نے قادیانیوں کے اسلامی طرز عمل کو غیر قانونی قرار دینے پر صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور ان کی حکومت کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور اپنی مسیحی برادری کے تعاون کا یقین دلاتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کو تخریب کار گروہ قرار دے کر ان کی جائیدادوں کو ضبط کر لیا جائے، ان کی جھوٹی اور من گھڑت تبلیغ پر پابندی لگا دی جائے، انہوں نے مذہب کے خلاف ''ابن مریم''، مسیح موعود اور ''مسیح ناصرات'' وغیرہ قادیانیوں کے شائع کردہ پمفلٹ ضبط کرنے پر موجودہ حکومت کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ یہ پمفلٹ شائع کرنے پر مرزا طاہر احمد اور اس کے حواریوں کے خلاف اسلامی قذف قانون کے تحت مقدمات درج کئے جائیں۔'' (روزنامہ جنگ لاہور 6 مئی 1984ء)

پطرس گل، مسیحی راہنما

''قادیانیوں کے خلاف مسیحی راہنما پطرس گل کی رٹ درخواست کی سماعت کے دوران آج ہائی کورٹ نے وفاقی حکومت سے بھی رپورٹ طلب کر لی ہے اور اس سلسلہ میں ڈپٹی اٹارنی جنرل کو نوٹس جاری کر دیا ہے۔ رٹ درخواست میں مرزا طاہر احمد سربراہ قادیانی گروپ اور ڈاکٹر سعید سربراہ لاہوری گروپ کو بھی فریق بنایا گیا ہے اور موقف اختیار کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ پیدائش اور حضرت مریم کے تقدس کے بارے میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے عقائد یکساں ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مریضوں کو شفا دینے، مردوں کو زندہ کرنے اور آسمان پر زندہ اٹھائے

جائے اور دوبارہ دنیا میں آمد کے بارے میں بھی ایک جیسا یقین رکھتے ہیں اور درخواست گزار ملک کے مسلمانوں اور عیسائیوں میں مکمل اتحاد پر یقین رکھتا ہے، لیکن قادیانی بشمول لاہوری گروپ ان عقائد سے نہ صرف انحراف کرتے ہیں، بلکہ ان کی تضحیک کے سزاوار ہیں، جس سے مسیحیوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔رٹ میں کہا گیا ہے کہ قادیانی یہ سب کچھ یہودیوں کے احکامات کے تحت کررہے ہیں۔رٹ میں استدعا کی گئی ہے کہ مسیحیوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔نیز قادیانیوں بشمول لاہوری گروپ کو ایک ناپسندیدہ سیاسی جماعت قرار دے کر حکومت کو ہدایت کی جائے کہ ان پر پابندی عائد کرے۔''(روزنامہ امروز لاہور 9 جولائی 1984ء)

عبدالناصر گل مسیحی راہنما:

''عیسائیوں کا پختہ ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ زمین پر آئیں گے۔قادیانی گروہ کو مسیحی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہ مخالف گروپ سمجھتے ہیں جس کا ذکر بائبل میں آیا ہے۔تمام عیسائی لوگ قادیانیوں کے خیالات اور اس فرقہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات کو باطل، قابل اعتراض اور قابل مواخذہ سمجھتے ہیں، یہ تعلیمات عیسائیوں پر حملہ کے مترادف ہیں۔''

(روزنامہ پاکستان 12 مئی 1996ء)

پادری اے۔آر ناصر۔صدر پاکستان مسیحی انجمن پاکستان:

''مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات نے اسلام اور عیسائیت کو یکساں نقصان پہنچایا ہے، کیونکہ قادیانی مذہب کا وجود جھوٹ اور بے بنیاد دعوؤں پر مبنی ہے۔عیسائی راہنما اس بے بنیاد مذہب کے خلاف متحد ہوکر آواز بلند کریں اور ان کے نام نہاد مشن کے خلاف برسرپیکار ہوجائیں۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کشمیر میں قبر کا پروپیگنڈہ افسوسناک اور قابل مذمت ہے۔پوری مسیحی قوم قادیانیوں کے باطل عقائد اور نظریات کے خلاف موثر پروگرام بنائے گی۔''(آل پاکستان مسیحی تبلیغی کنونشن منعقدہ حافظ آباد۔ہفت روزہ لولاک جلد 22 شمارہ 36۔29 نومبر 1985ء)

شری متی سرلا دیوی، جنرل سیکرٹری پاکستان نیشنل مائینارٹیز لیگ

''پاکستان نیشنل مائینارٹیز لیگ کی جنرل سیکرٹری شریمتی سرلا دیوی نے قادیانیوں سے اپیل کی ہے کہ وہ ان کی لیگ میں شامل ہوکر پاکستان کی خدمت کریں اور باقی اقلیتوں سے مل کر پاکستان کی سالمیت کے تحفظ میں اپنا کردار ادا کریں۔ایک بیان میں انہوں نے نئی اقلیت کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ ''دنیا لادینیت کی طرف بڑھ رہی ہے، جبکہ پاکستان مذہب کی مقدس بنیاد پر قائم ہوا ہے دنیا کے تمام مذاہب کے پیروکاروں کا فرض ہے کہ پاکستان کے تحفظ اور اس کی بقاء کے لئے پاکستان سے بھرپور تعاون کریں۔''(28 اکتوبر 1973ء نوائے وقت)

ڈاکٹر شنکر داس (ہندو دانشور)

''۔۔۔۔وہ زمانہ دور نہیں جب قادیانی کہیں گے کہ ہم محمدی مسلمان نہیں، ہم تو احمدی مسلمان ہیں۔کوئی ان سے سوال کرے گا کیا تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو مانتے ہو؟ تو وہ جواب دیں گے کہ ہم حضرت محمد ''عیسیٰ'' رام، کرشن سب کو اپنے اپنے وقت کا نبی تصور کرتے ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم ہندو، عیسائی یا محمدی ہو گئے۔یہی ایک وجہ ہے کہ مسلمان احمدی تحریک کو مشکوک نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔وہ جانتے یں کہ احمدیت ہی عربی تہذیب اور اسلام کی دشمن ہے۔خلافت تحریک میں بھی احمدیوں نے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا، کیونکہ وہ خلافت کو بجائے ترکی یا عرب میں قائم کرنے کے قادیان میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔''(اخبار بندے ماترم 22 اپریل 1934ء مرزائیت کا سیاسی محاسبہ از جانباز مرزا ص 53 تا 56)

ایم۔پی بھنڈارا سابق وفاقی وزیر برائے اقلیتی اُمور:

''پاکستان میں قادیانیوں کو عبادت کرنے سے کوئی نہیں روکتا۔ہندوؤں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں قادیانیوں میں بہت کم فراخ دلی پائی جاتی ہے۔انہیں ایسے اقدام نہیں کرنے چاہیئں جس سے دوسروں کی دل آزاری ہو۔اس کے علاوہ قادیانی فوراً مرنے مارنے پر تیار ہوجاتے ہیں۔یہ اپنے اداروں میں غیر قادیانیوں کو جگہ نہیں دیتے۔''(روزنامہ جنگ لندن 21 ستمبر 1991)

باب:17

قادیانیوں کی متشدد اور دہشت گردانہ کارروائیاں اور حکومت پاکستان کے حفاظتی اقدامات

نشتر میڈیکل کالج کے مسلمان طلبہ پر قادیانی حملہ

پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے بھی قادیانیوں کی پرتشدد کارروائیوں کا عوام اور حکومتی اداروں کو علم تھا۔لوگوں پر حملے کروانا،قتل کرنا،سماجی بائیکاٹ کرنا،خاندان کے افراد کو ڈرانا دھمکانا قادیانی قیادت کے لیے معمول کی بات تھی لہٰذا قادیانی قیادت نے پاکستان میں منتقل ہونے کے بعد بھی جبر اور تشدد کی کارروائیاں جاری رکھیں۔لیکن چونکہ جماعت کے بہت سے افراد اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے،لہٰذا وہ ایسی غیر قانونی کارروائیوں میں ملوث افراد کو تحفظ فراہم کرتے تھے لیکن 1974ء میں اسی طرح کا ایک ایسا پرتشدد واقعہ رونما ہوا کہ پاکستان کے کئی حکومتی ادارے ہل کر رہ گئے۔درج ذیل سطور میں اس واقعہ کی تفصیل دی گئی ہے اور اُس پر حکومتی ردعمل کیا ہوا؟ ملاحظہ فرمایئے:

1974ء میں پاکستان کے علاقے ربوہ (قادیانی علاقہ اور قادیانیت کا مرکز) میں ایک بہت ہی پر تشدد اور مبنی بر عصبیت جرم ہوا جس کی گواہی کئی مبصرین، تجزیہ نگار اور عینی شاہدین نے دی ہے۔یہ نفرت آمیز حملہ جماعت احمدیہ کے قادیانی گروپ کے سربراہ مرزا ناصر احمد کی شہ پر احمدیوں کی نیم عسکری سپاہ نے کیا تھا۔واقعہ کچھ یوں ہوا کہ پاکستان کے جنوبی پنجاب کے صوبے میں واقع شہر ملتان میں نشتر میڈیکل کالج کے معصوم طلبہ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔قادیانی حملے کے نتیجے میں طلباء شدید زخمی ہوئے۔یہ جھگڑا قادیانیوں کی طرف سے پاکستان اور اسلام مخالف لٹریچر تقسیم کرنے پر ہوا جب طلبا نے قادیانیوں کے ان نفرت انگیز تحریروں کو چیلنج کیا،مقصد اس حملے کا یہ تھا کہ قادیانی گروہ مسلمان طلبہ کو اپنے علاقے ربوہ (حال چناب نگر) سے دور رکھنے کے لیے انھیں جبر کر کے دھمکانا چاہتے تھے تاکہ آئندہ کوئی بھی قادیانیوں کی ان پاکستان اور اسلام مخالف سرگرمیوں اور دہشتگردیوں کو چیلنج نہ کر سکے۔قادیانی قیادت نے غیر قانونی طور پر مسلمانوں کو اس علاقے سے نکال باہر کیا اور اب انھیں یہاں آنے کی اجازت نہ تھی۔اگر کوئی شخص (مسلمان) غلطی سے بھی یہاں قدم رکھ دیتا تو اُسے نتائج بھگتنا پڑتے تھے جن میں اغواء،تشدد اور بعض اوقات قتل بھی شامل ہو سکتا تھا۔لندن میں مقیم ایک سابق قادیانی نے راقم الحروف کو یہ بتایا کہ اُس نے اور اُس کے ساتھیوں نے مولانا اللہ یار ارشد مرحوم

خطیب جامع مسجد احرار، ربوہ کے عالم دین کو اغوا کر کے تشدد کا نشانہ بنایا تھا اور ایسا انھوں نے قادیانی قیادت کے حکم پر کیا تھا۔

طلبہ تنظیم کے صدر ڈاکٹر ارباب عالم کا بیان:

اس بارے میں نشتر میڈیکل کالج کے طلبہ کی انجمن کے اُس وقت صدر ڈاکٹر ارباب عالم کا کہنا ہے کہ وہ طالب علموں کا ٹرپ لے کر پاکستان کے شمال میں واقع تفریحی مقام سوات جا رہے تھے اور انہوں نے معصوم طلبہ پر احمدی تشدد کا بہ چشم خود مشاہدہ کیا اور اس بارے میں یہ بیان دیا:

''جس وقت ہماری ریل گاڑی کچھ دیر کے لیے چناب نگر رکی (یہ مقام وہ تھا جو پاکستان بننے کے بعد احمدیوں نے پٹے پر حاصل کیا تھا) تو کچھ طالب علم اور دیگر مسافران چناب نگر اسٹیشن پر اتر گئے تا کہ کچھ دیر چہل قدمی کر کے اپنی تھکاوٹ اتار سکیں۔ یہ زیادہ سے زیادہ دس منٹ کا سٹاپ تھا۔ جوں ہی ہم ٹرین سے اُترے تو کچھ مقامی افراد نے ہمیں ''الفضل'' (قادیانیوں کا پرچہ) کے نسخے بانٹنے شروع کر دیے اور احمدیت کے لٹریچر کی مدد سے اپنے عقائد کی تبلیغ شروع کر دی۔

جب میں ٹرین کے اندر تھا تو مجھے باہر پلیٹ فارم سے شور سنائی دیا۔ میں نے قادیانی اکابر سے کہا کہ اپنے کارکنان کو وہاں سے ہٹا لیں اور اپنے شاگردوں سے کہا کہ ٹرین کے اندر آ جائیں (تا کہ ہم سوئے منزل روانہ ہو سکیں) جب ٹرین روانہ ہوئی تو سب سے آخر میں میں اُس پر سوار ہوا۔ اب قادیانیوں نے ہم پر پتھر پھینکنے شروع کر دیئے۔ اندر داخل ہوتے وقت میری اور ایک اور طالب علم کی پشت پر پتھر آن کر لگے تھے۔ جب ہم سوات میں سیر و تفریح کر کے لوٹے تو میرا اندازہ تھا کہ ربوہ اسٹیشن پر یہ واقعہ ایک بار پھر ہوگا، لیکن جب اس مقام پر ریل گاڑی کی رفتار دھیمی ہونا شروع ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ کثیر تعداد میں نوجوان ریل گاڑی کے ساتھ ساتھ بھاگنے لگے۔ اس موقع پر کئی قادیانی تماشائی بھی وہاں کھڑے تھے۔ تب پانچ سو سے زائد نوجوان قادیانیوں نے ہم پر حملہ کر دیا۔ جیسا کہ آپ کو علم ہوگا کہ چناب نگر (ربوہ) اس وقت کھلا شہر نہیں تھا اس لیے کہ وہاں کسی غیر قادیانی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ چنانچہ اس بات کے سبب وہاں قادیانیوں کی ایک کثیر تعداد اُن نوجوان کی

حوصلہ افزائی کرنے کے لئے جمع تھی۔(بعد ازاں 1974ء ہی میں دستور پاکستان میں ترمیم کے بعد ربوہ شہر کو کھلا قرار دے کر پاکستان کے تمام شہریوں کے لئے کھول دیا گیا اور یہ طے پایا کہ ملک میں رہنے والے تمام مذاہب کے لوگ اس شہر میں آجا سکتے ہیں۔) چار سو سے پانچ سو افراد کی کثیر تعداد نے طالب علموں پر ہلا بول دیا۔انھیں مارنا پیٹنا اور گھسیٹنا شروع کر دیا۔انھوں نے ہمارا سامان ٹرین سے باہر پھینکنا شروع کر دیا، ڈنڈوں، ہتھوڑوں، آہنی دستانوں اور لوہے کی زنجیروں سے ہم پر تشدد شروع ہو گیا۔مختصر یہ کہ جو کچھ بھی وہ ہمارے ساتھ کر سکتے تھے انھوں نے کیا۔ایک طالب علم نے (واقعے کے بعد) یہ بتایا کہ اُن لوگوں نے کہا کہ اگر ہم نے کمپارٹمنٹ کا دروازہ نہ کھولا تو وہ ہم پر فائر کھول دیں گے۔ڈاکٹر رفعت کو کھینچ کر ٹرین سے نکالا گیا اور تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔پھر مجھ سے پوچھا گیا کہ گروپ لیڈر کون ہے؟ جس پر میں نے انھیں بتایا کہ اس گروپ کا رہنما میں ہی ہوں۔یہ سن کر ایک قادیانی نے میرے سر پر گھونسا رسید کیا، دوسرے نے غالباً مجھ پر ڈنڈے برسائے، تیسرے نے میرے سر پر ہتھوڑا مارا اور پھر میں بے ہوش ہو گیا۔بالکل یہی تشدد ڈاکٹر رفعت پر کیا گیا باوجود یکہ وہ بار بار غنڈوں سے کہتے رہے کہ وہ بیمار ہیں قادیانیوں کا تشدد جاری رہا۔مگر ریلوے کے عملے میں سے کوئی بھی مدد کو نہ آیا۔جب ٹرین دوبارہ روانہ ہوئی تو فیصل آباد ریلوے اسٹیشن کے عملے کو بتایا گیا کہ تمام ہی طالب علم مجروح تھے اور ان کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا اور یہ کہ ان سبھی کی حالت دگرگوں تھی۔اس سانحے کے بعد مسلمان اپنے حقوق کے تحفظ کی خاطر اٹھ کھڑے ہوئے خواہ وہ کسی بھی طبقہ ہائے حیات سے تعلق رکھتے تھے۔چاہے سرکاری ملازم تھے یا تجارت پیشہ، یا فوج کا سپاہی یا پولیس افسر اس بیہمانہ تشدد کے واقعے سے سبھی صدمے میں تھے۔(چناں چہ حکومت پاکستان نے اس صورت حال سے آہنی ہاتھوں سے نمٹنے کا فیصلہ اس واقعے کے بعد کیا۔)''۲۰۲۰ء''

حکومت پاکستان کا قادیانی دہشت گردی کی کارروائیوں پر ردعمل:

قارئین کرام، پچھلے صفحات میں قادیانیوں کے جس وحشیانہ طرز عمل کا ذکر ہوا اور اُس کا ردعمل جو ملک بھر میں ہوا وہ بہت شدت کا تھا۔لوگوں کے مذہبی جذبات مجروح ہونے پر ان میں اشتعال پھیلا اور

نوبت بہ ایں جارسید کہ اس وقت کے وزیر اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو (پاکستان پیپلز پارٹی کے سربراہ) نے لوگوں کے مشتعل جذبات کو ٹھنڈا کرنے کے لیے عملی اقدامات کرنا شروع کیے۔

پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلی بار ہوا کہ مسٹر بھٹو نے ایک بہت جرأت آمیز قدم اٹھایا۔ انھوں نے پارلیمان سمیت تمام طبقہ ہائے فکر سے اس موضوع پر گفت وشنید کو راہ دی کہ آیا احمدی (قادیانی اور لاہوری گروپ دونوں) مسلمان کہلا سکتے ہیں یا نہیں مندرجہ بالا دونوں گروہوں نے اپنے اپنے کیس پارلیمان میں پیش کرنے کی اجازت چاہی۔ اُن کی درخواست منظور کر لی گئی، دونوں گروہوں نے اپنے نمائندے قادیانی گروپ کے سربراہ مرزا ناصر احمد بمعہ ٹیم اور لاہوری گروپ کے سربراہ صدرالدین لاہوری بمعہ ٹیم بھیجے اور کئی روز تک اٹارنی جنرل آف پاکستان کے سوالات اور جرح کے جوابات دینے کو موجود رہے۔

چناب نگر (سابق ربوہ) ریلوے اسٹیشن والے واقعے نے لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ احمدیہ جماعت کی اُن ریاست مخالف سرگرمیوں کو بھی پیش نظر رکھیں جنھیں اب تک نظر انداز کیا جاتا رہا تھا۔ اس واقعے نے ایک باقاعدہ منظم بحث کو جنم دیا جو شرعی اور فقہی دلائل کے علاوہ، سیاسی حقائق کی روشنی میں ترتیب دی گئی تھی تاکہ احمدیوں کی ایک مستقل حیثیت کا تعین ہو سکے۔ حکومت وقت نے چونتیس ممبران پر مشتمل (ان ممبران کا تعلق مختلف پارٹیوں سے تھا) ایک پارلیمانی گروہ تشکیل دیا۔ اس گروہ نے ایک مکمل قرارداد پارلیمانی میں جمع کرائی جس کا لب لباب یہ تھا کہ ہر اُس فرد یا گروہ کی حیثیت متعین کی جائے جو ختم نبوتؐ پر یقین نہیں رکھتا۔

اس ضمن میں ابتدائی قرارداد قومی اسمبلی کے رکن اور ایک عظیم سنی رہنما علامہ شاہ احمد نورانی صاحبؒ نے پیش کی۔ گیارہ دن تک احمدیہ تحریک کے قادیانی گروپ کے رہنما مرزا ناصر احمد اور لاہوری گروپ کے رہنما صدرالدین مسلسل اپنا مؤقف پیش کرتے رہے۔ جس کے نتیجے میں پارلیمانی گروپ نے مندرجہ ذیل احمدی عقائد کی شناخت کی:

☆ جو لوگ مرزا قادیانی کو اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر نہیں سمجھتے مانتے، غیر احمدی ہیں اس لیے احمدیوں کو ان کا سماجی مقاطعہ کرنا چاہیے۔ یہ امر قابل توجہ ہے کہ اس پیمانے پر پاکستان کی 98 فیصد آبادی

پوری نہیں اُترتی۔ چنانچہ وہ غیر احمدی اور لہٰذا قابل مقاطعہ ہیں۔

☆ مرزا قادیانی، احمدی تحریک کا بانی، اللہ کا نبی تھا اور اُس پر دیگر انبیاء مثلاً داؤد، موسیٰ، عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کی مانند وحی کا نزول ہوتا تھا۔

☆ مرزا قادیانی بہ ذات خود محمد ﷺ ہے۔

☆ مرزا قادیانی (بہ ذات خود) مسیح/عیسیٰؑ ہے۔

☆ مرزا قادیانی عیسیٰؑ اور محمدؐ سے بلند تر ہستی ہے۔

☆ غیر احمدی یعنی مسلمان یہودیوں کی مانند دنیا بھر سے نیست و نابود ہو جائیں گے۔

بعد ازاں، تیرہ روز پر محیط ایک طویل اجلاس کے بعد، پارلیمان پاکستان نے 7 ستمبر 1974ء کے دن آئین میں ترمیم کے ذریعے تمام احمدی گروہوں (بہ شمول لاہوری اور قادیانی گروہ) کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

یہ امر ناقابل فراموش ہے کہ اس فیصلے کے وقت پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی جس پر کسی بھی لحاظ سے ایک مذہبی جماعت ہونے کا لیبل نہیں لگایا جا سکتا، بلکہ یہ ایک سیکولر اور سوشلسٹ پارٹی تھی۔ اُس کے سربراہ جناب ذوالفقار علی بھٹو تھے جو آکسفورڈ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل تھے۔ اور سوشلسٹ ذہن کے مالک تھے۔

اُس وقت کے اٹارنی جنرل پاکستان جناب یحییٰ بختیار بھی سوشلسٹ تھے اور برطانیہ سے تعلیم یافتہ صف اول کے وکلاء میں اُن کا شمار ہوتا تھا۔ جناب یحییٰ بختیار نے ۱۹۷۳ء کے آئین کی تیاری میں اہم کردار ادا کیا تھا اور اُس دوران وہ بھٹو کابینہ کے رکن بھی رہے تھے۔

جناب یحییٰ بختیار نے قادیانی اور لاہوری گروپوں کے سربراہان مرزا ناصر احمد اور صدر الدین دونوں سے بار بار سوال و جواب کیے اور یہ سارا بحث مباحثہ پارلیمانی ارکان کی کمیٹی کے سامنے ہوا۔

پاکستان پارلیمان کا فیصلہ 7 ستمبر 1974ء

مسلمان طلبہ پر ہونے والے حملے کے بعد احمدیوں کے حوالے سے خصوصی طور پر آئینی ترمیم

کی گئی۔ پارلیمان میں احمدیوں کے حوالے سے قرارداد پیش کی گئی اور ارکان پارلیمان نے ایک بل منظور کرایا جس کے نتیجے میں 7 ستمبر 1974ء کو 1973ء کے آئین میں تبدیلی کے ذریعے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔

احمدیوں (قادیانی اور لاہوری گروہ) سے متعلق بل کے مقاصد اور اغراض:

1974ء میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے پارلیمان میں احمدیوں کے باب میں پیش کیے گئے بل کے اغراض ومقاصد کا بیان، قاری کی آسانی کے لیے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

''ایوان معزز کے تمام اراکین پر مشتمل ایک خصوصی کمیٹی کی تجاویز پر قومی اسمبلی میں یہ طے پایا ہے کہ مجوزہ بل اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں ترامیم کے ذریعے، ہر وہ شخص غیر مسلم تسلیم کیا جائے گا جو حضرت محمدؐ کے خاتم النبیین ہونے پر ایمان نہیں لاتا۔ یا محمدؐ کے بعد نبی ہونے کا دعوی کرتا ہے یا ایسے کسی دعویدار کو نبی کا، یا مذہبی مصلح کا درجہ دیتا ہے۔'' (اس محضر پر عبدالحفیظ پیرزادہ (معاملے کے سربراہ وزیر) اور اسلم عبداللہ خان، قومی اسمبلی کے سیکرٹری کے دستخط موجود ہیں۔) (کارروائی، پاکستان نیشنل اسمبلی 1974۔) 159

احمدیوں، قادیانی اور لاہوری گروپ سے متعلق پارلیمنٹ میں بل کا تعارف:

7 ستمبر 1974 کو قومی اسمبلی میں آئین کے آرٹیکل ایک سو چھے میں مندرجہ ذیل ترمیم کے لیے ایک بل پیش کیا گیا۔

''اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 106 کی شق نمبر (3) میں لفظ ''کمیونٹیز'' کے بعد درج ذیل الفاظ کو بریکٹ کے طور پر ''اور قادیانی گروہ کے افراد یا لاہور (لاہوری) گروپ'' (جو خود کو 'احمدی' کہتے ہیں) کو داخل کیا جائے گا۔'' (کارروائی، پاکستان نیشنل اسمبلی 1974۔)

آئین کے آرٹیکل 260 میں ترمیم:

آئین کے آرٹیکل 260 میں، شق (2) کے بعد، درج ذیل نئی شق شامل کی جائے گی، یعنی:

''ایک ایسا شخص جو آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر غیر مشروط اور مکمل ایمان نہیں

رکھتا یا خود کو کسی بھی طرح کسی لفظ کے ساتھ یا کسی بھی مفہوم کی شکل میں محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے، یا کسی بھی ایسے مدعی کو نبی یا مذہبی مصلح مانے، وہ قانون اور آئین کے تحت مسلمان نہیں ہے'' (کارروائی، پاکستان نیشنل اسمبلی 1974ء)

احمدیوں نے آئینی ترمیم کو تسلیم نہیں کیا اور حکومتی رٹ کو چیلنج کرنا شروع کر دیا۔ قادیانی قیادت نے مزید واضح طور پر مرزا قادیانی کو اسلام کے پیغمبر محمد (ﷺ) کے طور پر پیش کرنا شروع کر کے قانون شکنی شروع کر دی۔ آئینی ترمیم کے باوجود پاکستانی مسلمانوں کو کافر کہنا جاری رکھا، ان کے اس اشتعال انگیز رویے نے عوام کے جذبات کو بھڑکانے کا سلسلہ جاری رکھا جو کہ حکومت نظر انداز نہیں کر سکتی تھی، لہٰذا 1984 میں صدر ضیاء الحق مرحوم کے دور میں آرڈیننس کے ذریعے قانون سازی کی گئی۔

امتناع قادیانیت آرڈیننس 1984ء

امتناعِ قادیانیت آرڈیننس 1984ء کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ احمدیوں نے 1974ء کی دستوری ترامیم کو قبول نہیں کیا اور اپنے رہنما مرزا قادیانی کے لیے محمد اور عیسیٰ کا نام استعمال کرنا جاری رکھا، ساتھ ہی ساتھ اپنی عبادت گاہوں کو ''مساجد'' کہہ کر پکارنا بھی جاری رکھا اور دیگر اسلامی القابات کا اپنے مفاد کے لیے استعمال بھی جاری رکھا۔ اگرچہ آئین کے تحت انھیں یہ تمام باتیں ممنوع تھیں۔ اس اشتعال انگیز روش نے عوامی ردعمل کو جنم دیا۔ حکومت وقت کی نگاہ سے یہ باتیں ہرگز نہ چوکیں۔ 26 اپریل 1984ء کو اس وقت کے صدر ضیاء الحق نے ایک باقاعدہ آرڈیننس جاری کر کے احمدیوں کے تحفظ کو یقینی بنایا تاکہ انھیں عوامی جارحیت سے محفوظ و مامون رکھا جا سکے۔ اس آرڈیننس کو یہ نام دیا گیا:

''قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی غیر اسلامی سرگرمیوں کے بارے میں آرڈیننس ''مجریہ 1984ء''

اس آرڈی ننس کا نفاذ اس لیے کیا گیا تاکہ احمدیوں (لاہوری اور قادیانی گروپ دونوں) کو غیر اسلامی سرگرمیوں سے باز رکھا جا سکے۔ اس آرڈی ننس کو پاکستان کے تعزیراتی قوانین میں ضم کر دیا

گیا۔جو درج ذیل ہے:

''تعزیرات پاکستان کے ایکٹ نمبر 45، مجریہ 1860ء باب 15 سیکشن 298 اے میں مندرجہ ذیل نئے حصوں کا اضافہ کیا جائیگا۔جو کچھ یوں ہوں گے:

298بی:

'' القابات،تعریفات اور خطابات کا غلط استعمال وغیرہ وہ نام جو کہ صرف مخصوص مقدس شخصیات ہی سے وابستہ ہوں:

ا۔لاہوری یا قادیانی گروپ کا کوئی بھی شخص جو اپنے آپ کو احمدی یا کچھ اور کہلواتا ہے،گفتگو یا تحریر، ہر دو میں سے کسی بھی صورت یا اس کی عملی نمود کے ذریعے،(الف) نبی کریمؐ یا اُن کے کسی خلیفہ یا صحابیؓ کے علاوہ، کسی بھی اور شخص کے لیے امیر المومنین،خلیفۃ المومنین،خلیفۃ المسلمین،صحابی یا رضی اللہ عنہ کے الفاظ استعمال کرے یا اُن سے مخاطب کرے۔

(ب) نبی کریمؐ کی ازواج کے علاوہ کسی بھی خاتون کو ام المومنین کہہ کر مخاطب کر کے یا اُن کے لیے یہ لفظ استعمال کرے۔

(ج) اہل بیت (نبی کریمؐ کے خانوادے) کے علاوہ کسی بھی شخص کے لیے اس اصطلاح کا استعمال۔

(د) اپنی عبادت گاہ کو''مسجد'' کہہ کر پکارے یا اُس کا تذکرہ''مسجد'' کے نام سے کرے یا اُس عبادت گاہ کا نام''مسجد'' کہہ کر لے۔ان میں سے کسی بھی شق کے استعمال پر وہ سزا کا حق دار متصور ہوگا جو تین سال کے عرصے پر بھی محیط ہو سکتی ہے اور جرمانے کے لائق سمجھا جائیگا۔

۲۔قادیانی یا لاہوری گروپ (جو اپنے آپ کو احمدی یا ایسے کسی بھی نام سے کہلواتے ہوں، اپنے الفاظ یا تحریر ہر دو کی صورت میں یا عملی نمود کی شکل میں اپنے مذہبی فرائض کی جانب''بلاوے کو''اذان'' کا نام دیں یا مسلمانوں کی طرح''اذان'' دیں کسی بھی ایسے کام پر وہ سزا کے حق دار تصور کیے جائیں گے، یہ عرصہ تین سال پر محیط ہوگا اور لائق جرمانہ بھی ہوگا۔''

298 سی:

قادیانی گروہ وغیرہ کا کوئی بھی شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہلوائے یا اپنے عقائد کی تبلیغ کرے، کوئی بھی شخص جو قادیانی یا لاہوری گروپ کا ہو (اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے پکارے) جو اپنے آپ کو بلاواسطہ یا بالواسطہ مسلمان کہہ کر پکارے، اپنے عقیدے کو ''اسلام'' کہے یا اُس کا ذکر ''اسلام'' کہہ کر کرے یا اپنے عقائد کی تبلیغ یا نشر واشاعت کرے، خواہ لفظوں سے گفتگو سے، عمل صورت میں یا کسی بھی ایسی شکل میں جو اشتعال انگیزی کا باعث بنے اور مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے کا سبب ہو، ان تمام شقّوں میں سے کسی کا بھی مرتکب ہو تو سزا کا حقدار تصور ہوگا جو تین سال کے عرصے پر بھی محیط ہوسکتی ہے اور جرمانے کے لائق بھی سمجھا جائے گا۔ (آرڈی ننس 1984ء)

احمدیوں نے دستور پاکستان کی اس ترمیم کو قبول نہیں کیا اور وہ ضمنی اور عام انتخابات میں حصہ نہ لے کر اپنی مزاحمت اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں۔ کچھ تجزیہ نگاروں کا مشاہدہ یہی ہے کہ احمدی اقلیتوں سے اُس طرح مستفید نہیں ہوتے جیسے دیگر اقلیتیں مثلاً عیسائی، ہندو اور سکھ ہوتے ہیں، تو اُس کی بڑی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اُن کی اپنی رضا کارانہ عدم موجودگی اور سماجی وسیاسی دھارے سے کٹ کر رہنا ہی ان کے اس اکیلے پن کی وجہ ہے۔ مسلمانوں کا احمدیوں کے مخصوص بیانیے کا جواب دینا تبھی ممکن ہوگا جب مسلم اور عیسائی بیانیوں کو بھی سنا جائے اور اُن کی آواز دب کر نہ رہ جائے وہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کی آواز کو خوف اور دباؤ کے ذریعے خاموش کرایا جارہا ہے اور انھیں مجبور کیا جارہا ہے کہ وہ احمدیوں کو بہ حیثیت مسلمان قبول کرلیں، حالانکہ اپنے عقیدے کا دفاع اُن کا بنیادی حق ہے جسے صریحاً نظرانداز کیا جارہا ہے۔

برطانیہ میں احمدیوں پر تشدد کے اِکا دُکا واقعات رونما ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کا بیانیہ اس سلسلے میں واضح ہے کیوں کہ انھوں نے کھل کر ان واقعات کی مذمت کی ہے۔ تاہم قادیانیوں نے بہت چالاکی سے، بی بی سی سے گٹھ جوڑ کیا، انھیں غلط بیانی پر مبنی مواد فراہم کیا۔ جس پر کسی برطانوی خیرات و امداد کے ادارے کا نام درج نہ تھا۔ لیکن مرکز ختم نبوت کا نام مکاری وجعل سازی سے استعمال کیا گیا کہ

انھوں نے احمدیوں کے کشت وخون کی فضا کو متحرک کیا تھا، جب کہ حقیقت یہ ہرگز نہیں تھی۔ چیرٹی کمیشن نے معاملے کی تفتیش کی تو کسی انتہا پسندی کا شائبہ تک نہ مل سکا۔ اور اس تنظیم کو انھوں نے بے گناہ قرار دے دیا۔ حقیقت حال تو یہ ہے کہ کئی مسلمان ادارے بہ شمول ختم نبوت سینٹر، سٹاک ویل، لندن نے اولین حیثیت میں دہشت گردی اور انتہا پسندی (Radicalisation/Extremism) کے خلاف ڈٹ کر کام کیا اور صف اول میں کھڑے نظر آئے اور جولائی 2005ء کے واقعات سے کہیں پہلے وہ حکومتی اور کمیونٹی کے مختلف طبقات کے تعاون سے افہام وتفہیم کی فضا قائم کرنے میں اپنا کردار ادا کرتے چلے آ رہے تھے ان حکومتی اداروں میں یورپی یونین، ہوم آفس، وزارت انصاف اور میٹرو پولیٹن پولیس شامل ہیں۔

مغرب میں احمدی قیادت کی جانب سے ہمدردی سمیٹنے کی کوششیں:

یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ پاکستان میں قادیانی عبادت گاہوں پر حملے کیے گئے۔ بالخصوص 2010ء کا سال تو پاکستان کے حق میں قطعی سازگار نہ تھا کیوں کہ اس برس پاکستان میں مذہبی عبادت گاہوں، مساجد، مندروں، کلیساؤں، مدارس اور کئی حکومتی ادارے دہشت گردی کے حملوں کی زد میں رہے۔ کئی ایجنسیوں، مختلف مسالک، سیاسی قیادت اور میڈیا کی اہم شخصیات سے گفتگو اور مذاکروں کے بعد درج ذیل دو باتیں اہم ترین پائی گئیں:

۱۔ دہشت گردی کی تمام کارروائیوں میں بنیادی عنصر ''نفرت'' کا جذبہ تھا۔

۲۔ خوف کی فضا اور تفرقہ پروری کو فروغ دے کر پاکستان کو سیاسی اور معاشی طور پر عدم استحکام سے دوچار کرنا مقصود تھا۔

مرزا قادیانی یا جماعت احمدیہ بالخصوص قادیانی گروہ پر سوالات اُٹھانے کو قادیانیت پر جارحانہ یا انتہا پسندانہ حملہ نہیں کیا جانا چاہیے کیونکہ یہ سوالات انتہائی منظم ومربوط مذہبی اور تعلیمی نقاط اور حوالہ جات سے لیے جاتے ہیں لہٰذا معاملہ اتنا سادہ نہیں ہے، یہ بات جاننے کے لیے پہلے قارئین کو یہ بات سمجھنا ہوگی کہ:

۱۔احمدیوں کے لاہوری اور قادیانی گروپوں کے عقائد کیا ہیں؟

۲۔دونوں گروہوں کے عقائد اور نظریات کا فرق جس سے معلوم ہو سکے کہ اس تمام مطالعے کے دوران قادیانی کی اصطلاح کیوں برتی گئی ہے؟

۳۔احمدیوں کے،مسلمانوں اور عیسائیوں کے بارے میں عقائد بہ حوالہ عیسیٰؑ اور محمدؐ کیا ہیں؟

ان سوالوں کی روشنی میں قارئین خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ سچائی کیا ہے اور کیا حقیقتاً مرزا قادیانی محمد ﷺ کا دوبارہ ظہور یا مسیح موعود کی آمد ہے یا نہیں؟

یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ خواہ احمدیوں کے عقائد کچھ بھی رہے ہوں، یہ اختیار بہر حال کسی بھی ادارے یا فرد کو نہیں دیا جا سکتا کہ وہ دوسروں کیخلاف نفرت کا پرچار کرتا پھرے، تعلیمی اور مذہبی مکالمہ ہی بہتر حل ہے یہ بات حتماً مصدقہ ہے کہ احمدیوں نے جانتے بوجھتے ہوئے ریاست پاکستان اور اس کے باسی مسلمانوں کے خلاف جانے کا فیصلہ کیا تھا۔

لہٰذا ہماری گزارش ہے کہ قادیانی مسئلے کو صرف ''مولوی'' کا مذہبی مسئلہ سمجھ کر نہ دیکھا جائے بلکہ اس کے مذہبی 'ٹچ' کے ساتھ ساتھ سیاسی اور سماجی محرکات کا بھی غور سے تجزیہ کیا جائے اور اس جماعت کے ریاست مخالف رویوں کا جائزہ لے کر اپنی رائے قائم کریں۔

باب:18

قادیانیوں کے بارے میں پاکستان کی عدالتوں کے تاریخی فیصلہ جات

زیرِنظر کتاب کے مختلف ابواب میں جماعت احمدیہ قادیانی گروہ کے انتظامی سٹرکچر، سیاسی اثر ورسوخ، ناجائز مال ودولت کی فراوانی، پُرتشدد کارروائیوں، مذہبی دھوکا دہی، جماعت کے اندر جنسی زیادتی کا ماحول اور قادیانیت چھوڑنے والوں کے ساتھ معاشرتی مقاطعہ کے ساتھ تشدد اور قتل کے واقعات، جیسے موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔ اس بات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے کہ قادیانی کلٹ کس طرح سادہ لوح لوگوں کو پاکستان اور مغربی ممالک کے علاوہ افریقی ممالک میں بھی بے وقوف بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ یعنی اپنی اصل شناخت چھپا کر مسلمانوں کی شناخت کو چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔

قادیانی کلٹ مغربی اقوام کو بالخصوص ''انسانی حقوق'' اور ''مذہبی آزادی'' کی آڑ میں کنفیوژ کرتے ہیں اور پاکستان کے خلاف معاندانہ پراپیگنڈہ کر کے اس کی ترقی کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کام کے لئے مختلف جھوٹی رپورٹیں بھی شائع کرتے ہیں۔ آئندہ صفحات میں پاکستان کی عدالت عالیہ (High Court)، عدالت عظمیٰ (Supreme Court) اور وفاقی شرعی عدالت (Federal Shariat Court) کے چند فیصلوں کو قارئین کی نذر کیا گیا ہے کہ قادیانی کفریہ عقائد اور دھوکہ دہی کو ہر سطح کی عدالت نے نہ صرف سمجھا اور تسلیم کیا ہے بلکہ اُس پر مدلل بحث کر کے فیصلہ سازی بھی کی ہے۔ یہ یاد رہے کہ پارلیمنٹ آف پاکستان اس مسئلے پر مدلل بحث کر کے آئینی تبدیلی اور حکومتی سطح پر قانون سازی بھی کر چکی ہے۔ یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ چاہے پارلیمنٹ ہو یا عدالت عظمیٰ ہو، قادیانیوں کے تمام گروہوں کو بحث میں شرکت کرنے کا موقع فراہم کیا گیا اور ان کے دلائل کو سنا گیا۔

معزز عدالتوں کے فیصلوں سے قادیانیوں کی اس معاندانہ اور گمراہ کن پراپیگنڈہ کا بھی رد ہوتا ہے کہ قادیانیوں کی مخالفت صرف ''مولوی'' کرتا ہے۔اور یہ ''مولوی'' کی ایک سازش ہے۔عدالتی فیصلوں سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ قادیانیوں کے نہ صرف عقائد کفریہ ہیں بلکہ یہ ایک سیاسی عزائم کے ساتھ کام کرنے والا ایک منظم گروہ ہے جو کہ ملکی آئین اور قانون کے خلاف کارروائیوں میں ملوث ہے لہٰذا ہر پاکستانی کا فرض ہے کہ ملک کے آئین اور قانون کے توڑنے والوں کو روکنے میں ممد و معاون بنیں۔مزید تفصیلات کے لئے جناب محمد متین خالد کی کتاب ''فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (جلد اول و جلد دوم)'' مطبوعہ 2023 کا مطالعہ کریں۔

بہاولپور کے تاریخی مقدمہ کا فیصلہ

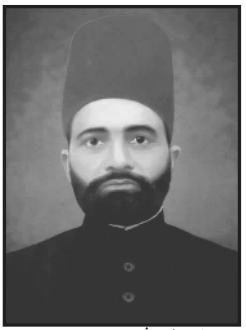

جسٹس محمد اکبر ہاشمی رحمہ اللہ (بہاول پور)

برصغیر پر جب برطانیہ کی حکومت تھی اُس وقت ریاست بہاول پور کے نواب سر صادق محمد عباسی (خامس) مرحوم کے سنہری عہد حکومت میں ایک مقدمہ اُن کی ریاست میں ڈسٹرکٹ جج جسٹس محمد اکبر خاں ہاشمی مرحوم (جو ایم بی مسعود ہاشمی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ کے نانا بزرگ وار تھے) کی عدالت میں پیش ہوا۔جس کا فیصلہ ۷ فروری ۱۹۳۵ء (مطابق ۳ ذیقعد ۱۳۵۳ھ) کو ہوا۔انہوں نے اپنے اس تاریخی فیصلے میں قادیانیوں کو غیر مسلم اور خارج از دائرہ اسلام قرار دے دیا۔ معزز جج نے ختم نبوت کے سلسلہ میں پہلا برہان قاطع فیصلہ صادر فرمایا۔

اس فیصلے کا اختصار یہ یوں ہے کہ:

ڈسٹرکٹ جج بہاول پور نے 7 فروری 1935ء کو یہ ہنگامہ خیز مقدمہ کا جو گزشتہ دس سال سے چل رہا تھا، فیصلہ سنا دیا، اس مقدمہ میں فریقین مرزائی اور مسلمان تھے۔مقدمہ میں فیصلہ قابل امر یہ تھا کہ اگر خاوند مرزائیت قبول کر لے تو کیا ایک مسلمان عورت کا نکاح جو اسلامی قوانین کے ماتحت باندھا گیا ہو، فسخ ہو جاتا ہے یا نہیں۔مسماۃ عائشہ نے عدالت میں درخواست دے رکھی تھی کہ اس کی شادی عبدالرزاق سے، جس نے مرزائیت قبول کر لی ہے، فسخ کر دی جائے۔یہ مقدمہ ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں مکرر سماعت کے لیے لوٹا دیا گیا۔اس مقدمہ میں مسلمانوں کی جانب سے مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری جیسے بلند پایہ علماء کرام بطور گواہ پیش ہوتے رہے۔بالآخر فاضل جج نے فیصلہ مسلمانوں کے حق میں دے دیا اور اپنے فیصلہ میں لکھا کہ:

> ''جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور مرزائیوں کا استنباط قرآن کی کھلی تحریف ہے۔اس لیے اسلامی قانون کے ماتحت یہ نکاح فسخ ہو جاتا ہے، کیونکہ مرزائیوں کا مذہب مسلمانوں کے مذہب

کے سراسر مخالف ہے اور ان میں بعد المشرقین ہے۔ عدالت نے اعلان کیا کہ عبدالرزاق مرزائیت قبول کرنے کے وقت سے کافر ہے۔''

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے مقدمہ بہاولپور کے فیصلہ کے متعلق کہا تھا کہ:

''7 فروری کا دن مرزائیت کے لیے نزع کا دن تھا، کیونکہ اس دن بہاولپور کے مشہور مقدمہ کا فیصلہ سنایا گیا تھا۔ جس کی رُو سے مرزائی مرتد قرار دیے گئے اور ہر مسلمان عورت جس کا مرد مرزائی ہو جائے، وہ بغیر طلاق بھی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے۔''

(تحریک تحفظ ختم نبوت، جلد اول۔ص:211 بحوالہ: ہفت روزہ الجمعیۃ'' دہلی، اشاعت 5 فروری 1935ء)

اس فیصلے کا حوالہ ۱۹۷۴ء میں حکومت پاکستان نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیتے وقت بھی دیا۔

عدالتِ عالیہ اسلام آباد کا فیصلہ:

ذیل میں عدالت عالیہ کا ایک فیصلہ جو معزز جج جناب جسٹس شوکت عزیز صدیقی حفظہ اللہ نے دیا، اس کو مختصر ذکر کیا گیا ہے۔ جو کہ مولانا اللہ وسایا بنام حکومت پاکستان بتاریخ 4 جولائی 2018 میں اسلام آباد ہائی کورٹ میں ایک تفصیلی فیصلہ سنایا گیا تھا۔

لیکن کیس کی سماعت کے آغاز میں ہی قادیانی سازشوں کو بے نقاب کرتے ہوئے بتایا گیا کہ کس طرح دھوکہ دہی سے آئینی خلاف ورزی کرتے ہوئے قانون میں تبدیلی کر دی گئی۔

پھر بعد میں پاکستان کے عوام کی کوششوں سے معزز عدالت نے ایک مختصر فیصلہ دیا جس کے بعد پارلیمنٹ اور حکومت نے قانون کو واپس لے کر اصل حالت میں بحال کر دیا۔

درج ذیل تفصیل سے حکومت کی نااہلی، عوام کا پاکستان اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے ساتھ دلی لگاؤ اور عدلیہ کے بروقت فیصلوں پر روشنی ڈالتی ہے۔

2 اکتوبر 2017ء کو قومی اسمبلی سے مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے انتخابی اصلاحات کا ایک ترمیمی بل منظور کرایا جس کے ذریعے جنرل پرویز مشرف کے دور میں بنے ہوئے Conduct of General Election Order 2002 کو ختم کر دیا گیا۔ بظاہر اس کا سبب یہی بتایا گیا کہ یہ ایک آمر کے دور کا بنا ہوا قانون تھا، لیکن اس میں سیکشن 7 بی اور 7 سی قادیانیوں سے متعلق تھے۔ (سیکشن 7 بی اور سیکشن 7 سی کا اصل متن آئندہ سطور میں دیا گیا ہے)

دیگر ترمیمات کے علاوہ اس میں ایک یہ ترمیم بھی کر دی گئی کہ اسمبلیوں کے ممبران جب الیکشن

لڑنے کے لیے درخواست فارم پُر کرتے ہیں تو اس میں حضور رحمت عالم ﷺ کی ختم نبوت سے متعلق ایک حلف نامہ پر دستخط یا انگوٹھے کا نشان ثبت کرنا ضروری ہوتا ہے جس میں درج تھا کہ:

''میں حلفیہ صدق دل سے اقرار کرتا/کرتی ہوں''۔۔۔۔۔۔جبکہ اس عبارت کو صرف ''میں اقرار کرتا/کرتی ہوں'' سے تبدیل کر دیا گیا۔(یعنی لفظ ''حلفیہ'' کو نکال دیا گیا)

نتیجتاً اگر کوئی قادیانی جھوٹا ڈکلریشن دے کر اسمبلی میں پہنچ جاتا اور بعدازاں یہ راز کھلتا کہ وہ قادیانی ہے تو نئی آئینی ترمیم کی وجہ سے صرف جھوٹ بولنے پر وہ نااہل قرار نہ پاتا، کیونکہ اس نے ''حلف نامہ'' کی بجائے محض ''اقرار نامہ'' پر دستخط کیے۔

یہ ایک غیر معمولی اور خطرناک قانونی تبدیلی تھی جس سے قادیانیوں کی آئینی حیثیت تبدیل کرنے کی سازش کا آغاز کرنا تھا۔

ذیل میں قارئین کی سہولت کے لیے حلف نامہ اور اقرار نامہ کی قانونی تعریف دی جارہی ہے۔

(حلف نامہ) Affidavits

Affidavits are written documents attached to an affirmation, such as a notary public oath, which states that the statements in the document are true.

(اقرار نامہ) Declarations

Declarations are written documents the writer believes are true, but the statements contained in the declaration are made without the writer being sworn in.

Conduct of General Election Order 2002 کے سیکشن 7 بی اور 7 سی قادیانیوں سے متعلق ہیں۔

اگلے صفحہ پر دیئے گئے سیکشن 7 بی اور سیکشن 7 سی کا اصل متن ملاحظہ فرمائیں:

7B. Status of Ahmadis etc. to remain unchanged.—Notwithstanding anything contained in the Electoral Rolls Act, 1974 (XXI of 1974), the Electoral Rolls, Rules, 1974, or any other law for the time being in force, including the Forms prescribed for preparation of electoral rolls on joint electorate basis in pursuance of Article 7 of the Conduct of General Elections Order, 2002 (Chief Executive's Order No. 7 of 2002), the status of Quadiani Group or the Lahori Group (who call themselves _Ahmadis' or by any other name) or a person who does not believe in the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (peace be upon him), the last of the prophets or claimed or claims to be a Prophet, in any sense of the word or of any description whatsoever, after Muhammad (peace be upon him) or recognizes such a claimant as a Prophet or religious reformer shall remain the same as provided in the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973.

7C.-If a person has got himself enrolled as voter and objection is filed before the Revising Authority notified under the Electoral Rolls Act, 1974, within ten days from issuance of the Conduct of General Elections (Second Amendment) Order, 2002, that such a voter is not a Muslim, the Revising Authority shall issue a notice to him to appear before it within fifteen days and require him to sign a declaration regarding his belief about the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (peace be upon him) in Form-IV prescribed under the Electoral Rolls Rules, 1974. In case he refuses to sign the declaration as aforesaid, he shall be deemed to be a non-Muslim and his name shall be deleted from the joint electoral rolls and added to a supplementary list of voters in the same electoral area as non-Muslim. In case the voter does not turn up in spite of service of notice, an ex parte order may be passed against him. (Conduct of General Election Order 2002)

درخواست گزار کے وکیل جناب حافظ عرفات ایڈووکیٹ نے دلائل دیتے ہوئے بتایا کہ الیکشن ایکٹ 2017 کی شق 241 کے تحت ملک میں رائج 8 انتخابی قوانین منسوخ کیے گئے ہیں۔اس طرح سابقہ قوانین میں سے ختم نبوت سے متعلق شقیں بھی منسوخ ہوگئی ہیں۔یہ اقدام آئین پاکستان سے متصادم ہے کیونکہ آئین پاکستان بنیادی انسانی حقوق اور اسلامی تعلیمات کے خلاف کسی کو بھی قانون سازی کی اجازت نہیں دیتا۔لہٰذا الیکشن ایکٹ 2017 کو کالعدم قرار دیا جائے۔ وفاق کی جانب سے ڈپٹی اٹارنی جنرل عدالت میں پیش ہوئے اور انہوں نے مؤقف اختیار کیا کہ حکومت انتخابی اصلاحات بل کے ذریعے آئندہ الیکشن کی طرف جارہی ہے،اس لیے عدالت وفاقی حکومت کو سُنے بغیر

انتخابی اصلاحات بل کو معطل نہ کرے۔کیونکہ اگر الیکشن ایکٹ کو معطل کیا گیا تو اس سے ملک میں افراتفری مچ جائے گی۔

جسٹس جناب شوکت عزیز صدیقی نے الیکشن ایکٹ 2017 کے سیکشن 241 کے تحت ختم کیے گئے 8 سابقہ انتخابی قوانین کو بحال کر دیا۔عدالت نے اپنے تحریری فیصلے میں واضح کیا کہ نئے ایکٹ کے سیکشن 241 کے تحت پورے کے پورے قوانین ختم کرنا آئین سے متصادم ہوگا۔اس لیے الیکشن ایکٹ 2017 میں ختم نبوت سے متعلق پرانی شقیں بحال کی جارہی ہیں۔الیکشن ایکٹ کی باقی شقوں پر اس حکم نامے کا اطلاق نہیں ہوگا۔اسلام آباد ہائی کورٹ نے ختم نبوت کے جن 8 قوانین کو بحال کیا ہے ان میں الیکٹورل رولز ایکٹ 1974،حلقہ بندی ایکٹ 1974 سینٹ الیکشن ایکٹ 1975 عوامی نمائندگی ایکٹ 1976 الیکشن کمیشن آرڈر 2002 پولیٹیکل پارٹیز آرڈر 2002 اور انتخابی نشانات الاٹ کرنے کا آرڈر 2002 شامل ہیں۔الیکشن ایکٹ 2017 کی باقی شقوں پر حکم نامے کا اطلاق نہیں ہوگا۔

اس دوران ایک اہم پیش رفت ہوئی۔قومی اسمبلی کے اجلاس 16 نومبر 2017 سے شروع ہورہا تھا۔لہٰذا 15 نومبر 2017 کو سپیکر قومی اسمبلی نے پارلیمانی لیڈران کا اجلاس طلب کیا۔اس اجلاس میں قومی اسمبلی نے الیکشن نے الیکشن ایکٹ ترمیمی بل 2017 کی منظوری دے دی،وفاقی وزیر قانون زاہد حامد نے قومی اسمبلی میں ترمیمی بل 2017 پیش کیا۔ترمیمی بل 2017 کے اہم نکات کے تحت قادیانی،احمدی یا لاہوری گروپ کا آئین میں درج پہلے والا سٹیٹس برقرار رہے گا جبکہ ختم نبوت کے حوالے سے حلف نامہ اصل شکل میں بحال کر دیا گیا۔بل میں ختم نبوت کے حوالے سے انگریزی اور اُردو میں حلف نامے شامل کر دیے گئے۔7۔بی اور 7۔سی کو اصل حالت میں شامل کر دیا گیا۔ترمیمی بل 2017 کے نکات کے مطابق قادیانیوں کی حیثیت تبدیل نہیں ہوگی۔انتخابات ایکٹ میں 48۔الف شامل کی گئی ختم نبوت پر ایمان نہ رکھنے والے کی حیثیت آئین میں پہلے سے درج والی ہوگی۔ووٹر لسٹ میں درج کسی پر سوال اُٹھے تو اسے 15 دن کے اندر طلب کیا جائے گا۔متعلقہ فرد اقرار نامے پر دستخط سے انکار کرے تو وہ غیر مسلم تصور ہوگا۔ایسے فرد کا نام ووٹر لسٹ سے ہٹا کر ضمنی فہرست میں بطور غیر مسلم لکھا جائے گا۔بل میں ''ختم نبوت'' سے متعلق قانون کے آرٹیکل 7۔بی اور

7۔سی کو مزید موثر بنانے کے نکات شامل کیے گئے۔

(محمد متین خالد۔فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے،جلد دوم۔صفحہ 162)

قارئین کی سہولت کے لئے اگلے صفحات میں ہائی کورٹ اسلام آباد کے معزز جج جناب جسٹس شوکت عزیز صدیقی کے ایک تاریخی فیصلے،مورخہ 4 جولائی 2018 سے چند حصوں کا ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔

فیصلہ

تاریخ فیصلہ:4 جولائی 2018ء

جسٹس شوکت عزیز صدیقی

ہائی کورٹ اسلام آباد

اسلام آباد ہائی کورٹ کے معزز جج جناب جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے اپنے فیصلہ میں لکھا کہ:

اس ایک فیصلہ کے ذریعے مندرجہ بالا جملہ عنوانی آئینی درخواستیں نپٹائی جاتی ہیں۔کیونکہ تمام درخواستوں میں قانون اور حقائق کے یکساں سوالات درپیش ہیں۔

11 روزہ تفصیلی بحث کے تناظر میں کوئی شک نہیں رہ جاتا کہ یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کرے جیسا کہ ملکی آئین نے اسلام کو سرکاری مذہب قرار دیا ہے۔

اپنے فیصلہ کے سیکشن 73 میں معزز جج لکھتے ہیں:

اب اس تاریخی پس منظر اور تناظر میں عدالت ہٰذا بآسانی آئینی درخواستوں میں اُٹھائے گئے تنقیحات (جانچ پڑتال) کے جواب دے سکتی ہے۔جہاں تک پہلی استدعا کا تعلق ہے،یہ پارلیمنٹ کے لیے ہے جو حقیقی ارادے کی وضاحت کرسکتی ہے لیکن بادی النظر میں یہ تاثر اُبھرتا ہے کہ بل کا مسودہ تیار کرنے والوں نے قادیانیوں کو اکثریت (مسلمانوں) کے حلقے میں لانے کی ایک سوچی سمجھی اور مبنی برمحرک کوشش کی تھی تاکہ اُن کی بطور غیر مسلم علیحدہ شناخت کو ختم کیا جاسکے۔میں سخت تشویش کے

ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ قومی اسمبلی اور سینیٹ کے تمام اراکین، (جماعتی وابستگی سے بالاتر) اس کے محرک غلطی اور سادہ قانون، جس کی قانون میں اجازت نہیں، کے ذریعے آئینی ترمیم کو بگاڑنے کے لئے کی جانے والی کوشش کو بھانپنے میں ناکام رہے۔عدالت کا انحصار ذیل کے مقدمات پر رہا۔پی ایل ڈی 2010 سپریم کورٹ 265 (ڈاکٹر مبشر حسن بنام فیڈریشن آف پاکستان)، پی ایل ڈی 2006 سپریم کورٹ 602 (مبین الاسلام بنام فیڈریشن آف پاکستان)، 2004 ایس سی ایم آر 1903 (غلام مصطفیٰ انصاری بنام حکومت پنجاب)، 2002 ایس سی ایم آر 312 (زمان سیمنٹ کمپنی بنام سنٹرل بورڈ آف ریونیو)، پی ایل ڈی 1999 سپریم کورٹ 504 (لیاقت حسین بنام فیڈریشن آف پاکستان)، 1999 ایس سی ایم آر 1402 (کلکٹر آف کسٹم بنام شیخ سپننگ ملز) اور پی ایل ڈی 1967 لاہور 227 (اے ایم خان لغاری بنام گورنمنٹ آف پاکستان)۔

اپنے فیصلہ کے سیکشن 74 میں معزز جج لکھتے ہیں:

میری رائے میں پارلیمنٹرین نے یا تو بہت عمومی رویے کا مظاہرہ کیا یا مسئلے کی حساسیت کو سمجھنے سے قاصر رہے اور اس ضمن میں آئین کے خلاف بُنے گئے جال کو افشا کرنے میں ناکام رہے۔یہ افسوسناک ہے کہ توجہ دلانے کے باوجود پارلیمنٹرین کی اکثریت اس نازک مسئلے کو مطلوبہ اہمیت اور توجہ دینے میں ناکام رہی جو 22 ستمبر 2017، جمعہ کے روز منعقد ہونے والے سینیٹ کے 267 ویں اجلاس کی کارروائی سے ظاہر ہے۔چونکہ یہ مسئلہ تفصیلی جانچ پڑتال کا متقاضی ہے، اس لیے عدالت ہٰذا کے لیے کسی ایک فرد، جماعت یا گروہ کو علیحدہ کرنا مشکل ہے۔تاہم اس ضمن میں ظفر الحق رپورٹ متعلقہ ہے جو ضمیمہ ''الف'' کے طور پر منسلک کی گئی ہے اور یہ عدالت اُسے جاری کرنے کا حکم دیتی ہے۔

معزز جج نے سہولت کی غرض سے راجہ ظفر الحق کی رپورٹ کے چند اہم نکات بھی اپنے فیصلہ میں لکھے جن کو اختصار کے ساتھ نیچے پیش کیا جا رہا ہے:۔

- 24 مئی 2017 کو منعقدہ اپنے 19 ویں اجلاس میں ذیلی کمیٹی نے الیکشن بل کے مسودہ پر غور کیا۔فارم نمبر XXIII، XXVII، اور XXVIIC جن کا ممبر قومی اسمبلی انوشہ رحمٰن اور شفقت محمود نے دوبارہ سے مسودہ تیار کیا تھا اور یہ فیصلہ کیا تھا کہ سب کمیٹی کے اگلے اجلاس میں سٹیٹ منسٹر انوشہ

رحمٰن فارمز کا ازسرنو جائزہ اور دوبارہ سے اس کا مسودہ تیار کر سکتی ہیں۔''

۞ بعد میں تمام پارلیمانی پارٹیوں کے رہنماؤں سے سپیکر قومی اسمبلی نے رابطہ کیا اور انھیں اس مسئلے کی نزاکت کا احساس دلایا اور 4 اکتوبر 2017 کو سپیکر کی جانب سے بلائی گئی میٹنگ میں اتفاق کیا گیا اور الیکشن (ترمیم) ایکٹ 2017 کے ذریعے ڈیکلریشن کے اصل الفاظ کو بحال کر دیا گیا۔

۞ تمام سیاسی پالیمانی جماعتوں نے ابتدا میں اتفاق کیا کہ کنڈکٹ آف جنرل الیکشنز ایکٹ 2002 کی شق 7 بی اور 7 سی کو اصل حالت میں بحال کیا جائے۔نتیجتاً ان دفعات کو بحال کرنے کے لئے ترامیم کی گئیں۔اسے متذکرہ بالا الیکشنز ایکٹ کے ذریعے بھی لاگو کیا گیا۔

۞ بعد میں تمام سیاسی جماعتوں کے اتفاق رائے سے الیکشن ایکٹ 2017 میں دفعہ 48A کے ذریعے پہلے کنڈکٹ آف جنرل الیکشنز ایکٹ 2002 کی شق 7 بی اور 7 سی کو بہتر انداز میں حصہ بنایا گیا۔نئی دفعہ 48A کے اضافہ سے شق 7 بی اور 7 سی کو فعال کر دیا گیا جسے 15 برس پہلے 26-6-2002 کو غیر فعال کیا گیا تھا۔

۞ وفاقی وزیر برائے قانون وانصاف زاہد حامد نے جو پارلیمانی کمیٹی برائے انتخابی اصلاحات کے رکن اور اس کی ذیلی کمیٹی کے کنوینر بھی تھے۔اس مسئلہ پر منعقد ہونے والی ایک میٹنگ میں اس حقیقت کو تسلیم کیا۔بنیادی طور پر یہ ان کی ذمہ داری تھی کہ آیا مسودہ میں کوئی متازع شے تو موجود نہیں ہے۔تاہم اس کے مطابق وہ اپنی قانونی عقل وفہم، تجربے اور اس زبان پر عبور ہونے کے باوجود فرض کی ادائیگی میں ناکام رہے۔

۞ اس کمیٹی کے علم میں آیا کہ پی سی ای آر کی ذیلی کمیٹی کی 93 ویں میٹنگ کا ریکارڈ اپنے منسلکہ دستاویزات سمیت (جس میں نیا آسان نامزدگی فارم بھی تھا) قومی اسمبلی سیکرٹریٹ کے ذریعے مشتہر ہونا تھا لیکن ذیلی کمیٹی کے کنوینر نے قومی اسمبلی کے افسر سے کہا کہ وہ ان کو مشتہر نہ کرے اور یہ بات 22 جون 2017 کے ریکارڈ میں موجود بھی ہے۔درج بالا حقائق کے تناظر میں یہ ظاہر ہے کہ ایسے حساس اور مقدس معاملے پر ذیلی کمیٹی کے کنوینر، پی سی ای آر کے رکن اور وفاقی وزیر برائے قانون وانصاف زاہد حامد کی ناکامی تھی۔

جب حتمی مسودہ کی منظوری کے لیے پی سی ای آر کو اس کی 25ویں میٹنگ میں بھیجا گیا، پارلیمانی پارٹیوں کے اراکین نے ختم نبوت سے متعلق ڈکلریشن میں تبدیلی پر دھیان نہیں دیا۔ چونکہ قانون میں ضروری ترامیم پہلے ہی کر دی گئی تھیں، اس لیے عدالت کے لئے یہ مناسب نہیں کہ معاملے پر تفصیل میں جائے، ماسوائے اس کے کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان کا اصول وضوابط بنانے کے اختیارات کا ازسرنو جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ایک سنجیدہ تشویش پائی جاتی ہے کہ کوئی ایسا اصول اور ضابطہ جو قانون کے مقاصد یعنی مذہب کا ظاہر کرنا کہ آیا ایک شخص مسلمان ہے یا غیر مسلم کے لئے عمل میں لایا گیا تو اس سے امن وامان کی صورت حال اور آئین کے فرمان کو چیلنج کرنے کے مترادف ہوگی۔ یہاں یہ کہنا بجا ہوگا۔ کہ ایسے اقدامات کرنے چاہیے جن سے یقینی ہوسکے کہ ہر پارلیمنٹین کو دوسری آئینی ترمیم کے پاس ہونے کے موقع پر ہونے والی پارلیمانی بحث سے مناسب آگاہی دی جائے۔

اپنے فیصلہ کے سیکشن 75 میں معزز جج لکھتے ہیں:

بلاشک وشبہ 7 ستمبر 1974 کو جب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر دوسرا آئینی ترمیمی بل پاس کیا، وہ ہر مسلمان کے لئے ایک بڑی خوشی کا موقع تھا لیکن بدقسمتی سے مخصوص قوانین اس آئینی ترمیم کو بڑھاوا نہ دے سکے دوسری جانب قادیانیوں نے مختلف طریقوں اور بہانوں سے دوسری آئینی ترمیم کے مقاصد کو بگاڑنے کی بھرپور کوشش کی۔ قادیانیوں (کے دونوں گروہوں کو) غیر مسلم قرار دینے کے بعد ان کی علیحدہ شناخت، پہچان اور چھان بین کے لیے کچھ اقدامات ضروری تھے کیونکہ قادیانی دوسری اقلیتوں کی طرح نہیں ہیں جنہیں اپنی ظاہری شکل وصورت، ناموں، عقائد اور طریقہ عبادت سے بآسانی پہچانا جاسکتا ہے۔ جبکہ قادیانیوں کے مسلمانوں جیسے نام، ظاہری خدوخال اور حتیٰ کہ اُن کی عبادات بھی ملتی جلتی ہیں۔ اس لیے ان کی علیحدہ شناخت کے حوالے سے ابہام انھیں غیر مسلم قرار دینے سے ختم ہوسکتا تھا لیکن یہ مقصد حاصل نہ ہوسکا۔ مثال کے طور پر ''احمد'' کا نام قادیانیوں سے مختص ہے اور اسی بنیاد پر وہ احمدی کہلاتے ہیں جس کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے کیونکہ ''احمد'' کا نام نامی حضرت محمد ﷺ سے موسوم ہے جنہیں دیگر مذہبی کتب کے علاوہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس نام سے پکارا ہے۔ مسلمان اس نام کے حوالے سے بہت جذباتی ہیں اور کسی فرد کے پہلے تعارف یا ملاقات میں اس کا نام اس کے مذہب کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس ضمن میں قرآن مجید کی موجودہ آیت کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔

۞ وَ اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝

(سورۃ الصّف: آیت 6)

ترجمہ: ''اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آچکی ہے (یعنی) تورات اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر جو میرے بعد آئیں گے جس کا نام احمد ہوگا۔ان کی بشارت سناتا ہوں (پھر) جب وہ ان لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔''

اپنے فیصلہ کے سیکشن 76 میں معزز جج لکھتے ہیں:

اس لیے حالات کا تقاضا ہے کہ قادیانیوں کو غلامان مرزا یا مرزائی سے تعبیر کیا جائے اور کسی صورت احمدی نہ پکارا جائے کیونکہ یہ اصطلاح اور حوالہ ان مسلمانوں کو الجھن میں ڈالتا ہے جن کا حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت پر عقیدہ ہے۔قادیانیوں کو اجازت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ مسلمانوں جیسے نام رکھ کر اپنی شناخت کو خفیہ رکھیں،اس لیے ان کو یا تو مسلمانوں سے ملتے جلتے نام رکھنے کی ممانعت ہونی چاہیے یا متبادل کے طور پر قادیانی،غلام مرزا یا مرزائی کو اس کے نام کا حصہ بنایا جانا چاہئے اور اس کا تذکرہ بھی کیا جائے۔

اپنے فیصلہ کے سیکشن 77 میں معزز جج لکھتے ہیں:

ادارہ شماریات پاکستان کے جمع کردہ ڈیٹا کے مطابق،1981 اور 1998 کے سالوں میں صوبوں کی سطح پر کی جانے والی مردم شماری کے مطابق قادیانیوں کی آبادی کچھ یوں ہے۔

نمبر شمار	قادیانی (احمدی) 1981 مردم شماری	1998 مردم شماری
1	2	3
ٹوٹل (پاکستان)	104,244	286,212
شمال مغربی سرحدی صوبہ خیبر پختونخواہ	11,360	42,162
فاٹا	973	6541

پنجاب	63694	181428
سندھ	21210	43524
بلوچستان	5824	9800
اسلام آباد	1183	2757

جبکہ نادرا نے ان لوگوں کی تفصیلات فراہم کیں جو دوسرے مذاہب بشمول احمدی/قادیانی سے اب تک مسلمان ہوئے جو کچھ یوں ہے:

مذہب	تعداد
افریقی تہذیب	162
دہریت	120
بہائی	11697
بدھ مت	143
چائنی گروہ	131
عیسائیت	9363
ہندو مذہب	3072
کالاشہ	1
غیر مذہب	25
دوسرے	6843
شنتو مذہب	51
سکھ	211
علم روحانی	3
خدا پر اعتقاد نہ رکھنے والے چینی مذہب	1
پارسی	211
جزوی تعداد	32060
احمدیہ	6428

کل تعداد	38488

ان مسلمانوں کی تفصیلات جنہوں نے مذہب اسلام سے دوسرے مذاہب بشمول قادیانیت میں شمولیت اختیار کی درج ذیل ہیں۔

مذہب	تعداد
افریقی تہذیب	113
دہریت	106
بہائی	190
بدھ مت	31
چینی گروہ	58
عیسائیت	4749
ہندو مذہب	2097
یہودیت	78
کالاشہ	8
غیر مذہب	54
دوسرے	61
شنتو مذہب	32
سکھ	127
علم روحانی	3
خدا پر اعتقاد نہ رکھنے والے چینی مذہب	5
پارسی	54
جزوی تعداد	7766
احمدیہ	10205
کل تعداد	17971

اپنے فیصلہ کے سیکشن 78 میں معزز جج لکھتے ہیں:

ریاست پاکستان مخصوص طریقہ کار اور نئے سائنسی اقدامات کے ذریعے اس اقلیت کی اصل تعداد کا پتا چلائے۔ یہ ایسی صورت حال میں مزید ضروری ہو جاتا ہے جب اس اقلیت کی ایک بڑی تعداد اصل شناخت چھپاتی ہے اور مسلمان ہونے کا غلط تاثر دیتی ہے۔ جنرل پرویز مشرف کے آمرانہ دور میں، ہر کسی نے قادیانیوں کی جانب سے طاقت کی راہداریوں تک رسائی کو محسوس کیا تھا اور یہ تشویش کا باعث بنتا رہا ہے۔ طارق عزیز (ایک سرکاری افسر جو قادیانی تھا) نے صدر جنرل پرویز مشرف کے پرنسپل سیکرٹری ہونے کے ناتے اپنا کردار ادا کیا اور مختلف محکموں میں قادیانیوں کی شمولیت کو یقینی بنایا۔ ان میں آئینی عہدے بھی شامل ہیں اور اس وجہ سے مختلف اہم حساس نوعیت کے معاملات میں قادیانیوں کو مشاورت کا حصہ بنا دیا۔ یہاں دوبارہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتنے پاکستانی اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر کا پرنسپل سیکرٹری آئین پاکستان کے آرٹیکل [260(3)(a)(b)] کے تحت مسلمان تھا یا غیر مسلم۔

اپنے فیصلہ کے سیکشن 79 میں معزز جج لکھتے ہیں:

یہاں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ پاکستان کا ہر شہری بلا امتیاز نسل، ذات، عقیدہ یا مذہب کے زندگی کا حق رکھتا ہے۔ اور آئین کی حدود میں اپنے مذہب پر عمل کرنے کا حق رکھتا ہے۔ تاہم چونکہ قادیانیوں کو پہلے ہی غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔ اس لیے ان کو دیگر اقلیتوں کی طرح ہی تصور کیا جانا چاہیے۔ جن کو بآسانی شناخت کر لیا جاتا ہے۔ اور اپنے ناموں سے اپنے مذہب کو چھپانے کا اہتمام نہیں کرتے۔

اپنے فیصلہ کے سیکشن 80 میں معزز جج لکھتے ہیں:

یہ عدالت تشویش کے ساتھ اس بات کا بھی جائزہ لیتی ہے کہ مذہب تبدیل کرنے کا عمل جو مخصوص افراد کی جانب سے حکام کو دھوکا دینے کے لیے شروع کیا گیا ہے۔ اور وہ ایک ایسی مزہب کا فائدہ اُٹھاتے ہیں جن سے وہ تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ اس بات کا اطلاق ان تمام افراد پر ہوتا ہے جنہوں نے عقیدے کے طور پر نہیں بلکہ بے بہا فوائد سمیٹنے کے لیے مذہب تبدیل کیا ہے۔ نادرا ریکارڈ کے

مطابق ایسے افراد کے حوالے سے جنہوں نے وفاقی تحقیقاتی ادارے کی رپورٹ کے مطابق مذہب تبدیل کر کے بیرون ملک سفر کیا، کی تعداد بہت زیادہ ہیں۔

اپنے فیصلہ کے سیکشن 81 میں معزز جج لکھتے ہیں:

ملک کے وسیع تر مفاد میں عدالت ایسے افراد کے نام ظاہر کرنے سے باز رہے گی جو قادیانی عقائد رکھتے ہیں مگر انھوں نے اپنی مذہبی شناخت چھپا کر بیوروکریسی، عدلیہ، فوج، نیوی، ائرفورس اور دیگر حساس اور اہم اداروں میں اعلیٰ عہدے حاصل کیے ہیں۔ کیونکہ اس سے بدمزگی پیدا ہوگی مگر اس روش کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ ملک کے ہر شہری کا حق ہے کہ وہ ایسے افراد کے بارے میں جانے جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں، وہ کس مذہبی برادری سے تعلق رکھتے ہیں، جو لوگ ان کے بچوں کے لیے نصاب ترتیب دیتے ہیں، کن مذہبی عقائد کے حامل ہیں۔ جو لوگ ان کی پالیسیاں مرتب کرتے ہیں، وہ پیارے نبی کریم ﷺ کو کیا تکریم دیتے ہیں، وہ لوگ جو سفیر ہیں اور ان کے اسلامی نظریے کے نمائندہ ہیں اور دنیا بھر میں ان کا پرچار کرنے کے لئے تعینات ہیں، کون سے نظریے کی تشہیر کرتے ہیں۔ اور کس کے مفادات کا تحفظ کرتے ہیں اور سب سے آخر میں لیکن اتنی ہی اہم بات ہے کہ وہ لوگ جن کے ذمے پاکستان کا دفاع ہے۔ وہ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں؟ یہ ریاست کی ذمہ داری تھی اور بالخصوص وفاقی حکومت کی لیکن یہ اس سے عہدہ برآ ہونے میں بری طرح ناکام ہو چکی ہے۔ جس کی وجہ سے عدالت احکامات جاری کرنا ضروری سمجھتی ہے۔

اپنے فیصلہ کے سیکشن 82 میں معزز جج لکھتے ہیں:

مندرجہ بالا فیصلے کی وجوہات:

مختصر حکم کی درج ذیل وجوہات ہیں۔ تمام تبصرے اور احکامات جن کی تفصیل یہاں ہے وہ 9-03-2018 کے حکم کا حصہ ہوں گے اور ان کو ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے:

1۔ اسلام اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین بھرپور مذہبی آزادی فراہم کرتا ہے جس میں اقلیتوں (غیر مسلموں) کے بنیادی حقوق شامل ہیں۔ یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ان کی زندگی

،دولت، جائیداد، عزت اور ان کے اثاثوں کا بطور پاکستان کے شہری کے تحفظ کرے۔اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 5 کے تحت، ہر شہری کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ ریاست سے وفادار رہے اور قانون وآئین کے تابع رہیں۔یہ قانون ان پر بھی لاگو ہوتا ہے جو پاکستانی شہری نہیں ہیں۔لیکن اس وقت پاکستان میں رہ رہے ہیں۔

2۔ پاکستان کے ہر شہری کے لیے لازمی ہے کہ مخصوص کوائف پر مشتمل اپنی شناخت حاصل کرے۔کسی مسلمان کو اجازت نہیں ہے کہ اپنی شناخت کو بطور غیر مسلم کے بھیس میں رکھے اور کسی غیر مسلم کو حق حاصل نہیں ہے کہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے۔کوئی بھی شہری جو ایسا کرتا ہے، ریاست سے دھوکا دہی کا مرتکب ہوگا اور آئین کے استحصال کا مرتکب قرار پائے گا۔

3 آئین کے آرٹیکل [260(3)(a)(b)] میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کی تعریف کی گئی ہے جس پر قوم کا اتفاق ہے۔بدقسمتی سے اس علیحدگی کے معیار پر قانون سازی نہیں ہوسکی جس کی وجہ سے ایک غیر مسلم اقلیت (قادیانی) اپنے آپ کو مسلم اکثریت کا حصہ ظاہر کرکے اپنی اصل شناخت کو چھپاتی ہے اور ریاست سے دھوکا دہی کی مرتکب ہوتی ہے۔جس کی وجہ سے پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کی ایک رپورٹ کے مطابق اس سے متعلقہ کسی بھی سرکاری ملازم کا کوئی ریکارڈ دستیاب نہیں ہے جو خطرناک امر ہے۔اور ایک بڑے دھچکے کے مترادف ہے اور یہ آئین کی روح اور تقاضوں کے بھی منافی ہے۔

4۔ پاکستانی میں رہنے والی اکثر اقلیتیں اپنے ناموں اور پہچان کے اعتبار سے علیحدہ شناخت رکھتی ہیں۔لیکن آئین کے مطابق ان اقلیتوں میں سے ایک اقلیت (قادیانی) اپنے ناموں اور ظاہری لباس کے اعتبار سے علیحدہ شناخت نہیں رکھتے جس سے بحرانی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔اپنے ناموں کی وجہ سے وہ آسانی سے اپنا عقیدہ چھپا سکتے ہیں اور ایک مسلم اکثریت کا حصہ بن سکتے ہیں۔علاوہ ازیں وہ مکرم اور حساس عہدوں تک رسائی بھی پا سکتے ہیں اور جملہ مفادات حاصل کر سکتے ہیں۔

5۔ اس صورت حال کو سنبھالنا اہم ہے کیونکہ ایک غیر مسلم کی آئینی عہدوں پر تعیناتی ہمارے

مقامی قانون اور رسومات کے منافی ہے۔اسی طرح غیر مسلم مخصوص آئینی عہدوں کے لئے منتخب بھی نہیں ہوسکتے ہیں۔اکثر اداروں ،شعبوں بشمول پارلیمنٹ کی ممبرشپ اقلیتوں کے لئے مخصوص نشستیں ہیں۔اسی لیے جب کسی اقلیتی گروہ کا کوئی رکن اپنے اصل مذہبی عقیدے کو دھوکا دہی سے چھپاتا ہے اور اپنے آپ کو مسلم اکثریت کا حصہ ظاہر کرتا ہے تو وہ آئین کے الفاظ اور روح کی نفی کر رہا ہوتا ہے۔اس پامالی سے محفوظ بنانے کے لیے ریاست کو فوری اقدامات کرنے چاہئیں۔

6۔ حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت کا معاملہ ہمارے مذہب کا مرکزی نکتہ ہے۔ہر مسلمان پر لازم ہے اس کی حفاظت اور پاسداری کرے۔پارلیمنٹ بحیثیت ایک اعلیٰ معزز ادارے کے پاکستانی قوم کے نمائندہ ہونے کے ناتے اس مذہبی روح کی محافظ ہے۔اس صورت حال میں یہ مسلم اکثریت کا حق ہے کہ مناسب آگاہی اور حساسیت کی توقع رکھے۔ختم نبوت کے بنیادی عقیدے کے تحفظ کے علاوہ پارلیمنٹ کو ایسے اقدامات بھی کرنے چاہئیں جو ان کا قلع قمع کر سکے جو اس عقیدے کو داغ لگانے کی کوشش کرے۔

7۔ یہ حقیقت قابل تعریف ہے کہ الیکشن ایکٹ 2017 میں خرابی ظاہر ہونے کے فوری بعد پارلیمنٹ نے اجتماعی دانش اور فہم کے ذریعے معاملے کی طرف مکمل حساسیت کا مظاہرہ کیا اور اسے مطلوبہ تقاضوں سے ہم آہنگ کیا۔یہ معاملات حساسیت اور اتحاد کے طالب ہیں۔سینیٹر راجہ ظفر الحق بہ طور وکیل اپنے قانونی عقل وفہم کے حوالے سے اچھی شہرت کے حامل ہیں اور ایک تجربہ کار قانون ساز بھی ہیں جنہوں نے کمیٹی کی صدارت کرتے ہوئے بہت اعلیٰ رپورٹ بنائی ،مزید برآں اپنی دیانت داری اور دانش کی مدد سے انھوں نے تمام نکات کا سیر حاصل احاطہ کیا ہے۔جس نے تمام منفی تاثرات کو ختم کر دیا۔اب یہ پارلیمنٹ کا کام ہے کہ وہ اس معاملہ پر مزید بحث کرتی ہے یا نہیں۔

8۔ یہ ریاست کے لئے لازمی ہے کہ وہ جذبات اور مذہبی عقائد کا تحفظ کرے اور اقلیت کے حقوق کا ریاست پاکستان کے آئین کے مطابق اعلان کردہ مذہب ''اسلام'' کے مطابق تحفظ کرے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان اقدامات کا مقصد معاشرے کو بحران سے بچانا ہے اور اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے۔جن کی آئینی ضمانتوں کے مطابق جداگانہ مذہبی شناخت ہے اور جو وہ بطور پاکستان کے شہری کے حق رکھتے ہیں۔

درج بالا بحث کی روشنی میں عدالت درج ذیل قرار دیتی ہے اور حکم دیتی ہے کہ:

1۔ قومی شناختی کارڈ، پاسپورٹ، پیدائشی سرٹیفکیٹ اور فہرست رائے دہندگان میں اندراج کے لیے درخواست دہندہ کو آئین کے آرٹیکل [260(3)(a)(b)] کے مطابق مسلمانوں اور غیر مسلموں کی تعریف کی بنیاد پر ایک بیان حلفی دینا ہوگا۔

2۔ اوپر بتائے گئے بیان حلفی کو تمام حکومتی اور نیم حکومتی اداروں خصوصاً عدلیہ، آرمڈ فورسز، اور سول سروسز میں تعیناتی کے لیے لازمی قرار دیا جائے۔

3۔ نادرا کو کسی بھی شہری کے لیے وقت کا تعین کرنا چاہیے جو اپنے پہلے سے دیئے گئے کوائف میں خصوصاً مذہب کے خانے میں، درستی/تبدیلی کا خواہاں ہے۔

4۔ پارلیمنٹ آئینی تقاضوں اور معزز سپریم کورٹ آف پاکستان اور لاہور ہائی کورٹ لاہور کے بنیادی قانونی اصولوں رپورٹ شدہ کیس لاء بالترتیب (1993 ایس سی ایم آر 1718 اور پی ایل ڈی 1992 لاہور 1) کی روشنی میں ضروری قانون سازی کرے اور مروجہ قوانین میں مطلوبہ ترامیم متعارف کروائے تاکہ اس امر کو یقینی بنایا جاسکے کہ 'اسلام' اور 'مسلمانوں' کے لیے استعمال ہونے والی مخصوص اصطلاحات کسی اور اقلیت کو اپنی شناخت چھپانے یا کسی اور مقصد کے لیے استعمال کی اجازت نہ ہو۔اسلامیات/دینیات کی بطور مضمون تعلیم کے لئے ہر ادارے پر مسلم اساتذہ کی موجودگی لازمی قرار دی جائے۔

5۔ حکومت پاکستان تمام شہریوں کے درست کوائف کی دستیابی کو یقینی بننے کے لیے خصوصی اقدامات کرے تاکہ کسی بھی شہری کے لئے اپنی شناخت کو چھپانا ممکن نہ ہو۔حکومت کو ایسے اقدامات بھی فوری طور پر یقینی بنانے چاہئیں تاکہ نادرا اور حالیہ مردم شماری کے نتیجے میں حاصل ہونے والے اعداد و شمار میں موجود خطرناک فرق کی تفتیش ہو سکے۔

6۔ یہ ریاست پر لازم ہے کہ مسلم اُمہ کے حقوق، احساسات اور مذہبی عقائد کا خیال رکھے اور اس بات کو بھی یقینی بنائے کہ ملک کے آئین میں اعلان کردہ مذہب اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کرے۔

اپنے فیصلہ کے سیکشن 83 میں معزز جج لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تمام فاضل وکلاء، آئینی ماہرین اور مذہبی دانشوروں نے کارآمد حصہ ڈالا ہے اور پوری دیانتداری سے عدالت کی معاونت کی ہے جس کی عدالت ہٰذا بھرپور تعریف کرتی ہے۔اسی طرح مختلف حکومتی شعبوں کے افسران کی شمولیت جو کہ عدالت ہٰذا کے سامنے گاہے گاہے پیش ہوئے، بھی لائق تحسین ہے۔مزید برآں، فاضل ڈپٹی اٹارنی جنرل ارشد محمود کیانی کا کردار بھی قابل تعریف ہے۔جنہوں نے محنت اور لگن سے کام کرتے ہوئے عدالت کی جانب سے تفویض کی گئی تمام ذمہ داریوں اور کاموں کی کامیابی سے تکمیل کی تا کہ درست نتائج تک پہنچا جا سکے۔

اپنے فیصلہ کے سیکشن 84 میں معزز جج لکھتے ہیں:

مختصر عدالتی حکم میں متذکرہ بالا کی شمولیت کے علاوہ میں عمران شفیق ایڈووکیٹ کی معاونت کا بھی شکر گزار ہوں، جنہوں نے تحقیقی امور میں پوری دلجمعی اور بے حد ذمہ داری کا مظاہرہ کیا۔

دستخط
جسٹس شوکت عزیز صدیقی

تاریخ فیصلہ
4 جولائی 2018
(PLD 2019 Islamabad 62)

پاکستان کی عدالت عظمیٰ (Supreme Court) کا فیصلہ

پاکستانی کی عدالت عظمیٰ کے پانچ ججوں کے بنچ نے اپنے فیصلے میں واضح کیا ہے کہ قادیانی گروہ کس طرح انتہائی دھوکہ دہی اور چالاکی سے سادہ لوگوں کو کنفیوز (شک میں مبتلا) کر کے اُن کا ایمان لوٹتے ہیں۔اس کے لئے وہ (دوسری کارروائیوں کے علاوہ) سالانہ جلسہ کرتے ہیں جسے وہ حج کا درجہ دیتے ہیں جو کہ آئین پاکستان اور ملکی قوانین کی خلاف ورزی ہے۔پورے ملک میں آئینی اور قانونی خلاف ورزیوں پر قادیانی کے خلاف مقدمات بنتے ہیں اور سزائیں بھی ہوتی ہیں۔بہت سی ضلعی عدالتوں، عدالت عالیہ، عدالت عظمیٰ اور وفاقی شرعی عدالت تک میں ان کے خلاف کئی مقدمات آئے اور ان کے خلاف فیصلے ہو چکے ہیں، جو کہ قادیانی چالوں کو سمجھنے کے لیے ضروری ہیں۔درج ذیل صفحات

میں ظہیرالدین بنام ریاست 1993ء کے کیس کا تجزیہ کیا گیا ہے جس میں قادیانیوں کو ''انسانی حقوق'' اور ''مذہبی آزادی'' کی آڑ میں لوگوں کے حقوق کو غصب کرنے اور اُن کی سادگی سے ناجائز فائدہ کو جیتنے کی کوشش کو اُجاگر کیا گیا ہے۔لہٰذا ملاحظہ ہو:

ظہیرالدین بنام ریاست، 1993ء:

1993 میں قادیانی وکلا نے اپنا مقدمہ پاکستانی عدالت عالیہ (High Court) میں ہارنے کے بعد پھر عدالت عظمیٰ (Supreme Court) میں آئین پاکستان کی دفعات 25,20,19 کے تحت اپیل دائر کی۔اس کیس کی سماعت کل پانچ ججوں کے بینچ نے کی۔جن میں سے چار نے اس اپیل کو مسترد کر دیا۔معزز جج صاحبان نے عدالت عالیہ کے اس فیصلے کو برقرار رکھا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ قادیانی اپنے مقاصد کے حصول کے لیے ہر جائز اور ناجائز حربہ استعمال کر گزرتے ہیں۔

یہ بات اہم ہے کہ عدالت ھذا کا یہ فیصلہ بہت جامع اور متوازن تھا۔ججوں نے امریکی، آسٹریلوی اور ہندوستانی عدالتی نظامات میں سے مختلف مثالیں دے کر اپنا یہ فیصلہ مزید جامع اور مربوط کیا کہ قادیانی اسلام سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے اور اسلام کا نام اپنے مفادات کے لیے استعمال کرتے ہیں۔اس کیس سے بہت سی باتوں کا علم ہوتا ہے جو ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

اگرچہ۔۔۔''مذہبی رسومات'' کو مذہبی آزادی کے نام پر تحفظ دیا جاتا ہے تاہم ان کو تحفظ اس لیے دیا جاتا ہے کہ یہ (رسومات) مذہب کا لازمی اور ناگزیر حصہ ہیں۔۔۔یہ عدالتوں کا فرض ہے کہ وہ اس معاملے کا تعین کریں کہ کون سی خاص مذہبی رسم کسی مذہب کا لازمی جزو ہے یا نہیں''

(ظہیرالدین بنام ریاست:1993)

ایک کلیدی اصول جو اس ضمن میں اہم تھا وہ یہ کہ اسلام کوئی نیا دین نہیں، صدیوں پرانا ہے چنانچہ اس کے بنیادی عقائد کا تحفظ ہوسکتا ہے۔''مخصوص'' عقائد ایک برانڈ کی مانند ہیں جیسا کہ پہلے کہا جا چکا۔معزز جج صاحبان نے بیان کیا کہ اسلام کے تصورات بالکل واضح ہیں اور 'شعائر اسلام' میں ''مسجد'' اور محمد (پیغمبر اسلام) سے کیا مراد ہے؟ نیز یہ کہ انہی سے متعلقہ خاص ناموں اور القابات سے کیا مراد ہے: جسٹس چوہدری بحث کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ برطانوی، ہندوستانی اور

پاکستانی قوانین میں ایسی تراکیب و اصطلاحات کو باقاعدہ قانونی چھتری اور تحفظ فراہم کرنے کی مثالیں عام ہیں۔

اس ضمن میں وہ ''انڈین کمرشل لاء'' کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''یہ بات واضح ہے کہ عمداً ٹریڈ مارک یا تجارتی ناموں مخصوص املاک کے ناموں وغیرہ کا اپنے مقاصد کے لیے ایسا استعمال کہ جس سے دیگر لوگ اس چیز کو اصل ٹریڈ مارک یا مخصوص نام سمجھ کر اُسے خریدنے پر مائل ہوں، قانوناً جرم ہے اور ایسا کام کرنے کا مرتکب شخص نہ صرف سزا اور جرمانے کا مستوجب ہوگا بلکہ اُسے نقصان کی تلافی بھی کرنا ہوگی۔ اور آئندہ کے لیے اُن افراد یا اشخاص کو پابند کرنا لازم ہوگا۔ باقاعدہ حکمنامہ جاری کیا جائے گا اور جس کا اطلاق چھوٹی سے چھوٹی اشیاء پر بھی ہوگا۔ مثال کے طور پر کوکا کولا کمپنی کسی کو یہ اجازت نہ دے گی کہ وہ کوکا کولا کا مشروب، چاہے چند اونس کی مقدار ہی میں کیوں نہ ہو، اپنی بوتلوں یا دیگر اقسام کی پیندے والی اشیاء یا ظروف میں ڈال کر کوکا کولا کے نام سے فروخت کرے، یہ قانوناً جرم تصور ہوگا، جس کی سزا میں قید اور جرمانہ شامل ہیں۔ اس ضمن میں قوانین واضح ہیں: نہ دھوکہ دیجیے نہ دھوکہ کھائیے اور نہ دوسروں کے مالکانہ حقوق کی خلاف ورزی کیجئے۔''

(ظہیرالدین بنام ریاست:1993)

مسلمانوں کی وجہ تشویش یہی ہے کہ قادیانی، شعائر اسلام کو استعمال کرتے ہیں جو خالصتاً اسلام سے مخصوص ہیں اور یہ رویہ چند سوالات کو جنم دیتا ہے جیسے کہ عدالت عالیہ کے جسٹس صاحبان نے کہا قادیانیوں کو چاہیے کہ وہ اپنی مخصوص اصطلاحات و القابات کا استعمال کریں اور اُن الفاظ و تراکیب اور القابات کے استعمال سے گریز کریں جو لوگوں کو الجھاؤ، ابہام یا دھوکے میں ڈال دیں۔ اسلام کی مخصوص تراکیب اور اصطلاحات کا استعمال درحقیقت قادیانیوں کے مؤقف کو کمزور کرتا ہے۔

''کیا یہ (احمدی) اس بات سے آگاہ نہیں کہ ''شعائر اسلام'' اور دیگر مذاہب کی مخصوص علامات، نشانیوں اور عبادات کے لیے مخصوص الفاظ کا استعمال درحقیقت انھیں اپنے مذہب کے کھوکھلے پن کو لوگوں کے سامنے اجاگر کرنے کی طرف لاتا ہے؟ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اُن کا مذہب خود اپنے بل بوتے پر ترقی نہیں کر سکے گا، وہ اس قدر نااہل یا کمزور ہے کہ خود مختار نہیں ہوسکتا۔ اُسے دیگر

سہاروں کی ضرورت ہوگی۔ اور یہ بھی کہ پاکستان میں ایسا کوئی قانون نہیں ہے جو احمدیوں کو اپنی اصطلاحات والقابات وضع کرنے سے روکتا ہو۔ اور یہ کہ احمدیوں کو اپنے مذہب کے حوالے سے کسی بھی قسم کی پابندی کا، سوائے اس ایک کے کوئی سامنا نہیں ہے''۔

(ظہیرالدین بنام ریاست:1993)

ایسا ہی ایک اور کیس ہمارے مشاہدے میں آیا ہے جو جسٹس ظہیرالدین چودھری نے اپنے فیصلے میں بھی لکھا ہے۔ یہ کیس آسٹریلیا میں وقوع پذیر ہونے والے ''Jehovah's Witnesses'' کمیونٹی سے متعلق ہے۔ جو اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں۔ ایڈیلیڈ (Edelaide) بنام کامن ویلتھ (1943) میں جسٹس Latham C.J. نے کہا، جو مندرجہ ذیل ہے۔

''جہاں تک مذہبی عبادات کی آزادی کا تعلق ہے تو ''آزادی'' کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ آپ کو کچھ بھی کر گزرنے کا اجازت نامہ (Licence) مل گیا، آزادی کا تصور ایک خاص تناظر میں ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر آزادی اظہار سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ آپ ایک کھچا کھچ بھرے تھیٹر میں یہ آواز بلند پکار اٹھیں: ''آگ لگ گئی'' اور ہجوم میں خوف کی لہر دوڑا دیں تو یہ آزادی اظہار نہیں، نہ آپ کو اس کا حق حاصل ہے اسی طرح مذہبی آزادی سے یہ مراد نہیں کہ افراد کو یہ اختیار حاصل ہو جائے کہ وہ اپنے مذہبی عقائد کی وجہ سے ملک کا قانون بالائے طاق رکھ دیں''

(ظہیرالدین بنام ریاست:1993)

اس کتاب میں یہ بات پہلے بیان کی جا چکی ہے کہ جہوواز وٹنسز (Jehovah's Witnesses) اور عیسائیت کے تضاد کی قادیانیت اور اسلام کے ساتھ کس قدر مماثلت ہے۔ یعنی مذکورہ بالا نام نہاد عیسائی گروہ جہوواز وٹنسز (Jehovah's Witnesses) اپنے آپ کو عیسائی گردانتے ہیں حالانکہ یہ عیسائیت کے بنیادی عقیدے تثلیث کے منکر ہیں، عیسائی جہوواز وٹنسز (Jehovah's Witnesses) کو تثلیث کے انکار کی وجہ سے عیسائی نہیں مانتے۔ قادیانیوں اور مسلمانوں کا بھی یہی معاملہ ہے کہ قادیانی اسلام کے بنیادی عقیدہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ جس کی وجہ سے مسلمان قادیانیوں کو اسلام کا حصہ نہیں سمجھتے۔

احمدیوں کے حوالے سے بھی عدالت عالیہ نے یہ فیصلہ دیا کہ:

''ہر کسی کو اپنا مذہب اختیار کرنے اور مذہبی اداروں کے نظام کو برقرار رکھنے کا اختیار ہے تاہم یہ قانون، امن وامان اور اخلاقیات کے دائرے سے منسلک ہے۔''

(ظہیرالدین بنام ریاست:1993)

جس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر کسی فرد یا معاشرتی گروہ کا رویہ امن وامان کی صورت حال کے بگاڑ کا باعث بنتا ہے تو پھر اُن کے حقوق آزادی محدود کر دیئے جائیں گے جیسا کہ جیسی کینٹ ویل بنام ریاست کنکٹی کٹ (1940) Jesse Cantwell VS State Connecticut کے مقدمے میں ہمیں معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ 'عمل کی آزادی' کے نفاذ کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کی مناسب تعریف کی جائے۔ جبکہ دوسری طرف یہ اصطلاح Subject to Law مقننہ کو لامحدود طاقت نہیں دیتی کہ وہ غیر ضروری رکاوٹ ڈالے یا آئین میں دیئے گئے بنیادی حقوق چھین لے۔ اور نہ ہی ان کو مکمل طور پر معمولی سمجھ کر نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ ایک توازن بہر حال دونوں کے بیچ قائم کرنا ہوگا اور یہ تبھی ممکن ہے جب ہر مقدمے کے مخصوص حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک معقول توجیہہ وتعزیر پیش کی جاسکے''۔

(ظہیرالدین بنام ریاست:1993)

اسی طرح 1878 کے مقدمے ''Reynolds vs United States(1978)'' میں بھی سپریم کورٹ (ریاست ہائے متحدہ امریکہ) نے یہ موقف اختیار کیا کہ:

''محض ''رائے'' کے حوالے سے کانگریس کوئی اختیار نہیں رکھتی، ہاں ''عمل'' کے معاملے میں وہ اپنی طاقت کا نفاذ کرسکتی ہے اگر وہ ''افعال'' سماجی ذمہ داریوں سے متصادم ہیں یا امن وامان کو تہ وبالا کریں تو حکومت اس سلسلے میں قوانین سے مدد لے سکتی ہے اور اگرچہ وہ محض عقائد یا تعلیمات کی بناء پر مداخلت نہیں کرسکتی تاہم ''رسومات کی ادائیگی'' کے سبب ایسا کرسکتی ہے''۔

(ظہیرالدین بنام ریاست:1993)

قادیانیوں کے معاملے میں، تمام معزز جسٹس صاحبان نے انھی نکات کو مدنظر رکھا کہ کیا وہ (قادیانی) اس حد تک ریاست کے قوانین سے متضاد کاموں یا سرگرمیوں کے مرتکب ہوئے تھے یا

نہیں؟ معزز عدالت اس نتیجے پر پہنچی کہ قادیانیوں نے امن وامان کی صورت حال کو خراب کیا۔ انھوں نے مسلمانوں کے شعائر کو غلط استعمال کرنے کی وجہ سے بدامنی کی صورت پیدا کی۔ اور چونکہ قادیانیوں نے الگ مذہب اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ دوسرے مذہب، جس سے علامات والفاظ لے کر اپنائے تھے اب اُس کے ماننے والوں کو ہی (یعنی مسلمانوں) کو کافر اور جعل ساز قرار دے ڈالا تھا، تو معزز عدالت کی نگاہ میں وہ بددیانتی کے مرتکب تھے۔ اُن کے خیال میں یہاں قادیانیوں کے حقوق پر زد نہیں پڑتی تھی بلکہ مسلمانوں کا حق تھا کہ وہ آئین کی رو سے بہ حیثیت ایک سماجی گروہ، قانون کے تحفظ کے دائرے میں لائے جاتے۔ مزید برآں، جسٹس چوہدری اس مقدمے میں انڈیا کی عدالت عالیہ کا حوالہ بھی دیتے ہیں یہ مقدمہ کمشنر ہندو مذہبی املاک، مدراس بنام شری لکش مندرا کے نام سے معروف ہوا۔ (یہ بات 1954ء کی ہے)

''ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں مقدمات کے کئی مسائل اس طرح حل کیے گئے کہ اس نقطہ نظر کی مکمل پاسداری کی گئی کہ تحفظ مذہب کے لیے قانونی شق قطعی نہیں ہے جو کہ دوسری شقوں کے سمجھے بغیر نافذ کی جاسکے۔ عدالت عظمیٰ نے جونز بنام اوپلیکا (Jones VS Opelika(1942) (1942)[316 US, 584, p593] کے مقدمے میں دستور میں دی گئی آزادی اظہار، پریس کی آزادی اور آزادی مذہب کی ضمانت کے باب میں کہا ہے یہ بالکل 'قطعی نہیں ہیں جن کو دیگر آزادیوں کی مانند خودمختاری اور اپنی مرضی سے برتا جاسکے۔' یہ فیصلہ ہوا کہ یہ وہ خصوصی استثناء ہیں جنھیں عمل درآمد کے لیے ریاست کے قوانین کے ساتھ ہم آہنگ کرنا ضروری ہوگا تاکہ ریاست کی خودمختاری کا پرچم بلند رہے۔ اور جن کے بغیر سماجی آزادی کی دستور میں عطا کردہ ضمانتیں بے معنی تصور ہوں گی''۔ 'سول آزادی کی آئینی ضمانتیں ایک مذاق بن جائیں گی'۔

(ظہیرالدین بنام ریاست:1993)

قادیانیوں نے اپنا مقدمہ پاکستانی آئین کی دفعات 25,20,19 کے تحت 1993ء میں پیش کیا۔ یہ وہ دفعات ہیں جن کا اطلاق اُس وقت ہوتا ہے جب کوئی سماجی گروہ اقلیتی گروہ کے طور پر تحفظ کے حصول کا خواہش مند ہو۔ چنانچہ اب معزز جج صاحب نے قادیانیوں سے دریافت کیا کہ کیا وہ اپنے

آپ کو ''اقلیتی گروہ'' تسلیم کرتے ہیں جس کی بنا اسلام کے تیرہ سو برس بعد رکھی گئی۔عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ اگر یہ لوگ اپنے آپ کو اقلیتی گروہ مانتے ہیں تو یہ یقیناً اسلام کے پیروکار نہیں۔

قادیانیوں کا دعویٰ ہے کہ ایک اعشاریہ آٹھ بلین مسلمانوں کے بجائے صرف وہی 'سچے مسلمان ہیں'۔اس دعوے نے ایک بڑی مخدوش صورت حال کو جنم دیا۔قادیانیوں کا یہ دعویٰ 'غیر سماجی حرکات یا معاشرے کو تہ و بالا کر دینے کے مترادف ہے۔'اور یہ سماج دشمن سرگرمیوں کے ضمن میں آتا ہے،جس پر عدالت کو مداخلت کرنی ہے کہ وہ مذہب کی تشریح کرنا لازمی سمجھتی ہے۔جسٹس چوہدری نے کہا:

''چنانچہ یہ بات اب واضح ہو چکی کہ احمدیوں کے بقول (جن میں دونوں ہی گروہ شامل ہیں) کہ احمدی اور مسلمان، دونوں بہ یک وقت مسلمان نہیں ہو سکتے۔اگر ایک مسلمان ہے تو عین اُسی وقت دوسرا گروہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔تاہم ایک کم حیثیت گروہ ہونے کے سبب وہ اپنا مؤقف منوا نہیں سکتے تھے۔دوسری طرف معاملہ یہ تھا کہ اکثریتی گروہ (مسلمان) جو لمبے عرصے سے احمدیوں کے مذہب کے خلاف برسرِ پیکار تھے (اُس وقت ہی سے جب سے جماعت احمدیہ کا وجود عمل میں آیا تھا) نے ۱۹۷۴ء میں اُن کے خلاف فیصلہ کیا اور خود اپنے بجائے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا اور یہ عمل باقاعدہ دستوری ترمیم کے ذریعے طے پایا جیسا کہ ہم نے اوپر مشاہدہ کیا یہ کوئی بے ساختہ یا فوری عمل نہیں تھا بلکہ یہ اُن کا اپنا انتخاب تھا۔بس جو وہ کرنا چاہتے تھے وہ تلپٹ ہو گیا۔چنانچہ اب احمدی غیر مسلم (اقلیت) ہیں۔قانونی طور پر بھی اور آئینی طور پر بھی!اور یہ اُن کا اپنا کیا دھرا تھا۔کہ وہ ایک اقلیت کے طور پر مسلمانوں کے خلاف ہوں۔نتیجتاً اب وہ شعائر اسلام کے نام استعمال کرنے کا حق نہیں رکھتے جو کہ انھیں قانون نے درست طور پر منع کیا ہے''۔(ظہیر الدین بنام ریاست:1993)

یہ بات بھی جسٹس چوہدری کے اس بیان سے آشکارا ہو جاتی ہے کہ احمدی ایک خود ساختہ گروہ ہیں۔اُن کا اپنا دعویٰ تو یہ ہے کہ مسلمانوں نے اُن کو کنارے لگا رکھا ہے مگر جیسا کہ معزز جج صاحبان نے واضح کیا ہے،وہ ہمیشہ سے مسلمانوں سے علیحدہ ایک جماعت نظر آنے کے خواہش مند رہے:

''احمدی ہمیشہ سے جداگانہ وجود کے خواہش مند تھے اور مذہبی و سماجی طور پر اپنا الگ مقام رکھنے کی آرزو کرتے تھے۔عام رویہ تو یہی ہوتا کہ وہ علیحدہ شناخت ملنے پر مسرت کا اظہار کرتے بالخصوص جب انھیں یہ خاص مقام خود ملک کے آئین نے عطا کیا۔اصل میں بدقسمتی یہ ہوئی کہ

دیگر لوگوں کو وہ کفر سے منسوب کرنا چاہتے تھے اور خود پر مسلمان ہونے کا ٹھپہ لگانا چاہتے تھے۔ یہ بات ممکن نہ ہوسکی۔۔۔۔۔ اب اُن کی ناامیدی اور مایوسی کی وجہ یہی ہے کہ وہ بے خبر اور معصوم مسلمانوں کو اپنے پھندے میں پھنسا نہیں سکتے۔ شاید یہی وجہ ہو کہ اب وہ مسلمانوں کے شعائر اسلام ،کلمہ، اذان ،نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے نام وغیرہ اپنانا چاہتے ہیں تا کہ مسلمان ہونے کا ڈھونگ رچا سکیں اور مسلمانوں کی مانند تبلیغ کرسکیں''۔

(ظہیرالدین بنام ریاست:1993)

معزز جج صاحبان نے یہ بھی کہا کہ مختلف ممالک کی حکومتیں کن کن طور طریقوں سے تحفظ مذاہب کو یقینی بناتی یا بنا سکتی ہیں جب خاص طور پر عوامی تحفظ اور امن وامان کی صورت حال خطرے میں ہو تو کن طریقوں سے مدد لی جاتی ہے، احمدی کیس میں بھی ان تمام عناصر کو مدنظر رکھا گیا۔ اس تاریخی فیصلے نے احمدیوں کی شناخت سے متعلق تمام شکوک وشبہات کو آئینہ کر کے رکھ دیا۔ اس سلسلے میں یہ بات اہم ترین تھی کہ احمدی جس سرزمین کے باشندے ہیں یعنی پاکستان کے اُسے اور وہاں کے آئین کو وہ ذرہ برابر اہمیت نہیں دیتے۔ نہ اس سرزمین کو جس نے انھیں اقلیت کا درجہ دے کر ان کے تحفظ کو یقینی بنایا۔ جو بات بالکل صاف ہے وہ یہ ہے کہ احمدی اپنے متضاد بیانات کے ذریعے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ وہ اسلام کے سواد اعظم سے کٹ کر نہ رہیں بلکہ اُسی کا ایک حصہ نظر آئیں۔ اب قارئین ہی اس بات کا فیصلہ کریں کہ کیا یہ ملک اور اُس کے آئین سے غداری کے مترادف نہیں ہے؟

یہ کیس ہمیں بہت تفصیل سے بتاتا ہے کہ ملک کی سب سے بڑی عدالت نے کس طرح قادیانیوں کو کسی اور مذہب کی مذہبی اصطلاح واسماء کا استعمال کرنے پر ان کا پول کھول کر رکھ دیا۔ اس کیس میں معزز جج صاحبان نے یہ نتیجہ نکالا کہ قادیانیوں کو کوئی اختیار حاصل نہیں کہ وہ اسلام کے مخصوص شعائر سے منسوب الفاظ اور اسماء کو اپنی گھناؤنی سرگرمیوں کے استعمال کریں۔

ظہیرالدین بنام ریاست والے مقدمے سے یہ بات طے ہوجاتی ہے کہ قادیانی جماعت ازخود اعلان کردہ اقلیتی گروہ ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اُن کو مسلمانوں نے دیوار سے لگا دیا ہے جب کہ حقیقت حال اس کے برعکس ہے، جیسا کہ معزز جج صاحبان نے واضح کیا تھا، وہ ہمیشہ ہی سے مسلمانوں

کے مقابلے میں علیٰحدہ شناخت کے حامل نظر آنا چاہتے تھے:

''(۔۔۔۔)احمدی ہمیشہ سے اپنی مرضی کی جداگانہ شناخت کے خواہش مند تھے۔مذہباً بھی اور سماجی اعتبار سے بھی۔عمومی طور پر تو خوش ہونا چاہیے تھا کہ وہ اپنا مقصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے بالخصوص اُس وقت جب یہ حق انھیں پاکستان کے آئین کے ذریعے حاصل ہوا تھا۔مایوسی کا سبب اصل میں یہ ہے کہ وہ دیگر تمام مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنا چاہتے تھے اور مسلمان ہونے کا اعزار صرف اپنے پاس رکھنا چاہتے تھے۔(۔۔۔)اُن کی مایوسی اور یاسیت کی وجہ بظاہر یہی نظر آتی ہے کہ اب وہ کھل کر اپنے مقاصد پر عمل درآمد نہیں کر سکتے یعنی بے خبر اور بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسا کر اُن کو احمدیت میں داخل نہیں کر سکتے۔غالباً یہی سبب ہے کہ وہ مسلم القابات وتعریفات وغیرہ کو ہڑپ کرنا چاہتے ہیں۔اور کلمہ کا استعمال اور اذان دینے کے ذریعے اپنے آپ کو مسلمان ہی ظاہر کرنا چاہتے ہیں تا کہ اسلام کے ان پرکشش شعائر کے ذریعے وہ عام لوگوں کو متوجہ کر سکیں۔''

(ظہیرالدین بنام ریاست:1993)

مندرجہ بالا اقتباس نیز یہ مقدمہ ہمیں بتلاتا ہے کہ ملک کے اہم ترین اور اعلیٰ منصب عدلیہ کی ادارے نے کس طرح قادیانیوں کو مسلم شناخت سے مخصوص ناموں،القابات اور اصطلاحات کا غلط استعمال کرتے ہوئے پایا۔معزز جج صاحبان اس نتیجے پر پہنچے کہ اگر احمدی اسلام سے وابستہ نہیں رہنا چاہتے تو پھر ان کو اس بات کا بھی کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اسلام کے امتیازی القابات وتعریفات کو اپنے لیے مخصوص کریں۔جج صاحبان نے قادیانیوں کے حقوق اور آزادی کے دائرہ ہائے کار کو واضح کرنے میں بہت وقت صرف کیا۔ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے مختلف مقدمات کے فیصلوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اس کی مثال پیش کرتے ہوئے جج صاحبان نے یہ فیصلہ دیا کہ:

''مذہب کا لبادہ اوڑھ کر یا مذہبی عقیدے کا ڈھونگ رچا کر آپ عوام الناس سے دھوکہ دہی کا جواز حاصل نہیں کر سکتے۔''

کسی بھی کمیونٹی کو اپنے مذہبی عقائد پر عمل کرنے کی اجازت ہے بشرطیکہ وہ پرامن ہوں،تاہم جیسا کہ مذکورہ ''ظہیرالدین بنام ریاست'' والا کیس یہ بات واضح کر دیتا ہے کہ:

'[...] the Ahmadis always wanted to be a separate entity, of their own choice, religiously and socially. Normally, they should have been pleased on achieving their objective, particularly, when it was secured for them by the Constitution itself. Their disappointment is that they wanted to oust the rest of the Muslims as infidels and retain the tag of Muslims. [...] The reason of their frustration and dismay may be that now, probably, they cannot operate successfully, their scheme of conversion, of the unwary and non-Muslims, to their faith. May be, it is for this reason that they want to usurp the Muslim epithets, descriptions etc., and display 'Kalima' and say 'Azan' [call for prayer] so as to pose as Muslims and preach and propagate in the garb of Muslims with attractive tenets of Islam (zaheeruddin vs state, 1993).

''احمدیوں کو دیگر اقلیتوں ہی کی طرح اپنے مذہب پر عمل کی ،اس ملک میں پوری آزادی ہے۔اور کسی بھی قانون سازی یا غیر معمولی احکامات کے ذریعے اس آزادی کی تنسیخ نہیں کی جا سکتی۔تاہم ان پر فرض ہے کہ وہ آئین اور قانون کی مکمل پاسداری کریں اور کسی بھی مذہب بشمول اسلام کی مقدس ہستیوں کی شان میں ہرگز گستاخی کے مرتکب نہ ہوں۔'' (ظہیرالدین بنام ریاست:1993)

بالآخر،معزز جج صاحبان نے حتمی طور پر بہت ہی نازک نوعیت کے اس معاملے میں غیر معمولی طور سے،قطعی غیر جانبدارانہ انداز میں،قادیانیوں کے دعویٰ جات کی جانچ پرکھ کی اور انھوں نے اس ضمن میں قادیانی عقائد کی پیچیدگیوں سے تعرض کیے بغیر یہ غیر جانبدار تحقیق سرانجام دی۔یہ سرگرمی قادیانی دعووں ہی کے نقطۂ نظر سے اور ''ہر شخص کو اپنے مذہب کی تبلیغ کی آزادی ہے'' کے نعرے کے تحت بروئے کار لائی گئی،مذکورہ آزادی بہر حال وسیع پیمانے پر تسلیم شدہ آزادی ہے۔چنانچہ معزز جج صاحبان کے اس فیصلے کا جو اگرچہ پاکستان کی عدالتِ عالیہ سے جاری کیا گیا،دنیا بھر میں کسی بھی ملک یا معاشرے پر اطلاق ہوسکتا ہے اور یہ ان کی صورت حال پر بھی منطبق کیا جا سکتا ہے۔جج صاحب اب کے فیصلے کا نچوڑ دو اہم اُمور میں تھا،وہ یہ کہ مذہب پر عمل درآمد کی آزادی کے دو حصے ہیں:

۱) آزادیِ عقائد ۲) آزادِ عمل

قادیانی ان دونوں مرحلوں پر پورا نہ اُتر پائے۔جج صاحبان نے بین الاقوامی سطح کے مقدمات اور اُن کے فیصلوں سے بھی مدد لی تاکہ تمام پہلوؤں سے چیزیں واضح ہوسکیں،اور وہ اس نتیجے

پر پہنچے کہ دنیا بھر میں حکومتیں، عدالتی اور قانونی ہر دو شکلوں میں، مذہبی آزادی کا تحفظ یقینی بنا سکتی اور بناتی ہیں، خاص کر جب عوام الناس کے جان و مال اور امن عامہ کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو۔

اگرچہ پاکستان کی عدالتِ عظمیٰ (سپریم کورٹ) میں احمدیوں کی اپیل تو اس غرض سے دائر کی گئی تھی کہ ان کی مذہبی آزادی پر قدغن لگائی گئی تھی اور وہ انصاف کے طلب گار تھے مگر جب معزز عدالت نے تمام پہلوؤں کا معروضی انداز میں جائزہ لیا تو وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ درحقیقت مسلمان اس قدغن سے دوچار تھے، اُن کی مذہبی آزادی سلب ہو رہی تھی اور تحفظ کی اصل ضرورت تو مسلمانوں کو تھی، نہ کہ قادیانیوں کو۔

پاکستان کی عدالتِ عظمیٰ (سپریم کورٹ) کے تاریخ ساز فیصلے نے قادیانیوں کی شناخت اور ان کی جماعت (بشمول تمام گروپوں کے جن میں لاہوری اور قادیانی دھڑے بھی شامل ہیں) سے متعلق تمام شکوک وشبہات دور کر دیے۔

وفاقی شرعی عدالت، پاکستان کا فیصلہ:

PLD 1985 Federal Sharriat Court 8

مجیب الرحمٰن اور تین دیگر بنام وفاقی حکومت پاکستان

۞..... جناب جسٹس فخر عالم: چیف جسٹس ۞..... جناب جسٹس چودھری محمد صدیق

۞..... جناب جسٹس مولانا ملک غلام علی ۞..... جناب جسٹس مولانا عبدالقدوس قاسمی

''قادیانی شعائر اسلامی استعمال نہیں کر سکتے''

''قادیانی اُمت مسلمہ کا حصہ نہیں ہیں۔اس بات کا خود ان کا اپنا طرزِ عمل خوب واضح کرتا ہے۔ان کے نزدیک تمام مسلمان کافر ہیں۔وہ ایک الگ اُمت ہیں۔یہ ایک کھلا تضاد ہے کہ انہوں نے امت مسلمہ کی جگہ لے لی ہے اور مسلمانوں کو اس امت سے خارج قرار دیا ہے۔مسلمان اُنہیں اُمت مسلمہ سے خارج قرار دیتے ہیں۔اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو اس امت سے خارج سمجھتے ہیں۔ظاہر ہے کہ دونوں ایک ہی امت میں سے نہیں ہو سکتے۔یہ سوال کہ امت مسلمہ کے افراد کون ہیں؟ برطانوی ہندوستان میں کسی ادارے کے موجود نہ ہونے کی بنا پر حل نہ ہو سکا لیکن اسلامی ریاست میں اس موضوع کو طے کرنے کے لیے ادارے موجود ہیں اور اس لیے اب کوئی مشکل درپیش نہیں ہے۔''

پس منظر:

پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے 7 ستمبر 1974 کو متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔لیکن اس کے باوجود قادیانی سرعام اور مسلسل شعائر اسلامی استعمال کر کے آئین کی خلاف ورزی کرتے رہے ہیں۔آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت ہونے کے باوجود وہ اپنے مذہب کو اسلام، اپنی عبادت گاہ کو مسجد، مرزا قادیانی کو نبی، اور رسول، مرزا قادیانی کی بیوی کو اُم المومنین، مرزا قادیانی کی بیٹی کو سیدۃ النساء، مرزا قادیانی کے خاندان کو اہلبیت، مرزا قادیانی کے دوستوں کو صحابہ کرام مانتے ہیں۔مزید یہ کہ مرزا قادیانی کی باتوں کو احادیث کا درجہ اور مرزا قادیانی کے نام نہاد الہامات کو ''وحی مقدس'' گردانتے ہیں۔علاوہ ازیں قرآن مجید میں سورۃ فتح کی آیت نمبر 29 میں یہ الفاظ ''محمد رسول اللہ'' حضور نبی مکرم ﷺ کے لیے ہیں اور پوری امت مسلمہ اس سے مراد محمد عربی لیتی ہے۔جبکہ جماعت احمدیہ ان الفاظ سے مراد مرزا قادیانی لیتی ہے۔(معاذ اللہ)۔

چنانچہ 26 اپریل 1984ء کو حکومت پاکستان نے ایک بڑے سقم کو دور کرنے کے لیے قانون میں تبدیلی کرتے ہوئے ''امتناعِ قادیانیت آرڈیننس'' جاری کیا جس میں قادیانیوں کو شعائر اسلامی اور مخصوص القابات کے استعمال سے روکا گیا۔اس آرڈیننس کے نتیجے میں تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 298/B اور 298/C کے تحت کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا، اپنے مذہب کو اسلام نہیں کہہ سکتا، اپنے مذہب کی اسلام کے نام پر تبلیغ و تشہیر نہیں کر سکتا اور اسلامی شعائر و القابات وغیرہ کا استعمال نہیں کر سکتا۔خلاف ورزی کی صورت میں وہ 3 سال قید اور جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔اس آرڈیننس سے مسلمانوں کی شناخت کو تحفظ دیا گیا اور قادیانیوں کو اس شناخت کو چرانے سے روکا گیا۔

آرڈیننس کے خلاف قادیانیوں کی قانونی چارہ جوئی:

قادیانیوں نے اپنے خلیفہ مرزا طاہر کے حکم پر اس آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حکومتی رٹ کو چیلنج کر دیا گیا، پورے ملک میں شعائر اسلامی کی توہین کی اور اس کے خلاف ایک بھرپور مہم چلائی جس کے نتیجہ میں پاکستان کی اکثر شہروں میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتِ حال پیدا ہوئی۔

علاوہ ازیں قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں نے فوری طور پر اس آرڈیننس کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کر دیا کہ یہ آرڈیننس قرآن وسنت کے منافی ہے۔وفاقی شرعی عدالت کے پانچ رکنی بنچ نے اس کیس کی سماعت کی ۔بنچ جسٹس آفتاب احمد،جسٹس فخر عالم،جسٹس چودھری محمد صدیق ،جسٹس مولانا ملک غلام علی،جسٹس مولانا عبدالقدوس قاسمی پر مشتمل تھا۔

قادیانیوں کی طرف سے مجیب الرحمٰن ایڈووکیٹ قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کی طرف سے کیپٹن ریٹائرڈ عبدالواحد لاہوری مرزائی پیش ہوئے،جبکہ مدعاعلیہ حکومت پاکستان کی طرف سے حاجی شیخ غیاث محمد ایڈووکیٹ، جناب ایم بی زمان ایڈووکیٹ اور جناب سید ڈاکٹر ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ نے پیروی کی ۔15 جولائی 1984ء سے 12 اگست 1984ء (سوائے چھٹیوں) کے سماعت جاری رہی۔

فیصلہ

جسٹس فخر عالم۔۔۔۔چیف جسٹس

اس بحث کو معروف قادیانی سر ظفر اللہ خان کی رائے پر ختم کیا جاتا ہے۔''اگر احمدی غیر مسلم ہیں تو پھر اُن کا مسجد سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا۔'' (تحدیث نعمت،صفحہ 162)

مولانا مودودی نے اپنی کتاب ''اسلامی ریاست'' کے صفحات 582 تا 602 پر اقلیتوں کے حقوق پر مفصل بحث کی ہے اور ایک اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے اپنے مذہب کی برتری ثابت کرنے کے لیے مواد چھاپنے کے حق میں بھی بیان کیا ہے۔لیکن انہوں نے کہا ہے کہ اس امر کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ کسی مسلمان کو افرادی طور پر کسی دوسرے مذہب کی تبلیغ کی جائے۔وہ مزید کہتے ہیں کہ کوئی مسلمان اپنا دین بدلنے کا مجاز نہ ہوگا۔

مجیب الرحمٰن نے اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے اس اعلان سے بھی حوالے پیش کیے جو 1948ء میں منظور ہوا تھا۔جس دفعہ کا انھوں نے ذکر کیا تھا وہ یوں ہے:

''دفعہ نمبر 18۔ہر شخص کو سوچ،ضمیر اور مذہب کی آزادی کا حق حاصل ہے۔اس حق میں

اپنا مذہب یا عقیدہ بدلنے کی آزادی اور خواہ انفرادی طور پر یا برادری میں دوسروں کے ہمراہ یا عوام میں یا نجی طور پر اپنے مذہب یا عقیدے کو تعلیم، عمل، عبادت اور رسوم میں ظاہر کرنے کی آزادی شامل ہے۔''

اس چارٹر میں کسی ملک کے شہریوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت کا حق دینے کے بارے میں کچھ نہیں ہے۔

آخر میں اسلامک کونسل کے شائع کردہ دو رسالوں کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔ پہلا: ''انسانی حقوق کا منشور'' ہے اور دوسرا ''مثالی اسلامی آئین'' ہے۔ ان دونوں رسالوں میں قرآن کریم اور سنت رسول اللہ ﷺ کے احکام کی روشنی میں وضع کردہ انسانی حقوق میں عموماً وہ انسانی حقوق شامل ہیں جو اقوام متحدہ نے منظور کیے۔ تاہم کئی حقوق زیادہ ہیں مثلاً انصاف کا حق، طاقت کے غلط استعمال کے خلاف تحفظ کا حق، پناہ کا حق، اقلیتوں کے یہ حقوق کہ ان کے شخصی معاملات ان کے اپنے شخصی قوانین کے مطابق طے کیے جائیں گے۔ عوامی امور کے نظم و انتظام میں شرکت کے حقوق و فرائض، کارکنوں کے مرتبے، وقار اور سماجی تحفظ کے حقوق وغیرہ۔

رسالہ ''انسانی حقوق کا عالمی اسلامی منشور'' کے پیراگراف 12 اور 13 عقیدے، سوچ اور تقریر کی آزادی کے حق اور مذہب کی آزادی کے حق سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہیں یہاں درج کیا جاتا ہے۔

آئین کی دفعہ 20 پاکستان کے تمام شہریوں کو اپنے مذہب کو ماننے، عمل کرنے اور اشاعت کرنے کا حق دیتی ہے۔ لیکن یہ حق قانون، امن عامہ اور اخلاق کے تابع ہے۔ اس کا بیان یوں ہوا ہے:

''قانون، امن عامہ اور اخلاق کے مطابق، (الف) ہر شہری کو اپنا مذہب ماننے، اس پر عمل کرنے اور اس کی اشاعت کا حق حاصل ہوگا۔ (ب) ہر مذہبی جماعت اور اس کے ہر فرقے کو اپنے مذہب کے ادارے قائم کرنے، دیکھ بھال کرنے اور چلانے کا حق ہوگا۔''

جیند رکشور کے مقدمے پی ایل ڈی 1957ء ایس سی صفحہ نمبر 9 میں سپریم کورٹ کو 1956ء کے

آئین کی دفعہ 18 کی اسی نوع کی عبارت کی تشریح کرنے کا موقع ملا تھا۔ یہ قرار دیا گیا تھا کہ ''قانون کے مطابق'' کے الفاظ مقننہ کو یہ اجازت نہیں دیتے کہ جو آئین نے ایک ہاتھ سے دیا ہے، وہ اسے دوسرے ہاتھ سے واپس لے لے اور اس حق کو صرف نظام کے تحت لایا جاسکتا ہے لیکن چھینا نہیں جاسکتا۔ جناب جسٹس محمد منیر چیف جسٹس (ریٹائرڈ) نے اس بارے میں یہ رائے دی:

''جب امن وامان کا مسئلہ پیدا ہو تو قانون کے ذریعے سے منضبط کرنے کی گنجائش کو اس قدر تنگ نہیں کیا جاسکتا۔''

دفعہ 20 بھی قانون اور امن عامہ کے تابع ہے اور تبلیغ کا حق اسی کے تابع ہے۔ مرزا قادیانی کے دعووں اور ان کے ارتقائی رجحان کے تاریخی تجزیے میں یہ امر پہلے واضح ہو چکا ہے کہ مرزا قادیانی کے مجدد اور مامور من اللہ ہونے کے دعوے کے فوراً بعد ہی برصغیر ہندوستان کے مسلمانوں میں بے چینی کے جذبات پیدا ہو گئے تھے اور انھوں نے بالکل درست اپنے خدشات کا اظہار کر دیا تھا کہ یہ نبوت کی طرف پہلا قدم ہے۔ مرزا صاحب نے اس کی تردید کرنے میں ہوشیاری دکھائی اور دعویٰ کیا کہ وہ حضرت محمد ﷺ کی نبوت پر پختہ یقین رکھتے ہیں اور ان کی رائے میں کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کفر سے کم نہیں ہے۔

اور جب 1890ء میں مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا گیا، تو مسلمانوں کی بے چینی، غم وغصے اور عداوت میں اضافہ ہوا۔ یہ مرزا صاحب کی کتابوں اور دوسرے قادیانی لٹریچر سے واضح ہوتا ہے کہ جب وہ مختلف شہروں میں جاتے تو مسلمان ان کی قیام گاہ کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ علماء بھی سخت مشتعل تھے۔ 1901ء میں مرزا صاحب نے صاف دعویٰ نبوت کی وجہ سے یہ اشتعال اپنے عروج پر پہنچ گیا۔

قیام پاکستان کے بعد اس مسئلے پر ایسا احتجاج ہوا کہ اس کو دبانے کے لیے 1953ء کا مارشل لاء نافذ کرنا پڑا۔ تاہم یہ مسلمانوں کے اس مطالبے کو خاموش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ جسے علماء نے اپنے 22 نکاتی پروگرام میں آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم اور اقلیتی حیثیت دینے کے لیے پیش کیا تھا۔

مارشل لاء کے نفاذ کے علی الرغم احتجاج جاری رہا۔ یہاں تک کہ پارلیمنٹ اور قومی اسمبلی میں مسلمان عوام کے نمائندوں کو قادیانی گروہ کے سربراہ مرزا ناصر احمد تک قادیانیوں کی مکمل سماعت کرنے کے بعد (دوسرا ترمیمی) آئینی ایکٹ مجریہ 1974ء منظور کرنا پڑا، اور 1973ء کے آئین کی

دفعہ 260 میں ایک تعریف کا اضافہ کرنا پڑا، جس کی رو سے دونوں معروف گروہوں کے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا اور دفعہ نمبر 106 میں ایک ترمیم کے ذریعے انہیں پاکستان کی دوسری اقلیتوں مثلاً عیسائیوں، پارسیوں اور ہندوؤں وغیرہ کے مساوی مقام دے دیا گیا۔

اس اعلان کے نتیجے میں جو مسلمانوں کے متفقہ مطالبے پر منظور ہوا تھا، قادیانیوں کے لیے جائز نہ تھا کہ وہ خود کو مسلمان کہتے، یا اپنے تصور کے اسلام کی، حقیقی اسلام کے طور پر اشاعت کرتے، لیکن انہوں نے آئینی ترمیم کا بالکل احترام نہیں کیا اور اپنے عقیدے کو پہلے کی طرح اسلام قرار دیتے رہے۔ وہ اپنی کتابوں اور رسالوں وغیرہ کی اشاعت کے ذریعے نیز انفرادی طور پر مسلمانوں کے اندر اپنے مذہب کی آزادانہ تبلیغ کرتے ہوئے غیظ وغضب کا باعث بنتے رہے۔ اس سے لازماً اور واضح طور پر امن وامان کی صورت حال پیدا ہوتی۔ یہ سلسلہ موجودہ آرڈیننس کے پاس اور نافذ ہونے تک جاری رہا۔ ان حالات میں یہ آرڈیننس۔ دفعہ 20 کے قانون اور امن وامان کے تحفظ کے تابع ہونے کے استثناء میں شامل دکھائی دیتا ہے۔

مندرجہ بالا وجوہ کی بناء پر ان دونوں پٹیشنز میں کوئی وزن نہیں اور انہیں خارج کیا جاتا ہے۔

اس فیصلے کو ختم کرنے سے پہلے ہم مجیب الرحمٰن پٹیشنر اور ریاض الحسن گیلانی ایڈووکیٹ برائے وفاقی حکومت کی جانب سے دی گئی معاونت کے لیے اپنی گہری قدردانی کو ریکارڈ پر لانا چاہتے ہیں۔ گیلانی صاحب کی مقدمے کی تیاری اور پیشکش قابل تعریف ہے۔

دستخط

جسٹس فخر عالم: چیف جسٹس

جسٹس چودھری محمد صدیق

جسٹس مولانا ملک غلام علی

جسٹس مولانا عبدالقدوس قاسمی

تاریخ فیصلہ

28 اکتوبر 1984ء

PLD 1985 Federal Sharriat Court 8

باب:19

پاکستان کے خلاف ایک اور بین الاقوامی قادیانی سازش

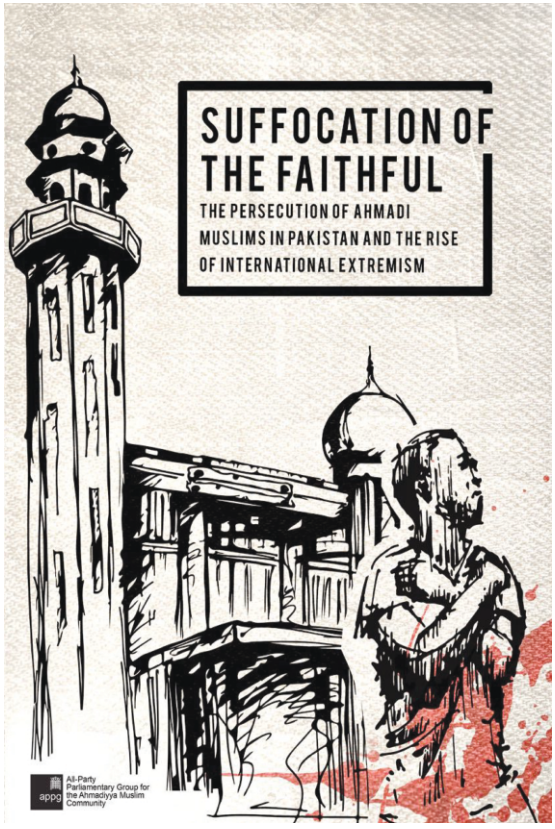

رپورٹ بہ عنوان Suffocation of the Faithful کا تجزیہ

رپورٹ بہ عنوان Suffocation of the Faithful کا تجزیہ

درج ذیل سطور میں ایک اور قادیانی سازش کو بے نقاب کیا گیا ہے۔کئی مصنفین اور تجزیہ نگاروں کے مطابق جماعت احمدیہ کا قادیانی گروہ شروع دن سے ہی پاکستان کے خلاف مختلف سازشوں میں شامل رہا ہے۔1974 کے بعد سے یہ جماعت کوئی ایسا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی،جس سے پاکستان کی ساکھ کو نقصان پہنچ سکتا ہو۔اقوام متحدہ ہو یا یوروپین یونین کے مختلف شعبے ہوں قادیانی جماعت اعداد وشمار کو بڑھا چڑھا کر اور بعض اوقات غلط کہانیاں گھڑ کے پاکستان کے خلاف رپورٹیں شائع کرتے ہیں تاکہ پاکستان کے اوپر دباؤ بڑھایا جاسکے۔کہ وہاں اقلیتوں پر ظلم ہورہا ہے۔بدقسمتی سے پاکستان کی وزارت خارجہ میں بیوروکریسی پاکستان کا دفاع کرنے میں ناکام رہی ہے۔اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ظفراللہ خان قادیانی کے بھرتی کردہ افراد نے وزارت خارجہ کے افسران کی ذہنی تربیت ''قادیانی نوازی'' پہلو سے کی ہے اور اُس کے اثرات ابھی تک باقی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ مغرب میں یا تو قادیانیوں یا قادیانی نواز لوگوں کا تقرر ہوتا ہے۔ہاں کچھ لوگ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔عوام میں شعور اور آگاہی پیدا کرنے کے لیے درج ذیل صفحات میں اسی طرح کی ایک رپورٹ کا تجزیہ کیا گیا ہے۔یاد رہے کہ اس طرح کی رپورٹوں کو بنیاد بنا کر پاکستان کے اوپر مختلف پابندیاں بھی لگتی ہیں مزید یہ کہ ایسی معاندانہ رپورٹس کے ذریعے The Financial Action Task Force (FATF) جیسے اداروں کو پاکستان کے خلاف ایکشن لینے میں مدد ملتی ہے۔اب پاکستان کو برطانیہ کی طرف سے شائع کردہ High Risk Countries کی لسٹ میں ڈلوادیا گیا ہے۔

ہائی رسک کنٹریز لسٹ کیا ہے (High Risk Countries & Counter Measures):

The Financial Action Task Force (FATF) classifies high-risk jurisdictions as having significant strategic deficiencies in their regimes to counter money laundering (ML), terrorism financing (TF) and proliferation financing (PF).

برطانوی پارلیمنٹ کے اندر ایک قادیانی نواز گروپ (آل پارٹیز پارلیمنٹری گروپ) یعنی (APPG) نے جولائی ۲۰۲۰ء میں ایک اشتعال انگیز اور حقائق کے برعکس رپورٹ بہ عنوان ''مذہبی

لوگوں پر ظلم و جبر'' (Suffocation of the Faithful) شائع کی۔کل جماعتی پارلیمانی گروپ کی اس رپورٹ میں قادیانیوں کے ان دعووں کی تفصیل بیان کی گئی ہے جن کے مطابق پاکستان میں اقلیتوں کے لیے گھٹن کا ماحول پیدا کرنا اور ''بین الاقوامی انتہا پسندی میں اضافہ'' ریاستی سرپرستی میں ہو رہا ہے۔

اس سے قبل کہ ہم اس رپورٹ کے مشمولات کی جانب پیش قدمی کریں۔مصنف کی خواہش ہے کہ پاکستانی پارلیمان کی ایک سرکردہ رکن (جو مذہباً عیسائی ہیں) کی گواہی کو بھی ایک نظر دیکھ لیا جائے۔

''میں پاکستان میں دنیا کے کسی بھی ملک سے زیادہ تحفظ اور امن محسوس کرتی ہوں۔''

"I feel more protected, Safe and peaceful in Pakistan than any other country of the world,"



شنیلہ روتھ پارلیمانی سیکرٹری وزارت مذہبی امور اور بین المذاہب ہم آہنگی

Shunila Ruth, Parliamentary Secretary for Ministry of Religious Affairs and Interfaith Harmony, testifies to the erroneous and biased report published by the APPG when she states:

شنیلہ روتھ جو وزارت مذہبی امور اور بین المذاہب ہم آہنگی کی پارلیمانی سیکرٹری۔

شنیلہ روتھ ایم این اے مذہباً عیسائی ہیں اور پاکستان تحریک انصاف سے تعلق رکھتی ہیں۔ محترمہ شنیلہ روتھ جو قومی اسمبلی میں پاکستان تحریک انصاف کی ممبر ہیں اور عیسائی اقلیتی گروہ سے تعلق رکھتی ہیں، نے مندرجہ بالا رپورٹ کو یکسر جھٹلایا اور ان بے بنیاد دعاوی کی تردید کی ہے۔شنیلہ روتھ جو وزارت مذہبی امور اور بین المذاہب ہم آہنگی کی پارلیمانی سیکرٹری کے منصب پر فائز ہیں، مذکورہ بالا APPG رپورٹ کو غلط بیانی اور تعصب سے مملو قرار دیتی ہیں۔اُن کا کہنا ہے:

''میں دنیا کے کسی اور ملک کی نسبت پاکستان میں زیادہ محفوظ و مامون اور خود کو ایک پر امن معاشرے میں

محسوس کرتی ہوں''۔

اب ہم APPG کی اس اشتعال انگیز رپورٹ کی جانب آتے ہیں جس کا پورا عنوان کچھ یوں ہے:

Suffocation of the Faithful: The Persecution of Ahmadi Muslims in Pakistan and the Rise of International Extremism

سادہ لفظوں میں یوں کہہ لیجیے کہ پاکستانی سرزمین کو انتہا پسندی کے فروغ میں معاون اور احمدیوں کے لیے ظالم ریاست قرار دیا گیا ہے جہاں گھٹن کی سی کیفیت ہے۔ یہ رپورٹ برطانیہ میں کل جماعتی پارلیمانی گروہ نے جماعت احمدیہ کے حوالے سے بالعموم اور لندن میں مقیم قادیانی گروپ کے حوالے سے بالخصوص شائع کی ہے۔ اس کل جماعتی پارلیمانی گروہ کی قیادت، لیبر پارٹی برطانیہ کی خاتون رکن پارلیمان، شیوون مکڈونا (Siobhian McDonagh) کرتی ہیں۔

اس رپورٹ کے شائع ہوتے ہی برطانیہ کے مسلم تنظیموں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ اس کے منفی اثرات بیرون برطانیہ، مسلم ممالک تک بھی پہنچے، کیوں کہ یہ رپورٹ غلط بیانی، تعصب اور مذاہب کے بارے میں جھوٹ کا پلندہ تھی۔ مصنف نے اس رپورٹ سے متعلق مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے گفت وشنید کی اور تمام تر گفتگو سے جن نتائج کا استخراج کیا گیا وہ یہی ہیں کہ یہ رپورٹ معاشرے میں اتحاد کے بجائے تفرقہ پروری کو فروغ دے رہی ہے اور ہم آہنگی یا توازن سے خالی نظر آتی ہے۔ مسلم تنظیموں نے APPG کے سربراہ سے اپنے تحفظات کا اظہار بھی کیا۔ ان کا نقطہ نظر یہ تھا کہ اس رپورٹ سے سماجی تعلقات اور مختلف معاشرتی طبقات میں یگانگت کو (جس کی بنیاد استوار ہوتے ہوتے طویل عرصہ لگا تھا) ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔

اس رپورٹ میں ایک دعویٰ یہ بھی کیا گیا تھا کہ پاکستان میں ریاستی سرپرستی میں قادیانیوں پر ظلم وستم ہو رہا ہے۔

رپورٹ کے الفاظ اس ضمن میں یہ ہیں:

"This is severest in Pakistan and what is uniqe about the persecution of this peace-loving community (Qadianis) is that the persecution is State-sponsored." (Suffocation of the Faithful, 2020)

ترجمہ:۔ ''پاکستان میں یہ قتل عام اپنے بدترین عروج پر ہے اور اس امن پسند جماعت (جماعت احمدیہ) سے متعلق جو بات بہت ہی انوکھی ہے وہ یہ کہ قتل عام باقاعدہ ریاستی پشت پناہی کے ساتھ کیا جارہا ہے''۔

اس رپورٹ کا ایک منفی پہلو یہ بھی ہے کہ یہ برطانوی حکومت کو بالواسطہ طور پر مسلم ممالک مثلاً پاکستان، الجزائر، قازقستان، ترکی، بنگلہ دیش، مصر، کوموروس (Comoros)، انڈونیشیا اور کرغیز ستان وغیرہ کے داخلی معاملات میں مداخلت پر اکساتی ہے اور حکومت برطانیہ بالواسطہ طور پر ان ممالک کی حکومتوں پر زور ڈالتی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو، اکثریتی آبادی کے حقوق کا تحفظ کرنے والے قوانین کو کالعدم قرار دلوائے۔ انڈونیشیا کا ''مشترکہ فرمان'' (The Joint Decree) اور پاکستان کی ''۲۹۵،سی'' ایسے ہی حکومتی قوانین کی دو مثالیں جو یہ بتاتی ہیں کہ اکثریتی مذاہب کے تحفظ کے لیے حکومتیں کس حد تک سنجیدہ رہی ہیں۔ دونوں ہی قوانین پر عمل درآمد کر کے بھی دکھایا گیا تا کہ عوام کسی غلط فہمی یا فریب کا شکار نہ ہوسکیں۔ اس کا مقصد یہ نہیں کہ اقلیتوں کے حقوق کو تحفظ فراہم نہیں کیا جاتا۔ جس طرح کہ پاکستان میں ہندو، سکھ اور عیسائی اپنے مذہبی فرائض کو اپنے عبادت خانوں میں بلاخوف وخطر انجام دیتے ہیں۔ اور وہ کسی کو مذہب کے نام پر دھوکہ نہیں دیتے۔ جبکہ پچھلے صفحات میں سپریم کورٹ کے فیصلوں کے مطابق قادیانی عامۃ الناس کو دھوکہ دیتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی شناخت چوری کر کے قانون اور آئین کی خلاف ورزی کرتے ہیں لہٰذا ہر جمہوری ملک کو یہ حق ہے کہ وہ امن وامان کو برقرار رکھنے کے لیے اپنی اکثریتی اور اقلیتی آبادی کے لیے قانون سازی کرے۔ اور ریاست کی رِٹ قائم کرے۔

اِس نام نہاد انکوائری رپورٹ میں مانچسٹر سے منتخب برطانوی رکن پارلیمنٹ محمد افضل خان کا نام بھی ممبران میں شامل کیا گیا تھا۔ اس رپورٹ کے شائع ہونے کے بعد وہ اس کے مندرجات سے بہت نالاں ہوئے۔ لہٰذا مذکورہ رپورٹ سے متعلق بہت سنگین نوعیت کے شبہات اُس وقت پیدا ہوئے جب برطانوی پارلیمان کے رکن محترم افضل خان نے اپنے فیصلے میں یہ تحریر لکھ کر اپنے آپ کو اس معاملے سے علیحدہ کرلیا۔ مندرجہ ذیل خط انھوں نے 25 اگست 2020ء کو تحریر کیا:

"I did not have a role in producing this report, nor did I contribute towards it in any way and do not endorse its findings" (see appendix 4)

''میری توجہ اس رپورٹ کے حوالے سے ان غلط اور گمراہ کن اطلاعات اور خبروں سے متعلق دلائی گئی ہے جن کے مطابق میں اس رپورٹ میں شامل رہا ہوں اور اس میں مددگار رہوں۔ تاہم اس کے برعکس اس رپورٹ میں گروپ ممبرشپ کی مکمل فہرست شامل ہے جو کہ 30 سے زیادہ ہیں اور بطور ممبر میرا نام بھی اس رپورٹ میں شامل کیا گیا ہے۔تاہم اس رپورٹ کو تیار کرنے میں قطعی طور پر میرا کوئی کردار نہیں تھا،اور نہ ہی میں نے اس میں کسی بھی طرح سے حصہ لیا تھا اور نہ ہی میں اس کے نتائج کی توثیق کرتا ہوں۔'' (دیکھیے ضمیمہ چہارم)

جناب افضل خان نے بری الذمہ ہونے کا جو اظہار کیا اگر اُسے دیکھا جائے تو بہت سے سنگین نوعیت کے سوال اٹھتے ہیں کہ کیا اس کمیٹی کے دوسرے اراکین کو بھی اندھیرے میں رکھا گیا۔ یہ رپورٹ کس کے ایماء پر تیار کی گئی اور کن لوگوں کو اس سے فائدہ ہوسکتا ہے اور کس کو دھوکا دیا گیا ہے۔ ہم ابھی تک اس انتظار میں ہیں کہ شیوون میکڈونا ایم پی، کوئی معذرت نامہ جاری کریں گی اور شرمندگی کا اظہار بھی کریں گی۔اس رپورٹ کے مندرجات اور طرز تحریر سے کئی لوگوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ رپورٹ دراصل قادیانیوں کی طرف سے لکھی گئی ہے اور کمیٹی نے ربڑ سٹیمپ کر دی ہے۔

سر علامہ محمد اقبال نے کہا تھا کہ قادیانی اسلام اور ہندوستان دونوں ہی کے غدار ہیں۔ راقم الحروف نے کئی بار پاکستان کا سفر اختیار کیا اور کئی مختلف نقطہ ہائے نظر افراد سے ملاقات کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ بہت آزاد خیال لوگ بھی یہ سوچ رکھتے ہیں کہ احمدیوں کے قادیانی گروپ نے پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں رکھا اور ہر لمحہ وہ اسی تاک میں رہتے ہیں کہ اس مسلمان ملک کی نظریاتی اساس کو عدم استحکام سے دوچار کر کے واپس بھارت کے حوالے کر دیا جائے۔

پاکستان کے خلاف قادیانی معاندانہ پراپیگنڈہ:

جب ایک قادیانی قیدی کتب فروش عبدالشکور کو جیل سے رہائی ملی تو سیدھا جیل خانے سے ریاست ہائے امریکہ جا پہنچا۔ یہاں پہنچ کر اب یہ سزا یافتہ شخص، سابق گورنر سلمان تاثیر کے بیٹے کی ہمراہی میں امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ سے ملاقات کرتا ہے تاکہ پاکستان کے خلاف معاندانہ

پراپیگنڈہ کر کے مزید ناساز گار فضا تیار کی جا سکے۔اور قادیانی جماعت کے لیے ہمدردیاں سمیٹی جاسکیں۔

مزید یہ کہ جب بھارتی وزیراعظم نریندر مودی اسرائیل کا دورہ کرتا ہے تو اس کی ملاقات قادیانی قیادت سے بھی کرائی جاتی ہے۔ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ قادیانی مشن دیگر ممالک میں قیام پذیر ہیں مثلاً اسرائیل جہاں چھے سو قادیانیوں کی موجودگی کا انکشاف ہوا ہے (کمار سوامی ۲۰۰۰) 2018 کے بعد کئی پاکستانیوں نے اسرائیل کا سفر کیا ہے۔جس کی حکومت پاکستان انکوائری کر رہی ہے۔جب کہ مذکورہ ملک کے ساتھ پاکستان کا کوئی سفارتی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ اس خیال کو مزید تقویت ملتی ہے کہ قادیانی پاکستان اور اسلام دونوں کے غدار ہیں۔ ہندوستان نے ہمیشہ قادیانیوں کو اپنی مدد فراہم کی ہے کیونکہ وہ پاکستان مخالف ہیں اور اسی لیے پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں کو اُن پر ہمہ وقت نظر رکھنا پڑتی ہے۔اس ضمن میں پاکستانی افسران سے گفتگو میں اس بات کا انکشاف بھی ہوا کہ قادیانیوں کے زیر انتظام و انصرام ایک تنظیم Humanity First' پر بہت گہری نگاہ رکھی جا رہی ہے۔اس سے چوکس رہنے کا سبب بھی یہی ہے کہ کچھ مشکوک سرگرمیاں اس تنظیم کے باب میں مشاہدہ کی گئیں۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس تنظیم کی غیر قانونی سرگرمیوں کی بنا پر کینیڈا کی حکومت نے اس کو کالعدم قرار دے دیا۔ یہ بھی مشاہدے میں آیا کہ قادیانی اور بھارتی ،حکومت پاکستان کو معاشی اور سیاسی حوالوں سے نقصان پہنچانے کے درپے اور مسلسل سرگرم عمل ہیں۔

قادیانی رپورٹوں کے پاکستان کے اوپر دُوررس منفی اثرات:

''Suffocation of the Faithful'' رپورٹ کا مقصد درحقیقت بین الاقوامی اداروں کے سامنے پاکستان کا منفی کردار پیش کر کے ہر قسم کی پابندیاں اور جکڑ بندیاں لگانے کی ایک سوچی سمجھی سازش کے سوا اور کچھ نہیں اور یہ پابندیاں انسانی حقوق اور مذہبی آزادی کی آڑ میں لگائی جا رہی ہیں۔ اس رپورٹ میں یہ تجاویز پیش کی گئیں کہ برطانیہ، امریکہ اور یورپی یونین پاکستان پر پابندیاں عائد کریں اور قادیانیوں کی ہر ممکن امداد کریں۔

اس رپورٹ کو پاکستان کی اسمبلیوں نے مذمت کرتے ہوئے مسترد کر دیا۔ مذکورہ اسمبلیوں میں پنجاب اسمبلی، خیبر پختونخواہ اسمبلی اور آزاد کشمیر کی اسمبلی شامل ہیں۔ برطانیہ نے جس وقت پاکستان کو امن و امان کے حوالے سے ''ہائی رسک'' (High Risk) ممالک کی صف میں رکھا تھا تو اُس وقت برطانیہ کو کڑی تنقید کا سامنا کرنا پڑا۔ پاکستان نے برطانیہ کے اس عمل کی مذمت کی۔ وزارت خارجہ کے ترجمان زاہد حفیظ چوہدری نے بیان دیا کہ:

''حکومت برطانیہ کا یہ فیصلہ کہ پاکستان کو انھوں نے 'منی لانڈرنگ اور دہشت گردی کی مالی معاونت کرنے والے ہائی رسک والے ممالک' کی فہرست میں ڈالا، یہ فیصلہ حقائق پر مبنی نہیں تھا بلکہ اس کے محرک سیاسی تھے۔(انڈیا ٹوڈے:2021)

Generalised Scheme of Preferences+ (GSP+)

یورپی پارلیمان کے اراکین نے بھی ایک قرارداد پاس کی تاکہ پاکستان کا GSP+ سٹیٹس جانچا جا سکے۔اس منظور شدہ قرارداد کا مقصد یہ تھا کہ پاکستان کی حکومت بالکل غیر مبہم الفاظ میں کھل کر وطن میں موجود مذہبی اقلیتوں کے خلاف ہونے والے اس نام نہاد تشدد اور جارحیت کی مذمت کرے۔ جی ایس پی اصل میں ایک تجارت و ترقی کے نفاذ کی پالیسی ہے اور پاکستان جو جی ایس پی پلس اسکیم سے مستفید ملک ہے، اُس نے اپنی کئی مصنوعات پر صفر شرح ڈیوٹی (ٹیکس) کی سہولت سے فائدہ اٹھایا۔

Since January 2014, Pakistan has been a beneficiary of the EU's Generalised Scheme of Preferences+ (GSP+)status. The scheme grants lower-income countries preferential tariffs for their exports to support sustainable development in these countries and their integration into the global economy.

پاکستان کو مزید معاشی بحران کا سامنا اس صورت میں کرنا پڑا ہے کہ اگر وہ مذہبی اقلیتوں کے خلاف ہونے والی نام نہاد سرگرمیوں کا واضح طور پر نوٹس نہ لے تو جی ایس پی پلس کی سہولیات سے ہاتھ دھونا پڑیں گے اور پہلے سے ڈولتی ہوئی معیشت پر منفی اثرات مرتب ہونگے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ ہمسایہ ملک بھارت میں جس قدر انتہائی تضحیک آمیز سلوک اور پرتشدد ماحول شودروں، سکھوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے اُس پر مغرب کو اس طرح فکر نہیں ہوتی جس طرح قادیانیوں کے

حوالے سے ہوتی ہے۔ بالخصوص کشمیری مسلمانوں کی نسل کشی پر ایک بھی ہمدردی کا لفظ نہیں بولا جاتا۔ جبکہ پاکستان میں اقلیتیں بھارت کی اقلیتوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ محفوظ ہیں۔ ریاست مکمل طور پر اقلیتوں کا تحفظ یقینی بنانے کا عہد کیے ہوئے ہے۔

مغرب میں عقیدہ ختم نبوت سے متعلق غلط فہمی

ختم نبوت کا عقیدہ بہت عرصے سے غلط فہمیوں یا لاعلمی کی بنا پر درست طور پر سمجھا نہیں جا رہا۔ دانستہ یا نادانستہ طور پر اس عقیدے کے اردگرد غلط فہمیوں کی ایک دیوار کھڑی کر دی گئی ہے۔ مذکورہ APPG رپورٹ میں برطانوی پارلیمنٹ کے اراکین کے بیانات میں اور احمدی اشاعت شدہ لٹریچر میں لفظ ''ختم نبوت'' کو بدنام کرنے کے لیے ایک ادارہ (Organisation) کہہ کر پکارا گیا ہے کہ ''ختم نبوت'' کوئی ''انتہا پسند'' گروہ یا تنظیم ہے جیسے رکن برطانوی پارلیمان شیوون مکڈونا (Sibohain McDonagh) نے 10 دسمبر 2020ء کو قائد ایوان سے یہ الفاظ کہے تھے اور یہ اُس وقت وقوع پذیر ہوا جب قائد ایوان نے عقائد سے متعلق مباحثے میں مکڈونا سے یہ سوال کیا اور بعد ازاں اس نے یہ بیان دے دیا۔

> *"The Department's faith engagement review closes tomorrow night, but ironically and shockingly, it quietly removed Ahmadi Muslims from the list of Muslim denominations after angry representations from radical groups such as Khatme Nubuwwat"* (House of commons, 2020).

''مذہبی خواندگی کے محکمے کا ریویو کل رات ختم ہو جائے گا مگر بہت ستم ظریفی اور صدمے کی بات ہے کہ احمدی مسلمانوں کو بنیاد پرست گروہوں مثلاً ختم نبوت کے اشتعال آمیز مظاہروں کے بعد اس مباحثے سے خاموشی کے ساتھ ہٹا دیا گیا اور اس میں شمولیت نہ دی گئی''

(House of commons, 2020).

حیرت کی یہ بات ہے کہ برطانوی پارلیمان کے کسی ایک رکن نے بھی اپنی لاعلمی یا تعصب یا اسلام فوبیا کی وجہ سے اس ''فاش غلطی'' کی اصلاح کرنا مناسب نہ سمجھا۔ ختم نبوت دراصل مسلمانوں ایک مسلمہ ''عقیدہ'' ہے نہ کہ تنظیم۔ یہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تقریباً دو اَرب مسلمانوں کے بنیادی

عقائد کا لازمی جزو ہے۔اور جس کے مطابق تمام مسلمان آنحضرت محمد ﷺ کی ہستی کو آخری نبی تسلیم کرتے ہیں۔ختم نبوت کے عقیدے سے یہ مراد ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے آخری پیغمبر اور رسول ہیں اور آپ ﷺ کے بعد تا قیامت کوئی نیا نبی یا رسول نہیں مبعوث ہوگا۔آپ ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ مستقلاً بند ہوگیا ہے۔جو شخص اس عقیدے کا منکر ہے وہ خود بخود دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔لہٰذا برطانوی ارکانِ پارلیمنٹ کی طرف سے پارلیمنٹ کے اندر عقیدہ ختم نبوت کو انتہا پسند گروپ قرار دینا جہالت اور اسلام وفوبیا کی بدترین مثال ہے۔

شیوون مکڈونا (Sibohain McDonagh) کا مندرجہ بالا بیان ظاہر کرتا ہے کہ برطانیہ میں مقیم دو ملین سے زائد مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا گیا اور اُن پر انتہا پسندی کا الزام لگا کر ان کو اپنے مذہبی عقائد کا دفاع کرنے سے روکنے کی ایک بھونڈی کوشش کی گئی ہے۔جنھوں نے اولین حیثیت میں اس محکمے کے اس مشاورتی ریویو میں مذاہب سے متعلق ابہام پر انگلی اٹھائی، وہ درحقیقت سکھ کمیونٹی کے لوگ تھے۔جنھوں نے یہ اعتراض کیا کہ مذکورہ مشاورتی ریویو میں درست معلومات کا فقدان پایا جاتا ہے۔مذاہب سے متعلق علم نہ ہونے کے برابر ہے اور سکھ مذہب سے متعلق معلومات کا اطلاق یہ مذکورہ حکومتی ادارہ ایک ایسے گروہ پر بھی کر رہا تھا جس کو سکھ تنظیمیں سکھ مذہب کا حصہ نہیں مانتیں۔چنانچہ دو عالمی مذاہب اسلام اور سکھ مت نے یہ قرار دیا کہ مذکورہ ریویو میں، درست معلومات اور الفاظ کی کمی تھی! ایک بار پھر میکڈونا ''ختم نبوت'' کو ایک ''بنیاد پرست'' گروہ قرار دیتی ہے تو یا تو وہ اپنی لاعلمی کا مظاہرہ کرتی ہے یا پھر دانستہ اس کوتاہی کی مرتکب ہوتی ہے۔یہ صریحاً نفرت پر مبنی تقریر (Hate Speech) کے زمرے میں آتا ہے اور مسلمانوں کے اور دیگر مذاہب کے مابین نفرت وکینہ کے جذبات کی پرداخت کا سبب بنتا ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت برطانیہ اس سلسلے میں زیادہ ذمہ داری کا مظاہرہ کرے اور مسلمانوں اور قادیانیوں کے عقائد کے باب میں واضح امتیاز کو مدنظر رکھے یا سیاسی مفادات کے لیے بیان دیتے ہوئے احتیاط سے کام لے جس طرح عیسائیوں کے مقابلے میں جہوواز وٹنسز، مورمنز اور سائنٹالوجسٹس کے لیے احتیاط کی گئی ہے۔تاکہ منفی نتائج سے گریز کیا جا سکے۔چنانچہ مصنف کی طرف سے جنوری 2021ء میں ممبر پارلیمان میکڈونا کو ایک

مکتوب کے ذریعے یہ وضاحت اور تحفظات پیش کیے گئے۔

(ضمیمہ نمبر 7 دیکھیں)

عقیدہ تثلیث نہ ماننے والوں کو عیسائی اپنے مذہب کا حصہ نہیں مانتے:

تثلیث کا تصور، عیسائیت کا لازمی جزو ہے، جیسا کہ کتاب کے شروع میں بیان کیا جا چکا ہے کہ Jehova's Witnesses کا گروہ اپنے آپ کو عیسائی کہتا ہے لیکن وہ عقیدہ تثلیث کو نہیں مانتے، یہی وجہ ہے کہ عیسائی انھیں عیسائی تسلیم نہیں کرتے۔ اسی طرح مورمنز اور مونیز گروہ بھی اپنے آپ کو عیسائی کہتے ہیں لیکن عیسائیت کے بنیادی عقائد سے انحراف کرنے کی بنا پر عیسائیت کے سواد اعظم ان دونوں گروہوں کو عیسائی نہیں مانتے، اس فیصلے کا برطانوی حکومت بھی احترام کرتی ہے کیونکہ یہ فیصلہ اکثریت کا ہے۔

تاہم حیرت اُس وقت ہوتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ برطانوی ادارے اور ارباب اختیار و اقتدار مسلمانوں کی ناپسندیدگی اور غم و غصے کے باوجود قادیانیوں کو مسلمانوں کے اندر زبردستی ٹھونسنے کی کوشش کرتے ہیں۔ باوجودیکہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے بنیادی عقائد میں زمین آسمان کا فرق ہے اور وہ اسلام کے بنیادی عقیدے یعنی ختم نبوت پر بھی ایمان نہیں لاتے۔ جیسا کہ کتاب کے پچھلے ابواب میں بیان کیا جا چکا ہے کہ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی، عیسیٰؑ کی دوبارہ آمد کی مجسم صورت ہے یہ بھی یاد رہے کہ قادیانی، مسلمانوں کو سرے سے مسلمان ہی نہیں مانتے۔ (کیونکہ مسلمان مرزا قادیانی کو اللہ کا بھیجا ہوا پیغمبر تسلیم نہیں کرتے) یہ امر بھی لائق اہمیت ہے کہ جن عیسائیوں بہ شمول ایچ اے والٹر مصنف ''احمدیہ موومنٹ'' نے قادیانیت کے پس منظر اور تعلیمات کا مطالعہ کر رکھا ہے وہ قادیانیوں کو مسلمان تسلیم نہیں کرتے۔

مصنف نے شیوون مکڈونا (Sibohain McDonagh) سے 4 دسمبر، 2020ء کو ملاقات کی اور بعد ازاں 12 جنوری 2021ء کو انھیں ایک ای میل کے ذریعے ان تسامحات اور غلط فہمیوں سے باقاعدہ صورت میں آگاہ کیا گیا۔ (دیکھیے ضمیمہ: 7)

انھوں نے دس فروری 2021ء کو اس کا جواب دیا۔

''APPG اس اصول پر کاربند رہتی ہے کہ ہر عقیدے سے وابستہ گروپ اپنی وضاحت اور تعریف خود بیان کرے گا احمدی یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں اور ہمیں انھی کی بیان کردہ تعریف اور وضاحت کو قبول کرنا ہے'' (دیکھیے ضمیمہ:10)

"The APPG works on the basis that it accepts a faith groups self-definition. Ahmadis believe that they are Muslims and it is this self-definition that we accept." (See appendix 10)

یہ بات بہر حال قابل استدلال ہے کہ شیوون مکڈونا (Sibohain McDonagh) رکن پارلیمان برطانیہ نے ایک اقلیت کے مؤقف کو ایک اعشاریہ آٹھ بلین لوگوں کے مؤقف پر ترجیح دی، تاکہ وہ اپنی پارلیمانی نشست کے لیے اپنے علاقے کے قادیانی ووٹوں کے حصول کے لیے اقلیت کی خوشنودی حاصل کی جا سکے۔

APPG رپورٹ کا مزید قابل اعتراض مواد:

مذکورہ رپورٹ کے کئی حصے گمراہ کن مفروضوں، غلط بیانی اور مبالغہ آرائی پر مبنی ہیں جن کا مقصد واضح طور پر سیاسی مقاصد کا حصول اور اسلام وفوبیا کو ہوا دینا ہے۔ چنانچہ اس امر میں ہرگز کوئی ہرج نہ ہوگا اگر APPG یہ راز افشا کرے کہ اسے ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے کس کس ادارے کی جانب سے مراعات ملتی رہی ہیں اور اس رپورٹ کی تیاری میں کن اداروں نے مالی امداد فراہم کی اس کی نوک پلک سنواری اور پھر اس پر مہر توثیق ثبت کی۔ یہ سوال ہم اس لیے کر رہے ہیں کیونکہ APPG کی سربراہ سے بار بار وضاحت مانگنے کے باوجود آج تک کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا گیا۔

قادیانی رپورٹ میں شیعہ برادری کو غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ کیوں شامل کیا گیا؟



رُباب مہدی
قادیانی رپورٹ کی تیاری میں معاون، پاکستانی شیعہ خاتون
(Regional Commissioner for protection of women against harassment at workplace) KPK

مذکورہ بالا رپورٹ پاکستان کی عیسائی، ہندو اور قادیانی غیر مسلم اقلیتوں کے بارے میں سچ اور جھوٹ کی آمیزش سے مرتب کی گئی ہے۔ بدقسمتی سے ان غیر مسلم اقلیتوں میں اہل تشیع کو بھی ایک سازش کے تحت شامل کیا گیا ہے۔رپورٹ کے صفحہ 84 پر بھارتی اور صیہونی لابی کو خوش کرنے کے لیے ایک پاکستانی شیعہ خاتون ''رباب مہدی'' جس کی شادی ایک بھارتی شہری کے ساتھ ہوئی ہے، اُس کا جھوٹ پر مبنی بیان شامل کیا گیا ہے۔جس کے ذریعے شیعہ اور قادیانی کو ایک ہی صف میں کھڑا کیا گیا ہے۔ APPG رپورٹ میں اس بات کا ذکر بھی کیا گیا ہے کہ پاکستان میں اہل تشیع کو گھٹیا عہدے دیئے جاتے ہیں اور یہ بھی کہ پاکستان میں اہل تشیع وزیر اعلیٰ کے عہدے پر متمکن نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ مناصب صرف اور صرف اہل سنت کے لیے مخصوص ہیں۔

(House of commons,2020).

> "Chief Ministers and all the key positions in the country should be designated to Sunni Muslims, it's not just Sunni Muslims, it's their kind of Sunni Muslims. Basically, the killing of Shia professionals which means taking the voice away from the community, forcing them into menial jobs and this is exactly what has been done to the Ahmadiyya, the Christians, the Hindus and other minority groups as well, to take their voice away."

مندرجہ بالا تحریر سو فیصد جھوٹ پر مبنی ہے کہ APPG کے برطانوی اراکین اور چیئر پرسن ان بنیادی حقائق سے اس قدر لاعلم ہے؟ اصل حقائق یکسر مختلف ہیں۔کیونکہ پاکستان کی عوام شیعہ، سنی کی تفریق کو بالکل پسند نہیں کرتی، لہٰذا شیعہ اور سُنی پاکستان کے وفادار ہیں۔ پاکستان میں کئی کلیدی

عہدوں پر اہل تشیع افراد فائز ہیں اور ماضی میں بھی رہے ہیں۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ صدر آصف علی زرداری، وزیر اعظم بے نظیر بھٹو، سینیٹ کے چیئرمین سید نیئر بخاری کا ان کلیدی عہدوں پر فائز ہونا رپورٹ کے جھوٹ کی تردید کرتا نظر آتا ہے، جب یہ رپورٹ منظر عام پر آئی تو اُس وقت سندھ کے گورنر مراد علی شاہ تھے جو اہل تشیع میں سے ہیں، موجودہ وفاقی اور صوبائی کابینہ کے کئی اراکین بھی شیعہ پس منظر کے حامل ہیں۔ اِس وقت جو صاحب جوائنٹس چیف آف سٹاف کمیٹی کے چیئرمین ہیں (یہ 2019ء کی بات ہے) وہ بھی شیعہ ہیں اور ان کا نام جنرل ندیم رضا ہے۔ پاکستان میں نہ صرف شیعہ بلکہ قادیانی بھی کلیدی عہدوں کی مراعات سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

اگر APPG کی چیئرپرسن اور اراکین ذرا سی توجہ اور کچھ محنت کر کے حقائق کو جانچنے پرکھنے کی زحمت گوارا کر لیتے تو وہ ان غلط نتائج پر نہ پہنچتے جو مذکورہ رپورٹ میں انھوں نے پیش کیے ہیں۔ اگر وہ راقم الحروف کی مانند چھان بین اور جانچ پرکھ کی صعوبت اٹھا لیتے تو اس ندامت سے اپنا دامن بچا سکتے تھے جو غلط حقائق کے پیش کرنے پر انھیں اٹھانی پڑ رہی ہے۔ ہاں اگر APPG کا کوئی پوشیدہ ایجنڈا تھا تو پھر صورت حال کا جائزہ کسی اور طریقے سے لینا ہوگا۔ مسلم کمیونٹی ابھی تک اس انتظار میں ہے کہ APPG کی چیئرپرسن شیوون مکڈونا ایم پی اس جھوٹ کو رپورٹ کا حصہ بنانے پر شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے معذرت نامہ شائع کریں گی، یا مکمل رپورٹ کو واپس لیں گی۔ لیکن برطانوی اقدار آہستہ آہستہ سیاست دانوں سے ختم ہوتی جا رہی ہیں اور کئی سیاست دان ہٹ دھرمی کا شکار ہیں۔

پاکستان کے اربابِ اختیار واقتدار کی بے حسی:

پاکستان کے اربابِ اختیار واقتدار کی بے حسی اور بے حمیتی کا اندازہ لگائیں کہ جو لوگ پاکستان کے امیج کو بیرونی دنیا میں تباہ و برباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہاں اُن کو اعلیٰ عہدوں سے نوازا جاتا ہے۔ رُباب مہدی جس نے بھارتی شہری سے شادی کی ہے۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق پاکستان کے صوبہ خیبر پختون خواہ میں خواتین کے تحفظ سے متعلقہ ریجنل کمشنر (Regional Commissioner for protection of women against harassment at workplace) KPK تعینات کی گئی ہے۔

ہم یہ جاننا چاہیں گے کہ اس طرح کے ملک دشمن عناصر کو پاکستان میں اس طرح کی ذمہ دار پوسٹوں پر کیسے اور کیوں تعینات کیا جاتا ہے۔ بہرحال مصنف کی حکومت سے یہ بھی درخواست ہے کہ ملک عزیز کے تمام شہریوں کو بلاتخصیص جان و مال کا تحفظ مہیا کریں۔

قادیانیوں کا ''ریاست در ریاست'' کا نظام

APPG رپورٹ میں اس بات کا ذکر بھی کیا گیا ہے کہ قادیانی جماعت چناب نگر (ربوہ) شہر کے ہر اعتبار سے مالک ہے، یہ دعویٰ بھی یکسر غلط ہے کیونکہ یہ زمین جماعت احمدیہ کو حکومت پاکستان نے پٹے (Lease) پر دے رکھی ہے اور اس کی ایک مخصوص مدت مقرر ہے۔ جو کہ اب ختم ہونے کو ہے۔ یہ بات اُن کے اپنے سماجی رابطہ کے پلیٹ فارم MTA ٹی وی چینل پر بھی کہی گئی ہے۔ یہ بات بھی اب کوئی راز نہیں رہی کہ قادیانیوں نے اس شہر ربوہ کو ریاست در ریاست کا درجہ دے رکھا تھا، جہاں 1974ء تک عام مسلمانوں کا داخلہ ممنوع تھا جب آئینی تبدیلی کے تحت حکومت نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو اس علاقے کو خواص و عوام سبھی کے لیے کھول دیا گیا۔ یاد رہے کہ اس شہر میں ابھی تک عام قادیانیوں کا مختلف حربوں سے استحصال ہوتا ہے اور ان کو ملکی قوانین سے مسائل حل کرنے کی بجائے قادیانی جماعت کے سربراہ کے بنائے ہوئے اپنے قوانین پر چلنا پڑتا ہے۔ جس کی تفصیلات آئندہ صفحات میں آپ ملاحظہ کریں گے۔

کیا قادیانیوں کو پاکستان میں ریاستی ظلم اور تشدد کا سامنا ہے؟:

APPG رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا کہ قادیانیوں کو پاکستان میں ریاست کی زیر سرپرستی ظلم و تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور باقی اقلیتوں کی نسبت قادیانیوں پر ظلم و تعدی کی شرح زیادہ ہے۔ یہ دعویٰ بھی رپورٹ مرتب کرنیوالوں کی تحقیق اور احتیاط پر سوالیہ نشان ہے کہ اس مبالغہ آمیز دعوے کی چھان بین کیوں نہ کی گئی؟ تصدیق کیوں نہ کی گئی۔ 1974ء میں جس وقت قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا، انھیں اسی وقت اقلیتوں کو فراہم کردہ حقوق دے دیئے گئے تھے۔ یہ دستور پاکستان کا باقاعدہ حصہ اور قومی اسمبلی سے منظور شدہ ہے۔ کچھ تحدیدات کے دائرے میں رہتے ہوئے پاکستان میں تمام مذہبی

گروہوں کو حقوق میسر ہیں اور اظہار رائے کی آزادی بھی سپریم کورٹ کے حکم کے تحت اس کی تفصیل بھی واضح کر دی گئی ہے۔(گزشتہ باب میں اس کا تفصیلی ذکر ہے)

مذہبی عبادات کی آزادی

احمدیوں کو پاکستان میں مذہبی عبادات کی آزادی حاصل ہے جب تک کہ وہ قانون سے متصادم نہ ہو۔یہی قانون برطانیہ میں بھی لاگو ہوتا ہے۔حکومت کی پالیسیوں سے اختلاف کیا جا سکتا۔ لیکن قانون کی بالادستی پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔اگر افراد یا ادارے اس قانون شکن کے مرتکب ثابت ہوں تو ان سے نپٹا جا سکتا ہے۔

فروری ۲۰۱۸ء میں امیگریشن اور اسائیلم چیمبر سے متعلق ڈپٹی اپر ٹریبونل جج ایشن نے ایک پاکستانی قادیانی پولیس افسر کی درخواست (جس میں درخواست گزار کا دعوی تھا کہ اسے تشدد اور جارحیت کا سامنا ہے) اس بنا پر رد کر دی کہ:

> *"I note that in MN the Tribunal did not conclude that all Ahmadis are at risk because they are Ahmadis". He further added, "In head note 2(ii) of MN the Tribunal held: "It is, and has long been, possible in general for Ahmadis to practise their faith on a restricted basis either in private or in community with other Ahmadis, without infringing domestic Pakistani law"* (British Upper Tribunal, 2018).

ترجمہ:۔''میں نے نوٹ کیا کہ MN (اصل نام ظاہر نہیں کیا گیا) کے مقدمے میں ٹریبونل نے یہ نتیجہ ہرگز نہیں نکالا کہ تمام احمدیوں کی جان کو خطرہ ہے کیوں کہ وہ احمدیت کے پیروکار ہیں'' مزید یہ کہا کہ اسی مقدمے کے دوسرے حصے میں ٹریبونل نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ یہ طریق کار بہت عرصے سے احمدیوں کے ہاں چلتا آیا ہے کہ عام طور پر وہ اپنی عبادات، انفرادی حیثیت میں یا مشترکہ طور پر کچھ تحدیدات اور

پابندیوں کے ساتھ ہی کرتے چلے آئے ہیں کہ کہیں وہ پاکستانی ریاست کے داخلی قوانین کی خلاف ورزی کے مرتکب نہ ہوں۔''

اپنے مذہبی عقائد وعبادات پر عمل کرنے کی آزادی پاکستانی آئین میں ریاست کے تمام باشندوں کو دی گئی ہے بشرطیکہ اُس سے دوسروں کے حقوق کی آزادی سلب نہ ہو۔جیسا کہ جج نے اپنے فیصلے میں درست کہا کہ ''احمدی اپنے عقائد پر عمل کرنے میں آزاد ہیں..... بشرطیکہ پاکستان کے داخلی قوانین سے متصادم نہ ہوں'' یہی معاملہ برطانیہ کا ہے۔

''احمدی ایک خودساختہ گروہ ہیں جن کا دعویٰ یہ ہے کہ انھیں مسلمانوں نے خاصا غیر اہم کر دیا ہے۔تاہم جیسے جسٹس چوہدری نے ''ظہیرالدین بنام ریاست'' والے کیس میں اس نکتے کو اجاگر کیا کہ احمدی ہمیشہ سے مسلمانوں سے جدا ایک الگ شناخت رکھنے کے خواہش مند تھے:

'[...] the Ahmadis always wanted to be a separate entity, of their own choice, religiously and socially. Normally, they should have been pleased on achieving their objective, particularly, when it was secured for them by the Constitution itself. Their disappointment is that they wanted to oust the rest of the Muslims as infidels and retain the tag of Muslims."
(Zaheer-ud-Deen Vs the State, 1993).

ترجمہ۔''احمدی ہمیشہ سے مسلمانوں سے الگ تھلگ شناخت کے حامل رہنا چاہتے تھے۔جس میں وہ سماجی اور مذہبی طور پر اپنا علیحدہ تشخص رکھ سکیں۔اب ہونا تو یہی چاہیے تھا کہ جب انھیں اپنے مقصد میں کامیابی مل گئی، وہ بھی باقاعدہ قانونی اور آئینی ترامیم کے ذریعے تو وہ اس پر خوش ہوتے۔اُن کو مایوسی اِس امر پر ہے کہ وہ خود مسلمان کہلوانا چاہتے تھے اور مسلمانوں کو کافر قرار دلوا کر دائرہ اسلام سے خارج کرنا چاہتے تھے۔'' (از:ظہیرالدین بنام ریاست،1993)

اسی کیس کے دیگر ججوں نے بھی اس نکتے پر اصرار کیا کہ:

" ...the cloak of religion or religious belief does not protect anybody in committing fraud upon the public".

ترجمہ۔:''مذہب یا مذہبی عقائد کا لبادہ اوڑھ کر آپ ریاست سے دھوکہ دہی کے

مرتکب ہونے کی کوشش نہیں کر سکتے''

کسی بھی کمیونٹی یا گروہ کو امن کے ساتھ اپنے معاشرتی اور مذہبی فرائض کی آزادی حاصل ہے۔ تاہم جیسا کہ ظہیر الدین والے مقدمے کے ساتھ اپنے معاشرتی اور مذہبی فرائض کی آزادی حاصل ہے تاہم جیسا کہ ظہیر الدین والے مقدمے میں ہم نے دیکھا کہ احمدیوں سے اُن کے حقوق کسی بھی قانون سازی یا عدالتی حکمنامے کے تحت چھینے نہیں جا سکتے لیکن اُن پر بھی بہر طور پاکستان کے آئین کا احترام لازم ہے اور قانون کی توقیر فرض اور نہ اُن کو یہ اجازت مل سکتی ہے کہ وہ کسی بھی دوسرے مذہب بشمول اسلام کے تقدس کو پامال کریں۔ فیصلے کا مندرجہ ذیل اصل متن ملاحظہ کریں۔

> *"The Ahmadis like other minorities are free to profess their religion in this country [Pakistan] and no one can take away that right of theirs either by legislation or by executive orders. They must, however, honour the Constitution and the law and should neither desecrate nor defile the pious personage of any other religion including Islam"* (Zaheer-ud-Deen Vs the State, 1993).

قادیانیت کا سیاسی اور آئینی حل

اس کتاب میں آپ کو ایسے شواہد جا بجا ملیں گے جن سے اس نتیجے پر پہنچنا آسان ہو جاتا ہے کہ قادیانی اپنے سیاسی مقاصد کے لیے مذہب کو استعمال کرتے آئے ہیں۔ اس کتاب میں ہم نے یہ وضاحت پیش کی ہے کہ جس طرح اور مذاہب کے پیروکاروں نے اپنے اپنے ادیان کے حوالے سے کچھ پابندیاں لگا رکھی ہیں۔ (مثلاً یہودیت اور عیسائیت میں) اسی طرح مسلمان بھی اپنی حدود کی پابندی لگانے کے مجاز ہیں۔ تاہم مسلمانوں کے حوالے سے یہ بات اہم ہے کہ احمدیوں نے بارہا ان پابندیوں کی خلاف ورزی کی ہے۔ نظریاتی اور عملی طور پر یہ پابندیاں اتنی زیادہ حد تک نظر انداز کی گئیں کہ تیرہ روز پر محیط مقدمے کی سماعت پارلیمان کو کرنا پڑی جس میں احمدیوں کے دونوں گروہوں (لاہوری اور قادیانی) اپنے اپنے مؤقف نقطہ نظر پیش کرتے اور وضاحت دیتے رہے۔ 1974 میں قادیانیوں سے متعلق آئینی تبدیلی کے وقت جو پارٹی حکمران تھی وہ پاکستان پیپلز پارٹی تھی جو سوشلسٹ فلسفے کی پرچارک تھی۔ یہ کوئی روایتی مذہبی پارٹی یا ''مذہبی جنونیوں'' کی کارروائی ہرگز نہیں۔ اُس وقت

کے تیسرے قادیانی جانشین، مرزا ناصر احمد اور اُس کے حواریوں نے قادیانی گروہ کی نمائندگی کی۔ جب انھیں اپنا مؤقف پارلیمان کے سامنے پیش کرنے کو کہا گیا تو انھوں نے یہ کہا کہ صرف انھی کا طبقہ درست اور قابل قبول ہے اور باقی تمام مسلمان اسلام کے دائرے سے خارج ہیں۔

گلاسگو میں ایک منحرف قادیانی مدعی نبوت مسٹر اسد شاہ کا قتل

اسی APPG رپورٹ کے صفحات میں قتل کا ذکر بھی آتا ہے۔ 24 مارچ 2016ء کو اسد شاہ کو گلاسگو کے شہر میں قتل کر دیا گیا۔ کیوں کہ اسد شاہ نے جھوٹی نبوت کا دعوی کیا تھا۔ اُس کا قتل قابل مذمت عمل تھا۔ جس پر انگلستان بھر میں مسلمانوں نے خوب مذمتی بیان دیے۔ اسد شاہ اصلاً سکاٹ لینڈ کا رہائشی ایک دکان دار تھا جس نے دعوی کیا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد اگلا نبی وہ خود ہے۔ اس کے اس دعوے کا صاف صاف مطلب یہ نکلتا تھا کہ وہ قادیانی جماعت کے سربراہ کی جگہ لے رہا تھا اور اپنے آپ کو اگلا نبی قرار دے رہا تھا اگر اس دعوے کو مان لیا جاتا تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ جماعت احمدیہ کا موجودہ سربراہ مرزا مسرور احمد، اسد شاہ کے تابع فرماں قرار دیا جاتا۔ اپنے اسی دعوے کے سبب اُس کو جماعت احمدیہ سے نکالا جا چکا تھا اور پھر بھی باز نہ آنے پر اُس کو کئی بار تشدد کا نشانہ بھی بنایا گیا تھا۔ میڈیا اور دیگر افراد نے اُس کے قاتل کو طالبان کے طور پر پیش کیا تھا۔

اب ہوا کچھ یوں کہ اسد شاہ کے قتل کے بعد قادیانیوں نے اُسے ''قادیانی گروپ'' کارکن کہنا شروع کر دیا تاکہ قادیانی اس قتل کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہوئے اپنی مظلومیت کا راگ الاپ سکیں۔ مرنے سے قبل اسد شاہ نے اپنی کئی بیان عام کیے تھے۔ ذرائع ابلاغ پر بھی گفتگو کر چکا تھا، سابقہ قادیانیوں سے بھی مصاحبے اور گفتگوئیں کی تھیں۔ یہ بھی میڈیا پر آ کر کہا تھا کہ قادیانی گروپ کے پیروکار مرزا مسرور احمد کے بجائے اُس کی یعنی اسد شاہ کی پیروی کریں وغیرہ اس ضمن میں اُس نے براہ راست مرزا مسرور کو نام لے کر مخاطب بھی کیا تھا۔ اسد شاہ کے قاتل نے اس

کے نبوت کے دعوے کو ہی اسد شاہ کے قتل کرنے کی وجہ بتلایا تاہم برطانوی مسلمانوں نے اس کو کوئی حمایت یا تائید فراہم نہ کی۔ پھر بھی میڈیا مسلسل یہ کہتا رہا: قادیانی کمیونٹی کو تشدد کا نشانہ بنایا اور قتل کیا جا رہا ہے''۔ یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ سوائے اسد شاہ کے احمدی کمیونٹی کے کسی بھی فرد کا برطانیہ میں قتل نہیں کیا گیا۔ مسلمان ہر ایسی پر تشدد سرگرمی کی مذمت کرتے ہیں اس لیے کہ وہ ہم آہنگی کے ساتھ جینے پر یقین رکھتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کا دائرہ اسلام سے اخراج:

حکومت کو رہنمائی مہیا کرنے کے باوجود APPG رپورٹ میں جماعت احمدیہ کے افراد کو مسلمان کہہ کر پکارا گیا ہے جب کہ برطانیہ کی مسلمہ تنظیموں کی دی ہوئی رہنمائی کی رُو سے قادیانیت اسلام کا حصہ قطعاً نہیں ہے۔ اسلامی عقائد و شریعت کی جڑیں چودہ سو سال قبل کے زمانے میں پیوست ہیں۔ دُنیا بھر کی مسلم تنظیموں بشمول جامعۃُ الازھر کے علماء و مُفتیان، ورلڈ مُسلم لیگ مکۃُ المکرمۃ، اسلامی تعاون کی تنظیم (OIC) مسلم کونسل آف برطانیہ اور مسلم کونسل آف سکاٹ لینڈ (MCS) نے واضح طور پر کہا ہے کہ احمدی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اپنی رپورٹ مرتب کرنے سے قبل APPG کو اس نوع کی اسلامی تنظیموں اور انجمنوں کو ضرور مشاورت کے دائرے میں لانا چاہیئے تھا۔ مزید برآں، مُسلم ممالک نے تو اپنے دَساتیر میں باقاعدہ ایسی شقیں شامل کر رکھی ہیں جن سے علم ہو سکے کہ عقیدہ ختم نبوت سے متعلق اُن کا لائحہ عمل کیا ہے۔ یا پھر کم از کم دو بہت اہم اور نام وَر مُسلم تنظیموں مسلم کونسل آف بریٹن (MCB) اور مُسلم کونسل آف سکاٹ لینڈ (MCS) جو برطانیہ کے مسلمانوں کی نمائندہ تنظیمیں ہیں، اِنھی سے کچھ گُفت و شُنید وغیرہ کر لی جاتی لیکن APPG قادیانی عظائم کی تکمیل کے لیے ہر اخلاقی دیوار کو گرا کر نتائج حاصل کرنا چاہتی ہے۔

''سب سے محبت نفرت کسی سے نہیں'' کا جھوٹا فلسفہ:

جماعت احمدیہ کا مشہور نعرہ یہ ہے۔''Love for all Hatred for none'' یعنی سب سے محبت، نفرت کسی سے نہیں! لیکن اس کتاب کے مطالعے اور قادیانیوں کے تیسرے سربراہ، مرزا ناصر کی پوتی نداء النصر کے بیانات سے آپ کو یہ معلوم ہو ہی چُکا ہوگا کہ احمدیوں کا یہ نعرہ حقیقت سے کس قدر بعید ہے کیوں کہ جب عملی صُورت درپیش ہوتی ہے تو احمدی اپنے اس نعرے کو یکسر فراموش کر دیتے ہیں۔

جب نداء النصر نے قادیانی جماعت کے سینئر عہدے داران کی طرف سے اپنے ساتھ ہونے والی جنسی زیادتی کی جماعت کے موجودہ جانشین مرزا مسرور احمد (جس میں مرزا مسرور احمد کا سالا اور ندا کا باپ بھی شامل تھے) کو بار بار شکایت کی تو ندا اور اس کی والدہ جو کہ مرزا طاہر کی بیٹی ہیں کے خلاف ایک نفرت آمیز بائیکاٹ کی مہم چلائی گئی لہٰذا ندا النصر کو مجبوراً جماعت سے علیحدگی کا ایک تفصیلی بیان جاری کرنا پڑا۔ چنانچہ محترمہ نداء النصر نے کہا کہ میں اب اپنے آپ کو منافقین، کذب بیان اور اخلاقی طور پر آلودہ لوگوں سے وابستہ نہیں کر سکتی۔ لہٰذا:

> *"I would like to officially declare and announce that I have disowned my paternal side of the family [Mirza Masroor et al], each and every one of them, A to Z, they enable abusers to mistreat and prey on the weak, illicit relationships, lying, hypocrisy and indecency. And they do all this under the veil of Jinnah caps and Burkah – under the pretence of piety and virtue. On the foundation of "Love for All, Hatred for None" they commit the most horrendous improprieties and do all this while flaunting…"*

ترجمہ:۔''میں باقاعدہ یہ اعلان کرتی ہوں کہ میں اپنے ددھیالی خاندان سے قطع تعلقی اختیار کر رہی ہوں۔ (مراد مرزا مسرور اور دیگران) کیونکہ یہ لوگ مظلوم اور کمزور لوگوں کا جنسی استحصال، منافقت، جھوٹ اور غیر اخلاقی کاموں میں ظالموں کی معاونت کرتے ہیں۔ اس خاندان میں سے ہر ایک مظلومین سے بدسلوکی کا مرتکب ہے۔ اس خاندان میں خفیہ اور غیر قانونی تعلقات عام ہیں۔ نیز جھوٹ، منافقت اور بدکرداری عام ہے۔ اور یہ تمام برائیاں وہ نیکی کے پردے میں کرتے ہیں، جناح کیپ اور برقعوں کی آڑ میں یہ کاروبار چلتا ہے۔ ''محبت سب سے اور نفرت کسی سے بھی نہیں'' کی بنیاد پر قائم

یہ جماعت اپنے تقویٰ پر فخر واستکبار سے ہر قسم کے کبیرہ اور نہایت ہولناک گناہوں کی مرتکب ہورہی ہے۔۔۔"

انھوں نے مزید کہا کہ:

"I was getting sexually, physically, psychologically and emotionally abused by my father…

"میرے باپ نے مجھ سے جنسی،جسمانی،نفسیاتی اور جذباتی طور پر زیادتی کا ارتکاب کیا۔"

مصنف نے اپنی تحقیق کے دوران یہ شدت سے محسوس کیا کہ قادیانی نوجوان ربوہ میں پلی بڑھی لڑکی کے ساتھ شادی نہیں کرتے اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ ربوہ کی اکثر لڑکیاں مرزا قادیانی کے گھرانے کے مردوں کی جنسی ہوس کا نشانہ بن چکی ہوتی ہیں۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے نفرت کا پرچار:

APPG رپورٹ ہمیں بتاتی ہے کہ احمدی جماعت کے سربراہ اور بانی نے تمام طبقوں کے لئے مذہبی آزادی کی بات کی تھی،لیکن انھیں مرزا قادیانی کی ان تحریروں کا پتہ نہیں تھا یا جان بوجھ کر نظر انداز کردیا گیا کہ جو لوگ میرے اقوال اور تعلیمات کو نہیں مانتے وہ "جنگلی خنزیر" اور "طوائفوں کی اولاد" ہیں۔اور مرزا قادیانی نے تمام عیسائی پادریوں کو "دجّال" کا لقب بھی دے ڈالا ہے،جس کا عربی میں مطلب "دجل وفریب" والا اور "عیسیٰ کا مخالف" ہے۔'راقمُ الحروف' کئی ایسے سابق احمدیوں سے مِلا اور بات چیت کی جو اَب بھی مُقاطعہ،گالم گلوچ، دھمکی اور خوف وغیرہ کا سامنا کررہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جس طرزِ عمل کی تبلیغ قادیانیت کے بانی نے کی تھی کہ سبھی لوگوں کو اُن کے مذہب کے انتخاب کی آزادی ہے،اُس دعوے کا کیا ہوا۔کیا وہ دعویٰ اُن لوگوں پر منطبق نہیں ہوتا جو اب قادیانیت کا راستہ ترک کر کے اور ہی راستہ اختیار کر چکے ہیں۔یا وہ جو اب بھی احمدی ہیں (جیسا کہ ندا النصر) قادیانی جانشین مرزا مسرور کی غیر اخلاقی،غیر قانونی سرگرمیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ کیا سبب ہے کہ اُن کے بھائی بند اور قرابت دار جو اَب بھی قادیانیت کے پیروکار ہیں انھیں یہ کہا جارہا ہے کہ وہ اپنے سابق قادیانیوں سے تمام رشتے ناطے توڑ لیں؟ کیا وجہ ہے کہ اُن لوگوں کو جو سابق احمدی

ہیں دھمکی آمیزی اور سکوت کی اذیّت دی جارہی ہے؟ کیا یہ حقوق جو اظہار کی آزادی، سوچ اور فکر کی آزادی دیتے ہیں، جو قادیانیت کے بانی نے اپنے پیروکاروں کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب کے لوگوں کے لیے بھی تجویز کی تھی، اس پر عمل ندارد ہے؟ سوشل بائیکاٹ اور نفرت آمیز رویوں کا پرچار برطانوی اقدار اور قوانین کی خلاف ورزی ہے لیکن قادیانی قیادت کے ان رویوں پر ارباب اختیار و اقتدار گہری نیند سو رہے ہیں۔

قادیانی کلٹ (Cult) ہی کے روّیے کے سبب کئی سابق قادیانی رُوپوش ہونے پر مجبور ہو گئے تاکہ ذہنی اور جسمانی اذیت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ قادیانی قیادت کی جانب سے اس رویے کی روک تھام کے کوئی احکامات جاری نہیں کیے گئے۔ اگلے باب میں سابقہ قادیانیوں کے اپنے اوپر ظلم و جور پر مبنی بیانات دیے گئے ہیں۔

مذکورہ رپورٹ میں کس قدر صداقت ہے؟

مزید کئی نکات ایسے ہیں جو ہماری توجہ اس رپورٹ کے پُراسرار اور متعصب پہلوؤں کی طرف دِلاتے ہیں۔ مثال کے طور پر: مسٹر افضل خان، ممبر پارلیمنٹ (دارُالعلوم کے عارضی ڈپٹی لیڈر بھی رہے) نے اس رپورٹ سے برات کا برملا اظہار بھی کیا۔ 25 اگست کے ایک خط میں وہ لکھتے ہیں:

میرے علم میں یہ بات آئی ہے کہ مذکورہ رپورٹ کے حوالے سے میری اس میں شمولیت یا عمل دخل کے حوالے سے غلط معلومات پھیلائی جارہی ہیں۔ اس رپورٹ میں کوئی تیس اراکین کے نام شامل کیے گئے ہیں جن میں سے ایک نام میرا بھی ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں نے بھی اس رپورٹ پر دستخط کیے ہیں۔ میرا اس رپورٹ کی تشکیل سے بالکل کوئی تعلق نہیں، نہ میں اس میں کسی بھی حیثیت سے شریک رہا ہوں، نہ میں اس کے نتائج سے اتفاق یا اُن کی توثیق کرتا ہوں''۔

مذکورہ رپورٹ میں کئی ابہام ہیں اور یہ جس عُجلت میں تیار ہوئی اور یکطرفہ طور پر تشکیل پائی ہے، اس سے یہ علم ہوتا ہے کہ یہ جمہوریت کے اصولوں یعنی غیر جانبداری اور ریاست اور مذہب کا جدا گانہ انتظام کے برطانوی پارلیمانی نظام کے قطعی برعکس ہیں۔

یہ رپورٹ کیوں کر متعصّبانہ مواد پر مبنی ہے؟

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ رپورٹ بلا شک وشبہ یکطرفہ ہے اور پاکستان سمیت دیگر مسلم ممالک کے قوانین کو سمجھے بغیر تیار کی گئی ہے۔ یہ پاکستان کی قومی اسمبلی کا بینہ کے اراکین، عدالت ِ عالیہ وعظمیٰ کے فیصلوں کو مدِّ نظر رکھے بغیر بنائی گئی ہے۔ نہ اس رپورٹ میں پاکستانی ہائی کمیشن لندن کا ردِّعمل شامل کیا گیا ہے، بعینہٖ اسلامی ممالک کی اہم تنظیموں اور اداروں کا تذکرہ اس رپورٹ میں بالکل مفقود ہے، مساجد، اُن کے امام، ایڈوائزری بورڈ (مشاورتی کونسلیں) وغیرہ سے کسی قسم کا رابطہ اس میں نظر نہیں آتا ۔متوازن نقطۂ نظر سے عاری اس رپورٹ سے قاری حیرت زدہ ہوجاتا ہے اور سوال کرتا ہے کہ کیا ایسی غیر متوازن وغیر منصفانہ رپورٹ کا مقصد اِن چار عناصر کو نشانہ تذلیل بنانا مقصود تھا۔

۱) اسلام

۲) مسلم اکثریت کے حامل ممالک

۳) عقیدہ ختم نبوت جو بنیادی مذہبی عقیدہ ہے۔

۴) عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کام کرنے والی تنظیمیں اور افراد

دُنیا کے 1.8 بلین مسلمان اس عقیدے سے وابستہ ہیں ۔ دکھائی یہ دیتا ہے کہ گویا APPG منصف، جیوری اور جلاّد سبھی کا فریضہ نبھانا چاہتی تھی۔

راقم الحروف نے APPG کے سربراہ کے ساتھ تحریری طور پر دیے گئے ردِّعمل میں ایک خط کے ذریعے مندرجہ ذیل نکات اٹھائے تھے:

۱) رپورٹ میں جن ممالک پر الزامات عائد کیے گئے، اُن کی جانب سے ردِّعمل کا نہ ہونا:

مذکورہ رپورٹ میں جن ممالک پر الزام تراشی کی گئی ہے، اُن کی جانب سے جواب/جوابات کو اس رپورٹ مین شامل کیوں نہیں کیا گیا؟ اگر رابطہ کیا گیا ہے تو بتایا جائے کہ کن ممالک سے رابطہ کیا گیا؟ رابطہ کن ذرائع سے مُمکن ہوا؟ جواب دینے میں اِن ممالک نے کتنا وقت لیا؟

۲) برطانیہ کے شہریوں یا تنظیموں سے رابطہ نہ ہونا:

جن افراد کا یا تنظیموں کا تذکرہ رپورٹ میں آیا ہے، اُن میں سے کتنے لوگوں/ اداروں نے

رابطہ کیا تا کہ اپنا نقطۂ نظر واضح کر سکیں؟ اگر ایسا ہوا تو کس سے رابطہ کیا گیا اور جواب ملنے میں کتنا عرصہ لگا۔

۳) رپورٹ کی تیاری کے لیے شرکاء اور گواہان کا انتخاب، مبنی بر تعصب تھا:

مذکورہ رپورٹ کی تیاری میں جن افراد و گواہان سے بات چیت کی گئی، ان کا انتخاب کس بنیاد پر ہوا؟ کس نے انھیں منتخب کیا؟ کس نے گفتگو کے لیے سوالات تیار کیے؟ اُن کی شہادتوں کو محفوظ کرنے کا تعین کن طریقوں سے ہوا، کس نے کیا؟ کیا کسی نے یہ طریق کار اُن کو تفصیلاً سمجھایا یا نہیں؟ کیا شواہد کو مکمل طور پر جامع شکل میں محفوظ کر لیا گیا؟

۴) تمام پارٹیوں کے نقطہ ہائے نظر:

کیا APPG کو اس بات پر یقین ہے کہ برطانیہ کے تمام ممبران پارلیمان اس نوعیت کی ''تفتیش'' اِسی طرح تمام جماعتوں کو اعتماد میں لیے بغیر کرنے کے طریقِ کار پر اتفاق کریں گے یا اُن کے لیے یہ عمل قابل قبول ہوگا؟

۵) مذہبی گروہوں کی حد بندی:

کیا APPG کے سربراہ اور اراکین اس بات کے حامی ہیں کہ مذہبی گروہوں کے معاملات میں پارلیمانی اراکین دخل اندازی کریں؟ مثال کے طور پر اگر ایک مذہبی گروہ اپنے آپ کو مورمنز کیتھولک کے نام سے تعبیر کرتا ہے تو کیا یہ اراکان پارلیمان کا استحقاق ہوگا کہ وہ ان کو کیتھولک گروہ کے طور پر شناخت کریں یا یہ کیتھولک کلیسا کا اختصاص ہوگا کہ وہ اس قسم کی تحدیدات اور فیصلے کریں؟

چند اہم سوالات:

۱) APPG نے کیسے یہ انکوائری رپورٹ تشکیل دینے کا فیصلہ کر لیا؟

۲) اس کو کس نے معاشی و مالی امداد فراہم کی اور اب تک کتنا سرمایہ خرچ ہوا؟

۳) کیا اس نوع کی کوئی کوشش کی گئی کہ متنوع نمائندگی ہو؟

۴) کیا APPG مسلمانوں سے یہ توقع رکھتی ہے کہ وہ اپنے مذہب کے یعنی اسلام کے دائرے سے باہر والے دیگر گروہوں اور افراد کو مسلمان کے طور پر شناخت کرے؟ کیا APPG یہی توقع عیسائیت اور یہودیت سے بھی کرتی ہے کہ وہ مورمنز' فرقہ والوں' یہودیوں سے عیسیٰ کے باب میں اور دیگر فرقوں سے متعلق اسی ''کشادہ ظرفی'' کا مظاہرہ کرے گی۔جیسی توقع مسلمانوں سے کی جارہی ہے۔

۵) کیا APPG نے اس رپورٹ کے مذہبی اثرات یا دوررس نتائج پر بھی غور کیا؟

۶) کیا APPG نے اس رپورٹ سے متذکرہ کمیونٹی کے تعلقات پر مرتب ہونے والے منفی اثرات کا اندازہ پہلے سے کیا تھا یا نہیں؟

۷) کیا کیا APPG نے پیشگی اُن خطرات کا بھی سروے کیا جو اس رپورٹ کے منظرعام پر آنے کی صورت میں جماعت احمدیہ اور اُس کے پیروکاروں کو پیش آسکتے تھے؟ یعنی دیگر جماعتوں کا انتہائی ردعمل مدنظر رکھا گیا یا نہیں؟

۸) تین صوبائی اسمبلیوں مثلاً پنجاب اسمبلی،خیبر پختون خواہ اسمبلی اور آزاد کشمیر اسمبلی نے اس رپورٹ کے خلاف قراردادیں پاس کی ہیں اور دیگر اسمبلیاں قراردادیں پاس کرانے کے عمل میں مصروف ہیں۔اِس کے منفی اثرات پاکستان میں بسنے والے قادیانیوں پر کیا ہوں گے۔

۹) کیا APPG اس سے قبل سابق احمدیوں کے ساتھ روا رکھے گئے سلوک اور تشدد پر مبنی طرزِ عمل سے واقف تھی؟ کیا اُن سابق قادیانیوں کے نقطہ ہائے نظر کو بھی رپورٹ کا حصہ بنایا گیا یا نہیں؟ کیا APPG ایسا کچھ کرنے کا ارادہ بھی رکھتی ہے یا نہیں؟ اب نداء النصر نے ساتھ قادیانی ایوانوں میں جو جنسی زیادتی ظلم اور استحصال ہوا اور مرزا ناصر کا ندا کے اوپر دباؤ ڈالنا کہ یہ کیس پولیس کے علم میں مت لائے،ملکی قانون کی خلاف ورزی نہیں؟ کیا APPG اس مظلوم قادیانی خاتون اور اس کی ماں کی دردبھری کہانی اور اُن پر ظلم کو کسی ''انکوائری رپورٹ'' کا حصہ بنائے گی؟

۱۰) اس رپورٹ کے لیے جو عینی شاہدین منتخب کیے گئے،اُن کے انتخاب کا طریقہ کیا تھا؟

۱۱) کیا APPG یہ نشان دہی کرنا پسند کرے گی کہ کن حکومتی ارکان نے اس عمل میں حصہ لیا؟ کن لوگوں سے انٹرویو کیا گیا؟ کس ممبر پارلیمان نے شرکاء کا انٹرویو لیا؟ انکوائری کے سوالنامے کو کن

لوگوں نے ترتیب دیا؟ کیا APPG کے ممبران کو اس رپورٹ کی اشاعت سے قبل اِس کے مشمولات سے آگاہ کیا گیا؟ کیا APPG اس رپورٹ میں پائی گئی غلط بیانیوں کی نشاندہی کے باوجود اس رپورٹ پر قائم ہے؟

۱۲) کیا APPG کے ارکان اس حقیقت سے آگاہ ہیں کہ قادیانیت کے بانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ دونوں مقدس ہستیوں کے خلاف ہرزہ سرائی کی اور وہ زبان استعمال کی ہے جو ان کے قطعی شایانِ شان نہیں؟؟

پاکستان کی مختلف صوبائی اسمبلیوں کی طرف سے مذکورہ قادیانی رپورٹ کے خلاف قراردادیں:

تین صوبائی اسمبلیوں مثلاً پنجاب اسمبلی، خیبر پختون خواہ اسمبلی اور آزاد کشمیر اسمبلی نے اس رپورٹ کے خلاف قراردادیں پاس کی ہیں جنہیں ضمیمہ جات نمبر 11، 12، 13 میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اور دیگر اسمبلیاں قراردادیں پاس کرانے کے عمل میں مصروف ہیں۔ اِس کے منفی اثرات پاکستان میں بسنے والے قادیانیوں پر کیا ہوں گے۔ اس پر حکومت پاکستان (بالخصوص وزارت خارجہ) اور برطانوی حکومت کے اربابِ اختیار واقتدار کو جائزہ لینے کی سخت ضرورت ہے۔

پنجاب کی اسمبلی میں مذکورہ قادیانی رپورٹ کے خلاف قرارداد:

پاکستان کے صوبہ پنجاب کی اسمبلی کے معزز رکن جناب محمد عبداللہ وڑائچ ایم پی اے، جناب رانا محمد اقبال ایم پی اے اور جناب سمیع اللہ صاحب ایم پی اے نے مذکورہ رپورٹ کے خلاف پنجاب اسمبلی میں قرارداد پیش کی جو کہ تمام معزز اراکین اسمبلی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور کی گئی۔ جس میں مطالبہ کیا گیا کہ حکومت پاکستان (بالخصوص دفتر خارجہ) اس رپورٹ کو برطانوی پارلیمنٹ سے فوری طور پر Withdraw کروائے تاکہ امت مسلمہ کے خلاف اس سازش کو ناکام کروایا جائے۔ یہ پاکستان کی خودمختاری کے خلاف سازش ہے۔ (ملاحظہ کیجئے ضمیمہ نمبر 11)

خیبر پختون خواہ کی اسمبلی میں مذکورہ قادیانی رپورٹ کے خلاف قرارداد:

پاکستان کے صوبہ خیبر پختون خواہ کی اسمبلی کے معزز اراکین محترمہ ریحانہ اسمٰعیل ایم پی اے

(PMLQ) محترمہ نگہت اورکزئی ایم پی اے (PPP) جناب مفتی عبیدالرحمٰن ایم پی اے، جناب مولانا عبدالغفار صاحب ایم پی اے اور جناب شفیع اللہ خان ایم پی اے نے مذکورہ رپورٹ کے خلاف خیبر پختون خواہ اسمبلی میں قرارداد پیش کی جو کہ تمام معزز اراکین اسمبلی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور کی گئی۔جس میں مطالبہ کیا گیا کہ حکومت پاکستان (بالخصوص دفتر خارجہ) اس رپورٹ کو برطانوی پارلیمنٹ سے فوری طور پر Withdraw کروائے تا کہ امت مسلمہ کے خلاف اس سازش کو ناکام کروایا جائے۔یہ پاکستان کی خودمختاری کے خلاف سازش ہے۔اگر اس سازش کو شروع سے ہی جڑ سے نہ پکڑا گیا تو اس سے پوری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوں گے اور یہ رپورٹ ایک نئے فتنے کا باعث بنے گی۔(ملاحظہ کیجئے ضمیمہ نمبر 12)

آزاد کشمیر کی لیجسلیٹو اسمبلی میں مذکورہ قادیانی رپورٹ کے خلاف قرارداد:

آزاد کشمیر کی لیجسلیٹو اسمبلی کے معزز رکن ڈاکٹر پیر سید علی رضا بخاری نے مذکورہ رپورٹ کے خلاف اسمبلی میں قرارداد پیش کی جو کہ تمام معزز اراکین اسمبلی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور کی گئی۔اس قرارداد کو ایوان میں مسترد کرتے ہوئے کہا کہ اس سے 1.8 بلین مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ تمام سفارتی تعلقات بروئے کار لاتے ہوئے حکومت برطانیہ سے کہا جائے کہ یہ رپورٹ جھوٹ پر مبنی ہے اور خودمختار پاکستان کی ساکھ کو خراب کرنے کی کوشش ہے۔مزید یہ کہ حکومت برطانیہ کو باور کرایا جائے کہ قادیانی آئین پاکستان کی رو سے غیر مسلم اقلیت ہیں۔(ملاحظہ کیجئے ضمیمہ نمبر 13)

اِس رپورٹ کے بارے حکومت پاکستان کے مقتدر افراد کی آرا:

2020ء میں رپورٹ منظر عام پر آنے کے بعد حکومت پاکستان کے سرکردہ ارباب اختیار واقتدار سے مصنف نے مختلف اجلاس کیے اور ان کی آراء مندرجہ ذیل ہیں:

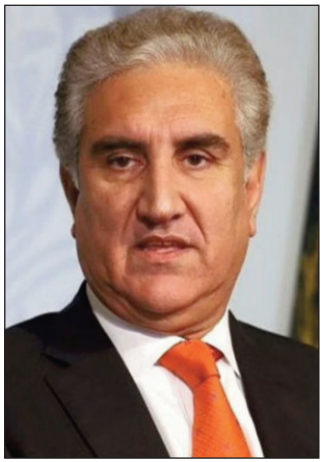

شاہ محمود قریشی (وزیر خارجہ) کا بیان:

(پاکستان میں مندرجہ ذیل بیانات 2021ء میں حکومتی سرکردہ وزراء اور ذمہ داروں سے لیے گئے تھے۔)

پاکستان کے سابق وزیر خارجہ اور قومی اسمبلی کے رکن شاہ محمود قریشی کہتے ہیں کہ احمدی کمیونٹی کو وہی حقوق حاصل ہیں جو دیگر اقلیتوں کو حاصل ہیں۔ وہ پاکستانی شہریوں کے طور پر ووٹ دینے کا حق رکھتے ہیں اور اقلیت کے طور پر بھی یہی حق انھیں حاصل ہے۔ احمدیوں سے متعلق دستوری ترامیم پارلیمان کے ارکان نے اپنا جمہوری حق استعمال کرتے ہوئے کیں۔ اور اس ضمن میں ایک لمبی چوڑی بحث کے بعد فیصلے کیے گئے۔ احمدی کمیونٹی کو پاکستان کے آئین کو ماننا چاہیے۔ میں یہ بات زور دے کر کہوں گا کہ پاکستان میں احمدیوں پر ظلم وتشدد ہرگز ہرگز ریاست کی پشت پناہی سے نہیں ہو رہا، جیسا کہ APPG رپورٹ میں غلط بیانی کی گئی ہے، بلکہ اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ پاکستان نے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں بہت نقصان اٹھایا ہے۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ حقائق کی تصدیق یا درستی کے لیے APPG نے میرے دفتر سے رابطہ نہیں کیا اور از خود یہ تکلیف دہ بیانات گھڑے ہیں۔''

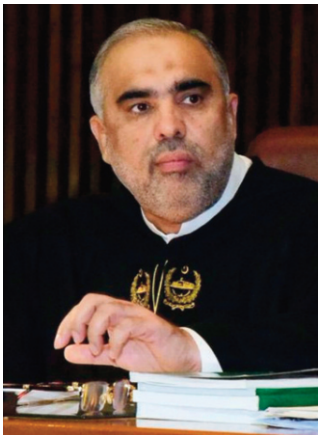

اسد قیصر (اسپیکر قومی اسمبلی) کا بیان:

پاکستان کی قومی اسمبلی کے اسپیکر اور ممبر قومی اسمبلی جناب اسد قیصر کا کہنا ہے: ''یہ رپورٹ مبنی بر تعصب ہے۔ اور اس کی درستی، معقول ذرائع سے ہونی چاہیے۔ میں نے اُمورِ خارجہ کی اسٹینڈنگ کمیٹی کے سربراہ اور مذہبی اُمور کی قائمہ کمیٹی کے سربراہان سے درخواست کی ہے کہ سنجیدگی سے اس معاملے کا جائزہ لیں۔ ہم بیرونی عناصر کو پاکستان کے داخلی معاملات میں دخل اندازی کی ہرگز اجازت نہیں دے

سکتے۔ ہماری حکومت اقلیتوں کے تحفظ پر کمر بستہ ہے اور بین الاقوامی دہشت گردی یا قادیانیوں کے ساتھ جبر وتشدد میں حکومت کی پشت پناہی ہرگز ہرگز شامل نہیں ہے۔''

چودھری پرویز الٰہی (اسپیکر پنجاب اسمبلی) کا بیان:

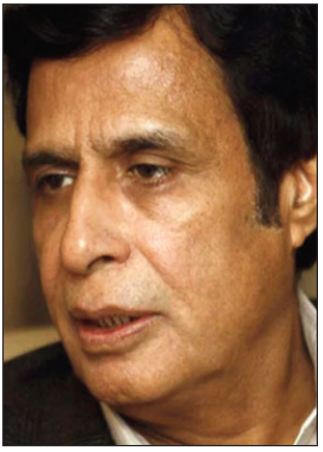

جناب پرویز الٰہی، جو صوبائی اسمبلی کے رکن اور پنجاب اسمبلی کے اسپیکر ہیں وہ اپنے بیان میں کہتے ہیں: ''مؤمنین کا حبس دم (Suffocation of the Faithful) رپورٹ پاکستان کی سالمیت کے خلاف ہے۔ پنجاب اسمبلی نے مشترکہ طور پر اس کی مذمت کی ہے اور اسکے خلاف ایک قرارداد منظور کرائی ہے۔ برطانوی ارکان پارلیمان کو پاکستان کے داخلی معاملات میں دخل نہیں دینا چاہیے۔ ہم اقلیتوں کے تحفظ کا عزم کیے ہوئے ہیں اور کسی قسم کی دہشت گردی کو ریاستی طور پر فروغ دینے کے سخت خلاف ہیں۔ جو کچھ APPG کی رپورٹ میں کہا گیا ہے وہ بالکل بے بنیاد ہے۔ برطانوی ممبران پارلیمان کو یہ حق پاکستان کو دینا چاہیے تھا کہ وہ اپنے مسائل کے متعلق خود اپنے لوگوں سے ابلاغ کرے بالکل ویسے ہی جیسے خود اہل برطانیہ نے یورپی یونین کو خیر باد کہہ دینے کے حالیہ فیصلے کے ضمن میں کیا۔''



نورالحق قادری (وفاقی وزیر برائے مذہبی اُمور) کا بیان:

جناب نورالحق قادری جو وفاقی وزیر برائے مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی ہیں، نیز ممبر قومی اسمبلی بھی ہیں، کہتے ہیں:

''قومی اسمبلی کے اسپیکر جناب اسد قیصر ایم این اے، نے میری وزارت سے کہا ہے کہ ہم قائمہ کمیٹی برائے

مذہبی امور سے مل کر اس معاملے کا جائزہ لیں اور اپنی رپورٹ مرتب کریں، ہم پاکستان کی تمام اقلیتوں سے رابطے میں ہیں اور اُن کے تحفظ کے لیے کوشاں ہیں۔ یہ رپورٹ غلط حقائق اور گمراہ کن تفصیلات پر مبنی ہے۔ اور ہماری بین المسالک ہم آہنگی اور بین المذاہب امن کی کاوشوں کو متزلزل کرنے کی ایک کوشش سے زیادہ کچھ نہیں۔''



اسعد محمود (قائمہ کمیٹی کے سربراہ) کا بیان:

اسد محمود جو قومی اسمبلی کے ممبر اور قائمہ کمیٹی برائے مذہبی امور و بین المسالک ہم آہنگی کے چیئرمین بھی ہیں، کہتے ہیں: ''قومی اسمبلی کے محترم اسپیکر کی ہدایات پر ۴/ اکتوبر ۲۰۲۱ء کو ایک اجلاس بلایا گیا جس میں اقلیتوں نے بھی شرکت کی اس میں (Suffocation of the Faithful) نامی رپورٹ پر سیر حاصل بحث ہوئی اور پھر اسے متفقہ طور پر مذمت کر کے قطعی مسترد کر دیا گیا۔ کمیٹی نے تقاضا کیا کہ وزارتِ اُمور خارجہ اس رپورٹ پر کڑے ردعمل کا مظاہرہ کرے، کیونکہ یہ رپورٹ ہمارے اندرونی معاملات میں کھلم کھلا مداخلت ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری شنیلہ روتھ پہلے ہی اس کو مسترد کر چکی ہیں، اور اب ہم اپنے باقی رفقائے کار کے ساتھ مل کر اس رپورٹ کو چیلنج کرنے کے حوالے سے مزید کام کریں گے۔''



ڈاکٹر شعیب سڈل (سربراہ اقلیتی کمیشن) کا بیان:

ڈاکٹر شعیب سڈل جو اقلیتوں کے کمیشن کے، پاکستان کی عدالت عالیہ کی جانب سے مقرر کردہ کمشنر ہیں، اس ضمن میں بیان دیتے ہیں: ''مذکورہ رپورٹ کے حوالے سے تین الزامات بطور خاص سامنے آتے ہیں۔ 1 بین

الاقوامی انتہا پسندی کو عروج حاصل ہونا۔2 اقلیتوں کا قتل عام۔3 پہلا نکتہ اور دوسرا نکتہ ریاستِ پاکستان کی پشت پناہی کا نتیجہ ہیں۔ جہاں تک میرا علم اور تجربہ ساتھ دیتا ہے، میں پوری ذمہ داری سے کہہ سکتا ہوں کہ ریاستِ پاکستان اس عمل میں ملوث نہیں۔اس پر اتنا مبالغہ کرنا کہ اسے ''ریاستی پشت پناہی'' کا نام دینا، حد درجے کی لاپروائی وغیر ذمہ دارانہ بیان ہے۔ یقیناً کچھ واقعات ایسے ہوئے ہیں جن میں کچھ خاص مذہبی گروہوں کی عبادت گاہوں پر حملے کیے گئے ہیں اور مذہبی جنونیوں نے اقلیتوں کی جان و مال کو نقصان بھی پہنچایا ہے اور اس حوالے سے انھوں نے اقلیتوں میں کوئی تخصیص روا نہیں رکھی، بلکہ تمام ہی سماجی گروہوں کو نقصان پہنچایا۔ہم سبھی جانتے ہیں کہ یہ بین الاقوامی پشت پناہی کے ساتھ کی گئی دہشت گردی ہے۔ یہ بہت سود مند ہوگا اگر تمام لوگ اور جماعتیں اس پر اکٹھے ہو کر بات کریں یہ کمیشن تمام اقلیتوں کو اس عمل میں شامل کرنے کیلیے تیار ہے تاکہ بین المذاہب ہم آہنگی کے لیے قابل عمل حل نکالا جا سکے۔''



ملک محمد احسان اللہ ٹوانہ، ایم این اے و چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے امور خارجہ کا بیان:

ملک احسان اللہ ٹوانہ، ممبر قومی اسمبلی ہیں اور قائمہ کمیٹی برائے امور خارجہ کے چیئرمین بھی ہیں۔آپ کہتے ہیں کہ:''برطانوی ارکانِ پارلیمنٹ کو پاکستان کے داخلی امور میں فریق نہیں بننا چاہیے۔ پاکستان کی وزارت امور خارجہ سے معلومات لیے اور گفت وشنید کیے بغیر یہ نام نہاد ''انکوائری رپورٹ'' ادھوری ہے اور ناقص بھی۔نفرت پر مبنی واقعات دنیا بھر میں ہوتے رہے ہیں اور اس حوالے سے انگلستان اور پاکستان میں کوئی فرق نہیں۔ یہ انکوائری رپورٹ، رپورٹ نہیں سمجھی جائے گی کیونکہ پاکستان سے اس سلسلے میں کوئی انکوائری کی ہی نہیں گئی۔''

باب 20

جماعتِ احمدیہ میں تشدد، ظلم اور جنسی زیادتی کا کلچر

قادیانیوں کے ہاتھوں استحصال، جنسی زیادتی کا کلچر

سماجی بائیکاٹ، ظلم وستم اور پبلک انکوائری

جماعت احمدیہ کے بانی خاندان کے سرکردہ افراد پر ہمیشہ جنسی استحصال کے الزامات لگتے رہے ہیں۔ بالخصوص جماعت کے دوسرے جانشین مرزا بشیرالدین محمود پر جنسی بے راہ روی کے الزامات کی کئی مثالیں ملتی ہیں۔اور جماعت احمدیہ میں گروپ بندی (لاہوری اور قادیانی) کا سبب بھی مرزا محمود کے خلاف اس طرح کے الزامات ہی تھے۔پچھلی کچھ دہائیوں سے یہ ایشو زبان زدعام تھا کہ قادیانی ہیڈکوارٹر ربوہ پاکستان میں نہ صرف دوشیزاؤں بلکہ نوجوان لڑکوں کو بھی جنسی استحصال کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔اب پچھلے دوسال سے مرزا قادیانی کے خاندان کے سرکردہ افراد کی طرف موجودہ جانشین اور اُس کے رشتہ داروں پر بڑے ہی سنگین الزامات لگائے گئے ہیں جن میں جنسی استحصال اور معاشرتی بائیکاٹ کے علاوہ دھونس اور جبر کے الزامات بھی ہیں۔مندرجہ ذیل سطور میں کچھ واقعات اِس صورت حال کو بیان کرتے ہیں۔محترمہ ندالنصر کا تعلق قادیانی گروپ کی اعلیٰ قیادت سے رہا۔اب انھوں نے اس جماعت کو خیر باد کہہ دیا ہے۔وہ مرزا ناصر احمد کی پوتی ہے۔(مرزا ناصر احمد بانی جماعت احمدیہ (قادیانی گروہ) کا پوتا اور تیسرا جانشین جماعت تھا۔)



مرزا مسرور احمد، بانی جماعت احمدیہ کا پانچواں جانشین

وہ مرزا طاہر احمد کی نواسی ہے۔(مرزا طاہر احمد، جماعت احمدیہ کا چوتھا جانشین تھا۔)اور موجودہ قادیانی جماعت کے قائد، مسرور احمد کی بھتیجی ہے۔جولائی 2021 میں اُس نے اپنے الزامات میٹروپولیٹن پولیس سروس کے سامنے رکھے۔میٹروپولیٹن پولیس نے معاملے کی چھان بین کے بعد مزید غور وفکر اور تفتیش کے لیے کراؤن پراسیکیوشن سروس کے سامنے رکھ دیا۔کئی ماہ گزر گئے اور اس معاملے کا مزید کچھ نہ بنا۔پھر ندا نے مرزا مسرور کے

ساتھ اپنی گفتگو ریکارڈ کر لی جو بعد ازاں عام کر دی گئی۔اور پھر اس لیک کی گئی آڈیو نے قادیانی کیمونٹی کی صفوں میں ''Me too'' (میں بھی انھی میں سے ہوں) کا شعلہ فروزاں کر دیا۔حتیٰ کہ ٹوئیٹر (سماجی رابطے کا پلیٹ فارم) نے باقاعدہ سلسلہ اس عنوان سے چلایا:''#Metoo:Ahmad'' جس سے حوصلہ پا کر احمدی کمیونٹی سے مزید کیس سامنے آئے۔ان معاملوں نے قادیانی جانشین مرزا مسرور احمد کی ''آمریت'' اور اس کے چیلے چانٹوں کے کردار کو مشتبہ ٹھہرایا۔

اب سابقہ قادیانیوں میں سے لوگ دریافت کرتے ہیں کہ:

(1)۔آپ لوگ کب تک جماعت کو اس انداز میں چلائیں گے؟

(2)۔آپ لوگ کب تک جھوٹ پر یہ سلسلہ اُستوار رکھیں گے؟

(3)۔جو لوگ سچ بولتے ہیں،انھیں کیوں قتل کر دیا جاتا ہے۔؟

(4)۔جماعت احمدیہ کیوں لوگوں پر دباؤ ڈالتی ہے کہ وہ اپنی بیویوں کو طلاق دے دیں؟

(5)۔ہر وہ شخص جو اسلام کے درست طور طریقے کی پیروی کرنا چاہتا ہے،کیوں اس کو گھر اور خاندان سے محروم کر دیئے جانے دھمکی دی جاتی ہے؟

قادیانی جماعت کے اندر بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے کئی واقعات ملتے ہیں اور حکومت برطانیہ اور حکومت پاکستان کو چاہیے کہ اس کی تحقیق پبلک انکوائری کے ذریعے کروائے۔یہ بات ہم اس سے پہلے بھی کر چکے ہیں کہ قادیانیوں میں سے جن لوگوں نے قادیانی قیادت کے طرزِ عمل پر انگشت نمائی کی،انھیں ردعمل کے طور پر معاشرتی بائیکاٹ،سنگین ترین مشکلات اور تشدد کا سامنا کرنا پڑا۔اس کلٹ (Cult) کے خلاف جس قادیانی نے بھی اپنی کنفیوژن کو ختم کرنے کے لیے کبھی کوئی سوال اُٹھایا تو اس کے لیے مسائل پیدا کیے گئے۔وہ لوگ جو اس جماعت کو چھوڑ گئے یا اس کو چیلنج کیا انھیں ہر جگہ بشمول برطانیہ میں،توہین آمیز اور پُرتشدد رویوں کا سامنا کرنا پڑا۔ایسے کئی لوگوں نے اپنے اپنے تجربات مصنف کے سامنے پیش کیے۔مندرجہ ذیل واقعات کی تفصیل اور اقتباسات سے ہم بہ خوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ سابق قادیانی خواتین وحضرات کن کن مصائب سے گزر رہے ہیں۔پہلا واقعہ جو اس سلسلے میں پیش کیا جائے گا وہ قادیانی جماعت کی ایک سابقہ خاتون رکن اور اعلیٰ سطحی قیادت سے

منسلک شخصیت کا ہے۔ان خاتون کا دعویٰ ہے کہ اعلیٰ قیادت سے وابستہ شخصیت کے ہاتھوں انھیں جسمانی استحصال کا نشانہ بنایا گیا۔

یہ بیان محترمہ نِداءُالنصر کا ہے جس کے سبب اقتدار کی غلام گردشوں میں ایک انتشار کی سی کیفیت پیدا ہوگئی اور احمدیوں کے قادیانی گروپ جس کا ہیڈکوارٹر اب لندن کے علاقے Morden میں ہے کے مرکزی دفتر میں اس بیان نے تہلکا مچادیا۔یہ کہانی اولین حیثیت میں برطانیہ کے اخبار ''ڈیلی میل'' میں چھپی اور بعدازاں دیگر اخبارات نے بھی اس کو شائع کیا۔

ایک قادیانی خاتون نداءالنصر کا کہنا ہے کہ جب انھوں نے مرزا مسرور سے بہت بار شکایت کی تو مرزا مسرور احمد نے اُن کو ''زبان بند رکھنے'' کا حکم دیا۔دونوں کے درمیان یہ ٹیلیفونی گفتگو ریکارڈ شکل میں موجود ہے۔یادرہے کہ مرزا مسرور احمد اور احمدیہ جماعت کو برطانیہ کے سینئر سیاستدان بشمول بورس جانسن اور تھیریسامے،سراہتے اور اس کی پذیرائی کرتے رہے ہیں۔



مندرجہ بالا تصویر میں مصنف سے اُن کے دفتر میں مرزا ناصر احمد کی پوتی نداءالنصر اور مرزا طاہر احمد کی بیٹی فائزہ بی بی نے ملاقات کی اور جماعت احمدیہ کے بارے میں تحفظات کا برملا اظہار کیا اور اب وہ جماعت احمدیہ سے علیحدگی کا اعلان کرچکی ہیں

مذکورہ فون کال جولائی کے مہینے میں کی گئی تھی۔مرزا مسرور احمد (عمر 71 سال) اس فون کال میں مذکورہ خاتون کو پولیس سے رابطہ نہ کرنے کا مشورہ دے رہے تھے۔گویا قانون کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کررہے ہیں اور یہ غلط بیانی کرتے ہوئے سنے جا سکتے ہیں کہ زِنا بالجبر کے دعوے کے اثبات میں اُسے چار عدد گواہان کی ضرورت پڑے گی۔جس پر خاتون اسے جواب دیتی ہے کہ تم برطانیہ کے سربراہ مملکت نہیں ہو، نہ برطانوی عدالتیں تمہارے موٴقف کی تائید کریں گی۔'' پھر جواباً اس خاتون سے کہا جاتا ہے کہ ''یہ مقدمہ واپس لے لو تو بہتر ہے، خواہ تمہارا دعویٰ سچا ہی کیوں نہ ہو۔مجھے یقین ہے کہ جنھوں نے یہ گھناؤنا کام کیا، وہ پہلے ہی معافی طلب کر چکے ہوں گے۔'' محترمہ ندا نے ٹوئٹر پر یہ لکھا:

'Instead of silencing victims, allegation of abuse should be properly investigated, and perpetrators punished, not protected." (Taheer, Jan 08, 2022).

ترجمہ ''بجائے مظلومین کو جبری طور پر خاموش کرانے کے، ان الزامات کی مکمل چھان بین ہونی چاہیے۔اور مجرموں کو تحفظ فراہم کرنے کے بجائے قرار واقعی سزا دلوانی چاہیے۔'' (از: ابوظہیر، آٹھ جنوری، 2022)

محترمہ نداء الناصر نے اپنے بیان میں کہا:

> *"I would like to officially declare and announce that I have disowned my paternal side of the family [Mirza Masroor et al], each and every one of them, A to Z, they enable abusers to mistreat and prey on the weak, illicit relationships, lying, hypocrisy and indecency. And they do all this under the veil of Jinnah caps and Burkah – under the pretence of piety and virtue. On the foundation of "Love for All, Hatred for None" they commit the most horrendous improprieties and do all this while flaunting…"*

''میں باقاعدہ یہ اعلان کرتی ہوں کہ میں اپنے ددھیالی (قادیانی) خاندان سے قطع تعلقی اختیار کررہی ہوں۔(مراد مرزا مسرور اور دیگران) اس خاندان میں سے ہر ایک مظلومین سے بدسلوکی کا مرتکب ہے اور کمزور کا استحصال کرتا ہے۔اس خاندان میں خفیہ اور غیر قانونی تعلقات عام ہیں۔نیز

جھوٹ، منافقت اور بدکرداری عام ہے۔اور یہ تمام برائیاں وہ نیکی کے پردے میں کرتے ہیں، جناح کیپ اور برقعوں کی آڑ میں یہ کاروبار چلتا ہے۔''محبت سبھی سے اور نفرت کسی سے بھی نہیں'' کی بنیاد پر قائم یہ جماعت بڑے فخر واستکبار سے ہر قسم کے کبیرہ اور نہایت ہولناک گناہوں کی مرتکب ہو رہی ہے۔۔۔''

نداء الناصر سے کئی ملاقاتوں کے دوران محترمہ نے قادیانی جماعت میں جاری جنسی بداخلاقی، استحصال، قادیانی جماعت کے مفادات کا سرتوڑ تحفظ جیسے معاملات کا کھل کر تذکرہ کیا اور بتایا کہ قادیانی قیادت ہرگز اس سلسلے میں کوئی اقدامات نہیں کر رہی۔نداء الناصر نے یہ بھی کہا کہ قادیانی قیادت کو چاہیے کہ وہ مظلومان پر الزام دھرنے کے بجائے ظالموں کا محاسبہ کرے:

> *"I was getting sexually, physically, psychologically and emotionally abused by my father… Initially he [Mirza Masroor Ahmed] showed compassion and support but then shortly after he turned against me once he found out that one of my other perpetrators was someone closely related [brother-in-law] to him.*
>
> *… I pleaded to His Holiness to carry out a course of justice but my cries fell on deaf ears. In fact, instead of remaining neutral and impartial, he made baseless accusations against me and did victim blaming and shaming. He also threatened me that if I didn't fall silent and bury this matter, then the community will take due action [boycott and ex-communication] against me."*

''میں جنسی، جسمانی، اور نفسیاتی وجذباتی طور پر اپنے والد کی زیادتیوں کا شکار رہی۔ابتداً مرزا مسرور احمد نے میرے ساتھ ہمدردی اور نرمی کا اظہار کیا لیکن کچھ عرصے بعد وہ میرے خلاف ہوگیا۔جب مرزا مسرور کے علم میں یہ بات آئی کہ میرے ساتھ زیادتی کرنے والا دوسرا مجرم اس کا قریبی رشتے دار (برادرِ نسبتی) تھا۔میں نے بارہا حضرت (مرزا مسرور) سے درخواست کی کہ انصاف کی راہ پر چلیں مگر اُن پر ہرگز اثر نہ ہوا۔بجائے غیر جانبدار اور غیر متعصب رہنے کے، مرزا مسرور نے مجھ ہی پر بے بنیاد الزامات عائد کرنے شروع کر دیئے اور الٹا مجھ ہی کو قصوروار ٹھہرانا شروع کر دیا۔مجھے یہ بھی کہا کہ اگر میں نے اپنی زبان بند نہ کی اور اس معاملے کو ہمیشہ کے لیے نہ دبایا تو قادیانی جماعت اس کے خلاف قدم اٹھائے گی۔(یعنی میرا سماجی مقاطعہ کر دے گی)''

ندا نے اس بات پر بھی زور دیا کہ احمدی قیادت، زنا بالجبر کا شکار خواتین کی دادرسی کے بجائے اُلٹا انھی کو زبان بندی کی تلقین کرتی ہے۔ وہ کہتی ہیں:

''میں ایسی کئی لڑکیوں کو جانتی ہوں۔۔۔لیکن مرزا مسرور احمد کا کہنا ہے کہ یہ لڑکیاں دروغ گوئی سے کام لیتی ہیں۔''

قادیانی خاندان کی سیاست پر تبصرہ کرتے ہوئے ندا کہتی ہیں:

''میرے علم میں یہ بات بھی آئی ہے کہ لوگ دولت کی خاطر اپنا جسم بیچ رہے ہیں۔ اور یہ بھی کہ وہ دولت کی خاطر اپنے عقائد پر سمجھوتہ کر رہے ہیں۔ مجھے یہ بات بتلائی گئی ہے کہ میرے ساتھ زیادتی اس لیے کی گئی کہ وہ بعد میں میری مدد کر سکیں۔''

اپنی آڈیو میں ندا نے کئی راز افشا کیے جن میں سے ایک یہ بھی تھا کہ:

''قادیانی قیادت نے گھر کے دالان کو طوائف کے اڈے میں بدل ڈالا ہے۔''

برطانوی حکومت سے اپیل کرتے ہوئے ندا نے یہ بھی کہا کہ موجودہ قادیانی قیادت، انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی مرتکب ہو رہی ہے۔:

''میرا مقاطعہ کرنا انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ خاندانوں کے خاندان اس کے نتیجے میں تباہ ہو چکے ہیں، وہ ذہنی دباؤ کا شکار ہیں، سماجی مقاطعہ جاری ہے اور ان لوگوں کا جو مقاطعے کی زد پر آتے ہیں، اعصاب زدگی کا شکار ہونا لازمی ہے۔ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ ان پر (پاکستان میں قادیانی) آرڈیننس کا اطلاق ہو چکا ہے دوسری طرف پھر مرزا مسرور کے ہاتھ یہ حق کیونکر آ گیا کہ وہ ہمیں برادری باہر کرے اور سماجی مقاطعہ کی اذیت سے دوچار کرے؟''

ندا ء الناصر کا یہ بھی کہنا تھا کہ اُس کی جان کو خطرہ درپیش ہے۔ وہ کہتی ہے:''۔۔۔مرزا مسرور احمد ایک آمر ہے۔ میرے سامنے تو صرف خدائے واحد کی ذات ہے، میں مرزا مسرور سے خوف زدہ نہیں۔ اگر یہ لوگ میری جان کے درپئے ہیں تو بے شک میری جان لے لیں، لیکن میں صرف سچ ہی کہوں گی۔۔۔''

ندا نے قادیانی گروہ کے اراکین کو خبردار کرتے ہوئے کہا کہ جو لوگ میری یہ کہانی پڑھیں وہ اپنے بچوں کو ذہن میں رکھیں اور تھوڑی دیر کے لیے تصور کریں کہ اگر ایک جوان لڑکی جسمانی زیادتی کا شکار ہوتی ہے تو کیا اُس کو خاموش رہنا چاہیے؟

ندا نے مزید کہا کہ قادیانی قیادت لوگوں کی ذہنی تطہیر (Brainwash) کر رہی ہے اور عام لوگوں کے بچوں کا تحفظ ان کے لیے کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔اس نے یہ بھی سوال کیا جب مرزا مسرور احمد اپنے دین کی پیروی نہیں کرتا تو ہم کیسے اُس کو قائد مان لیں اور اُس کی پیروی کریں؟ ندا کی نظر میں ''مرزا مسرور ایک بزدل شخص ہے اور اس کو اپنے کہے پر عمل کر کے دکھانا چاہیے دروغ گوئی سے کام لینا ترک کرنا چاہئے۔ندا نے سوال کیا کہ میں نے اور میری والدہ نے ایسا کون سا جرم کیا ہے جس کی سزا میں ہم دونوں کا سماجی مقاطعہ کیا جا رہا ہے۔؟اپنے بیان میں ندا نے یہ بھی کہا:

"I can no longer associate myself with such hypocrites, liars and filth"

''میں اب مزید اپنے آپ کو منافقین، کذب بیان اور اخلاقی طور پر آلودہ لوگوں سے وابستہ نہیں رکھ سکتی۔''



عمران احمد خان قادیانی (سابقہ برطانوی رکن پارلیمنٹ) اُس وقت کے وزیر اعظم بورس جانسن کے ساتھ

برطانوی پارلیمنٹ کے رکن عمران احمد خان قادیانی کی غیر اخلاقی سرگرمیاں:

جنسی استحصال کے مزید معاملات میں برطانوی پارلیمنٹیرین مسٹر عمران احمد خان بھی شامل ہیں:

گزشتہ ماہ ایک سینئر احمدی رکن پارلیمان اور کنزرویٹو پارٹی کے ممبر پارلیمنٹ عمران احمد خان، جنہیں ۲۰۱۹ میں ویکفیلڈ میں ممبر پارلیمان چنا گیا تھا، پر ایک کمسن لڑکے سے جسمانی زیادتی کا گھناؤنا الزام عائد کیا گیا۔ یہ واقعہ ۲۰۰۸ کا ہے۔ یاد رہے کہ یہ مرزا قادیانی کے خاندان میں سے ہیں اور ان

کے بھائی ICJ کے جج ہیں۔اور مرزا طاہر کی سالی کی اولاد میں سے ہیں۔کراؤن کورٹ کے جج مسٹر جیریمی بیکر نے سزا سناتے ہوئے یہ بھی کہا کہ مجھے یقین نہیں کہ عمران احمد خان کو اپنے کیے پر کوئی پچھتاوا ہے۔معزز جج کے الفاظ یہ تھے:

"In mitigation, Khan's defence lawyer Gudrun Young QC said the former MP had gone from "high public office" to being "utterly and completely disgraced, with his life and career in ruins, shamed and humiliated at every turn".

"To say his reputation is in tatters does not do the matter justice. It has been completely destroyed," she said.

"Mr Khan's fall from grace has been spectacular. He will always be known as a disgraced former MP and he will take that to his grave."

''اگرچہ اس واقعے کو کئی برس گزر چکے تھے اور تم نے اپنے آپ کو یہ باور کرالیا تھا کہ تم اس سنگین واقعے کی سزا سے صاف بچ نکلے ہو،لیکن مجھے یقین ہے کہ کہیں نہ کہیں تم اس بات سے آگاہ تھے کہ ایک دن تمہارا روزِ حساب ضرور آئے گا۔''

"Although it may well be, over the years, you had let yourself believe you had got away with having committed this offence, I am sure you were aware from the outset there was a risk there would be a day of reckoning."

ٹرائل کے موقع پر جیوری (Jury) نے اس بات کو سماعت کیا کہ کس طرح عمران احمد خان نے 2008ء میں،اسٹیفر ڈشائر (Staffordshire) کے مقام پر ایک پارٹی کے موقع پر شراب نوشی پر مجبور کیا تھا،پھر وہ اس کو زبردستی مکان کی بالائی منزل پر لے گیا جہاں اس لڑکے کو ایک بیہودہ فلم دیکھنے پر مجبور کیا اور بعد ازاں اسے جسمانی زیادتی کا نشانہ بنایا۔بی بی سی نے اس بارے میں یوں رپورٹ کیا:

"In mitigation, Khan's defence lawyer Gudrun Young QC said the former MP had gone from "high public office" to being "utterly and completely disgraced, with his life and career in ruins, shamed and humiliated at every turn".

''۔۔۔عمران احمد خان کے وکیل صفائی نے کہا کہ سابق رکن پارلیمان اونچے اور باعزت منصب سے بہت پستی میں جا گرا ہے۔۔۔وہ مکمل طور پر بے توقیر ہو چکا ہے۔اُس کی زندگی اور پیشہ ورانہ شہرت دونوں ہمیشہ کے لیے تباہ ہو چکے ہیں اور ہر موڑ پر اُسے بے عزتی اور تذلیل کا سامنا ہے۔''

مزید یہ کہ: ''یہ کہنا کہ اُس کی عزت کے پرخچے اُڑ گئے ہیں،صورت حال سے مکمل انصاف کرتا نظر نہیں آتا۔عمران احمد خان کی عزت ووقار کی دھجیاں بُری طرح بکھر گئی ہیں۔''

"To say his reputation is in tatters does not do the matter justice. It has been completely destroyed," she said.

نیز: ''وہ بری طرح اتنے بلند سنگھاسن سے نیچے آ کر گرا ہے۔وہ ہمیشہ ایک بے وقار سابق رکن پارلیمان کے طور پر یاد کیا جائے گا اور یہی حیثیت لے کر وہ اپنی قبر میں جائے گا۔''

"Mr Khan's fall from grace has been spectacular. He will always be known as a disgraced former MP and he will take that to his grave."

مذکورہ ممبر پارلیمنٹ نے بہت جان توڑ کوشش کی کہ اُس کے کالے کرتوتوں کی تفصیلات عام نہ ہونے پائیں۔ان تفصیلات میں اُس کے ہاتھوں ظلم کا نشانہ بننے والے لڑکے کی عمر،اس کی اپنی ہم جنس پرستی کی عادت، اور شراب نوشی سے اس کا لگاؤ۔۔۔۔۔شامل ہیں۔(ہیوز، انتیس 29 اپریل 2022، کی رپورٹ کے مطابق:

عدالت کو مزید مواد بھی پیش کیا گیا جن میں کچھ خطوط بھی شامل تھے۔جو کہ عمران خان کے حق میں لکھے گئے تھے۔ان میں ایک خط ممبر پارلیمان جم شینوں (Jim Shannon) کا بھی تھا۔اس نے بعد ازاں اپنا خط واپس لے لیا،اس کے خیال میں یہ شکایت دھمکانے سے متعلق تھی،جنسی استحصال سے متعلق نہیں۔

"The court has made its decision. My thoughts are with the victim of this horrendous crime. I am shocked and certainly withdraw my reference."

''عدالت اپنا فیصلہ دے چکی ہے۔میری ہمدردیاں اس گھناؤنے جرم کے شکار لڑکے کے ساتھ ہیں۔میں صدمے میں ہوں اور بلاشبہ میں اپنا ریفرنس واپس لیتا ہوں۔''

برطانیہ میں قادیانی گروپ نے عمران احمد خان کے ویکفیلڈ کا ممبر پارلیمنٹ بننے کی مبارکبادی اُس کو سماجی رابطے کی سائٹ ''ٹوئٹر'' (twitter) پر دی۔ربوہ ٹائمز نے اپنی 13 دسمبر 2019ء کی اشاعت میں یہ رپورٹ بھی دی کہ اُس نے اپنے انتخابات کی مہم شروع کرنے سے قبل مقامی عبادت گاہ

میں حاضری بھی دی تھی، تاہم اگر قادیانی ویب سائٹوں کو کھنگالیں تو ہمیں کوئی بیان عمران احمد خان سے متعلق مقدمے کے بارے میں ہرگز نہیں ملتا، یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ عمران خان کو قادیانی گروہ سے ہٹا دیا گیا یا اُس کی رکنیت منسوخ کی گئی یا نہیں، نہ قادیانی جماعت کے ذمہ داران ہی کی جانب سے کوئی مذمتی بیان دیکھنے یا سننے کو ملا، مثلاً مرزا مسرور احمد یا لارڈ طارق احمد نے کوئی بیان نہیں دیا۔ لارڈ طارق تو وزیر اعظم کے خصوصی نمائندہ برائے جنسی تشدد سے بچاؤ بھی ہیں۔)


After his election win Khan paid a visit to the local Ahmadiyya Mosque and met local community members.

Congratulations, best wishes and prayers for success in building a peaceful world to @imranahmadkhan, on becoming Member of Parliament for Wakefield. Imran Ahmad-Khan is the first-ever member of Ahmadiyya Muslim Community elected as a Member of British Parliament. pic.twitter.com/8KGoZUKec2

— Ahmadiyya UK (@AhmadiyyaUK) December 13, 2019

Above: Imran Ahmad Khan MP is second from right

دوسرا کیس قادیانی رہنما ڈاکٹر افضل اُپل کا ہے۔ یہ کنیڈین شہری ہیں۔ ان کے اور نداء الناصر والے کیس میں مشابہت ہے۔ ڈاکٹر اُپل نے لکھا ہے: ''پاکستان میں جو قادیانی مرکز ربوہ میں ہے، جہاں پر بچوں سے جنسی زیادتی عام تھی۔''

''میں اُس وقت چھ برس کا تھا جب ایک بڑی عمر کے رشتے دار نے مجھے جسمانی ہوس کا نشانہ بنایا۔ میں بہت سی وجوہات کی بنا پر چالیس برس سے زائد عرصے تک اپنی زبان بند کیے رہا۔ اس کالم میں شاید جگہ کم پڑ جائے مگر چند وجوہات ضرور بتانا چاہوں گا کہ میرے ناقدین اور دیگر جسمانی و جنسی ہوسنا کی کا شکار لوگوں پر تنقید کرنے والے لوگ ان مظلومین کی تکلیف سمجھ سکیں۔

میرے 4 دہائیوں تک خاموش رہنے کی ایک بڑی وجہ ''مظلوم ہی کو ملزم ٹھہرانا'' (Victim Blaming) ہے۔ میری ہی عمر کے کئی لڑکے ربوہ میں ایسے تھے جو اس ظلم کا شکار ہوئے۔ انھیں زیادہ

نشانہ بنایا گیا۔ ہمارے بچوں اور ان کی اولادوں کی حفاظت کا دارومدار ہم ہی پر ہے کہ ہم کیونکر اپنی آواز اس ظلم کے خلاف اُٹھاتے اور اپنے سربراہانِ جماعت کو قابل احتساب ٹھہراتے ہیں۔''

ایک اور واقعے نے بھی جماعت احمدیہ کی جڑیں ہلا کر رکھ دیں۔ اب کی بار یہ واقعہ امریکہ کی سرزمین پر ہوا۔ جب کنیڈا کے شہری منیب الرحمٰن احمد کو ڈیلس، ریاست ٹیکساس میں واقع قادیانی عبادت گاہ بیت الاکرام میں سات سے پندرہ برس کی عمروں کے لڑکوں کی نگرانی کی ذمہ داری سونپی گئی تو اُس نے ان بچوں کو زیادتی کا نشانہ بنایا۔ وہ نوجوان بچوں کو اپنے گھر، اپنی گاڑی یا کمیونٹی کی تقریبات میں مدعو کرتا اور ہوس ناکی پر مبنی کرتوت انجام دیتا۔''

(از: تنویر، 16 اگست، 2022)

منیب الرحمٰن احمد کو مجرم قرار دے دیا گیا۔ جماعت احمدیہ اُس کی ضمانت کے لیے درکار رقم ادا کرنے میں ناکام رہی، ایک رپورٹ کے مطابق (باوانی، 10 اپریل 2021)، ظلم کا شکار بننے والے لڑکے کے اہل خانہ کو تشویش ہے کہ کئی مزید ایسے بچے ہوں گے جو اس ظالم شخص کے ہاتھوں ہوس کا نشانہ بنتے رہے۔ (جس ادارے کی یہ رپورٹ ہے اس کا نام ہے: Fcing Abuse in Community Environments)

جماعت احمدیہ میں سابقہ احمدیوں کے ساتھ ظلم اور زیادتی:

سابق قادیانی نجمہ روزی یوسف کے والد کا بہیمانہ قتل:

مسز نجمہ روزی جو کہ سابق قادیانی وکیل محمد یوسف کی صاحبزادی ہیں، نے ۲۰۱۷ء میں ایک ٹی وی انٹرویو میں یہ بیان دیا کہ اُس کے والد کو احمدی قیادت نے قتل کیا تھا۔ اُن کا کہنا تھا کہ:

''میرے والد چناب نگر کے رہائشی تھے اور میرے دادا کا تعلق قادیان سے تھا۔ میں نے اسلام آباد سے کمپیوٹر سائنس میں بیچلرز ڈگری حاصل کی ہے۔ ہمارے خاندان میں، میرے والد صاحب وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے قادیانیت کو خیرباد کہا اور اسلام کے دامن میں پناہ لی۔ پھر میں نے اسلام قبول کیا۔ اور بعدازاں دوسو مزید لوگوں نے۔ میرے قبول اسلام کی وجہ میرے والد کا بہیمانہ قتل تھا۔ انھوں نے اسلام قبول کر کے قادیانی جماعت کے خفیہ راز طشت از بام کرنا شروع کر دیئے تھے۔

جو بھی اسلام قبول کرتا وہ اندر کے راز ضرور فاش کرتا۔ جب میرے والد کا قتل ہوا تو ہم سب واقف ہو چکے تھے کہ کیا کچھ ہو رہا ہے۔ والد صاحب نے کئی بار یہ بات اپنے بچوں اور دیگر عزیز و اقارب سے کہی تھی کہ انھیں جلد ہی مار ڈالا جائے گا۔

ہم سبھی کے لیے یہ ایک تکلیف دہ امر تھا کیونکہ جماعت احمدیہ جو یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ''محبت سبھی کے لیے، نفرت کسی سے بھی نہیں'' اور بہت امن پسند ہونے کا پرچار کرتی ہے۔ اُس نے میرے والد کے بقول، ایسے کئی لوگوں کا قتل کرایا جو اختلافِ رائے کی ''جسارت'' کر بیٹھے تھے۔ جو بھی شخص قیادت سے اختلاف کی جرأت کرتا ہے، بدسلوکی کا نشانہ بنتا ہے اور یہ بات والد صاحب کے قتل کے بعد ہم نے بچشم خود مشاہدہ کر لی۔

اس واقعے کے بعد میں نے کھوج لگانا شروع کی۔ اُن دنوں میں ابوظہبی میں رہائش پذیر تھی۔ میں دیکھنا چاہتی تھی کہ اس سلسلے کا انجام کیا ہوتا ہے۔

میرا نہیں خیال کہ جس سفاکی سے میرے والد کا قتل کیا گیا، ویسا بہیمانہ قتل پورے پنجاب میں کسی اور کا بھی کیا گیا ہوگا۔ اُن کی پشت کو پیٹرول سے تر کر دیا گیا اور سگریٹوں سے جلایا گیا۔ اُن کا ایک ایک دانت توڑ دیا گیا، جبڑا توڑ دیا گیا، اُن کی گردن تین جگہ سے ٹوٹ چکی تھی، انھوں نے والد صاحب کی ریڑھ کی ہڈی بھی توڑ دی۔ ان کی جسم کا کوئی ایسا حصہ نہ تھا جو سلامت رہا ہو۔ اُن کی بغلوں اور پیروں میں کیل ٹھونکے گئے تھے۔ انھوں نے والد کے جسم میں اسٹیپلر کی پنیں (Staples) پیوست کر دی تھیں اور جسم میں جا بجا چھید تھے۔ میرے پاس جائے وقوعہ کی ویڈیو بھی ہے۔ یہ اے آر وائے (ARY) چینل نے بنائی تھی۔ اس پروگرام کا نام تھا: ''جرم بولتا ہے'' میں اپنے والد کے جنازے میں شرکت نہ کر سکی لیکن جس کمرے میں انھیں قتل کیا گیا تھا وہ بکھرے ہوئے کاغذات سے بھرا ہوا تھا، کیونکہ ان سے معلومات اُگلوانے کے لیے ان پر تشدد کی انتہا کی گئی تھی اور جن کاغذات میں قادیانی قیادت سے متعلق کچھ بھی مواد تھا، ان کی تلاش میں سب کچھ بکھیر کر رکھ دیا گیا تھا۔ میرے والد نے کئی لوگوں کو یہ راز پہلے ہی بتا دیئے تھے، دو تین ماہ پہلے ایک صحافی رانا ابرار کو بھی قادیانی جماعت نے مروا ڈالا۔

مجھے خطرہ محسوس ہوتا ہے کیونکہ تب سے اب تک کم از کم پانچ مرتبہ میرے گھر میں زبردستی لوگ داخل ہوئے ہیں۔میرے بچوں کی کاروں کے دو خوفناک حادثے بھی ہو چکے ہیں۔قادیانی جماعت مسلسل مجھے دھمکا رہی ہے۔کہ تمہارا انجام تمہارے باپ سے بھی بدتر ہوگا۔لیکن میں انھیں بتانا چاہتی ہوں کہ تم لوگ خوف اور دہشت کے ذریعے حکمرانی نہیں کر سکتے۔

میرے شوہر پر بھی دباؤ ڈالا گیا کہ وہ مجھے خاموش کرائیں۔انھیں کہا گیا کہ مجھے مالی خرچہ نہ دیں اور طلاق دے دیں۔میں قادیانی جماعت سے درج ذیل باتیں پوچھتی ہوں:

(1)۔آپ لوگ کب تک جماعت کو اس انداز میں چلائیں گے؟

(2)۔آپ لوگ کب تک جھوٹ پر یہ سلسلہ اُستوار رکھیں گے؟

(3)۔جو لوگ سچ بولتے ہیں،انھیں کیوں قتل کر دیا جاتا ہے؟

(4)۔جماعت احمدیہ کیوں لوگوں پر دباؤ ڈالتی ہے کہ وہ اپنی بیویوں کو طلاق دے دیں؟

(5)۔ہر وہ شخص جو اسلام کے درست طور طریقے کی پیروی کرنا چاہتا ہے،کیوں اس کو گھر اور خاندان سے محروم کر دیئے جانے دھمکی دی جاتی ہے؟(نجمہ یوسف،2017)

ابتدا ہی سے احمدی نفرت کا سلسلہ استوار کرتے ہیں:

سابق قادیانی طاہر منصور کے بیوی بچوں کو غیر قانونی طور پر برطانیہ منتقل کرنا:

یہ بات زیادہ قرین قیاس ہوگی اگر ہم کہیں کہ جماعت احمدیہ ایک کلٹ (Cult) ہونے کے ساتھ ساتھ ایک سماجی مقصد بھی لیے ہوئے ہے کہ اپنے پیروکاروں میں عیسائیوں اور مسلمانوں کے مخالف جذبات کو انگیخت کرے۔جس طرزِ عمل پر یہ لوگ کاربند ہیں اس میں کلیدی حیثیت خوف اور نفرت کے عناصر کی ہے۔جن کے ذریعے یہ اپنے مقاصد کا حصول یقینی بناتے ہیں۔ان کے ہاں ''ہم بمقابلہ وہ'' Them-VS-US ی پالیسی کارفرما ہے۔اور یہ نفرت انگیز پالیسی ایک عقیدے کی مانند احمدی بچوں کو شیر خوارگی ہی کے زمانے سے گھٹی کی طرح پلا دی جاتی ہے۔اس کو ان کے وجود و وجدان کا حصہ بنا دیا جاتا ہے۔

اورزندگی بسر کرنے کا یہ شعار افراد کے لیے بھی مضر ہےاور خاندانوں کے لیے بھی ضرررساں ہے!لہٰذا قادیانی جماعت کے اراکین کواپنی ذہنی صحت کے لیے اور بچوں کونفسیاتی جنگ سے بچانے کے لیےاس منفی طریقہ کارکوروکنا ہوگا۔

مسٹر طاہر منصور نے 2017 میں درج ذیل بیان دیا:

''میرا نام طاہر منصور ہے۔اور میں اسلام آباد (پاکستان) میں قیام پذیر ہوں۔میں نے مارکیٹنگ میں ایم بی اے کی ڈگری حاصل کی ہے۔اور ٹیلی کام کے شعبے میں بھی ماسٹرز کی ڈگری حاصل کی ۔ میں قادیانی گھرانے میں پیدا ہوا تھا۔میرے نانا اور دادا دونوں ہی برطانوی ہند کی فوج اور پولیس میں تھے۔یہ اس زمانہ ملازمت کی بات ہے کہ انھوں نے قادیانیت اختیار کر لی۔میرا خاندان قادیانی قیادت سے بہت قربت رکھتا تھا اور میں نے قادیانی جماعت میں بہت سینئر عہدوں پر کام کیا ہے۔ہمارے بچپن ہی سے ہم یہ دیکھتے آئے کہ قادیانیت ،اسلام ،مسلمانوں بالخصوص مذہبی جماعتوں سے متعلق نفرت کا اظہار کرتی تھی۔ہمیں یہ بتایا جاتا تھا کہ ہم ہی واحد درست جماعت ہیں اور ہم ہی جنت میں جائیں گے۔

قادیانیت والے مسلسل اپنے پیروکاروں کو دباؤ میں رکھنے کے قائل ہیں۔اور اپنے ماننے والوں کو کٹھ پتلی کی طرح استعمال کرتے ہیں۔قادیانیت کو خیر باد کہہ دینے کے بعد ایک دن میں اپنے دفتر میں تھا، مجھے اطلاع ملی کہ میری بیگم یکدم غائب ہوگئی ہے۔وہ گھر سے غائب ہوئی تھی۔میں نے ہر جا اس کا پتہ کرنے کی کوشش کی ،اپنے خاندان میں پتا کرایا۔قادیانی گروپ کی مقامی قیادت سے پوچھا۔اب مجھے بتایا گیا کہ اس کو چناب نگر منتقل کر دیا گیا ہے۔(چناب نگر، پاکستان میں احمدیوں کے قادیانی گروپ کا مرکز ہے۔) چونکہ تم مرتد ہوگئے ہو اس لیے اپنے کیے پر پشیمانی کا اظہار کرو اور دوبارہ قادیانیت اختیار کرو۔قادیانیت میں جو بھی شخص گروپ چھوڑتا ہے اور اسلام قبول کرتا ہے وہ ''مرتد'' کہلاتا ہے۔اور اس کا مقاطعہ ،استحصال اور تشدد ایک لازمی امر تصور کیا جاتا ہے۔میں اپنی عمر رسیدہ والدہ کے ہمراہ چناب نگر پہنچا مگر میری شنوائی نہ ہوئی،(قادیانی قیادت نے مجھے کسی سے ملاقات کی اجازت نہ دی) بلکہ اُلٹا ہمیں ہی قید کر دیا گیا۔ہمیں کہا گیا کہ یا تو اسلام کو خیر باد کہہ دو وگرنہ ہم تمہاری جان لے لیں گے۔مجھے مجبوراً اپنی جان بچانے کے لیے پولیس کو بلانا پڑا۔ہم یہ معاملہ عدالت

میں لے گئے اور بچوں کی حوالگی وسپردگی کا پروانہ حاصل کیا۔مگر قادیان کے کلٹ (Cult) نے میری بیوی کو نہ لوٹایا اور اس کو اور میرے بچوں کو انگلستان لے گئے۔''

(طاہر منصور، 2017)

قارئین! یہ ملکی قانون کی خلاف ورزی ہے کہ قادیانی جماعت دھوکہ دہی سے ان کے بچوں اور بیوی کو پاکستان سے برطانیہ لے گئی۔

شیخوپورہ میں مسلمانوں پر قادیانی غنڈوں کا تشدد:

مندرجہ ذیل قصہ قادیانیوں کے ہاتھوں ایک بے گناہ مسلمان پر تشدد کا ہے۔یہ بے گناہ مسلمان چک نمبر ۹۷، تحصیل صفدر آباد، ڈسٹرکٹ شیخوپورہ (پاکستان) کا رہائشی تھا۔اس گاؤں کی آبادی پانچ ہزار نفوس پر مشتمل ہے، یہاں سات مساجد، ایک چرچ اور ایک قادیانی عبادت گاہ ہے۔

پہلے گواہ کا بیان:

اس گاؤں میں قیام پاکستان ہی کے وقت سے ہم نے تیس سے پینتیس خاندانوں کو دیکھا ہے۔شاید قیام پاکستان سے قبل یہ تعداد کم ہو، ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ قادیانیوں یا کسی اور اقلیت پر کبھی کوئی ظلم ہوا ہو۔اس واقعے سے قبل سبھی لوگ امن چین سے رہ رہے تھے۔قادیانی بہت طاقتور زمیندار ہیں اور وہ حکومت کی زمین پر قبضہ کیے ہوئے ہیں۔

دوسرے گواہ کا بیان:

کسی مسلمان نے کسی قادیانی کو کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچایا بلکہ الٹا یہی قادیانی زمیندار مسلمانوں کو دھمکاتے رہتے ہیں تاکہ اپنی من مانی سے گاؤں کے معاملات چلا سکیں۔ان قادیانیوں کے پاس ایکڑوں اراضی ہے اور ان کی اولادیں بیرون ملک منتقل ہو چکی ہیں، چنانچہ اپنی امارت کی بدولت انھیں دوسروں کے دکھ درد کا کوئی احساس نہیں اور کسی سے کچھ لینا دینا نہیں۔

تیسرے گواہ کا بیان:

مسلمانوں کو قادیانی لوگوں کے ہاتھوں کیا کچھ نقصان پہنچا، اس کا ریکارڈ دیکھا جا سکتا ہے۔

ایسا کوئی ریکارڈ نہیں ملے گا کہ کسی عیسائی یا قادیانی کو اپنے مذہبی پس منظر کی بنا پر ظلم کا نشانہ بنایا گیا ہو۔اگرچہ قادیانی جماعت کو اجازت نہیں تاہم انھوں نے غیر قانونی طور پر مسلمانوں کے قبرستان میں اپنے مردے دفن کرنے شروع کر دیئے ہیں۔یہ قبرستان خالصتاً مسلمانوں کی تدفین گاہ ہے۔کچھ عرصہ قبل غیر قانونی طور پر قادیانیوں نے مسلم قبرستان میں جنازگاہ بنانا شروع کردی۔مقامی لوگوں (مسلمانوں) کے احتجاج پر یہ تعمیر روک دی گئی۔

چوتھے گواہ کا بیان:

سات سے آٹھ ماہ قبل،قادیانی اینٹیں اور گارا مٹی وغیرہ لے کر آئے اور مسلمانوں کے قبرستان میں غیر قانونی طور پر جنازگاہ کی تعمیر شروع کردی۔ہم نے گاؤں کے چودھری سے رابطہ کیا جو یہ معاملہ گورنمنٹ کے افسران تک لے گئے۔خون خرابے کا خدشہ افسران بالا کی مداخلت سے ٹل گیا۔قادیانیوں کو اس سرگرمی سے روک دیا گیا مگر اب تک تعمیر کا مواد (اینٹ سیمنٹ وغیرہ) وہیں پڑا ہے۔اس کو انھوں نے نہیں اُٹھایا۔جو لوگ پولیس تک پہنچے تھے،ان کے چہرے قادیانیوں نے یاد رکھے اور انھیں سنگین نتائج کی دھمکیاں بھی دیں۔یہی سبب ہے کہ ایک پورا خاندان تشدد کا نشانہ بنا۔اس کے سوا اور کوئی وجہ نہ تھی۔

پانچویں گواہ کا بیان:

قادیانی خود کہتے ہیں کہ ابھی مزید لوگوں کی باری آئے گی۔قبرستان میں نشان زد کیے گئے لوگوں پر ابھی مزید ظلم وتشدد ہوگا۔(ان کی) والدہ پر بھی تشدد کیا گیا جو ایک انتہائی قابل مذمت عمل ہے۔

ظلم کا شکار ہونے والے شخص شہزاد کا بیان:

شہزاد وہ پہلا شخص ہے جو قادیانیوں کے تشدد کا نشانہ بنا۔یہ گاؤں کا غریب آدمی ہے۔وہ قبرستان میں ہونے والی غیر قانونی تعمیر کے خلاف ہونے والے احتجاج کے موقع پر موجود تھا،چند دن قبل شہزاد اپنے بھائیوں اشفاق اور حیدر علی کی مدد کرنے گیا،انھیں قادیانیوں نے زدوکوب کیا تھا۔اس وقت بھی ان پر تشدد کیا جارہا تھا اور حد تو یہ کہ ان کی والدہ کو بھی مارا پیٹا جارہا تھا۔

شہزاد کا کہنا ہے کہ ہماری قادیانیوں سے کوئی مخاصمت نہیں نہ ہمیں ان سے کسی قسم کی کوئی پرخاش ہے۔میرا بھائی اپنی حجامت بنوانے کے لیے گھر سے نکلا تھا لیکن تھوڑی دیر بعد اس نے مجھے فون کر کے کہا کہ اُس پر قادیانیوں نے حملہ کر دیا ہے۔ہم تین بھائی (الطاف،شہباز،شہزاد) وہاں پہنچے ۔بعدازاں میرا بھائی نواز اور میری والدہ بھی جائے وقوعہ پر پہنچ گئے۔انھوں (مراد قادیانیوں) نے ہماری بات سنے بغیر مار پیٹ شروع کر دی۔وہ مجھے اپنے گھر کی طرف لے گئے اور تشدد کا نشانہ بنایا۔انھوں نے میری قمیص پھاڑ ڈالی،میرا دَم گھونٹنے کی کوشش کی اور میری کمر پر ڈنڈوں کی بارش کر دی۔

حیدر علی کہتا ہے:''میں اور میری والدہ حجام کی دکان پر تھے۔ہم لوگ آپس میں ہنس بول رہے تھے،ایک قادیانی نے ہمیں ہنستے ہوئے دیکھا تو پوچھنے لگا کہ تم اس لڑکے سے ہنسی مذاق کیوں کر رہے ہو؟ میں نے اسے جواباً کہا کہ اپنے کام سے کام رکھو۔اس نے مجھے گالی دی،دھکا دیا اور پھر مجھے پیٹنا شروع کر دیا۔حملہ آور تقریباً 25 لوگ تھے اور وہ ڈنڈوں اور لوہے کی سلاخوں سے لیس تھے۔''

شہباز (بڑا بھائی) کہتا ہے کہ جب اسے اس بات کی خبر ملی تو وہ اپنے بھائی کی مدد کے لیے گیا۔شہزاد بھی اس کے ہمراہ تھا۔میں نے پوچھا کہ کیا ہو رہا ہے۔تو پیچھے سے ایک قادیانی نے آواز لگا کر دوسروں کو بھی متوجہ کیا کہ یہی وہ شخص ہے جو قبرستان والے واقعے میں بھی موجود تھا۔میں وہیں کھڑا تھا کہ وہ میرے بھائی کو لے گئے۔مجھے سر کی پشت پر کسی نے ڈنڈے یا کلہاڑی سے ضرب لگائی اور پھر میں بے ہوش ہو گیا۔

الطاف کا کہنا ہے کہ:''پچیس سے تیس لوگ پوری تیاری کے ساتھ آئے تھے،انھوں نے میرے ہاتھ پر ضرب لگائی،میری ہڈی ٹوٹ گئی کیونکہ بعد میں،میں نے ڈاکٹر سے معائنہ کرایا تو مجھے معلوم ہوا،میرے پاس میڈیکل رپورٹ ہے،انھوں نے مجھے ٹھوکریں لگائیں،ڈنڈوں سے ضربیں لگائیں۔یہ ضربیں میرے سر اور پشت پر لگائی گئیں۔''

شہزاد نے اس بیان پر اضافہ کرتے ہوئے بتایا کہ جب میری والدہ کے علم میں آیا کہ قادیانی اس کے بچوں کو پیٹ رہے ہیں تو وہ میرے بڑے بھائی کے ہمراہ جائے وقوعہ پر پہنچیں۔قادیانیوں نے میرے بڑے بھائی کو پکڑ لیا اور ساتھ ہی والدہ کو تشدد کا نشانہ بنانے لگے جس کی تاب نہ لا کر والدہ بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔انھیں ڈنڈوں سے جسمانی ضربیں لگائی گئیں تھیں،وہ چھے سے سات گھنٹے بعد ہوش میں آئیں۔اپنا کام مکمل کرتے ہی وہ قادیانی وہاں سے بھاگ گئے۔

باب:21

جماعت احمدیہ کے منی لانڈرنگ کے قصے پانامہ پیپرز میں

جماعت احمدیہ کے منی لانڈرنگ کے قصے پانامہ پیپرز میں

یہ 2016ء کا واقعہ ہے۔ بین الاقوامی قانونی فرم موزیک فونیسکا (Mossack Fonseca) نے کئی ملین ایسے اہم کاغذات اور دستاویزات عام کیں، جس میں کئی بدعنوان افراد اور اداروں کی بدعنوانی کا کچا چٹھا تمام ثبوتوں کے ساتھ موجود تھا۔ ان سیاہ کرتوتوں میں جو افراد ملوث تھے ان میں حکومتوں کے سربراہان، تاجر مرد اور خواتین اور دنیا بھر میں پھیلی ہوئی انجمنیں اور ادارے اور تجارتی کمپنیاں، سبھی شامل تھے۔ جماعت احمدیہ کی بدعنوانیوں کو بھی ان دستاویزات میں دکھایا گیا۔

(بحوالہ: International Consortium of Investigative Journalists,=(ICIJ)2016)

یہ افشا کیے گئے ریکارڈ اور ڈیٹا کے حوالے سے سب سے بڑا افشائے راز کا معاملہ تھا، اور تفتیشی صحافیوں کے بین الاقوامی اشتراک والحاق (ICIJ) نے قریباً ایک سو میڈیا پارٹنرز کے تعاون سے ان دستاویزات کا تفصیلی جائزہ لیا۔ اس افشائے راز کو ''پانامہ پیپرز'' کا نام دیا گیا، کیونکہ بہت سی بیرون وطن کمپنیاں پانامہ کے مقام پر رجسٹرڈ تھیں۔ پانامہ ایک جنوب امریکی ملک ہے جہاں کے قوانین اِس امر کا تقاضا نہیں کرتے کہ سمندر پار کی حکومتوں سے اہم تفصیلات زیر بحث لائی جائیں یا اُن تک کسی دوسرے کو رسائی حاصل ہو۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بالفرض کوئی شخص انگلستان کی سرزمین پر کسی خاص کمپنی یا جائیداد پر قبضہ رکھتا ہے تو ان کی معلومات انگلستانی مقتدر اداروں سے بھی اِخفا میں رکھی جاسکتی ہیں۔

مذکورہ پانامہ پیپرز میں کوئی (140) ایک سو چالیس سیاست دانوں اور سرکاری ملازمین کی املاک کو ظاہر کیا گیا تھا۔ اور دو لاکھ سے زائد کمپنیاں اس میں عیاں کی گئی تھیں۔ جن افراد کو ملزمان کے دائرے میں لایا گیا اُن میں روسی تاجر لیونائڈ فیدون (Leonid Fedon) بھی تھا جس نے کنیزنگٹن (Kensington) میں ایک آف شور کمپنی کے ذریعے ۲۳ ملین پاؤنڈ کی جاگیر خریدی تھی اور یہی کام HSBC بینک کے سربراہ مائیکل جیوجیگن (Michael Geoghegan) اور قادیانی قیادت نے کیا تھا۔ اُس وقت کے برطانوی وزیر خارجہ فلپ ہیمنڈ (Philip Hammond) نے برطانوی دارالعوام میں یہ بیان دیا:

> *"…added greatly to the UK's understanding of the ever-more complex and contrived structures that are being developed to mask offshore tax evasion and economic crime"*
> (The Guardian, 2016).

''۔۔۔(اس حرکت نے) برطانیہ کے اہم اداروں میں یہ بات زیادہ شدت سے راسخ کی کہ وہ غیر ملکی کمپنیوں کے ذریعے ٹیکس چوری اور معاشی جرائم کی افزودگی میں معاون انتہائی پیچیدہ اور خفیہ طور طریقوں کو اچھے طریقے سے سمجھ سکیں کہ اُن کا طریق کار اور منہج کیا ہے۔'' (دی گارڈین، ۲۰۱۶ء)

برطانیہ کے سنجیدہ نوعیت کے دھوکہ دہی پر مبنی معاملات کی چھان بین کرنے والے دفتر نے چالیس سے زائد افراد کے گرد دائرہ تنگ کیا۔افشا کردہ دستاویزات میں کئی ایسی کمپنیوں کا سراغ ملا جن کا تعلق قادیانی جماعت سے تھا۔مندرجہ ذیل نقشے سے وہ تیرہ احمدی کمپنیاں اور اُن کا ڈھانچہ واضح ہو سکے گا کہ ICIJ کے ڈیٹا بیس سے اُن کی معلومات کے مطابق یہ کمپنیاں کن اثاثوں کی مالک تھیں۔دو احمدی کمپنیوں کی رجسٹریشن کی تفصیلات بھی دی گئیں جن کے مطابق ''سمٹ پراپرٹیز'' اور ''الحمد ہولڈنگز ایس اے'' بھی اس دائرے میں آتی ہیں۔تمام کی تمام کل تیرہ کمپنیوں کا تعلق ایک ہی ڈائریکٹر عبدالباقی ارشد کے حوالے سے آتا ہے۔مسٹر ارشد موجودہ احمدی رہنما مرزا مسرور احمد کے دست راست اور راز دان ہیں۔درج ذیل تفصیلات میں سابقہ قادیانی رہنما اکبر چودھری نے روشنی ڈالی ہے۔

عجیب بات یہ ہوئی کہ پانامہ پیپرز کے باوجود، قادیانی جماعت کی جانب زیادہ توجہ نہ دی گئی شاید اس کا سبب یہ رہا ہوگا کہ پانامہ لیکس میں زیادہ اہم بزنس کمیونٹی کے سرکردہ افراد اور شاہی خانوادوں سے وابستہ لوگوں اور سیاستدانوں کو قابل توجہ گردانا گیا۔



(Akber Choudhry, 2016)



ALHAMAD HOLDINGS S.A.

Company Number	379920
Status	Disuelto
Incorporation Date	23 May 2000 (almost 16 years ago)
Dissolution Date	27 May 2003
Company Type	SOCIEDAD ANONIMA
Jurisdiction	Panama
Registered Address	PROVINCIA PANAMÁ Panama
Agent Name	MOSSACK FONSECA & CO
Inactive Directors / Officers	EL PRESIDENTE, PUDIENDO TAMBIEN EJERCER ESE CARGO EL TESORERO O EL SECRETARIO EN LAS AUSENCIAS DEL PRESIDENTE O CUALQUIER PERSONA QUE LA JUNTA DIRECTIVA DESIGNE CON ESE OBJETO, representante GUIXOLEX INC, suscriptor MIRZA MASROOR AHMAD, presidente MIRZA MASROOR AHMAD, director MOSSACK FONSECA & CO, agent ROLIKA INC, suscriptor SYED KHALID AHMAD, secretario SYED KHALID AHMAD, director SYED QASIM AHMED, tesorero SYED QASIM AHMED, director
Registry Page	https://www.registro-publico.gob.pa/s...

SUMMIT PROPERTIES INC.

Company Number	296135
Status	Disuelto
Incorporation Date	20 December 1994 (over 21 years ago)
Dissolution Date	20 February 2001
Company Type	SOCIEDAD ANONIMA
Jurisdiction	Panama
Registered Address	PROVINCIA PANAMÁ Panama
Agent Name	MOSSACK FONSECA & CO
Inactive Directors / Officers	EL PRESIDENTE, PUDIENDO TAMBIEN EJERCER ESE CARGO EL TESORERO O EL SECRETARIO EN LAS AUSENCIAS DEL PRESIDENTE O CUALQUIER PERSONA QUE LA JUNTA DIRECTIVA DESIGNE CON ESE OBJETO, representante FRANCIS PEREZ, suscriptor LETICIA MONTOYA, suscriptor MIRZA MASROOR AHMAD, presidente MIRZA MASROOR AHMAD, director MOSSACK FONSECA & CO, agent SYED QAMAR SULEMAN AHMAD, tesorero SYED QAMAR SULEMAN AHMAD, director SYED QASIM AHMED, secretario SYED QASIM AHMED, director
Registry Page	https://www.registro-publico.gob.pa/s...

(Akbar Choudhry, 2016)

بہرحال وجہ جو بھی رہی ہو، سوال اب بھی یہی ٹھہرتا ہے کہ آخر ایک فلاحی تنظیم کیوں آف شور کمپنیوں میں جو کہ پانامہ جزائر میں واقع ہیں، اپنے اثاثے کیوں داخل کرے گی۔ یہ ازحد غیر معمولی امر ہے کہ ایک فلاحی تنظیم جو خیراتی و امدادی مقاصد سے اپنا تعارف کرائے، اُسے کیا ضرورت ہے کہ وہ اپنے سمندر پار اکاؤنٹس کھلواتی پھرے؟ یاد رہے کہ جماعت احمدیہ کے ذیلی ادارے حکومت برطانیہ سے کئی ملین پاؤنڈ خیراتی مد میں لیتے ہیں۔

مزید برآں احمدی تحریک کے کئی عطیات جمع کرنے کے طریقے مشکوک ٹھہرتے ہیں۔ اسلام میں ''زکوٰۃ'' سے مراد ایک خاص شرح ادائی ہے، جو مسلمانوں، اسلامی شریعت کے اصولوں کے مطابق جائیداد اور املاک کے خاص حصوں پر لاگو ہوتی ہے۔ اور پھر یہ امدادی اور فلاحی سرگرمیوں اور مذہبی مقاصد کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ یہ اسلام کا چوتھا ستون شمار ہوتی ہے۔ یعنی یہ مسلمان کے عقائد کا جزو لازم ہے۔ یہ زکوٰۃ کسی خیراتی ادارے، یا براہِ راست غریب غرباء، ضرورت مند اور مفلس لوگوں کو دی جاتی ہے۔

اب معاملہ یہ ہے کہ احمدی تحریک کا عطیات جمع کرنے کا نظام خاصا مشکوک ہے۔ احمدی

قیادت عطیات لینے کے عمل کو ''معاشی قربانی'' سے تعبیر کرتی ہے۔تاہم ایک سابق احمدی جناب اکبر چودھری نے اپنے دو مضامین (2013ء، 2016ء) میں اس حقیقت کی جانب توجہ دلائی ہے کہ احمدیوں پر یہ ''قربانی'' گویا ''زبردستی عطیات کی وصولی'' ہے۔یوں سمجھ لیجئے کہ یہ کسی گھرانے کے ہر کماؤ فرد کی سالانہ دس سے بیس فی صد کمائی کا جبری طور تک پر وصول کردہ حصہ ہوتا ہے۔مندرجہ ذیل اقتباسات سے یہ بات مزید واضح ہوجائے گی۔یہ اقتباسات، جس احمدی کتاب سے ماخوذ ہیں اس کا نام ہے:

"Introduction to Financial Sacrifice (2005)"

جسے انجمن احمدیہ (Ahmadiyya Organisation) نے مرتب کرکے ''تحریک جدید انجمن پاکستان'' نے پاکستان میں شائع کرائی۔احمدیہ جماعت نے ایک خاص اصطلاح متعارف کرائی جسے وہ ''مُوصی۔Musi'' کا نام دیتے ہیں، مراد یہ کہ کوئی ایسا شخص جو بہت ایماندار، مخلص اور کھرا ہو اور اور جماعت کے نام اپنی کمائی، دولت اور جائیداد سے متعلق وصیت کرے، بعد ازاں جماعت احمدیہ دعویٰ کرتی ہے کہ جماعت احمدیہ کے لیے چندہ/عطیہ دینے والا شخص ''مؤصیان'' میں شمار ہوگا۔ایسے افراد کو ایک اور خاص عہدے پر ''ترقی'' عطا کی جاتی ہے۔اور ایک انجمن موسوم بہ ''وصیت'' سے منسلک کردیا جاتا ہے۔جو کسی احمدی کے اپنی کمائی یا آمدنی کا دس فیصد جماعت کو عطیہ دینے کا انعام ہے۔جو شخص یہ رقم ادا کرنے میں سستی یا تامل کا مظاہرہ کرے اُس کے خلاف انضباطی کارروائی کی جاتی ہے۔

مُوصی کیا ہے؟

سابقہ قادیانی رہنما اکبر چودھری، موصی کی تفصیل یوں بیان کرتے ہیں۔وصیت ایک ایسا ادارہ ہے کو حکم الٰہی کے تحت وجود میں لایا گیا۔وصیت کو ادا کی جانے والی رقم کتنی ہوگی؟ یہ مسیح موعود نے طے کردیا تھا۔اور اب کوئی خلیفہ اس کو بدل ڈالنے کا مجاز نہیں ہے۔ایک بٹا دس کا مطلب ہمیشہ ایک بٹا دس ہی رہے گا۔چنانچہ کوئی شخص جو اپنی کمائی سے ایک بٹا دس دینے کا وعدہ کرے مگر بعد ازاں اس سے کم رقم ادا کرے، موصی کے منصب سے برطرف کردیا جاتا ہے۔یعنی اب وہ اس کا اہل نہیں

سمجھا جاتا۔موصی ہونے کی پہلی شرط ہی اخلاص ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اُسے تقویٰ ، پاکیزگی، اخلاقیات اور ہر خوبی میں نمایاں ہونا چاہیے۔اس طرح معاشی قربانی میں بھی اُسے صف اول ہی میں نظر آنا چاہیے۔اگر موصی اس معیار پر پورا نہیں اُترتا تو ہمیں اس پر یہ مہربانی کرنی چاہیے کہ اُسے اس منصب سے آزاد کردیں۔یہ منصب چھوڑ دینا اُس کے لیے بہت بہتر ہے۔بہ نسبت اس کے کہ وہ خدا سے باندھا ہوا عہد توڑ ڈالے۔'' (اکبر چودھری،2016ء،ص25)

اب ابہام یا اُلجھاؤ سے بچنے کے لیے یہ بات واضح کردی جائے کہ اسلام میں ایسا کوئی خاص عہدہ نہیں ہے جو اپنی آمدنی کا کچھ حصہ اللہ کی راہ میں دینے والے کے لیے مختص ہو۔دنیا بھر کے مسلمان اپنی کمائی کا اڑھائی فیصد حصہ زکوٰۃ میں دیتے ہیں جو بہ نسبت جماعت احمدیہ کے 10 یا 20 ٪ کے، بہت ہی کم رقم ہے۔اسلام میں کسی کے لیے بھی ''طبقہ اُمراء'' کا خاص درجہ ہرگز مختص نہیں کیا گیا، نہ کوئی مسلم انجمن یا ادارہ کسی کو اڑھائی فیصد سے زائد رقم کی ادائی پر ''اونچے درجے'' کی بشارت یا وعدہ دے سکتا ہے۔

یہ امر بھی قطعی غیر اسلامی ہے کہ جو لوگ زبردستی کے عطیات (چندے وغیرہ) نہیں دیتے انھیں اپنی ذمہ داریوں یا عہدوں سے جبریہ روکا جائے جیسا کہ احمدی انجمنوں کا معاملہ ہے۔(ثبوت کے طور پر درج ذیل احمدیوں کی معاشی قربانی کے حوالے سے موجود ہدایت نامے کا عکس اور احمدیہ ایسوسی ایشن ،یوکے کی جانب سے اپنے کارکنان کو جاری کردہ نوٹس کا عکس ملاحظہ ہو۔) بلکہ یوں دکھائی دیتا ہے کہ چندہ دینے والے کارکنان کو اونچے عہدوں اور دیگر مراعات سے بھی نوازا جاتا ہے۔اس کے برعکس، زکوٰۃ کا مذہبی فریضہ اپنے اندر ایک سب سے اہم صفت کا حامل ہے یعنی غرباء اور مفلسوں کی امداد، نہ کہ اپنے آپ کو نوازنا! اور پھر پانامہ جیسے بیرونی ممالک میں آف شور اکاؤنٹ کھول کر کاروبار کر کے ذاتی مفادات حاصل کرنا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

In the Name of Allah, Most Gracious, Ever Merciful.

Ahmadiyya Muslim Association UK

(Established 1914)

All Members of Majlis Amila UK

16th February 2010

Dear brother,

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

BLESSED INSTITUTION OF WASIYAT

I hope and pray that you and your family members are in the best of health.

We have recently received instructions from Hudhur Anwar (aba) that all Majlis Amila members and other office bearers in the UK Jama'ats should be Moosis. It is unfortunate that in spite of reminders some of our Amila members have not been able to join the blessed institution of Wasiyat. It is high time for such members to consider this matter seriously and try to earn the prayers of Hudhur Aqdas (aba) by becoming a Moosi in the very near future.

I would like to emphasize that the instructions from Hudhur Anwar (aba) clearly indicate that the non-Moosi office bearers should be replaced by Moosis. It has been further advised that the Chanda details of office bearers should be properly checked and the relevant members may be advised where the payments are not being made at the prescribed rate.

Kindly make sure that your obligatory Chandas are regularly paid and should be enhanced in case the contributions are being under paid.

Allah bless you.

Wasalam.

Yours Sincerely,

Rafiq Ahmed Hayat
AMIR UK

Head Office:
The London Mosque
16 Gressenhall Road
London SW18 5QL, UK
T:+44(0) 20 8874 5836
F:+44(0) 20 8874 4779

Registered Charity No. 299081

Administrative Office:
Baitul Futuh
181 London Road
Morden, Surrey, SM4 5PT
T:+44(0) 20 8687 7800
F:+44(0) 20 8687 7899

(Akber Choudhry, 2016)

جو احمدی بڑی رقوم نہیں ادا کرتے، وہ ''مقدس وصیت'' کے ادارے کے ساتھ تعلق سے محروم رہتے ہیں اور یہ صورت حال اس جماعت میں دو الگ الگ طبقات کی عکاسی کرتی نظر آتی ہے۔ چنانچہ انھی ابہامات اور دوغلے رویوں کے سبب کئی لوگ، بہ شمول ایچ اے والٹر (مصنف احمدیہ

موومنٹ) یہ اندازہ لگانے میں حق بجانب ہیں کہ جماعت احمدیہ ایک کلٹ (Cult) ہے۔مندرجہ ذیل لوگ انتخابات میں حصہ لینے یا کوئی اہم عہدہ سنبھالنے کے مجاز نہیں۔

(۱)۔وہ لوگ جو لازمی چندہ/عطیہ ادا نہیں کرتے۔

(۲)۔وہ لوگ جن کی عمر اٹھارہ برس سے کم ہے۔

(۳)۔وہ لوگ جنہیں جماعت کی جانب سے مطعون یا مذموم ٹھہرایا گیا ہو۔

(۴)۔وہ عہدے دار جنہیں کسی وجہ سے نظام جماعت نے (وقتی طور پر) معطل کر رکھا ہو۔

(الف)۔وہ نادہندگان جو انتخابات کی تاریخ کا اعلان ہونے کے بعد چندہ ادا کرتے ہیں، تاکہ انتخابات میں حصہ لینے کے اہل ہو سکیں، ایسے لوگوں کی سختی سے حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔

(ب): نئے احمدی انتخابات میں اُس وقت حصہ لینے کے اہل ہیں اگر اُن کو جماعت سے بیعت کیے ہوئے ایک برس ہو چکا ہو اور اگر وہ دیگر قواعد کی پابندی کریں۔

(ج): مندرجہ ذیل افراد نظام جماعت میں ہرگز کوئی منصب نہیں سنبھال سکتے۔

(ھ): مندرجہ بالا قواعد کی روشنی میں جو الیکشن میں حصہ نہ لے سکیں۔

(۶): وہ ''موصی'' جس کی وصیت ''صدر انجمن احمدیہ'' نے منسوخ کر دی ہو۔

(۷): وہ ''موصی'' جس کی رکنیت، انضباطی کارروائی کے نتیجے میں منسوخ کی گئی ہو۔

(اکبر چوہدری، ۲۰۱۶ء تحریکِ جدید انجمن ۲۰۰۵ء ص ۶۲،۶۱)

جب کوئی بھی مسلمان مقامی مسجد میں کوئی عہدہ سنبھال سکتا ہے کیوں کہ اسلام میں تمام مسلمانوں کا درجہ مساوی ہے۔حتیٰ کہ اسلام کے مقدس ترین مذہبی مقامات مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں کسی مسلمان کی آمد پر پابندی نہیں، نہ وہاں جانے کے لیے کوئی رقم ادا کرنا ضروری ہے۔

باب:22

جماعت احمدیہ، ایچ اے والٹر کی نظر میں

جماعت احمدیہ ایچ اے والٹر کی نظر میں

قادیانی جماعت کو کئی صاحب نظر افراد نے ایک کلٹ (Cult) کا درجہ دیا ہے، اس میں کئی موجودہ اور سابقہ قادیانی بھی ہیں۔ جماعتِ احمدیہ کے بانی اور اُن کے جانشینوں کے عقائد و نظریات اور مشکوک ذہنی، دماغی حالت بہت سارے غیر مسلم (بشمول ہندو، سکھ، عیسائی) مصنفین نے لکھا اور بیان کیا ہے۔ لیکن اس جماعت کے بارے میں بالکل ابتداء (1908) میں ایک عیسائی مصنف ہاورڈ آرنلڈ والٹر (H.A.Walter) نے اپنے مطالعے کا نچوڑ ''Ahmdiya Movement'' نامی کتاب میں پیش کیا۔ ایچ اے والٹر نے قادیانی جماعت کے اپنے لٹریچر ہی سے ان کے بنیادی عقائد کا جائزہ لیا۔ ایچ اے والٹر (H.A.Walter) جو کانگریگیشنل (Congregational) اسسٹنٹ منسٹر اور مصنف ہونے کی حیثیت سے معروف تھے۔ ینگ مین کرسچین ایسوسی ایشن (Young Men's Christian Association=YMCA) سے بہ طور اہل کار وابستہ رہے اور بعد ازاں اُس نے ہندوستان کا سفر اختیار کیا اور قادیانی جماعت پر ایک کتاب لکھی۔ مندرجہ ذیل صفحات میں ہم نے کئی اہم اقتباسات دیئے ہیں اور ایچ اے والٹر (H.A.Walter) کے بہت صائب تبصرے نقل کرتے ہوئے جائزہ پیش کرتے ہیں:

قادیانیت، ایک کلٹ (Cult):

قارئین کی سہولت کے لیے پچھلے ابواب میں قادیانیت کو حوالہ جات کے ذریعے ایک کلٹ (Cult) کی طرح کا گروہ ثابت کیا گیا ہے۔ جسے رابرٹ لفٹن (Robert Lifton) کی تھیوری پر بھی پرکھا گیا ہے۔ اس بارے میں والٹر لکھتے ہیں:

> *"I have found [it] to be largely possible [to refer to Ahamdis], since a survey of the literature of the movement in Arabic and Urdu, made with the help of my friend, Maulvi S. T. Ghaus, has convinced me that nearly everything of essential importance in the* ***development of the cult****"* (Walter, 1918, p. 7).

''اپنے عزیز دوست مولوی ایس ٹی غوث کی مدد سے عربی اور اردو میں دستیاب کتب کے مطالعے سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کسی بھی کلٹ (Cult) کی تشکیل میں جتنے بھی اہم عناصر کارفرما ہوتے ہیں۔وہ سب جماعت احمدیہ میں موجود ہیں'' (والٹر 1918ء)

والٹر (1918) نے اپنے مشاہدے کی بنیاد پر یہ بات کی کہ مسٹر احمد (مرزا قادیانی) نے مسلمانوں سے جداگانہ شناخت کا گروہ بنانے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان ہی ظاہر کیا تھا۔وہ یہ بھی تحریر کرتے ہیں کہ مسٹر احمد (مرزا قادیانی) اپنے قائدے سے متعلق دعووں میں بھی کسی ایک بیان پر قائم نہیں رہتا، اُس کے بیانات میں اُلجھاؤ اور ابہام ہے اور یہ بیان صرف اسلام کے خلاف ہی نہیں بلکہ عیسائیت کے خلاف بھی ہیں۔مسٹر والٹر رقمطراز ہیں:

> *"talking about the independent existence of Ahmadi group from Muslims became clear between 1889-1891 when Mr. Qadiani announced a divine revelation giving him the right to accept bai'at (i.e., homage paid to a king or to a religious leader) from a disciple……it was not until 1891, however, that Ahmad [Mr. Qadiani] made the declaration which caused a sharp line of demarcation to be drawn between himself and the larger world of Islam. He then announced that he was both the promised Messiah and the Mahdi expected by Muslims… ...from that time forward his life was involved in bitter controversy with orthodox* ***Muhammadans [Muslims], Arya Samaj [Hindus] leaders and Christians****"* (Walter, 1918, p. 6).

''احمدیوں (قادیانیوں) کی مسلمانوں سے علیحدہ شناخت اُس وقت بالکل واضح ہوگئی جب ۹۔۱۸۸۹ء کے دوران مسٹر احمد (مرزا قادیانی) نے یہ اعلان کیا کہ ایک وحی کے ذریعے انھیں بیعت لینے کا حق تفویض کر دیا گیا ہے اب وہ اپنے کسی بھی پیروکار سے بیعت لینے کے مجاز ہیں۔تاہم یہ بات ۱۸۹۱ء کی ہے جب مسٹر احمد (مرزا قادیانی) نے وہ قدم اٹھایا جس سے اُن کے اور دنیائے اسلام کے درمیان فرق اور امتیاز کی لکیر واضح ہوگئی۔مسٹر احمد (مرزا قادیانی) نے اعلان کیا کہ وہ مسیح موعود ہیں اور وہی مہدی آخرالزمانی بھی ہیں۔جس کا مسلمان انتظار کر رہے ہیں۔۔۔۔۔اُس لمحے سے لے کر اب

تک اس گروہ کی مسلمانوں کے ساتھ واضح کشاکش چلی آتی ہے اور اس میں محمڈنز (مراد مسلمان) آریا سماج (مراد ہندو) رہ نما اور عیسائی شامل ہیں۔'' (والٹر 1918ء ص6)

قادیانیوں کا اپنی تعداد کے بارے میں جھوٹ:

والٹر نے مرزا قادیانی کے اس بیان کا بھی حوالہ دیا ہے جہاں وہ کہتے ہیں کہ وہی مسیح موعود ہیں جو حضرت عیسیٰ کی روح اور خصائص لے کر نمودار ہوئے ہیں مزید برآں والٹر احمدی تحریک کی وہ فہرست فراہم کرتے ہیں جہاں مرزا قادیانی نے اپنے پیروکاروں کی تعداد ظاہر کرنے میں غلط بیانی اور مبالغے سے کام لیا ہے۔

ڈاکٹر گرس ولڈ (Griswold) نے 1902ء میں اپنے ایک پمفلٹ (مرزا غلام احمد: قادیان کا مہدی مسیحا) میں لکھا کہ اُن کی رائے میں:

> *"50,000 would be a liberal estimate of the numerical strength of the Ahmadiya Movement at that time. Allowing for a considerable increase in the six years that have since elapsed, it is safe to say that at the very most there are not more than 70,000 followers of Mirza Ghulam Ahmad at the present time"* (Walter, 1918, p. 132).

''ایک بڑے مناسب اور کھلے ڈلے اندازے کے مطابق بھی اُس وقت احمدیوں کی تعداد پچاس ہزار نفوس پر مشتمل ہوگی، اگر ہم بعد کے چھ برسوں میں اس تعداد میں اضافہ بھی شامل کر لیں تب بھی یہ تعداد زیادہ سے زیادہ ستر ہزار پیروکاروں پر مشتمل ہوگی''۔ (والٹر 1918ء ص132)

یہ بیانات مسٹر احمد (مرزا قادیانی) کے اُس دعوے سے متصادم نظر آتے ہیں جو انھوں نے آٹھ برس قبل کیا تھا کہ ان کے پیروکاروں کی تعداد چار لاکھ افراد تک جا پہنچے گی۔ ظاہر ہے کہ یہ تعداد جناب گرس ولڈ کی تحقیق سے سات گنا زیادہ ہے!

یہ مبالغہ آمیز دعوے، کئی سالوں سے جماعت احمدیہ کے قادیانی گروپ نے لندن میں مقیم رہ کر بھی پیش کیے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے اعداد و شمار بڑھا چڑھا کر پیش کرنے میں ان کا فائدہ ہے۔ اس تعداد کے ذریعے وہ سیاسی ثمرات پانا چاہتے ہیں اور اپنی جماعت کے لیے لوگوں کی نظر میں اعتبار و یقین اور اس کے وجود کا قانونی جواز پیدا کرنے کے خواہش مند ہیں۔

قادیانیوں کی تعداد سے متعلق مندرجہ ذیل جدول ملاحظہ کیجئے۔

سال	قادیانی ارکان کی اصل کے لگ بھگ تعداد	ذرائع
۱۸۹۶ء	۳۱۳ افراد	ایچ اے والٹر کی تصنیف ''احمدیہ موومنٹ''
۱۹۰۱ء	۱۳۱، ۱۳ افراد	ہندوستان میں مردم شماری رپورٹ ۱۹۰۱ء
۱۹۰۱ء	۱۲۰۰۰ افراد	قادیانی رسالہ:Review of Religions، جلد پندرہ، ص457
۱۹۰۴ء	دولاکھ سے چارلاکھ کے درمیان	قادیانی رسالہ:Review of Religions، جلد پندرہ ص47
۱۹۱۱ء	۱۸،۲۹۵	حکومت ہند کی مردم شماری، (پنجاب جلد چہاردہم، حصہ دوم) تمام ہندوستان کی مردم شماری رپورٹ وہی رہی لیکن پنجاب رپورٹ سے اصل تعداد کا سراغ ملتا ہے
۱۹۱۲ء	۵۰،۰۰۰	ایچ اے والٹر (H.A. Walter) کی تصنیف ''احمدیہ موومنٹ''

قادیانی اور لاہوری گروپ کا قیام:

والٹر اپنا یہ مشاہدہ بھی پیش کرتے ہیں کہ قادیانی جماعت کے بانی کی وفات (۱۹۰۸ء) کے بعد اس جماعت میں سخت ابتلا پیدا ہوگیا۔ قادیانیوں کے مزید گروہ درگروہ بنتے چلے گئے جن کا ذکر اس سے قبل آچکا ہے۔ ان میں لاہوری گروپ شامل ہے جس کا سربراہ مولوی محمد علی تھا جو مرزا قادیانی کا اولین جانشین تھا۔ پھر قادیانی گروپ ہے جس کی سرکردگی مرزا بشیر الدین محمود احمد کر رہا تھا۔ جسے نور الدین کی وفات کے بعد زبردستی دوسرا جانشین مقرر کیا گیا۔ قادیانی جماعت میں اس تعیناتی پر ہمیشہ شبہات پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ قادیانی اور لاہور گروپوں کی تقسیم کی شکل میں نکلا۔ یہ جماعت اب تقسیم در تقسیم کے مراحل سے گزرتے ہوئے تقریباً 12 گروپوں میں تقسیم ہوچکی ہے۔

مندرجہ بالا دونوں گروہوں میں واضح فرق تھا جو مرزا قادیانی کے دعووں کے برعکس نظر آیا۔ والٹر کا اس ضمن میں کہنا ہے:

"The Qadian party, as we may now call it, held that he [Mr. Qadiani] must be considered one of the prophets (nabi), in

spite of the fact that orthodox Islam believes that Muhammad was "the last of the prophets and the seal of the prophets." Further, they declared that since only those are true Muslims who believe in the prophets of God, those who do not so accept Mirza Ghulam Ahmad are "kafirs" (unbelievers), with whom no true believer may worship, no matter how many other points of belief they may share with Muslims. On the other hand, the seceding party [Lahore (Lahori)es] held that the "Promised Messiah [Mr. Qadiani] made no such outstanding claim for himself, and they are unwilling to call non-Ahmadi Muslims kafirs" (Walter, 1918 p. 115).

ترجمہ۔''قادیان پارٹی (قادیانی گروہ) جیسا کہ اب ہم اس کو پکارتے ہیں۔کا دعویٰ تھا کہ اُسے (مرزا قادیانی کو) نبی تسلیم کیا جائے، حالانکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ محمد آخری نبی اور خاتم النبیین تھے مزید براں، قادیانی گروہ نے یہ بھی بیان دیا کہ چوں کہ اصل مسلمان تمام انبیاء پر ایمان لاتا ہے اور چوں کہ غلام احمد قادیانی بھی ایک نبی ہے تو جو لوگ اُس کی نبوت پر ایمان نہیں لاتے وہ کافر ہیں، خواہ ان کے اور مسلمانوں کے بیچ کتنی ہی چیزیں مشترک کیوں نہ ہوں۔دوسری طرف علیحدگی اختیار کرنے والا گروہ یعنی لاہوری گروپ یہ کہتا تھا کہ ''مسیح موعود'' (مرزا قادیانی) نے اپنے بارے میں ایسا کوئی بیان ہی نہیں دیا اور وہ اسی بنیاد پر مسلمانوں کو کافر کہنے سے گریز کرتے ہیں۔'' (والٹر 1918ء ص115)

ایچ اے والٹر کا مزید کہنا ہے:

"In general, the Lahore Party minimize the difference between the Ahrnadiya community and orthodox Islam, whereas the Qadian party regard the points of difference as of fundamental importance. This is evident in many ways. The Qadian party still insist on the importance of Mirza Ghulam Ahmad's prohibition of true Ahmadis from following non-Ahmadi imams in their prayers, attending non-Ahmadi funeral services, and giving the hands of their daughters to non-Ahmadi men, although their sons are permitted to marry non-Ahmadi girls.

The Lahore party believe that these prohibitions were only necessary in the early days of the movement and had but a temporary significance". (Walter, 1918, p.115).

ترجمہ:۔''عام طور پر لاہور پارٹی ،(لاہوری گروپ) کا رجحان یہ ہے کہ وہ جماعت احمدیہ اور عام مسلمانوں کے بیچ زیادہ فرق کے قائل نہیں ہیں۔ جب کہ قادیان پارٹی (قادیانی گروپ) بنیادی فرق کو بہت اہمیت دیتا ہے یہ فرق بہت ساری صورتوں میں بالکل واضح ہے۔ قادیانی گروہ کا اب بھی اس امر پر اصرار ہے کہ مرزا غلام احمد نے احمدیوں کو مسلمانوں کے امام کی اقتدا میں نماز ادا کرنے سے منع کیا ہوا ہے، نیز غیر احمدیوں کے جنازوں میں شرکت سے بھی منع کر رکھا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اپنی بیٹیوں کی شادیاں مسلمانوں کے ہاں نہیں کرتے۔ اگرچہ احمدیوں کے بیٹے مسلمان لڑکیوں سے نکاح کر سکتے ہیں (اس کی ممانعت نہیں ہے) لاہوری گروپ اس بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتا ہے کہ جماعت کے قیام کے ابتدائی زمانے میں یہ پابندیاں اہم تھیں، مگر اب اہم نہیں رہیں۔'' (والٹر، 1918 صفحہ 115)

پچھلے صفحات میں کافی حد تک یہ بات وضاحت کے ساتھ آئی ہے کہ مرزا قادیانی کسی مسلمہ جامعہ سے فارغ التحصیل اور سند یافتہ نہیں تھا۔ اور اُس کا علم کافی حد تک سطحی تھا۔ اور بقول عکرمہ نجمی کے مرزا صاحب نے سینکڑوں تحریریں ''مقالاتِ حریری'' سے چرائی تھیں۔ والٹر یہ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا دیگر مذاہب کا مطالعہ سطحی سا تھا اور وہ عالمانہ علم اور مطالعے کا حامل نہیں تھا۔

اس ضمن میں والٹر کا کہنا ہے:

"The pity was, and is, that with his learning and his cleverness in controversy there was not associated an honest and discriminating judgment, a passion for truth stretching beyond the sole confines of the Islam of his conception, and an irenic spirit which could disagree and dispute with others without becoming angrily uncharitable and unfair. ***Because of these weaknesses he cannot be considered seriously as a scholar in any field"*** (Walter, 1918, p. 10).

ترجمہ:۔''یہ امر قابل افسوس تھا اور ہے کہ ایسے علم اور تنازعوں میں اتنی ہوشیاری رکھنے کے باوجود اُس کا تجزیہ اور قوت فیصلہ ایمان داری پر مبنی نہ تھا۔ نہ اُس میں سچ تک رسائی پانے کا وہ جذبہ تھا جو اُس کے اپنے طے کردہ دائرہ اسلام سے پرے بھی دیکھ پاتا۔ نہ ہی وہ شخص ایسی صلح جو طبیعت کا مالک تھا کہ دوسروں سے اختلاف رائے یا مناقشہ کرتے ہوئے اپنے غیظ وغضب کو ایک جانب رکھتا اور دوسروں سے غیر مروتی یا بے انصافی کا طرز عمل روا نہ رکھتا۔ اپنی انھی کمزوریوں کی بناء پر اسے کسی بھی میدان میں سنجیدہ قسم کا عالم بالکل نہیں سمجھا جا سکتا'' (والٹر 1918ء ص10)

ہم پہلے بھی اس بات کا تذکرہ کر چکے ہیں کہ مرزا قادیانی کو اُس کی بعض عجیب وغریب حرکات کی بنا پر لوگ اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے اس بات کو والٹر کے بیان سے بھی تقویت ملتی ہے جس کا یہ کہنا ہے کہ مرزا قادیانی کی بعض عادتیں بہت مخبوط الحواس ہونے کی دلیل تھیں۔ بشمول ''مٹی کے ڈھیلے کھانے کی عادت'' یا پھر ''رات کو سوتے وقت ایک جوتا اتار دینا اور ایک یونہی پہن کر سو جانا'' وغیرہ (والٹر 1918ء ص10)

مرزا قادیانی کا ذہنی اختلال:

والٹر مزید لکھتے ہیں:

> *"It is difficult for one who knows Ahmad [Mr. Qadiani] only through his writings to appraise his character……Some have believed that one who could sincerely make such stupendous claims must have been mentally affected".* (Walter, 1918, p.18).

''کسی ایسے شخص کے لیے جو مرزا غلام احمد کو صرف اس کی تحریروں کے ذریعے جانتا ہو۔ اُس کے کردار کو سمجھنا مشکل ہے۔ چند ایک کا تو خیال ہے کہ جس قسم کے بلند و بانگ دعوے (بڑھکیں مارنا) وہ کیا کرتا تھا۔ وہ ضرور اُس کے اختلال ذہنی کا شکار ہونے کی علامات ہیں۔'' (والٹر 1918ء ص18)

مرزا قادیانی ایک مخبوط الحواس شخص:

والٹر آگے چل کر ہمیں ایک عیسائی اُستاد ڈینیئل (Daniel) کے قول سے بھی آگاہ

کرتے ہیں۔ مذکورہ استاد نے قادیان میں مرزا قادیانی سے ملاقات کی اور اُس کا تجزیہ یہ تھا کہ اس شخص کی ذہنی حالت مشکوک تھی۔ ڈینئیل نے مرزا قادیانی سے دریافت کیا کہ کیا اُس کو دماغی بیماری یا دماغی دوروں کا کبھی سامنا کرنا پڑا اور کیا ''وحی والہام'' کا سلسلہ دماغی دوروں سے قبل بھی موجود تھا؟

دوسرے اہم مصنف ڈاکٹر گرس ولڈ (1902ء) کا تعلق لاہور سے تھا وہ اپنے پمفلٹ، ''مرزا غلام احمد'' قادیان کا مہدی مسیحا'' میں رقم طراز ہے کہ مرزا قادیانی کو اپنے متعلق غلط گمان ہیں۔ اُس نے یہ بات زور دے کر کہی:

> *"The opinions on this point concerning him may be summed up under three judgments: (1) that he is a conscious deceiver, (2) that he is insane, (3) that he is self-deluded"* (Griswold,1902; Walter, 1918, p. 21).

''اس کے (یعنی مرزا قادیانی) کے بارے میں جتنی بھی باتیں ہیں ان سبھی سے تین اہم نتائج کا استخراج ہوتا ہے ① یہ شخص جانتے بوجھتے دھوکہ دہی کرتا ہے ② یہ شخص پاگل ہے ③، یہ مخبوط الحواس ہے۔ (گرس ولڈ، 1902ء والٹر 1918ء ص 21)

مرزا قادیانی کی دھوکہ دہی:

مرزا قادیانی، لوگوں کو اپنی نام نہاد روحانیت پر قائل کرنے کے لیے دھوکہ دہی میں کوئی عیب نہ سمجھتا تھا۔ والٹر کی تحریروں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنے دشمنوں کو (جن میں عیسائی بھی شامل ہیں) مناظروں پر اکساتا تھا۔ اور اُس کا یہ اعتقاد تھا کہ اس طریقے سے خدا اُس کے دشمنوں کو جو اُس سے اختلاف رائے کیا کرتے تھے نیست و نابود کر دے گا۔ لوگ اس کے نام نہاد مباہلوں (Prayer duels) میں شامل نہ ہوتے کیونکہ اس احمقانہ طرز عمل سے ہر کوئی بچنا چاہتا تھا۔ تاہم مرزا قادیانی ایسے لوگوں کو بزدل کا لقب عطا کرتا جو اس کے مباہلے میں نہ آتے، جیسا کہ والٹر کا کہنا ہے:

> *"Probably no one sentence could better illustrate his fundamental inability to conceive of the true nature and spirit of Christianity than the above, giving expression to his amazement that Christians should be unwilling to pray for his destruction, and attributing their unwillingness to do so*

to fear of the consequences likely to fall on their own heads" (Walter, 1918, p44).

ترجمہ:۔''شاید کوئی جملہ بھی اتنی جامعیت سے مرزا قادیانی کی عیسائیت سے متعلق جہالت اور لاعلمی کو بیان نہ کر پائے جتنا مندرجہ بالا واقعہ ظاہر کرتا ہے جہاں مرزا قادیانی اس امر پر حیرت کا اظہار کرتا ہے کہ عیسائی اُس کی تباہی و بربادی کے لیے بددعا نہیں کرنا چاہتے اور ان کے بددعا سے انکار کو وہ ان کے اس خوف پر محمول کرتا ہے کہ وہ خدا کے عتاب سے خوف زدہ ہیں جو مرزا قادیانی پر بددعا کی صورت میں خدا ان کے سر پر برساتا۔''(والٹر 1918ء ص44)

حیرت کی بات ہے کہ تمام انبیاء اور پیغمبران ایک ہی شخصیت اور کردار کے مالک تھے۔مگر والٹر ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے کئی شخصیات ہونے کا دعویٰ کر رکھا تھا اور اُس کے لیے یہ طے کرنا بھی مشکل تھا کہ درحقیقت وہ ان سب ہستیوں میں سے کون سی ہستی تھا۔جس کے معنی یہ ہوئے کہ اُس کو سنجیدہ حیثیت دینا از حد ناممکن تھا اور نہ اس کا گزشتہ پیغمبران کے مقدس سلسلے سے کچھ لینا دینا تھا۔ والٹر لکھتے ہیں کہ:

"Muslim believes that among the signs of the approach of the last day will be the simultaneous appearance of the promised Messiah and the expected Mahdi, generally taken to be two quite distinct personalities with different offices to perform. Mirza Ghulam Ahmad [Qadiani] claimed to fulfil in himself various Muslim prophecies pertaining both to the Messiah and the Mahdi, and, in addition, to be the fulfilment of Christian and Jewish eschatological hopes" (Walter, 1918, p. 18).

ترجمہ:۔''مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے آس پاس عیسیٰؑ اور امام مہدی کا ظہور ہوگا۔یہ دونوں ہی سرکردہ شخصیات ہیں اور دونوں ہی کے ذمے خاص فرائض ہیں جو وہ سرانجام دیں گے۔مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے طور پر ان دونوں شخصیات کے خصائص اپنی ذات سے منسوب کرنا شروع کر دیئے اور اضافے کے طور پر عیسائی اور یہودیوں کی امیدوں کی تکمیل کا دعویٰ بھی کیا۔'' (والٹر 1918ء ص18)

مرزا قادیانی کا عیسائیت پر حملہ:

والٹر اپنی تصنیف میں یہ بھی بتاتے ہیں کہ محض اسلام ہی نہیں بلکہ مرزا قادیانی نے عیسائیت کے حوالے سے بھی اپنا حق جتانا شروع کر دیا۔ ہرگز ممکن نہیں کہ یہ دو الہامی مذاہب غلط ہوں اور مرزا قادیانی حق پر ہوں۔

مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ میں نے اپنی پیشگوئی کے مطابق عیسائیوں کے اس عقیدے کو جھوٹا ثابت کر دیا ہے کہ نجات، عیسیٰؑ کی صلیب پر قربانی سے ممکن ہے۔ یوں مرزا قادیانی نے عیسائیوں کے اس عقیدے کو ہی سرے سے غلط قرار دے دیا کہ عیسیٰؑ نے صلیب پر اپنی جان قربان کر کے عیسائیوں کے گناہوں کا کفارہ دے کر ان کی نجات کا سامان کر دیا ہے بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو اپنا دشمن قرار دے کر اُن کو گالیاں اور بددعائیں دیں۔ ایچ اے والٹر نے مرزا قادیانی کے عیسیٰؑ پر برتری کے دعوے کو بیان کرتے ہوئے لکھا، بقول مرزا قادیانی:

> ..... *Ye Christian missionaries : say no more that Christ is your God, for there is one among you who is greater than Christ" [referring to himself as being the one who is greater than Christ]* (Review of Religions, Vol. 1, p. 251; Walter, 1918, p. 24)

> ''اے عیسائی مشنریو! اب تمہیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ عیسیٰ تمہارا خدا ہے کیوں کہ اب تمہارے درمیان وہ شخص موجود ہے جو عیسیٰؑ سے زیادہ عظیم ہے۔'' [اپنے آپ کو عیسیٰؑ سے عظیم بتاتے ہوئے کہا] (روحانی خزائن، جلد ۱۸۔ صفحہ۔ ۲۳۳ دافع البلا، صفحہ ۱۳)

> *" I wonder what peculiarities there are in the Son of Mary which make him a God. Do these consist in his miracles? But mine are greater than his. …. Almighty God has granted me … far better quality in clearness, force and truth, than the ambiguous predictions of Jesus.*
>
> *But I swear by the Lord . . . that the words expressing my dignity revealed from God … are far more weighty and glorious than the words of the Gospels relating to Jesus.* (Review of Religions for May, 1902, Vol. 1, p. 206; Walter, 1918, p. 26).

اردو کا اصل متن مندرجہ ذیل سطور میں دیا گیا ہے۔

''۔۔۔۔۔میں تمام دنیا سے زیادہ حیران ہوں کون سی کوئی خاص فضیلت مسیح ابن مریم میں تھی جس کی وجہ سے اُس کو خدا یا بنایا گیا۔کیا اس کے کوئی خاص معجزات تھے مگر میں دیکھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر یہاں معجزات ظاہر ہو رہے ہیں۔کیا اس کی پیشین گوئیاں اعلیٰ قسم کی تھیں مگر میں خلاف واقعہ کہوں گا۔اگر یہ اقرار نہ کروں کہ جو پیشین گوئیاں مجھے عطاء کی گئی ہیں وہ مسیح ابن مریم سے بہت بڑھ کر ہیں۔کیا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ انجیلوں میں مسیح ابن مریم کی شان میں اعلیٰ درجے کے لفظ ہیں جن سے اُن کو خدا ماننا پڑتا ہے مگر میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا دنیا و آخرت میں موجب لعنت ہے کہ وہ الفاظ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میری شان میں وارد ہوئے ہیں جن کی نسبت میں پھر قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ خالص خدا کے الفاظ ہیں نہ انجیلوں کی طرح محرف،مبدل،مغیر وہ ان الفاظ کی شان سے کہیں بڑھ کر ہیں جو مسیح ابن مریم کی نسبت پادری صاحبان انجیلوں میں دکھلاتے ہیں۔''

(ریویو آف ریلیجنز،مئی 1901ء، جلد 1 شمارہ نمبر 5 صفحہ 207)

وہ موصوف اپنے آپ کو عیسیٰؑ قرار دیتے ہیں گویا نصاریٰ جس عیسیٰؑ ابن مریم پر یقین رکھتے تھے وہ سچا نہیں تھا۔یا حقیقی نہیں تھا۔وہ اپنا تقابل حضرت عیسیٰؑ سے کرتا ہے۔جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ یہ تسلیم کرتا ہے کہ عیسیٰؑ،مرزا قادیانی سے الگ ایک جداگانہ تشخص رکھنے والی ہستی تھے،چناں چہ سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی وہی عیسیٰؑ نہیں ہو سکتے۔تو پھر وہ کون ہیں؟ مندرجہ ذیل اقتباس دیکھیے،جو مرزا کے ذہنی خلفشار کا عکاس ہے:

پہلے یہ دعویٰ کرنا کہ میں عیسیٰؑ ہوں،پھر یہ مان لینا کہ عیسیٰؑ ایک علیحدہ شخصیت ہیں۔پھر یہ بھی کہنا کہ اُس کی ذات میں عیسیٰؑ اور محمدؐ دونوں موجود ہیں۔والٹر اس ضمن میں لکھتے ہیں:

"we shall find him portraying a different and strangely inconsistent picture of Jesus, giving to him a character with which Ahmad would hardly desire to associate himself in the popular mind". (Walter, 1918, p. 28).

ترجمہ:۔''ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے ایک بالکل مختلف اور عجیب متلوّن تصویر حضرت عیسیٰ کے حوالے سے کھینچ رکھی ہے اور انھیں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو ایک ایسے (گھٹیا) کردار کا مالک دکھنے کی کوشش کی ہے۔جس طرح وہ (مرزا قادیانی) اپنے لیے کبھی بھی لوگوں کے سامنے پسند نہیں کرے گا۔''

(والٹر 1918،ص28)

کیا مرزا قادیانی بیک وقت عیسیٰ، محمد اور کرشنا تھا:

مرزا قادیانی نے بہ یک وقت محمد اور عیسیٰؑ بننے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ پہلی بار عوامی اجتماع میں یہ اعلان بھی کر ڈالا کہ وہ بروز (یعنی روحانی شبیہہ) یا ہندو اصطلاح میں اوتار ہیں کرشن کے۔انھوں نے یہ بات کہی کہ انھیں کرشنا کہہ کر مخاطب کیا جاتا رہا ہے اور یہ بات اس پر وحی کے نزول کے ابتدائی دنوں کی ہے۔والٹر نے مرزا قادیانی کے اوتار ہونے کے دعوے کو جماعت احمدیہ کے رسالے ''ریویو آف ریلیجز'' سے یوں نقل کیا ہے۔

''اُس نے (مراد خدائے تعالیٰ نے) ایک سے زائد مواقع پر مجھے مطلع کیا ہے کہ میں کرشنا ہوں ہندوؤں کے لیے اور مسیح ہوں عیسائیوں کے لیے اور محمد ہوں مسلمانوں کے لیے، جانتا ہوں کہ میری یہ بات سنتے ہی جاہل مسلمان پکار اٹھیں گے کہ ایک کافر (مراد کرشنا) کا روپ اور نام اپنانے سے میں مرتد اور زندیق ہو چکا،لیکن یہ تو مجھ پر خدا کی وحی تھی جس کا اعلان مجھے کرنا ہی تھا۔اور یہ پہلی بار میں اتنے بڑے عام مجمع میں اس بات کا اعلان کر رہا ہوں کہ اگر اللہ کی راہ میں کام کرتے ہو تو الزام اور دشنام سے خوف زدہ نہ ہو۔اب معاملہ یہ ہے کہ کرشنا کی ہستی اتنی عظیم ہے کہ اُس کے سامنے بڑی بڑی ہستیاں مثلاً رشی اور اوتار بھی ہیچ ہیں..... مجھے کرشنا سے محبت ہے کیوں کہ میں انہی کی شکل میں ظاہر ہوا ہوں.....روحانی زبان میں بات کی جائے تو کرشنا اور مسیح ایک ہی ہیں فردِ واحد ہیں فرق وہی ہے جو دو لوگوں کی زبان میں یا ہندو مسلمان کی اصطلاحات میں ہے۔''

(ریویو آف ریلیجز،جلد سوم،ص411،والٹر 1918ء ص51)

یہ بات اس سے قبل بھی کی جا چکی ہے کہ مرزا قادیانی کو اپنی ذات سے متعلق کئی گمان اور خوش فہمیاں تھیں اور وہ ''بلند بانگ دعوے'' کرنے کے عادی تھے۔ اُن کا فرمانا تھا کہ وہ بیک وقت مہدی، عیسیٰ، محمد، مسیح کرشن اوتار، گوتم بدھ اور گورونانک تھے۔ معلوم یہ ہوتا کہ وہ شناخت کے بحران کا شکار تھے اور خود بھی نہیں جانتے تھے کہ وہ درحقیقت کیا تھے! اُن کا اپنی ذات کے ادراک کا علم مبہم تھا اور انھوں نے اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی ابہام میں لا ڈالا!!

اس حوالے سے ایچ اے والٹر لکھتے ہیں:

> *"In 1891… the storm of opposition broke upon Ahmad [Mr. Qadiani] from orthodox Islam, the Arya Samaj [Hindus], and Christianity — the forces of the opposition being led, respectively, by Maulvi Muhammad Husain, Pandit Lekh Ram and Mr. Abdulla Atham"* (Walter, 1918, p. 131).

ترجمہ: ''1891ء میں مرزا قادیانی پر کئی سمتوں سے مخالفت کا طوفان ٹوٹ پڑا، اس طوفان میں اسلام آریا سماج (مراد ہندو) اور عیسائی شامل تھے۔ اس طوفان کی سرکردگی مسلمانوں کے حوالے سے مولوی محمد حسین، ہندوؤں کی جانب سے لیکھرام اور عیسائیت کی طرف سے مسٹر عبداللہ آتھم کر رہے تھے''

والٹر مزید لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا کہنا تھا:

> *"Praised be Allah, the Almighty, the Gracious, the Merciful, one worship able God, Sustainer of all; who through his kindness raised a prophet in these days like unto the prophets of old days, viz., ' AHMAD, [Mr. Qadiani]' the Promised Messiah, the Muhammad an Mehdi, the Krisna [Krishna], the latter day Reformer of Parsees, the Hope of all the nations of the day— Champion of Islam, Reformer of Christianity, Avatar of Hinduism, Buddha of East — blessed are they who believe in him, and take shelter under his peaceful banner, now held by his second successor, the promised son, His Hazrat 'Mahmud,' to whom all correspondence should be addressed on the subjects of : Existence and Unity of God, the divine message of the greatest of the Prophets, 'Muhammad' (on*

whom be peace and blessings), truth of Islam, Jesus' Tomb in Kashmir, Second Advent of the Messiah at Qadian, Ahmadiya Movement, etc" (Walter, 1918, p. 51).

ترجمہ:۔''تمام تعریفیں اُس ذات اعلیٰ کے لیے ہیں جو نہایت مہربان، رحم کرنے والی، بہت ہی فیاض اور قابل پرستش رب ہے، جو تمام لوگوں کا پالنے والا ہے۔جس نے اپنی مہربانی سے ایک ایسا نبی تخلیق کیا اور اُتارا جو پرانے انبیاء ہی کی طرح ہے۔جس کا نام احمد (مراد مرزا قادیانی بہ خود) ہے۔ وہ مسیح موعود ہے، محمد اور مہدی ہے کرشنا ہے، پارسیوں کا آخر الزمانی مصلح ہے۔اقوام عالم کی امید ہے۔اسلام کا بطل جلیل ہے، عیسائیت کا اصلاح کنندہ ہے، ہندومت کا اوتار ہے، مشرق کا گوتم بدھ ہے، وہ خوش قسمت ہیں جو اُس پر ایمان لائے اور اُس کے پرامن جھنڈے تلے پناہ تلاش کرتے ہیں اور اب یہ علم اُس کے دوسرے جانشین اور صاحبزادے، حضرت محمود کے ہاتھ میں ہے جن سے ہر طرح کے موضوعات پر رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔مثلاً خدا کا وجود، اس کے عظیم ترین پیغمبر محمدؐ کا الہامی پیغام، اُس کے دین کی صداقت کشمیر کی سرزمین پر عیسیٰ کا مزار، قادیان کے مقام پر مسیح کی دوبارہ آمد، احمدیہ جماعت وغیرہ''۔

(والٹر 1918ء ص 52-51)

مرزا قادیانی نے یہ جھوٹا دعویٰ بھی کیا تھا کہ گورونانک مسلمان تھے، جس پر سکھوں کی صفوں میں شدید رنج وغم پیدا ہوا اور انھوں نے اپنے غصے کا اظہار بھی کیا۔

مرزا قادیانی کا گرونانک کو مسلمان کہنا:

''مرزا قادیانی نے کئی وجوہات اور دلائل دیئے جس سے ثابت ہو سکے کہ گورونانک مسلمان تھے، پنجاب میں ڈیرہ بابا نانک کے مقام پر ایک چولا (چوغہ) لٹکا رہتا ہے جو اس حوالے سے معروف ہے کہ بابا گورونانک اور بعد ازاں پانچ گورو اُس کو یکے بعد دیگرے زیب تن کرتے رہے۔مرزا قادیانی کے بہ قول، یہ چولا معجزاتی طور پر الہامی پس منظر کا حامل تھا اور روایت سے پتہ چلتا تھا کہ اس پر

خدائے بزرگ و برتر نے تمام الہامی مذاہب کی تعلیمات اپنے ہاتھ سے لکھ رکھی تھیں۔کئی سو غلاف جو بعد میں آنے والے سکھ اس چولے پر چڑھاتے رہے، اُن کے سبب اس کی اصل تحریر پوشیدہ رہ گئی۔ لیکن ایک خاص انتظام کے تحت۔30 ستمبر 1895ء کو اُس سے اوپر والے تمام غلاف ہٹا دیئے گئے۔ تا کہ احمد (مرزا قادیانی) جس نے بہ طور خاص اس جگہ کی زیارت کی تھی۔مقدس تبرک کو بہ غور دیکھ سکے۔تب احمد (مرزا قادیانی) نے دیکھا کہ اوپر سے نیچے تک اس چوغے پر قرآنی آیات بالخصوص وہ جن میں دیگر مذاہب کے غلط عقائد کا ابطال کیا گیا تھا۔لکھی ہوئی تھیں''۔

اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بہ قول مرزا قادیانی:''نانک نے اس لیے یہ چولا زیب تن کر رکھا تھا کہ کسی کو اُن کے اصل مذہب کا علم نہ ہو سکے.....ان کے اصل دین کا علم کس طور ہو سکتا سوائے اس کے کہ انھوں نے جو چولا پہن رکھا تھا وہ کوئی مخلص ترین مسلمان ہی پہن سکتا تھا''۔

پروفیسر بشیر احمد نے''احمدیہ موومنٹ'' کے پیراگراف نمبر ۴۲ پر لکھا ہے کہ:

بہت جلد سکھوں اور احمدیوں کے مابین تناؤ کی صورتِ حال پھر پیدا ہو گئی کیوں کہ احمدیوں نے ایک ایسا بڑے حُجم کا اشتہار تیار کیا جس پر نمایاں لفظوں میں یہ عبارت لکھی گئی تھی''حضرت بابا نانک صاحب رَحمۃُ اللہ علیک کا دین دھرم''۔اور اس میں یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ گورو نانک مسلمان تھے''۔

(پروفیسر بشیر احمد، احمدیہ موومنٹ 1994ء، پیراگراف ۴۲)

اس''فرمان'' کے علاوہ مرزا قادیانی نے یہ بھی کہا کہ ہندوؤں کے عقائد اُن کی نظر میں کچھ مستحسن نہیں۔اصل الفاظ دیکھیے:

یہ اقتباس والٹر نے پیش کیا ہے:

''مرزا قادیانی نے اس بات کا بھی استہزاء کیا ہے یعنی ہندوؤں کے اس عقیدے کا کہ دریائے گنگا میں نہانے سے تمام گناہ دھل جاتے ہیں۔''

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

زیر نظر تصنیف کا مقصد جماعتِ احمدیہ کا بالعموم اور قادیانیت کا بالخصوص تفصیلی مطالعہ اور انگلستان و پاکستان کے تناظر میں اس کے مذہبی سماجی وسیاسی پہلوؤں کا تجزیہ کرنا تھا۔مذکورہ تصنیف نے اس امر کو بھی غور سے دیکھا کہ کیا ''جماعتِ احمدیہ'' حقیقتاً اسلام کی سچی تصویر پیش کرتی ہے،جیسا کہ جماعت احمدیہ اپنے بنیادی عقائد اور سیاسی وسماجی حرکات کے ذریعے دعویٰ کرتی ہے؟

مصنف نے جماعت احمدیہ کے بانی کے مختلف اقوال وبیانات کا جائزہ لیا نیز اُن کے جانشینوں کے بیانات واقوال کو بھی مدنظر رکھا کہ کیا واقعی یہ جماعت ''ریاست در ریاست'' اور ''قادیانی ریاست'' کی تشکیل کے ایجنڈے پر عمل پیرا ہے۔؟اس ضمن میں احمدی لٹریچر اور تعلیمات کا مطالعہ بھی قارئین کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔اس لٹریچر کا جائزہ بھی لیا گیا کہ احمدی/قادیانی قیادت نے کیونکر مسلمانوں کو غیر مسلم قرار دیتے ہوئے اپنے آپ کو مسلمانوں کے سوادِ اعظم سے علیحدہ کرلیا اور یہ کام دینا بھر میں ہوا بالخصوص پاکستان میں۔اس کے حقیقی مطالعے میں اس امر کا جائزہ بھی لیا گیا کہ ہندوستان (قبل از تقسیم برصغیر پاک وہند) میں جماعت احمدیہ کی جانب سے عیسائیوں،ہندوؤں،سکھوں اور مسلمانوں کا سماجی مقاطعہ کیا گیا۔یہ شواہد بھی ملے کہ پاکستان،انگلستان اور کئی دوسرے مغربی ممالک میں سابقہ قادیانی ارکان جماعت کو تشدد اور معاشرتی مقاطعہ کی اذیت سے گزرنا پڑا اور یہ اذیت انہیں قادیانی قیادت کی ہدایات پر دی جاتی رہی۔

مصنف نے قادیانی لٹریچر کا اُس جماعت کے آغاز کے دنوں سے مطالعہ کیا۔تمام جزئیات کو جانا اور ساتھ ہی ساتھ اس جماعت کی تشکیل کے وقت سے لکھی جانے والی تحریروں بالخصوص چند عیسائی اور مسلمان مصنفین اور بالخصوص مرزا قادیانی اور اُس کے جانشینوں کی ابتدائی تحریروں کا بھی جائزہ

لیا۔مصنف نے اپنے اخذ کردہ نتائج کو عیسائی اور مسلم ذرائع تحقیق سے بھی تقابل کی شکل میں جانچا تا کہ حتمأ یہ معلوم ہو سکے کہ جماعت احمدیہ کے بانی کے ان دعویٰ جات کی اصل حقیقت کیا تھی کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام اور محمد ﷺ ہی کا دوبارہ نزول ہے؟ان دعاوی کی تصدیق مرزا قادیانی کے بعد آنے والے اس کے جانشینوں نے بھی کی تھی کہ وہ یعنی مرزا قادیانی، مسیح اور محمد کا دوسرا روپ ہیں،ان دونوں سے برتر ہیں؟اور یہ کہ قادیانیت اصل اسلام ہے اور تمام غیر احمدی، کافر ہیں؟ یہ تمام تر مطالعہ اور تجزیہ مستند ذرائع سے کیا گیا۔غیر مصدقہ ذرائع سے رجوع نہیں کیا گیا،صرف اور صرف مصدقہ اور مستند حوالوں کو ہی قابل اعتنا سمجھا گیا تا کہ اس آخری باب میں حقائق کا لب لباب پیش کیا جائے تو وہ قطعی مبنی بر صداقت ہو۔

اس تحقیق کی ضرورت اس لیے پیش آئی تھی کہ جماعت احمدیہ کے درج ذیل دعویٰ جات کو جانچا پرکھا جا سکے:

۱) قادیانیت حقیقی اسلام ہے۔؟

۲) وہ لوگ جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی تسلیم نہیں کرتے،غیر مسلم ہیں؟

۳) حکومتی ایوانوں میں اپنی مظلومیت کا ڈھونگ رچایا اور حقوق انسانی اور مذہبی آزادی کے نام پر اپنے اوپر ہونے والے نام نہاد مظالم کا ڈرامہ کرنا اور اِکا دُکا چھوٹے واقعات کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنا تا کہ سرکاری ملازمین (Civil Servants)،عوام کی عدم معلومات کا فائدہ اُٹھا کر اُس سے اپنے مفادات کا تحفظ کرنا۔عوام وخواص کی قادیانی مسئلے سے عمومی لاعلمی کا پورا فائدہ اٹھایا جانا وغیرھم۔بہت تفصیلی جائزے،تجزیے اور معلومات وغیرہ اور اعداد وشمار اکٹھا کرنے کے بعد اس اہم سوال کا جواب ہم اس شکل میں حاصل کرتے ہیں:

قادیانیت ،قطعاً اسلام کا حصہ نہیں ہے،اور مرزا غلام احمد قادیانی (بانی جماعت احمدیہ) ہرگز مسیح یا محمد کی دوبارہ آمد یا دوسرا روپ نہیں ہے۔یہاں مصنف کو ڈاکٹر گرس ولڈ اور ایچ اے والٹر کے خیالات سے پورا پورا اتفاق ہے کہ مرزا قادیانی ذہنی اختلال کا شکار اور اپنے متعلق کسی زعم وگمان سے دوچار شخص تھا۔وہ نارمل شخصیت نہیں تھا۔

"The opinions on this point concerning him may be summed up under three judgments: (1) that he is a conscious deceiver, (2) that he is insane, (3) that he is self-deluded" (Griswold,1902; Walter, 1918, p. 21).

ترجمہ:۔''اس کے (یعنی مرزا قادیانی) کے بارے میں جتنی بھی باتیں ہیں ان سبھی سے تین اہم نتائج کا استخراج ہوتا ہے ① یہ شخص جانتے بوجھتے دھوکہ دہی کرتا ہے ② یہ شخص پاگل ہے ③، یہ مخبوط الحواس ہے۔ (گرس ولڈ، 1902ء والٹر 1918ء ص 21)

ہمیں مذکورہ کتاب کے مطالعے سے یہ علم بھی ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے عوام الناس کے دلوں، ذہنوں اور مطالعے میں شکوک وشبہات کے بیج بوئے اور عیسائیت، اسلام، ہندومت اور سکھ مت کے بانیوں سے متعلق بھی شکوک پیدا کیے۔مرزا قادیانی کے اس مخاصمت آمیز رویے نے مندرجہ بالا مذاہب کے پیروکاروں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے نفور و بیزاری پیدا کردی۔اس بحث کے بعد مصنف نے یہ بات بھی تفصیل سے بیان کی ہے کہ ''قادیانیت'' پہلے بھی سماجی وسیاسی کلٹ (Cult) تھی اور اب بھی ایسا ہی ہے۔یہ ایک کلٹ (Cult) ہے۔جو مذہبی سے زیادہ فردِ واحد کی غلامی پر اُستوار ہے اور یہ اپنے ارکان، سابق اراکین (یعنی وہ لوگ جو اب اس جماعت سے منحرف ہو چکے) اور عام لوگوں کے لیے ایک کلٹ (Cult) ہی کا تاثر پیش کرتی ہے، مذہبی جماعت کا نہیں۔اب ہم ان کے مختلف عقائد کو مختصراً اپنے قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

نبوت سے متعلق عقائد:

مذکورہ کتاب سے چند باتیں تو بالکل روزِ روشن کی مانند عیاں ہوجاتی ہیں۔جیسا کہ مرزا قادیانی نے بارہا کوششیں کی ہیں کہ۔

(۱) اسلام کے بنیادی عقیدے یعنی عقیدۂ ختم نبوت کو بدل ڈالے۔

(۲) خود کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوسرا روپ قرار دے اور اس نے اپنے متعلق یہ دعویٰ کیا کہ وہ تو حضرت عیسیٰ ابن مریم کی مانند ''روح اور قوت'' (Spirit and power) سے مسیحا ہے۔

گستاخی وتوہین مذاہب:

قرآن کی آیات جو پیغمبر اسلام پر نازل ہوئیں ان کو اپنے اوپر لاگو کر کے ''محمد اور رسول'' ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ مذکورہ کتاب کے مطالعے سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی مندرجہ ذیل امور سے متعلق گستاخی کا مرتکب ثابت ہوا ہے۔

۱) عیسائیت کی توہین:

ان معنوں میں کہ مرزا قادیانی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے آباؤ اجداد جسم فروشی کا دھندا کرتے تھے اور یہ کہ وہ خود عیسیٰ کی برتر شکل ہے۔

۲) اسلام کی توہین:

ان معنوں میں کہ اس نے کہا کہ وہ محمد کی برتر شکل ہے اور ان کی دوبارہ آمد کا ایک بہتر روپ ہے۔

۳) سکھ مذہب کی توہین:

ان معنوں میں کہ اس نے کہا کہ بابا گرونانک (سکھ مذہب کے بانی) درحقیقت مسلمان تھے۔ جبکہ سکھ اور مسلمان اپنے آپ کو علیحدہ علیحدہ مذہب کے پیروکار سمجھتے ہیں۔

۴) ہندومت کی توہین:

ان معنوں میں کہ مرزا قادیانی نے یہ دعویٰ کر دیا کہ وہ بذاتِ خود کرشنا (Krishna) ہے۔ جس کی ہندو پوجا کرتے ہیں۔

۵) بدھ مت کی توہین:

مرزا قادیانی نے بدھ مت کی توہین ان معنوں میں کی کہ وہ خود مہاتما بدھ ہے۔ جبکہ بدھ مت کے پیروکار ایک دوسرے مذہب کے راہنما کو اپنے لیے نہیں مانیں گے۔

۶)عمومی توہین:

اس سے یہ مراد ہے کہ اس نے دعویٰ کیا کہ جو لوگ اس کی نبوت پر یقین نہیں رکھتے ،وہ ''طوائفوں کی اولاد'' اور ''جنگلی خنزیر'' ہیں۔ چنانچہ اب یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ احمدی قیادت نے اپنے کلٹ کو ترقی دینے کے لیے روحانی اور سیاسی دونوں طور پر اپنا غلبہ جمانے کی کوشش کی۔

کون مسلمان ہے اور کون نہیں کے باب میں عقائد:

مذکورہ تصنیف میں باقاعدہ حوالوں سے یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ اسلام کی رو سے کون مسلمان ہے اور کون غیر مسلم؟ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اسلام کے نقطہ نظر سے ایک شخص کے مسلمان ہونے کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق ومعبود تسلیم کرے اور نبی کریم ﷺ کو اللہ کا آخری نبی تسلیم کرے۔تاہم مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ مسلمان ہونے کی اولین شرط یہ ہے کہ اس کو پیغمبر مانا جائے،اور جو لوگ اس کی نبوت پر ایمان نہیں لاتے وہ غیر مسلم ہیں۔

ایک سیاسی اور سماجی تحریک:

یہ کتاب شواہد کی مدد سے پوری تفصیل کے ساتھ ہمیں یہ بتلاتی ہے کہ احمدیت ایک سماجی اور سیاسی تحریک ہے جس کا قیام اسی غرض سے عمل میں لایا گیا تھا کہ مرزا قادیانی کے فریب پرور عقائد اور اُس کے مفادات کو پروان چڑھایا جاسکے۔

مزید برآں ،قادیانیت میں وہ تمام عوامل موجود ہیں جو کسی بھی کلٹ (Cult) میں پائے جاتے ہیں اور جو برطانیہ اور عالمی سطح پر کسی بھی کلٹ کے اندر عام ہیں۔ یہ شواہد واضح کردیتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے مرکزی دفاتر میں جو طریق کار رائج ہے وہ وہی ہے جو ایک ''ریاست در ریاست'' کا ہوتا ہے۔اور اس میں کسی ملک کی کوئی تخصیص نہیں۔مختلف مذاہب کے علماء کا نقطہ نظر،اتفاق رائے کے ساتھ یہی ٹھہرتا ہے کہ یہ جماعت خلط ملط قسم کے عقائد کا مجموعہ ہے جو عیسائیت،اسلام اور ہندومت کی مختلف تعلیمات کا غلط طریقے سے تیار کردہ ملغوبہ ہے۔خاص کر

یہ اسلام ہی کے مختلف عقائد اور القابات واسما کو اپنے مفاد کے لئے استعمال کرتی ہے۔ یہ خفیہ اور علانیہ ہر ممکن طریقے سے اپنی حکومت قائم کرنے کی تگ ودو میں رہتی ہے۔ اور پاکستان میں تو اس کی یہ کوشش زیادہ پرعزم نظر آتی ہے۔ چنانچہ شواہد کے ساتھ یہ بات پیش کی گئی ہے کہ مذہبی دھوکہ دہی کے علاوہ انہی ریاست مخالف سرگرمیوں کے سبب حکومت پاکستان نے اس جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور ملک کی اکثریتی آبادی (مسلمانوں) کے تحفظ کو یقینی بنایا۔

نقطہ نظر اور ردعمل کا معاملہ:

یہ عمیق مطالعہ اس بات کو بھی عیاں کرتا ہے کہ اسلام کی ابتدا ہی سے مسلمانوں نے کبھی عقیدہ ختم نبوت کے معاملے پر کسی قسم کی لچک یا سمجھوتہ نہیں کیا۔ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد صورت حال بعینہٖ چلی آ رہی ہے۔ مزید برآں حالیہ تاریخ میں تمام مسلم ممالک اور ان کی سرکردہ مذہبی تنظیموں نے قادیانی عقائد کو قطعی طور پر مسترد کر دیا ہے۔ اور اس جماعت کے عقائد کو اسلام کا حصہ ماننے سے انکار کیا ہے۔ ممتاز تنظیموں مثلاً اسلامی ممالک کی تنظیم برائے باہمی تعاون (OIC) رابطہ العالمی الاسلامی (WML) اور دارالافتا مصر، سبھی کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے تمام گروہوں میں سے کوئی ایک بھی اسلام کا حصہ نہیں ہے۔

تمام سربرآوردہ برطانوی مسلم تنظیمیں مثلاً مساجد اور ائمہ کا قومی مشاورتی بورڈ (MINAB) مسلم کونسل آف سکاٹ لینڈ (MCS)، مسلم کونسل آف برطانیہ (MCB)، برطانوی بورڈ برائے علماء (BBSI)، مسلم انگیجمنٹ اینڈ ڈویلپمنٹ (MEND) وغیرہ قادیانیوں کو اسلام کا حصہ تسلیم نہیں کرتے۔ جبکہ کچھ خاص وجوہات کی بنا پر برطانوی حکومتی ادارے اور میڈیا احمدیوں کے قادیانی گروہ کو مسلمانوں پر مسلط کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، اور یہ امر خاصی حد تک مسلمانوں کے لیے باعث تشویش ہے۔ اسلام چودہ سو برس سے زیادہ پرانا دین ہے، جس کے جامع عقائد، تعلیمات اور ضوابط حیات کا ایک کامل تشکیلی ڈھانچہ ہے اور جس کے اُصول وضوابط وقت کے ساتھ ساتھ تقویت پاتے چلے گئے ہیں۔ اس کے مقابل قادیانیت ہے جس کی کل تاریخ سو برس سے زیادہ نہیں اور جس کی اساس مرزا

غلام احمد قادیانی نے اُستوار کی ۔ پاکستان کی عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) اور پارلیمان نے یہ فیصلہ دے چکے کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔لیکن اس کے باوجود کچھ نام نہاد لبرلز اپنی کم علمی کی وجہ سے قادیانیوں کے معاملے کو صحیح طور پر نہیں سمجھ سکے لہٰذا بعض اوقات اُس کا دفاع کرتے نظر آتے ہیں اور پاکستان میں قادیانیوں سے متعلق آئینی وقانونی تبدیلیوں کو دنیا کے سامنے صحیح معنوں میں پیش نہیں کر پائے۔لہٰذا یہ کتاب اس ضمن میں مددگار ثابت ہوگی۔

یہ بحث کہ قادیانیت کی جڑیں کیونکر مضبوط ہوئیں:

مذکورہ کتاب کے مصنف اس امر کو بھی زیر بحث لائے ہیں کہ ریاستی اور غیر ریاستی کرداروں کی استعانت کے بغیر یہ تنظیم (جماعت احمدیہ) بالکل مؤثر نہ ہوسکتی تھی، اور نہ مذاہب کی صف میں یہ کھڑی ہوسکتی تھی۔اس کی بے جا حمایت واستعانت کا نتیجہ یہی نکلا کہ جماعت احمدیہ اور اس کی قیادت کو سیاسی وسماجی طور پر پذیرائی کا جواز فراہم ہوجائے،اور نتیجتاً دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے مابین منفی جذبات نے جنم لیا۔جن لوگوں نے جماعت احمدیہ کو خیر باد کہہ دیا تھا اس کا منفی اثر ان لوگوں پر بھی پڑا۔چنانچہ یہ تحقیقی دستاویز پیش کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ حکومتی اداروں کو اس امر کی جانب متوجہ کیا جائے کہ وہ عقائد کا اور بین المذاہب علم ضرور حاصل کریں تاکہ ایسے منفی ہتھکنڈوں کو خاموش کردینے والا جواب دینے کی حیثیت میں ہوں۔

مثال کے طور پر مرزا قادیانی کے تیسرے جانشین مرزا ناصر احمد کی پوتی ،نداء النصر کا کیس اور اسی نوعیت کے بہت سے دوسرے کیس جن میں منحرف قادیانیوں کا جماعت کی قیادت کی طرف سے ہدایات پر سماجی مقاطعہ کردیا گیا اور یا انہیں ظلم وتشدد کا نشانہ بنایا گیا مگر ایسے تمام لوگوں کو انصاف نہ مل سکا،ایسے افراد سے رابطہ کیا جانا چاہیے اور ان کے مسائل کا مداوا ہونا چاہیے۔

مختصر آگہی:

بہت سے غیر جانبدار،خودمختار مصنفین اور اداروں کے تحقیقی مضامین اور دستاویزات کا جائزہ نیز عالمی حالاتِ حاضرہ سے یہ علم ہوتا ہے کہ قادیانیت کا تشکیلی ڈھانچہ،اسلام کے تشکیلی ڈھانچے سے

قطعی مختلف ہے۔مندرجہ ذیل باتیں اس ضمن میں اہم ہیں:

۞ ۔سب سے اہم اور بنیادی فرق تو دونوں مذاہب کی تواریخ کا ہے۔اسلام ساتویں صدی میں ظہور پذیر ہوا جب کہ قادیانیت 19ویں صدی عیسوی کی پیداوار ہے۔دونوں کے بیچ قریباً 14 سو برس کا زمانی بُعد ہے۔دونوں کی شناخت کے پیرائے،تشکیلی سانچے،عقائد اور ختم نبوت کے ضمن میں عقیدے کا فرق اہم عناصر ہیں۔

۞ ۔مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ کہ ان کی ذات میں کئی ہستیوں کا اجتماع ہو گیا ہے اور وہ مجموعہ شخصیات ہیں۔

۞ ۔مرزا غلام احمد قادیانی پر بہ طور پیغمبر،رسول،عیسیٰ،محمد اور امام مہدی یقین نہ رکھنے کے سبب،جماعت احمدیہ 1.8 بلین مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے۔

اس تحقیق سے قارئین کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ قادیانیت پر مندرجہ ذیل پیرائے میں مزید بحث کی جاسکتی ہے:

۱) قادیانی کہتے ہیں کہ ''وہ صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ سچے مسلمان ہیں'' اور یہ پریشان کن دعویٰ اپنی کوئی ٹھوس بنیاد نہیں رکھتا۔

۲) قانونی جواز بالکل واضح ہے کہ ''قادیانی ہمیشہ سے اپنی الگ شناخت کے خواہش مند تھے۔'' وہ ایک غیر مسلم اقلیت ہیں اور ''مسلمان ہونے کی مہر ان پر نہیں لگائی جاسکتی۔'' ظہیر الدین بنام ریاست،سپریم کورٹ آف پاکستان کے کیس میں بھی یہی بات واضح تھی کہ قادیانی کسی بھی طرح اسلام کے مخصوص القابات اور شعائر کو اپنے مذہب (قادیانیت) کی تبلیغ کے لیے استعمال نہیں کر سکتے۔پاکستانی آئین اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے باب میں بہت حساس ہے اور ساتھ ہی ساتھ وہ یہ بھی لازم قرار دیتا ہی کہ اقلیتیں بشمول قادیانی،دستور پاکستان کا احترام اور اس کی پاسداری کریں۔

مذکورہ تصنیف نے قارئین کو کئی شواہد فراہم کر دیئے ہیں جن کی بنا پر وہ اپنے فیصلے کر سکتے ہیں۔ کھلے ذہن سے سوچنے والا کوئی بھی باضمیر قاری،یقیناً ان دستاویزات وشواہد کو سراہے گا۔

اسلام کی تاریخ چودہ سو برس قدیم ہے اور نبی اکرم ﷺ کی مبارک ہستی،اللہ کے آخری نبی کے منصب پر فائز ہیں آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔اگر اس واضح فرق کو

دُھندلا دیا گیا تو مسلمان اجنبی ہو کر رہ جائیں گے۔اور یہ نفرت پیدا کرنے کا باعث بنے گا، بالخصوص اگر انہیں اس طرف جبراً مائل کیا گیا کہ وہ قادیانیت کو اسلام کا حصہ مان لیں تو اس کے انتہائی تباہ کن نتائج برآمد ہوں گے۔

وہ لوگ جو مسلمانوں کو اس لیے ہدفِ ملامت ٹھہراتے ہیں کہ مسلمان اپنے دین کی سرحدوں کی حفاظت کے لیے اتنے حساس اور جذباتی کیوں ہیں؟ اس بارے میں مصنف کا نقطہ نظر یہ ہے کہ آپ کتاب میں زیر بحث لائے گئے مندرجہ ذیل نکات کا مطالعہ کریں، یہ مطالعہ آپ کو بلا شبہ اس قابل کر دے گا کہ:

۱) آپ کی آراء باخبر ذرائع و حوالہ جات سے تشکیل ہوں گی۔آپ لندن میں قیام پذیر جماعت احمدیہ کے قادیانی گروپ کی سرگرمیوں، پرتشدد عزائم، دیگر مذاہب کے لیے اہانت آمیز رویہ، اتہام تراشی، فتنہ انگیزی، تشدد و مخاصمت پر مائل ہتھکنڈوں، اقتدار کا لالچ، سیاسی و مذہبی و سماجی عزائم کو بہت احسن طریقے سے سمجھ پائیں گے۔

۲) دوسری بات یہ ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے اپنے مذہب کے بنیادی عقیدے کا تحفظ یعنی ''تحفظ عقیدہ ختم نبوت'' ہرگز ہرگز انتہا پسندی کے زمرے میں نہیں آتا۔قادیانی جان بوجھ کر تحفظ عقیدہ ختم نبوت کی کاوشوں کو مغربی حکومتوں کے سامنے ''انتہا پسندی'' کے زمرے میں ڈالنے کی بھونڈی کوشش کرتے ہیں۔

اس کتاب کے مطالعے سے ایسے تمام شکوک و ابہام زائل ہو جائیں گے جو قادیانیوں نے حکومتی اداروں اور عوام الناس کو کنفیوز اور گمراہ کرنے کی کوشش سے پیدا کیے ہیں۔

اور آخر میں مگر اہم ترین بات یہ کہ اس تصنیف کا ہرگز ہرگز یہ مقصد نہیں کہ کسی فردِ واحد یا ادارے کے خلاف نفرت یا اشتعال انگیزی کی ترغیب دی جائے۔یہ کتاب اس بات کو عیاں کر دیتی ہے کہ قادیانیت، قطعی اصل اسلام کی شکل نہیں ہے۔اگرچہ جماعت احمدیہ کے لٹریچر سے کچھ بہت ہی اذیت رساں اور بدمزہ کر دینے والی مثالیں یا اقتباسات ہمیں اس تصنیف میں پیش کرنے پڑے، تاہم ایسا کرنا ضروری تھا تاکہ اہم نتائج کا استخراج ہو سکے۔کیونکہ مبنی بر نفرت بیانات (Hate

Speech) یا انتہا پسندی کے جذبات نا قابل قبول ہیں اور بنیادی اسلامی و برطانوی اقدار سے متصادم بھی ہیں۔

مختصراً بحث کا ماحصل ادھورا ہوگا اگر ہم اس کتاب کے مطالعے کے بعد مندرجہ ذیل معاملات کو نہیں سلجھائیں گے۔

۱) قادیانی جماعت اور اس کی قیادت کی پیدا کردہ غلط فہمیوں، انتشار اور ابہام کے خاتمے میں مدد ملے گی۔اور قادیانیوں کو احساسِ تحفظ ملے گا۔

۲) اُن سابق قادیانیوں کی حالت بہتر بنانے میں مدد ملے گی، جنہیں سماجی مقاطعہ، تشدد، ہراساں کیے جانے کا سامنا ہے۔

۳) قادیانیوں کی جانب سے جاری قانون شکنی کے خاتمے میں مدد ملے گی۔

۴) قادیانیت کی طرف سے عقائد کو مزید مسخ ہونے میں رکاوٹ آئے گی۔

۵) مرزا قادیانی کی طرف سے دوسرے مذاہب کا اپنے اوپر لیبل لگا کر عیسیٰ ابن مریم، محمد، امام مہدی، کرشنا اور مہاتما بدھ ہونے کے دعویٰ جات کو ایک جھوٹ کے علاوہ اور کچھ نہیں سمجھنے میں مدد ملے گی۔

۶) معاشرے پر شخصیت پرستی کے حامل کلٹ (Cult) کے فروغ سے جو منفی اثرات جنم لیتے ہیں اُن کا مقابلہ آسان ہو جائے گا۔

مذاہب کی حد بندی اور قانون:

قادیانیوں کے پاس بلاشبہ یہ حق ہے کہ وہ اپنے آپ کو کسی مذہب کا پیروکار کہلوائیں لیکن وہ مذہب عیسائیت یا اسلام بہرحال نہیں ہوگا۔نہ ہونا چاہیے۔عیسائیت کے اپنے واضح اصول اور عقائد ہیں لہٰذا مرزا قادیانی کا عیسیٰ بن جانے کا دعویٰ اُس کے پیروکاروں کو عیسائی مذہب کے پیروکاروں کی فہرست میں شامل نہیں کر سکتا اور نہ ہونا چاہیے، اسی طرح اسلام کے عقائد و تعلیمات اور شعائر قطعی واضح ہیں اور روزِ روشن کی مانند عیاں ہیں اور اس کو از سرِ نو اس کے بنیادی مآخذات یعنی قرآن اور سنت سے

ہٹ کر ترتیب دینا ناممکن ہے۔ ان لوگوں (قادیانیوں کو پاکستان کی عدالت عالیہ (ہائی کورٹ)، عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) وفاقی شرعی عدالت اور پارلیمان نے غیر مسلم قرار دے دیا ہے۔ جبکہ اسی سرزمین پر ان کی تعداد پوری دنیا کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہے۔ چنانچہ عقل عامہ کا تقاضا ہے کہ قادیانی اپنی عقل و دانش سمیت تمام قوتوں کا استعمال اپنے اس انوکھے اور اچھوتے مذہب کے لیے وقف کر دیں جس نے برس ہا برس سے اسلام کے اندر جذب اور اس میں ضم ہونے کی کوششیں کی ہیں۔ گویا کہ مسلمانوں سے اُن کی شناخت چھیننے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ یہ ایسی حرکت ہے جو اتنی واضح ہے کہ عامۃ الناس کی نگاہوں سے نہ چوک سکتی ہے اور نہ وہ اس کو یکسر مسترد کرنے سے باز رہیں گے۔

عیسائیت اور یہودیت دونوں ہی کے پاس یہ اختیار ہے کہ وہ اپنے مذہب کی حد بندی کر سکیں، بدقسمتی سے اسلام کے معاملے میں ایسا کیوں نہیں ہے؟ کئی مغربی ملک میں مسلمانوں کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں۔ حق خودارادیت، اسلامی انجمنوں اور اداروں کے قیام کا حق کہ جہاں وہ بلا شرکت غیرے اور بنا روک ٹوک کے اپنی مذہبی تعلیمات کو عام کر سکیں، یہ راہ ان پر کیوں مسدود ہے؟ جبکہ باقی مذاہب کے لیے یہ راہ کھلی ہے۔ عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے، لیکن بدقسمتی سے برطانوی ذرائع ابلاغ اور کچھ اداروں نے اسے یوں پیش کیا ہے گویا ''ختم نبوت'' کوئی جماعت یا ادارہ ہے۔ اس عقیدے کو اتنی ہی توجہ کی نگاہ سے دیکھا جانا چاہیے جتنی توجہ سے اور اہمیت سے عقیدہ تثلیث کو عیسائیت میں دیکھا جاتا ہے۔ جو لوگ تثلیث کے قائل نہیں ہیں ان کو عیسائیت کے سوادِ اعظم سے الگ تھلگ سمجھا جاتا ہے اور حکومتی اداروں کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف بھی یہ کھلم کھلا تعصب اور تضاد مختلف طبقات پر منفی اثرات مرتب کر رہا ہے۔

اہم تجاویز:

مثال کے طور پر یورپ میں سائنٹولوجسٹس (Scientologists) کو بہ نظر استحسان نہیں دیکھا جاتا اور اسے کئی پابندیوں اور مناقشوں کا سامنا ہے۔ مزید یہ کہ جرمن حکومت Scientologists کو غیر آئینی کلٹ قرار دیتی ہے جبکہ فرانس میں صورتِ حال یہ ہے کہ اِسے خطرناک کلٹ قرار دیا جا چکا

ہے۔اسی طرح ویٹیکن کی ریاست میں کیتھولک مذہب کے سربراہ اور پیروکار مونیز (Moonies)، مورمنز (Mormons) اور جہو واز ویٹنسز (Jehovah's Witnesses) کو عیسائی سوادِ اعظم کا حصہ نہیں مانتے اور مغربی حکومتیں اس نقطہ نظر اور مذہبی فلسفے کی حمایت نہیں کرتی۔ چنانچہ جب مغربی حکومتیں قادیانیوں پر پابندی لگانے کے حوالے سے پاکستان کو تنقید کا نشانہ بنائیں تو پھر انہیں مندرجہ بالا کلیے ہی کا اطلاق کرنا چاہیے۔

برطانوی حکومتی اداروں کو بھی چاہیے کہ وہ سابق قادیانیوں کے اعتراضات، شکایات اور تحفظات پر کان دھریں اور جماعت احمدیہ کی سابقہ قادیانیوں کے خلاف نفرت آمیز، غیر اخلاقی اور غیر قانونی سرگرمیوں کا فوری نوٹس لیں۔حکومت برطانیہ کا اس حوالے سے کلیدی کردار ہے کہ وہ احمدی جماعت کی لگامیں کھینچ کر رکھے۔ کیونکہ اس جماعت نے سابق قادیانیوں کو اذیت رسانی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور دھمکیوں، دھونس، تشدد، قتل، اِغوا اور سماجی مقاطعہ کے ذریعے اُن کی زندگی اجیرن بنادی ہے۔قادیانیوں کو قانون کے دائرے میں لا کر اُن کی تادیب کرنا کوئی غیر قانونی امر نہیں ہوگا اس لیے کہ کیتھولک چرچ، چرچ آف انگلینڈ اور مساجد کے حوالے سے یہ کام کیا جا چکا ہے۔مذاہب و مسالک میں طاقت کے غلط استعمال کی مثالیں عدالت کے مقدمات کا سبب بنتی رہی ہیں اور عالمگیر طور پر کیتھولک چرچ کے مقدمات سے یہ بات تقویت پاتی ہے کہ مذہبی جماعتیں جب اپنے اختیارات کا بے جا اور بے دریغ استعمال کریں گی تو ملکی قانون ان سے آہنی ہاتھ سے نمٹے گا۔ نیز مختلف العقائد تنظیموں کے مابین کشیدہ تعلقات کو بہتر بنانے کے لیے ایک باقاعدہ تشکیل شدہ علمی منصوبے کی ضرورت ہے، جس میں عیسائیت اور اسلام کے دانشوروں کو مکالموں کے لیے دعوت دی جائے اور عالمی مسلم تنظیمیں مثلاً MCB، MCS، MINAB، BBIS، MEND، (یہ ان کے مخففات (abbreviations) پہلے بیان ہو چکے ہیں) اپنا اپنا کردار ادا کریں۔ایک پبلک انکوائری کمیٹی قائم کی جائے اور ایک ٹھوس پلیٹ فارم اُن سابقہ قادیانیوں کو مہیا کیا جائے۔ یہ لوگ اپنے اپنے تجربات بیان کریں تاکہ انکوائری کمیٹی ان الزامات کا جائزہ لے کہ جماعت احمدیہ اپنے ارکان سے کیا سلوک روا رکھتی ہے۔ بالخصوص جنسی اور معاشی استحصال اور معاشرتی بائیکاٹ کو دیکھا جائے۔

مذکورہ کتاب کا مصنف ہرگز کسی گمان یا وہم کا شکار نہیں ہے کہ ان تجاویز پر عمل درآمد کوئی آسان کام ہوگا۔اس لیے کہ لندن میں جماعت احمدیہ کی جڑیں ایک کلٹ کی طرح بہت مضبوط ہیں اور سیاسی اثر ورسوخ بہت زیادہ ہے،لیکن اس سے یہ ہرگز مقصود نہیں کہ کسی قسم کی انضباطی کارروائی اس جماعت کے خلاف کی ہی نہ جائے۔ایسا کرنا سابق قادیانیوں سے بدعہدی کے مترادف ہوگا۔اس کا مطلب یہی سمجھا جائے گا کہ قادیانی ''ریاست در ریاست'' کی مانند ڈنکے کی چوٹ پر جو چاہیں کرتے پھریں،وہ قابل مواخذہ نہ ہوں گے۔

مزید برآں عیسائیوں اور مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنی اقوام کے اندر پُرامن طریقے سے آگاہی پیدا کریں تاکہ مستقبل میں کسی قسم کے ناخوشگوار واقعہ سے بچا جاسکے۔مزید یہ کہ تمام پارٹیوں کو چاہیے ملکی قوانین اور اقدار کی پاسداری کرتے ہوئے نفرت آمیز رویوں سے بچیں اور ڈائیلاگ کو پروموٹ کریں۔

وماعلینا الا البلاغ

ضمیمہ جات (Appendices)

ضمیمہ الف: ڈاکٹر سر علامہ محمد اقبال کا خط جو دی سٹیٹمین میں شائع ہوا:

''میں آپ کے اُس تنقیدی خط کے لیے آپ کا بہت ممنون ہوں، جو آپ نے ۱۴ مئی کو اپنے شمارے میں چھپنے والے میرے بیان کے جواب تحریر فرمایا۔آپ نے اپنے مکتوب میں جو سوال اٹھایا ہے وہ ازحد اہمیت کا حامل ہے اور مجھے اس اثر پر مسرت ہوئی کہ کسی نے یہ نکتہ بہرحال اٹھایا۔میں نے اپنے بیان میں اس نکتے کی طرف توجہ نہ دی کیوں کہ قادیانیوں کی علیحدگی پسندانہ پالیسی کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے میں نے یہ تصور کیا (یہ پالیسی وہ ہے جسے وہ مسلسل مدِّ نظر رکھتے چلے آئے ہیں) کہ یہ برطانوی حکومت کا فرض تھا کہ وہ انتقامی طور پر اس امر کا جائزہ لیتی کہ دو اس قدر متغائر و متضاد کمیونٹیوں یعنی مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان فرق کو مدِّ نظر رکھتی نہ یہ کہ مسلمانوں کی جانب سے کسی نمائندگی کا انتظار ہی کرتی رہتی۔میں یہ رائے قائم کرنے میں اپنے آپ کو اس لیے حق بجانب تصور کرتا ہوں کہ ۱۹۱۹ء تک سکھ کمیونٹی کو انتقامی نقطۂ نظر سے ایک علیحدہ سیاسی یونٹ تسلیم کیا جاتا تھا لیکن بعد ازاں جب ان کی جُداگانہ حیثیت کو تسلیم کیا گیا تو سکھوں کی جانب سے کسی رسمی نمائندگی کا تقاضا نہیں کیا گیا تھا (تاہم مسلمانوں سے یہ تقاضا کیا گیا) باوجودیکہ لاہور ہائی کورٹ نے تو یہ فیصلہ دیا تھا کہ سکھ ہندو ہی ہیں یعنی اصل میں جدا نہیں ہیں۔

تاہم، اب جو آپ نے اس بارے میں سوال کیا ہے تو میں خیال کرتا ہوں کہ یہ بہتر ہوگا کہ میں اپنے چند مشاہدات آپ کی خدمت میں پیش کروں جو برطانوی اور مسلم، ہر دو نقطۂ نظر سے اہم ہیں۔

میں کچھ باتیں واضح کرنا چاہتا ہوں۔

ہندوستان کی سرزمین پر بے شمار مذاہب بستے ہیں۔اسلام دینی حیثیت سے ان تمام مذاہب کی نسبت زیادہ گہرا ہے کیونکہ ان مذاہب کی بنا کچھ حد تک مذہبی ہے اور ایک حد تک نسلی ہے۔اسلام نسلی تخیل کی سراسر نفی کرتا ہے اور اپنی بنیاد ی محض مذہبی تخیل پر اُستوار کرتا ہے اور چوں کہ اس کی بنیاد صرف دینی ہے اس لیے وہ سراپا روحانیت ہے اور خونی رشتوں سے کہیں زیادہ لطیف ہے۔اس لیے مسلمان ان تحریکوں کے معاملے میں زیادہ حساس ہیں جو اس کی وحدت کے لیے خطرناک ہیں۔چناں چہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو لیکن اپنی بنیاد نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر گردانے، مسلمان اُسے اسلام کی وحدت کے لیے ایک خطرہ تصور کریں گے۔اور یہ اس لیے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت ہی اُستوار ہوتی ہے۔

انسانی تمدن کی تاریخ میں غالباً ختم نبوت کا تصور سب سے انوکھا ہے۔اس کا درست اندازہ مغربی

اور بہائی تمدن سے ہوسکتا ہے، مثال کے طور پر بہائی خدا کے وجود پر یقین رکھتے ہیں، وہ محمد کو اللہ کے نبیوں میں سے ایک تسلیم کرتے ہیں لیکن ہم انھیں اسلام کا حصہ اس لیے مان نہیں سکتے کہ یہ لوگ بھی قادیانیوں ہی کی طرح انبیاء کے تسلسل کے قائل ہیں اور تصورِ ختمِ نبوت محمدؐ کے قائل نہیں، کسی اور اسلامی فرقے نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ سبھی ختم نبوت کو تسلیم کرتے ہیں ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا لیکن ساتھ ہی اُنھوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ ایک الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ اسلام بحیثیت دین، خدا کی طرف سے ظاہر ہوا۔ لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے، رسولِ کریمؐ کی شخصیت کا مرہونِ منت ہے۔ میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے دو راہیں ہیں، یا تو وہ بہائیوں (بہائی مذہب کے ماننے والوں) کی تقلید کریں یا پھر وہ ختمِ نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اُصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کرلیں۔ اُن کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقۂ اسلام میں ہوتا کہ انھیں سیاسی فوائد حاصل ہوسکیں۔

ہمیں قادیانیوں کی حکمتِ عملی اور دُنیائے اسلام سے متعلق اُن کے رویے کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ بانی تحریک احمدیہ نے ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے دودھ سے تشبیہ دی تھی اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ سے اور اپنے مقلدین کو ملتِ اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ ازیں، اُن کا اسلام کے بنیادی اصولوں سے انکار، اپنی جماعت کا نیا نام (احمدی)، مسلمانوں کی نماز سے قطع تعلق، نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں کا بائیکاٹ اور ان سب باتوں سے بڑھ کر یہ اعلان کرنا کہ دنیائے اسلام کافر ہے، یہ تمام ہی پہلو قادیانیوں کی علیحدگی پر دلالت کرتے ہیں۔ بل کہ سچ تو یہ ہے کہ وہ اسلام سے اُتنے ہی دور ہیں جتنے سکھ ہندوؤں سے بل کہ کچھ زیادہ ہی کیونکہ سکھ تو کم از کم ہندو کمیونٹی میں شادیاں کر لیتے ہیں اگرچہ وہ ہندو مندروں میں پُوجا نہیں کرتے!

اس امر کو سمجھنے کے لیے کسی خاص ذہانت یا غور وفکر کی ضرورت نہیں ہے کہ جب قادیانی، مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں تو پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں کے ساتھ شامل رہنے کے لیے کیوں مُضطرب ہیں؟

علاوہ سرکاری ملازمتوں کے فوائد کے، اُن کے موجودہ آبادی جو 56000 نفوس پر مشتمل ہے، انھیں کسی اسمبلی میں ایک نشست بھی نہیں دِلا سکتی اور اس لیے انھیں ایک سیاسی اقلیت کی حیثیت بھی حاصل نہیں ہوسکتی۔ یہ واقعہ اس امر کا ثبوت ہے کہ قادیانیوں نے اپنی جُداگانہ، سیاسی حیثیت کا مطالعہ نہیں کیا۔ اس لیے کہ وہ یہ بات جانتے ہیں کہ مجالس قانون ساز میں ان کی نمائندگی نہیں ہوسکتی۔ نئے دستور میں ایسی اقلیتوں کے تحفظ کا علیحدہ خیال رکھا گیا ہے۔ لیکن میرے خیال میں قادیانی کبھی اس عمل میں پہل نہیں کریں گے کیوں کہ مِلتِ اسلامیہ کو اس بات کو پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو الگ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم

نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس لیے علیحدٰگی میں تاخیر کر رہی ہے کیوں کہ قادیانی ابھی اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب لگا سکیں۔حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی جانب سے علیحدٰگی کے مطالبے کا انتظار نہیں کیا تھا۔اب وہ قادیانیوں کی جانب سے ایسے مطالبے کا انتظار کیوں کر رہی ہے؟

ضمیمہ دوم: عکرمہ نجمی کا خط بتاریخ ۱۲ جولائی ۲۰۱۸ء

عکرمہ نجمی ایک اور اعلیٰ منصب شخصیت ہیں جو سابق احمدی تھے۔قومیت کے اعتبار سے عکرمہ کا تعلق عرب سرزمین سے تھا اور نسلیاتی اعتبار سے وہ عرب متصور ہوتے ہیں۔چناں چہ سو برس سے عکرمہ کا خاندان جو کہ عرب ہیں، مذہباً قادیانیت سے وابستہ تھے۔لیکن تحقیق و جستجو کے بعد انھیں قادیانیت سے متعلق شبہات پیدا ہوئے جن کے شافی جواب پانے کے لیے انھوں نے قادیانی قیادت سے سوالات کیے، ان سوالوں میں بانی قادیانیت مرزا غلام احمد کی ذات سے متعلق سوالات بھی تھے اُن سوالات کے جوابات تشنہ ہی رہے اور جناب عکرمہ آج تک جوابوں کے منتظر ہیں۔بالآخر، عکرمہ کو ہدایت نصیب ہوئی اور انھوں نے اسلام قبول کر کے احمدی شخصی فرقے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ دیا۔اس جماعت کو چھوڑنے سے قبل انھوں نے ایک کھلا خط لکھا جس کا متن درج ذیل ہے:

''میں اپنے تمام احمدی دوستوں سے، وہ جہاں کہیں بھی ہیں، یہ بات کہوں گا اور تمام دنیا کے سامنے بھی برملا کہتا ہوں کہ مجھ پر اب یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ قادیانیت کا سربراہ عمداً جھوٹ بولتا ہے، بُرے اخلاق کا حامل ہے اور اُس کے مرنے کے بعد اُس کی جماعت نے دروغ گوئی کا منصب سنبھال لیا ہے اور وہ دھوکہ دہی اور دجل و فریب جاری رکھے ہوئے ہیں..... اور یہ درحقیقت ایک مکر و فریب اور ظاہری چکا چوند دکھانے والی جماعت ہے جس کا مقصد اسلام کی خدمت ہرگز نہیں ہے، نہ انسانیت کی مدد کرنا اس کے مقاصد میں شامل ہے۔بل کہ یہ صرف مفادات کے لیے کام کرتی ہے۔

عکرمہ نجمی مزید لکھتے ہیں:

''میرے مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ جماعت ان سوالات کا جواب دینے سے گریز کرتی ہے جو برادرم باقی طاہر نے پیش کیے تھے۔(باقی طاہر سابق احمدی ہے) اُس نے موجودہ سربراہِ جماعت احمدیہ مرزا مسرور احمد سے کچھ سوالات کیے تھے، جس کا اُسے کوئی جواب تا حال نہیں ملا، بلکہ اس کے برعکس معاملہ یہ ہوا کہ طاہر کو جماعت سے نکل جانے کا حکم دیا گیا۔

خلیفہ نے ایک بار مجھ سے میری رائے دریافت کی تھی، میں نے اُن سے کہا کہ مجھے کوئی درست یا دل کو لگنے والا جواب نہیں ملا۔ پھر انھوں نے مجھ سے کہا کہ تم خود چھان بین کرو اور ان الزامات کا جواب تلاش کرو۔'' چنانچہ میں نے تلاش شروع کی اور درج ذیل مراحل سے گزرا۔

۱)۔ پہلا مرحلہ انکار کا تھا۔

۲)۔ دوسرا مرحلہ پریشانی اور اضطراب کا تھا۔

۳)۔ وہ مرحلہ جب آپ کو بڑے بڑے سوالوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً:

(الف) آپ کیا کریں گے اگر آپ کو اپنی ہی جماعت کی کذب بیانی کا سامنا کرنا پڑے،

(ب) آپ اپنی زندگی کیونکر گزاریں گے۔

(ج) اُن لوگوں کا کیا ہوگا جنہیں آپ جانتے تھے اور جن کے ساتھ جماعت کے اندر رہ کر آپ نے کام کیا اور جو آپ کو ذاتی حیثیت سے جانتے ہیں۔

(د) آپ کے اہل خانہ اور بچوں کا کیا بنے گا؟ وہ بچے جن کی مختلف عمریں ہیں اور وہ عزیز و اقارب اور دوست احباب۔ مزید یہ کہ:

۱۔ آپ اس سارے سلسلے کی کیا وضاحت اُن کو دیں گے؟

۲۔ اُن کا ردِعمل کیا کچھ ہوسکتا ہے؟

۳۔ کیا وہ نفسیاتی طور پر متاثر نہ ہوں گے؟

جماعت احمدیہ کو خیر باد کہہ دینے سے قبل عسکر مہ نجمی نے اکتوبر ۲۰۱۷ء میں جماعت کے سربراہ مرزا مسرور کو خط لکھا۔ یہ خط انھوں نے ایک احمدی عبادت گاہ سے تحریر کیا جہاں وہ امام کا فریضہ بوقت ضرورت انجام دیا کرتے تھے۔ عکرمہ نجمی کہتے ہیں ''میں اس امر پر حیرت زدہ تھا کہ ''راستکو لوگوں کی یہ جماعت'' کیونکر اپنے ارکان کو دوسرے عقائد کے لوگوں یا معترضین کی بات سننے سے منع کرسکتی ہے؟ جماعت سے متعلق اگر کسی کے شبہات ہیں تو اُن کو سنا کیوں نہیں جاتا؟ یہ کب ہوا کہ سچائی یوں کمزور پڑتی چلی جائے؟

عکرمہ نجمی مزید لکھتے ہیں: ''ہم نے کتنی دفعہ غیر احمدی علماء پر تنقید کی ہے جو لوگوں کو ہمارا چینل سماعت کرنے سے منع کرتے ہیں؟ ہم نے کتنی ہی بار اپنے موقف کی تائید میں قرآن کریم کی اس آیت کا حوالہ دیا:

الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ (سورۃ الزمر: آیت 18)

ترجمہ: وہ لوگ جو اس کو سنتے ہیں اور اس میں سے بہترین کا اتباع کرتے ہیں''

یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اپنی جماعت کے اہلکاروں کو جماعت کے پیروکاروں کو حکم دیں: دیکھیں کہ اپنے مخالفین کی بات ہرگز نہ سنیں اور متغائر آراء سے اپنے کاموں کو آشنا ہی نہ ہونے دیں؟ جناب والا یہ لوگ

ان ہدایات کو آپ کی ہستی سے منسوب کرتے ہیں۔اور جناب والا جو کچھ ہانی نے شائع کرایا، اُس میں سے کچھ اقتباسات میں یہاں نقل کرنا چاہوں گا۔طاہر ہانی نے کہا تھا: یہ کیسے ممکن ہے کہ جماعت کے ارکان کی تعداد 1906ء میں چار لاکھ ہو۔پھر 1944ء میں بھی یہ تعداد اتنی ہی رہے۔باوجود یکہ خلیفہ صاحب نے فرمایا تھا کہ اِس عرصے میں یہ تعداد ہزاروں گنا بڑھ گئی ہے بہ نسبت مہدی موعود کے زمانے کی تعداد کے؟اور جب برادرم ہانی نے درجنوں ایسے مضامین شائع کیے جو ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے بانی نے یہ متن ''مقامات حریری'' سے نقل کیا ہے، جس کا مصنف الحریری 1054ء میں پیدا ہوا تھا تب جماعت کے پیروکاروں کا ردعمل مبنی پر تضادات تھا، اور وہ ایک بات پر قائم نہیں رہ پاتے۔مثلاً ایک جگہ وہ کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے بانی نے کبھی مقامات حریری نہیں پڑھی اور کبھی وہ یہ کہتے ہیں کہ بانیٔ جماعت محض حریری سے متاثر تھا۔کبھی وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ بانی جماعت نے عملاً الحریری سے نقل کیا تاکہ لوگوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرا سکے۔لیکن ان سب باتوں کے باوجود سوال وہی رہتا ہے کہ انھوں نے اس اعتراض کا کوئی جواب نہیں دیا کہ بانی جماعت کی تحریروں اور مقاماتِ حریری کے انداز تحریر میں اس قدر مشابہت و مماثلت کیوں ہے؟اور پھر دوسری بات یہ کہ جب ہانی طاہر نے غلام احمد قادیانی کی کتاب ''اعجاز المسیح'' کو ہر پہلو سے رد کر دیا اور کہا کہ انھوں نے اس چیلنج کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اس چیلنج میں کامیاب بھی رہے ہیں اور یہ تقاضا بھی کیا کہ ایک تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دی جائے جو اس معاملے کی چھان بیان کرے۔تو کسی ایک احمدی کی جانب سے اس کا جواب تک نہیں آیا۔نتیجتاً ہانی کے ان اعتراضات کو کسی نے کالعدم قرار نہ دیا اور وہ برقرار رہے۔یہ معاملہ اب تک ایسے ہی ہے۔

لیکن سب سے بڑا دھچکا تو اُس وقت لگا جب ہمیں بانی جماعت کے اخلاق و کردار سے متعلق رنگ برنگی باتیں سننے کو ملیں ایسی بیہودہ باتیں جو ہم کبھی نہیں چاہیں گے کہ ہمارے بچوں کے کان میں پڑیں اور جو ہمارے لیے ہرگز مایہ افتخار نہ ہوں گی اگر وہ اخبارات میں شائع ہو جائیں۔

جناب عالی، ہم نے بانی جماعت کی کتابوں میں ''لعنت'' کے لفظ کی تکرار کو بہ نظر استحسان کبھی نہیں دیکھا کیوں کہ وہ کراہت کی حد تک ہزاروں کی تعداد میں استعمال ہوا ہے، نہ ہمیں یہ بات کبھی بھائی کہ وہ بار بار زور دے کر کہتے ہیں کہ ایک پہلے سے شادی شدہ عورت سے اُن کا عقدِ مناکحت لازمی اور ناگزیر تھا اور اس معاملے کا باقاعدہ طباعت پذیر کیا جانا تاکہ عوام و خواص تک پہنچ جائے ہماری نظر میں یہ ایک جرم اور شرمناک حرکت ہے اور کسی کے لیے بھی قابل قبول ہرگز نہیں۔

بانی جماعت کے تحریر کردہ کئی متون تو ایسے ہیں کہ جو ''توہین ادیان'' کی ذیل میں آئیں گے۔مثال کے طور پر وہ عیسائیت اور اس کے بنیادی عقائد کو ''گندگی'' کہہ کر پکارتا ہے۔یہی بات بانیٔ جماعت نے عبداللہ آتھم کے بارے میں بھی یوں کہی: اُس نے عیسائیت کے بارے میں فضول کتابیں لکھنا یکسر بند کر دیا

حالانکہ اس سے قبل وہ انھی گندی باتوں سے جڑا رہتا تھا'' اور یہ بھی کہہ کہ ''دروغ گوئی کے ضمن میں عیسائیت دنیا میں اولین درجے پر فائز ہے وہ لوگ جو الہامی کتب میں جعل سازی کرنے سے باز نہ آئے انھوں نے سینکڑوں کی تعداد میں دجل وفریب پر مبنی کتابیں تیار کی ہیں'' اور وہ عیسائی دین کو یہ کہہ کر پکارتا ہے:

''یہ کراہت انگیز مذہب ہے''

جہاں تک بانی جماعت احمدیہ کی پیشگوئیوں کا تعلق ہے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ کبھی پوری نہ ہوئیں۔ قابل صد افسوس امر ہے کہ جماعت نے بسا اوقات جعل سازی کر کے کچھ متون تشکیل دیئے۔ مثال کے طور پر مولانا امرتسری (ثناء اللہ امرتسری) جو غلام احمد قادیانی کی وفات کے بعد تادیر حیات رہے۔ ان سے متعلق جماعت نے یہ دعوی کیا کہ بانی جماعت نے اکتوبر 1907ء میں لکھا تھا کہ حق گو کی وفات کے بعد بھی دروغِ گو حیات رہے گا۔ لیکن ہمیں جماعت احمدیہ کی کتب وغیرہ مثلاً اشتہارات میں اس بات کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا۔

جناب والا مجھے آپ کی ذات پر اعتبار ہے اور مجھے کامل یقین ہے کہ پوری دنیا میں صرف آپ ہی وہ ہستی ہیں جن کے پاس تمام احمدی مسائل کا حل ہے۔ آپ ہی وہ شخص ہیں جو احمدیوں، ابن کی اولادوں اور آنے والی نسلوں کے مسائل کا حل نکال سکتے ہیں۔ ایسا کرنے سے آپ کو اللہ کا قرب حاصل ہوگا۔

یہ تبھی ممکن ہوگا اگر آپ ایک طویل المدتی منصوبہ وضع کریں کہ آپ جماعت کا نقشہ اور چہرہ مہرہ بدل ڈالیں گے اسے ایک فلاحی تنظیم میں بدل دیں گے یا اُس سے ملتی جلتی کسی انجمن میں متشکل کر دیں گے۔

میں آپ کو اس کام میں دامے درامے قدمے سخنے مدد کرنے کو تیار ہوں تا کہ اس جماعت کے افراد کے تحفظ کے لیے مل کر کام کر سکیں، چاہے اس عمل میں کتنا ہی طویل عرصہ کیوں نہ لگ جائے۔

میں جانتا ہوں کہ اگر لوگوں پر اتنا بہت سارا سچ کھول دیا جائے تو وہ اُسے سہار نہیں پاتے، وہ صدمے میں جا سکتے ہیں اور اس عمل کے مضمرات اس کے فوائد سے زیادہ ہو سکتے ہیں لیکن بالکل ہی خاموش رہنا اس معاملے کی شدت اور سنگینی میں اضافہ کر دے گا۔ اگر آپ اس مسئلے کی جڑ کو پکڑ لیں گے اور اُس سے نبٹیں گے تو تاریخ آپ کو بلند مقام عطا کرے گی۔ آپ لوگوں کی تعریف اور اُن کا احترام ضرور سمیٹیں گے اور اللہ کے ہاں آپ کا اجر روز افزوں گا میں اس سارے سلسلے میں آپ کی مدد کو تیار ہوں، آخر تک مدد کے لیے موجود رہوں گا۔ اس خط کے بارے میں یا اس کے مندرجات کے بارے کسی کو معلوم نہ ہوگا''۔

اس وقت سے عکرمہ کا مقاطعہ کیا جا چکا ہے۔ عکرمہ کا کہنا ہے کہ ایک طویل سلسلہ ہائے دشنام طرازی، اتہامات والزامات، اہانت آمیزی، ہے جو ان کے خلاف جاری ہے۔ مقصد اس سارے سلسلے کا یہی ہے کہ جو حرکت میں نے کی، وہ کرنے کا کوئی اور احمدی کبھی تصور بھی نہ کرے'' اب عکرمہ کو امید ہے کہ احمدی مقاطعے کی پابندی قبول نہیں کریں گے اور افواہوں پر کان نہیں دھریں گے۔ دونوں فریقوں کو سنے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کریں گے کیوں کہ خود غرض لوگ اسی اثاثے پر اپنی بقا قائم رکھے ہوئے ہیں۔'' (عکرمہ نجمی: 12 جولائی 2018)

تذکرہ: یعنی ''وحی مقدس''۔ بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے اللہ نے اپنی وحی مقدس کو خاتم النبیین محمد ﷺ پر قرآن کے طور پر اُتارا جبکہ مرزا قادیانی نے انہی کتاب ''تذکرہ'' کو ''وحی مقدس'' گردانتے تھے۔ جس کو لوگ دھوکہ دہی کے علاوہ اور کچھ نہیں سمجھتے۔

ضمیمہ نمبر 3

Appendix 3 – "Tazkirah i.e. Sacred Revelations"

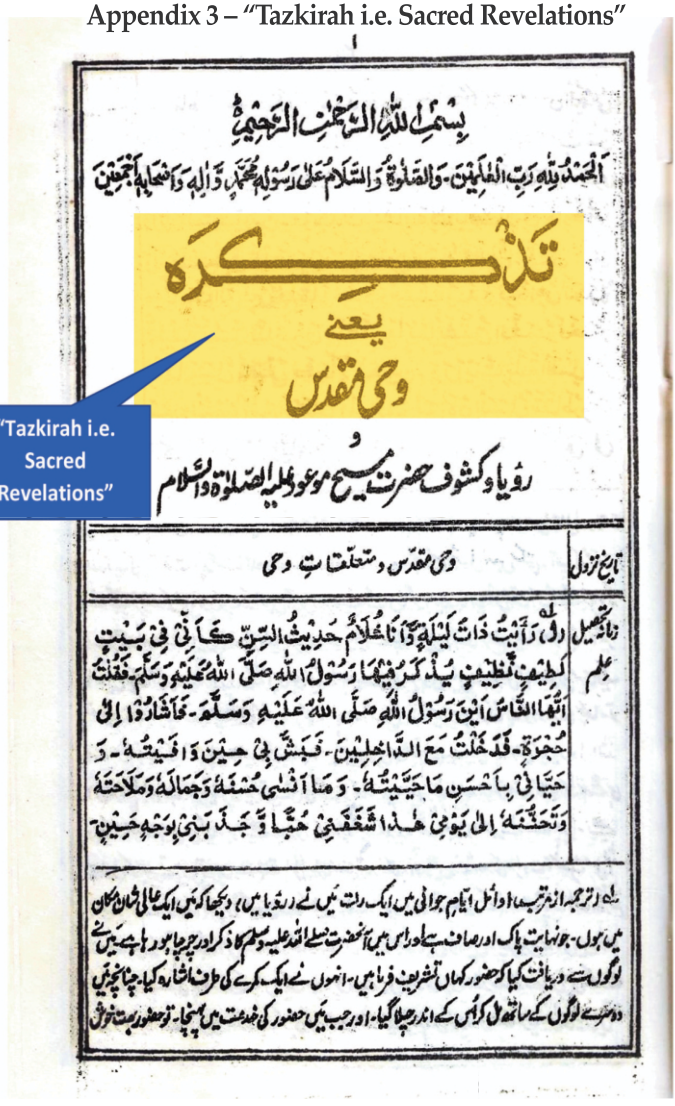
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

تذکرہ

یعنی

وحی مقدس

و

رؤیا و کشوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"Tazkirah i.e. Sacred Revelations"

تاریخ نزول	وحی مقدس و متعلقاتِ وحی
زمانہ تحصیل علم	(۱) رَأَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَّأَنَا غُلَامٌ حَدِيْثُ السِّنِّ كَأَنِّيْ فِيْ بَيْتٍ لَطِيْفٍ نَّظِيْفٍ يُذْكَرُ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَيُّهَا النَّاسُ أَيْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ فَأَشَارُوْا إِلٰى حُجْرَةٍ۔ فَدَخَلْتُ مَعَ الدَّاخِلِيْنَ۔ فَبَشَّ بِيْ حِيْنَ وَافَيْتُهٗ۔ وَحَيَّانِيْ بِأَحْسَنِ مَا حَيَّيْتُهٗ۔ وَمَا أَنْسٰى حُسْنَهٗ وَجَمَالَهٗ وَمَلَاحَتَهٗ وَتَحَنُّنَهٗ إِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا شَغَفَنِيْ حُبًّا وَّجَذَبَنِيْ بِوَجْهٍ حَسَنٍ

(۱) (ترجمہ از مرتب) اوائل ایامِ جوانی میں ایک رات میں نے (رؤیا میں) دیکھا کہ میں ایک عالی شان مکان میں ہوں۔ جو نہایت پاک اور صاف ہے اور اس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ حضور کہاں تشریف فرما ہیں۔ انہوں نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ میں دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اُس کے اندر چلا گیا۔ اور جب میں حضور کی خدمت میں پہنچا۔ تو حضور بہت خوش

Appendix 4 – Statement of Mr. Afzal Khan MP

Afzal Khan MP
Member of Parliament
for Manchester, Gorton
House of Commons,
London SW1A 0AA

STATEMENT

25th August 2020

A recent report by the All-Party Parliamentary Group for Ahmadiyya Muslim Community, entitled "Suffocation of the Faithful", aims to look at the persecution of the community in Pakistan.
It has come to my attention that there is misinformation over my involvement in this report. The report includes a full list of group membership, of which there are over 30 and as a member my name has also been included in the report. However, this does *not* mean that I am a signatory to this report. I did not have a role in producing this report, nor did I contribute towards it in any way and do not endorse its findings.

آل پارٹی پارلیمانی گروپ برائے احمدیہ مسلم کمیونٹی کی ایک حالیہ رپورٹ ، جس کا عنوان ہے "وفاداری کا خاتمہ" ، کا مقصد پاکستان میں کمیونٹی کے حوالے سے ظلم و ستم کو دیکھنا ہے۔

میری توجہ اس رپورٹ کے حوالے سے ان غلط اور گُمراہ کُن اطلاعات اور خبروں سے متعلق دلائی گئی ہے جن کے مطابق میں اس رپورٹ میں شامل رہا ہوں اور اس میں مددگار ہوں۔ تاہم ، اسکے برعکس، اس رپورٹ میں گروپ ممبرشپ کی مکمل فہرست شامل ہے ، جو کہ 30 سے زیادہ ہیں اور بطور ممبر میرا نام بھی اس رپورٹ میں شامل کیا گیا ہے۔ تاہم ، اس رپورٹ کو تیار کرنے میں قطعی طور پر میرا کوئی کردار نہیں تھا ، اور نہ ہی میں نے اس میں کسی بھی طرح سے حصہ لیا تھا اور نہ ہی میں اس کے نتائج کی توثیق کرتا ہوں۔

Yours sincerely,

Afzal Khan MP for Manchester Gorton

Shadow Deputy Leader of the House of Commons

Appendix 5 – Statement of Muslim Council of Britain

MCB
The Muslim Council of Britain

PROJECTS GET INVOLVED ABOUT LATEST RESOURCES COVID19

6 April 2016

The Muslim Council of Britain has received requests as to where it stands with regard to the Ahmadiyya community.

The MCB fully subscribes to pluralism and peaceful coexistence and acknowledges the rights of all to believe as they choose without coercion, fear and intimidation.

We affirm the right of Ahmadis to their freedom of belief and reject any attacks on their property or persons. They have the right to live free from discrimination or persecution. The targeting of Ahmadis for their beliefs is totally unacceptable.

The Muslim Council of Britain reflects the clear theological position expressed across Islamic traditions: namely that the cornerstone of Islam is to believe in One God and in the finality of the prophethood of the Messenger Muhammad, peace be upon him. We understand that this is not a tenet subscribed to by the Ahmadi community. The MCB Constitution requires our affiliates to declare that Messenger Muhammad peace be upon him is the final prophet and whoever does not subscribe to that declaration cannot be eligible for affiliation with the MCB. Given this fundamental theological difference with the Ahmadi community, the MCB is not in a position to represent or be represented by the Ahmadi community.

Despite our clear theological beliefs, we note that pressure is mounting to describe this community as Muslim. Muslims should not be forced to class Ahmadis as Muslims if they do not wish to do so, at the same time, we call on Muslims to be sensitive, and above all, respect all people irrespective of belief or background.

As with all faith communities, and with genuinely held theological beliefs, we nevertheless extend our hand of friendship and cooperation for the common good of all.

The MCB believes that all individuals and places of worship must be respected. It unequivocally condemns all forms of intimidation and violence against people of all faiths and none. The MCB condemns all attacks on all places of worship of other religions and beliefs.

[Ends]

See previous statements:

Murder in Glasgow: Muslim Council of Britain Condemns Religiously Aggravated Attack

Immediate statement for Fire at Bait Ul Futuh in Morden

The details presented by different agencies before this Court during the course of proceedings have made it manifestly clear that individuals belonging to the said religion (which certainly cannot be and is not a sect of Islam) do not disclose their religious identities, thus, there is a strong likelihood that they, while using their official positions and at the same time concealing their religious identity, can influence any legislative process or policy making. ***Therefore, a direction to maintain separate database (as prayed in Clause "b" of Prayer clause of Writ Petition) is extremely essential.***

And at paragraph 26:

Qadianis had held the belief during the British rule in India (and even still maintain) that they could prosper and propagate their ideas only under the shield of the British and they could work properly neither in Mecca, nor in Syria, nor in Kabul, except under the British Government for whose progress and prosperity.

At paragraph 28:

As a part of their doctrine, Qadianis penetrated the Muslim rank and file by confusing innocent minds through an anti-Islamic exploitation of human weaknesses. When Pakistan, in her initial days of independence was striving hard for her existence and survival, Qadianis, with the help of the "invisible hands" of Imperialism and neocolonialism were making deep thrusts into the bureaucracy,

At paragraph 66, he considered the appropriate changes to the law, in the following context:

No doubt, by promulgation of Ordinance, 1984 important steps were taken to restrain them from using certain Islamic epithets, but what if a Qadiani conceals his real identity? What if a Qadiani by concealing his real identity reaches the High Constitutional office(s)? What if a person while deceiving the state reaches to the highest sensitive post(s)? What if a person or persons, deceiving the Constitution & law, threatens and breaches the security and integrity of the State? It is often said that for every wrong, there is a remedy. What is the remedy for the people of Pakistan against such deception and disloyalty? It is time and again held

Anti–Ahmadi Hate at the Workplace

Shaukat Aziz also ruled that it was compulsory for all Pakistanis to take an oath denouncing Ahmadis if they wish to join the civil service[181], the armed forces or the judiciary, raising further difficulties for Ahmadi Muslims as the oath specifically targets the fundamental tenet of Ahmadi belief of its founder being a prophet. In his judgment Shaukat Aziz held that:

"82: 1. In order to get CNIC, Passport, Birth certificate and entry in voter list, an affidavit must be sworn by the applicant based on the definition of Muslim and Non-Muslim provided by Article 260 (3) (a) (b) of the Constitution."[182][Paragraph 82(1)]

Moreover, in a focused attack on the Ahmadiyya Muslim Community in his judgment he declared:

"82:5. The Government of Pakistan shall take special measures ensuring availability of correct particulars of all the citizens so that it should not be possible for any citizen to hide his/her real identity and recognition. Government shall also take immediate steps for conducting inquiry concerning alarming and visible difference in the population record of Qadianis/Ahmadis available with the NADRA and figures collected through recent census in this regard.

6. It is binding on the State to take care of the rights, feelings and religious beliefs of the Muslim Ummah and to also ensure the protection of rights of minorities in the light of teachings of "Islam" being the religion declared by the Constitution of the country[183]."

This reinforces the fact that Ahmadis face a glass ceiling and cannot progress within their careers nor hold any significant public office[184].

What is shocking is that these are not just

extent of persecution continues to expand unabated, as evidenced by the deeply disturbing judgement by the Islamabad High Court that was issued in 2018. This was in response to a petition lodged which challenged the proposed change of the oath as per the Election Act 2017 that changed the wording of that declaration from "I solemnly swear…" to "I believe" as follows:

"Declarations by the Candidate:

1. I (nominated candidate), hereby declare on oath that,-

> *(iii) "I believe in the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (peace be upon him), the last of the prophets and that I am not the follower of anyone who claims to be a Prophet in any sense of the word or of any description whatsoever after Prophet Muhammad (peace be upon him), and that I do not recognize such a claimant to be Prophet or a religious reformer, nor do I belong to the Qadiani group or the Lahori group or call myself an Ahmadi."*[179]

The amendment triggered nationwide protests that brought the capital Islamabad to a standstill for weeks, until the government capitulated to their demands and reversed the amendment - a shocking reflection of the street power of anti-Ahmadi clerics.

The long term implications of this incident are far more damaging as they resulted in a judgement by Shaukat Aziz, who deemed that the targeting and persecution of Ahmadis needed to be much more extensive, so that Ahmadis could no longer "hide' as Muslims anywhere, especially in public services.

He states in his judgement[180] that the

> *After declaring Qadianis (both Groups) as non-Muslims there should have been some steps for their separate identity, recognition, and scrutiny, as Qadianis are not like other minorities (non-muslims) who can easily be identified through their appearance, names, beliefs and mode of prayers.*

Shaukat Aziz considered that Ahmadis should not only have a separate electoral register, but be readily identifiable:

> *Therefore, it is only in the fitness of things that Qadianis maybe referred to as Ghulaman-e-Mirza/Mirzai etc. but not as Ahmadis, which term/reference may confuse them with Muslims who believe in the finality of the prophethood of Hazrat Muhammad (PBUH).* ***Qadianis should not be allowed to conceal their identity by having similar names to those of Muslims, , therefore, they should be either stopped from using name of ordinary Muslims or in the alternative Qadiani, Ghulam-e-Mirza or Mirzai must form a part of their names and be mentioned accordingly.***

And at paragraph 79, he concluded:

> *It goes without saying that every citizen of Pakistan irrespective of race, cast, creed or religion has a right of life and to profess their own religion within the contours of the Constitution. However, having already constitutionally declared Qadianis to be non-Muslims, it is only justified that they be treated on the same footing as other minorities who are easily identifiable by, least of all, their names and, fortunately, do not imposter themselves to be from a religion they are not.*

It was a judgment that further legitimised the non-Muslim status of Ahmadi Muslims in the Pakistani voting register. The judgment also repeated and legitimised a number of false tropes about Ahmadi Muslims. For example, at paragraph 10, Shaukat Aziz considered:

ANNEXE 10.1

Text from MCB Press Release: " Qadiyani Centre not Mosque" [186]

On 2 October 2003, the MCB issued a statement in the light of much press interest, making it clear that the Qadiyani Centre which has been constructed in Morden is not a Mosque. The Qadiyani community are regarded as non-Muslims by all Muslim scholars and groups world-wide because of their central belief that Mirza Ghulam Ahmed (born in 19th century India) was a prophet and the promised Messiah. Ever since the days of British colonial rule in India, Muslim scholars have been united in rejecting Ghulam Ahmed's claim to prophethood and regard him as an imposter.

Mainstream Islamic teaching holds that the blessed Prophet Muhammad (peace be upon him) was the last in a long line of prophets sent to mankind. Sunni and Shi'a Muslims are both agreed on this basic tenet of the Islamic faith. Furthermore, we believe that there are no more than 1 million Ahmadis in the entire world as opposed to the 1.5 billion strong worldwide Muslim community.

So, whilst we fully accept the right of Ahmadis to their own religion, it is clearly misleading to describe them as Muslims. They are not.

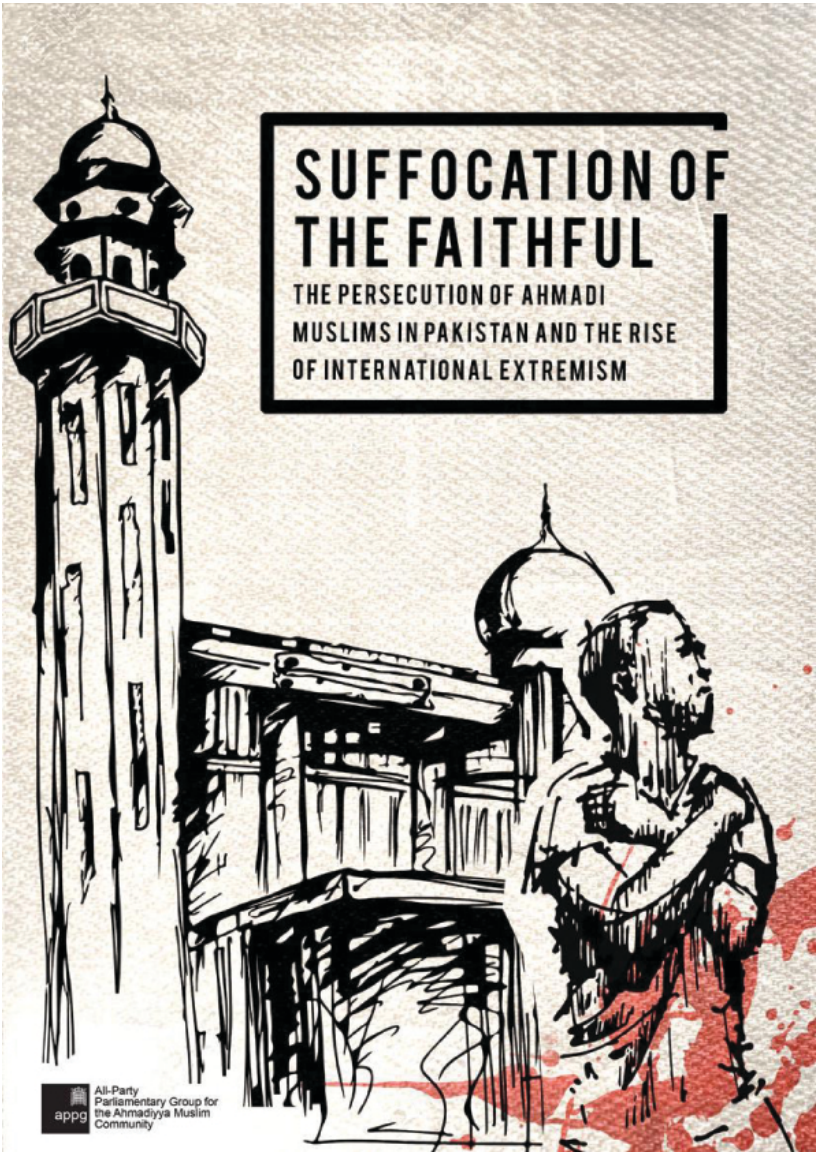
SUFFOCATION OF THE FAITHFUL
THE PERSECUTION OF AHMADI MUSLIMS IN PAKISTAN AND THE RISE OF INTERNATIONAL EXTREMISM
appg
All-Party Parliamentary Group for the Ahmadiyya Muslim Community

Appendix 6 – Statement of Muslim Council of Scotland 1

MUSLIM COUNCIL OF SCOTLAND

The Ark, 70 Coplaw Street| Glasgow, G42 7JG|
info@mcscotland.org
|
www.mcscotland.org
|

An accord of Muslim organisations, Mosques and Madrassas in Scotland

بسم اللہ الرحمن الرحیم

In the name of God, the Kind, the Caring

Muslim Council of Scotland's clear and bona fide about regarding the Qadiani / Mirzai / Ahmadiyya theology cult.

The Muslim Council of Scotland reflects the clear theological position expressed across Islamic traditions: namely that the cornerstone of Islam is;

a) *To believe in the Allah almighty and*
b) *To believe in the finality of the Prophethood of the Messenger Muhammad, (ﷺ)Peace Be Upon Him after whom no prophet can be born.*

This is not a tenet subscribed to by the Qadiani/Ahmadiyya/Mirzai community.

Therefore, Qadiani/Ahmadiyya/Mirzai in the eyes of the Muslim world are not Muslims. Furthermore the Qadianis do not consider others as Muslims.

The Muslim Council of Scotland constitution requires our affiliates to declare that the Messenger Muhammad (ﷺ) PBUH is the final prophet and whoever does not subscribe to that declaration cannot be eligible for affiliation with the Muslim Council of Scotland.

Given this fundamental theological difference with the Qadiani/Ahmadiyya/Mirzai community, the Muslim Council of Scotland is not in a position to represent or be represented by the followers of Mr. Miza Ghulam Ahmed from Qadian.

With Best Wishes

Muslim Council of Scotland (MCS)

Appendix 7 – Statement of Muslim Council of Scotland 2

MUSLIM COUNCIL OF SCOTLAND

The Ark, 70 Coplaw Street|
Glasgow, G42 7JG|
info@mcscotland.org |
www.mcscotland.org |

An accord of Muslim organisations, Mosques and Madrassas in Scotland

بسم اللہ الرحمن الرحیم

In the name of God, the Kind, the Caring

Muslim Council of Scotland (MCS) and its affiliates Policy statement about the Qadiani/Mirzai/Ahmadiyya theology cult.

Islam is an Abrahamic religion based on the fundamental belief of monotheism and believing in the prophet Muhammad (ﷺ)Peace Be Upon Him, as the final prophet of Allah almighty and no other prophet in any form can be born after him. According to Islam's tenets any belief in any entity as a messenger after the prophet Muhammad (ﷺ) PBUH removes one from the boundaries of Islam.

According to the basic foundations of the Qadiani/Ahmadiyya /Mirzai cult theology, Mr Mirza Ghulam Ahmad Qadiani is their Prophet. This belief of theirs is in direct contradiction with the Muslim declaration of faith being dependant in the belief that Muhammad (ﷺ) PBUH is the final messenger of Allah almighty.

Just as the Christians believe in Jesus (عليه السلام) PBUH as their prophet and the Jewish community believe in Moses (عليه السلام) PBUH as their prophet, the Muslims across the world believe in Muhammad (ﷺ) PBUH as the final prophet of Allah almighty. Despite the Muslim community believing in Jesus (عليه السلام) PBUH and Moses (عليه السلام) PBUH as prophets as well, Muslims do not claim to be representatives of the Jewish or Christian community. Likewise, just as we have a religion and identity independent from other monotheistic Abrahamic religions, the Qadiani/ Ahmadiyya/Mirzai community should also coin their own religion and identity in line with their own prophet Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, and separate from the Muslim community.

Due to the fundamental difference in the beliefs of the Qadiani/ Ahmadiyya/Mirzai community and the Muslim community, the Muslim world and the Muslim Council of Scotland cannot recognise this cult as a part of the Muslim community. We recognise them as an independent faith group separate from the Muslim community and they should not be discriminated in any shape or form.

Muslim Council of Scotland believes in equality, respect and dialogue with interfaith organisations. Our member organisations have a unanimous policy that if the Qadiani/Ahmadiyya/Mirzai community,

1) Declare that they are non-Muslim and an independent cult.
2) Stop calling true Muslims, Non-Muslims.
3) Apologise for blaspheming against Jesus (عليه السلام) PBUH.

We would be happy to accept them into interfaith events. No group/religion/organisation has the right to claim the identity of another or speak on their behalf as a representative. We believe that our true doctrinal identities must be respected to maintain mutual harmony, care, respect and peace.

With best wishes

Muslim Council of Scotland (MCS)

Appendix 8 – List of Mr. Qadianis' Books

This is a complete list of books/pamphlets/advertisements/letters written by Mr. Qadiani. A chronological list of all his books in the original language alongside the available translations of the full book in English published by Islam International Publications Ltd (unless stated otherwise). Lahore Ahmadiyya Movement has also published English translation as well.

Please note that "Ruhani Khazain" is a 23-volume set of the original books.

Number and Book names

1. Purani Tahrirein. (1878, 1879, Anwar Ahmadiyya Press, 1899).
2. Barahin e Ahmadiyya [Arguments in Support of 'The Holy Quran' & the Prophethood of the Holy Prophet]. 5 Vols. (Safir e Hind Press 1880, 1882, Riyaz e Hind 1884, Anwar Ahmadiyya Machine Press, 1908*). English: i & ii, iii, iv, v, Islam International Publications Limited, 2012).
3. Surma Chashm Arya. (Riyaz e Hind, 1886).
4. Shahna e Haq. (Riyaz e Hind, 1887).
5. Sabz Ishtihar [The Green Announcement]. (Riyaz e Hind, 1888. English: 2008).
6. Fat'h e Islam [Victory of Islam]. (Riyaz e Hind, 1891. English: 1973, 1996). Alternative Translation, 2000.
7. Taudhih e Maram [Elucidation of Objectives]. (Riyaz e Hind, 1891. English: 1971, 2004). Alternative Translation, 1966.
8. Izala e Auham. (Riyaz e Hind, 1891).
9. Al-Haq Mubahisa Ludhiana. (Zia al-Islam, 1891).
10. Al-Haq Mubahisa Delhi. (Zia al-Islam, 1905).
11. Asmani Faisala [The Heavenly Decree]. (Riyaz e Hind, 1892. English: 2006).
12. Nishan e Asmani [The Heavenly Sign]. (Riyaz e Hind, 1892. English: 2005).

13. Ek Isai kei Tin Sawal or un kei Jawabat [Three Questions by a Christian & their Answers]. (Anjuman Himayat e Islam, 1892. English: 1972, 2008).
14. Aina e kamalt e Islam. (Riyaz e Hind, 1893).
15. Barakatud Dua [Blessings of Prayer]. (Riyaz e Hind, 1893. English: 1973, 2007).
16. Hujjatul Islam [A Conclusive Argument in favour of Islam]. (Riyaz e Hind, 1893. English: 2016).
17. Sachai ka Izhar [The Truth Revealed]. (Riyaz e Hind, 1903. English: 2010).
18. Jang e Muqaddas [The Holy War]. (Riyaz e Hind, 1885).
19. Shahadatul Quran [Testimony of 'The Holy Quran']. (Punjab Press, 1893).
20. Tohfa e Baghdad. (Punjab Press, 1893). Urdu translation.
21. Karamatus Sadiqin. (Punjab Press, 1893). Urdu translation.
22. Hamamatul Bushra. (Punjab Press, 1894). Urdu translation.
23. Noorul Haq. (Mustafai Press, 1894).
24. Itmamul Hujjah [The Conclusive Argument]. (Gulzar Muhammadi Press, 1894). Urdu translation.
25. Sirrul Khilafah [Secret of Caliphate]. (Riyaz e Hind, 1894). Urdu Translation, Alternative translation.
26. Anwarul Islam. (Punjab Press, 1894).
27. Minanur Rahman [The Blessings of the Gracious God]. (Zia al-Islam, 1922*. English: Ahmadiyya Muslim Mission Nigeria, 1979).
28. Ziaul Haq. (Zia al-Islam, 1895).
29. Noorul Quran [The Light of the Quran]. (Zia al-Islam, 1895).
30. Miyarul Mazahib [The Criterion for Religions]. (Zia al-Islam, 1895. English: 2007). Alternative Translation, 1994.
31. Arya Dharam. (Zia al-Islam, 1895).
32. Satt Bachan. (Zia al-Islam, 1895).
33. Islami Usul ki Philosophy [The Philosophy of the Teachings of Islam]. (Matba Siddiqi, 1897). English: 1910, 1979, 2010).
34. Anjam e Atham. (Zia al-Islam, 1897).
35. Siraj e Munir. (Zia al-Islam, 1897).
36. Istifta. (Zia al-Islam, 1897).

37. Hujjatullah. (Zia al-Islam, 1897).
38. Tohfa e Qeysariyya [A Gift for the Queen]. (Zia al-Islam, 1897. English: Islam International Publications Ltd, 2012).
39. Mahmood ki Amin [Mahmood's Aamin]. (Zia al-Islam, 1897).
40. Sirajuddin Isai kei Char Sawalon kei Jawab [Four Questions by Mr. Sirajuddin, a Christian, Answered]. (Zia al-Islam, 1897. English: 1968, 2009). Alternative Translation, 1996.
41. Kitabul Bariyyah [The Acquittal]. (Zia al-Islam, 1898. English Translation, 1996, 1999).
42. Al Balagh [The Message or a Cry of Pain]. (Book Depot Qadian, 1898).
43. Zurooratul Imam [The Need for the Imam]. (Ziyaul Islam, 1898. English: 2007). Alternative Translation, 2000.
44. Najmul Huda [The Star the Guides]. (Ziyaul Islam, 1898. English: Ahmadiyyah Anjuman Isha'at Islam 1933, 1960).
45. Raz e Haqiqat [A Hidden Truth]. (Ziyaul Islam, 1898).
46. Kashful Ghita [The Truth Unveiled]. (Ziyaul Islam, 1898. English: 1898, 2016).
47. Ayyamus Sulha [The Age of Peace]. (Ziyaul Islam, 1899).
48. Haqiqatul Mahdi [The Truth Nature of the Mahdi]. (Ziyaul Islam, 1899. English: 2017).
49. Masih Hindustan Mein [Jesus in India]. (Anwar e Ahmadiyya, 1899. English: 1944, 2003).
50. Sitara e Qeysariyya [Star of the Empress]. (Ziyaul Islam, 1899).
51. Roidad e Jalsa e Dua [The Proceedings of a Prayer Meeting]. (Ziyaul Islam, 1900).
52. Tiryaqul Quloob [Panacea of the Souls] (Ziyaul Islam, 1899, 1902).
53. Tohfa e Ghaznaviyya [A Gift for Ghaznavi]. (Ziyaul Islam, 1902).
54. Khutba Ilhamiyya [The Revealed Sermon]. (Ziyaul Islam, 1902).Urdu translation.
55. Lujjatun Noor [An Ocean of Light]. (Ziyaul Islam, 1910). Urdu translation.
56. Government Angrezi or Jihad [The British Government & Jihad]. (Ziyaul Islam, 1900. English: 2006). Alternative Translation, 2011.
57. Ejazul Masih [Miracles of the Messiah]. (Ziyaul Islam, 1901). Urdu Translation.

58. Eik Ghalati ka Izala [A Misconception Removed]. (Ziyaul Islam, 1901. English: 1978, 2007). Alternative Translation, 2011.
59. Tohfa Golarrviyya [A Gift for Golarrvi]. (Ziyaul Islam, 1902).
60. Araba'in [The Forty]. (Ziyaul Islam, 1902).
61. Dafiul Bala [Defense Against the Plague]. (Ziyaul Islam, 1902).
62. al-Huda [Guidance for Perceiving Minds]. (Ziyaul Islam, 1902). Urdu Translation.
63. Nuzoolul Masih [The Second Coming of the Messiah]. (Ziyaul Islam, 1902).
64. Gunah sei Nijat Kyoonkar Mil Sakti Hei [How to be Free from Sin]. (Review of Religions, 1902. English: 1902, 2008).
65. Ismat e Anbiya [The Honour of Prophets]. (Review of Religions, 1902).
66. Kashti e Nooh [Noah's Ark]. (Ziyaul Islam, 1902).
67. Tohfatul Nadwah [A Gift for an-Nadwah]. (Ziyaul Islam, 1902. English: 2010).
68. Ijaz e Ahmadi [The Miracle of Ahmad]. (Ziyaul Islam, 1902).
69. Review bur Mubahisa Battalvi o Chakrralivi [A Review of the Debate with Battalvi & Chakrralvi]. (Ziyaul Islam, 1902).
70. Mawahibur Rahman [Bounty of God]. (Ziyaul Islam, 1903). Urdu translation.
71. Nasim e Dawut [An Invitation]. (Ziyaul Islam, 1903).
72. Sanatan Dharam [The Sanatan Faith]. (Ziyaul Islam, 1903).
73. Tadhkiratush Shahadatayn [The Two Martyrs]. (Ziyaul Islam, 1903). Urdu translation.
74. Seeratul Abdal [Qualities of the Saints]. (Ziyaul Islam, 1903). Urdu translation.
75. Lecture Lahore. (Rifah e Am Steam Press, 1904. English: Review of Religions 1904, 2008).
76. Lecture Sialkot. (Mufid e Am Press, 1904. English: 2007).
77. Islam ki Haqiqat [The Truth about Islam]. (Review of Religions Urdu, March 1904).
78. Lecture Ludhiana. (Magazine Press, 1906. English: 2003).
79. Risala al-Waiyyat [The Will]. (Magazine Press, 1905. English: 1997, 2004). Alternative Translation, 2000.

80. Chashma e Masihi [Fountain of Christianity]. (Magazine Press, 1906. English: 1970, 2008).
81. Tajalliyyat e Ilahiyya [Divine Manifestations]. (Ziyaul Islam, 1906. English: 2006).
82. Qadian kei Aryah or Ham [The Aryas of Qadian]. (Magazine Press, 1907).
83. Haqiqatul Wahi [The Philosophy of Divine Revelation]. (Magazine Press, 1907). Urdu translation of Appendix.
84. Chashma e Ma'rifat [The Fountain of Gnosis]. (Anwar e Ahmadiyya Press, 1908).
85. Islam kei Samarat [The Fruits of Islam]. (al-Hakm, 18 February 1908),
86. Paigham e Sulh' [A Message of Peace]. (Ziyaul Islam, 1908. English: 1968, 1996, 2007). Alternative Translation, 1993.
87. Majmuah Ishtiharat [Announcements]. 3 Vols. 87(a). 'Dava e Ta'oon' ['A Revealed Cure For the Bubonic Plague'], 23 July 1898. 87 (b). 'Ishtihar Laiq e Tawajja Government' ['My Attitude Towards the British Government'], 10 December 1894.87 (c). 'A Warning To a Pretender to Divinity', 25 November 1902.
88. Malfoozat [Discourses]. 5 Vols. English.
89. Maktubat e Ahmad [Letters of Ahmad]. (4 Vols, 2009). Vol 1, Vol 2, Vol 3, Vol 4. 7 vol edition.
90. Khutut e Imam ba Nam e Ghulam [Correspondence with Hakeem Muhammad Hussayn Qureshi]. (1909).
91. Tadhkirah [Tadhkirah: Dreams, Visions & Revelations]. (English: 1976, 2009).
92. Durr e Samin [Precious Pearls]. (Separate Editions of Urdu and Persian poetry).
93. Durr e Maknun [Early Verse] (Kashi Ram Press, 1916).
94. al-Qasaid al-Ahmadiyya. (2007).
95. Fatawa Hazrat Masih Maud Aleysalam. (1935).
96. Fiqah al-Masih.
97. Tafsir Hazrat Masih Maud Aleysalam.
98. Arabi Bol Chal. (1922).

Appendix 9 – Name of Mr. Qadiani's Books Collated in Roohani Khazain

Which volume of Roohani Khazain has which original book/s of Mr. Qadiani. The following list of books is from old edition. https://www.alislam.org/urdu/rkold/

Roohani Khazain Volume 1 - INDEX — تعارف کتب، انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلد نمبر 1

1. Braheen-i-Ahmadiyya (Vol. 1-4) — ۱۔ براہین احمدیہ (چہار حصص)

Roohani Khazain Volume 2 - INDEX — تعارف کتب، انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلد نمبر 2

2. Purani Tahreerain — ۲۔ پُرانی تحریریں

3. Surma Chashm Ariya — ۳۔ سُرمہ چشم آریہ

4. Shuhna Haq — ۴۔ شحنۂ حق

5. Sabz Ishthar — ۵۔ سبز اشتہار

Roohani Khazain Volume 3 - INDEX — تعارف کتب، انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلد نمبر 3

6. Fateh Islam — ۶۔ فتح اسلام

7. Tauzeeh Maram — ۷۔ توضیح مرام

8. Izala Auham — ۸۔ ازالہ اَوہام

Roohani Khazain Volume 4 - INDEX — تعارف کتب، انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلد نمبر 4

9. Al-Haq Ludhiana — ۹۔ اَلحق مباحثہ لدھیانہ

10. Al-Haq Dehli — ۱۰۔ اَلحق مباحثہ دہلی

11. Asmani Faisla — ۱۱۔ آسمانی فیصلہ

12. Nishan-e-Asmani — ۱۲۔ نشانِ آسمانی

Roohani Khazain Volume 5 - INDEX	تعارف کتب، انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلد نمبر 5
13. A'ina Kamalat Islam	۱۳۔ آئینہ کمالاتِ اسلام
Roohani Khazain Volume 6 - INDEX	تعارف کتب، انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلد نمبر 6
14. Barakat-uddua'	۱۴۔ برکات الدُّعاء
15. Hujja-tul-Islam	۱۵۔ حُجۃ الاسلام
16. Suchhai-ka-Izhar	۱۶۔ سچائی کا اظہار
17. Jang-e-Moqaddas	۱۷۔ جنگ مقدّس
18. Shahadat-ul-Quran	۱۸۔ شہادۃ القرآن
Roohani Khazain Volume 7 - INDEX	تعارف کتب، انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلد نمبر 7
19. Tuhfa Bughdad	۱۹۔ تحفہ بغداد
20. Karamat-us-Sadiqeen	۲۰۔کرامات الصادقین
21. Hamama-tul-Bushra	۲۱۔ حَمامۃُ البشریٰ
Roohani Khazain Volume 8 - INDEX	تعارف کتب، انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلد نمبر 8
22. Nur-ul-Haq	۲۲۔ نور الحق ہر دو حصہ
23. Ittemam-ul- Hujjat	۲۳۔ اتمام الحجّۃ
24. Sirrul Khalafa	۲۴۔ سرّ الخلافۃ
Roohani Khazain Volume 9 - INDEX	تعارف کتب، انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلد نمبر 9
25. Anwarul-Islam	۲۵۔ انوار الاسلام
26. Minan-ur-Rehman	۲۶۔ منن الرحمٰن
27. Zia-ul-Haq	۲۷۔ ضیاء الحق

28. Noor-ul-Quran (1&2) ۲۸۔ نورالقرآن ہردوحصہ

29. Ma'yar-al-Mazahib ۲۹۔ معیارالمذاہب

Roohani Khazain Volume 10 - INDEX تعارف کتب،انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلدنمبر 10

30. Ariya Dharam ۳۰۔ آریہ دھرم

31. Satt-Bachan ۳۱۔ ستّ بچن

32. Islami-Asool-ki-Philosphy ۳۲۔ اِسلامی اُصول کی فلاسفی

Roohani Khazain Volume 11 - INDEX تعارف کتب،انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلدنمبر 11

33. Anjaam Aatham ۳۳۔ انجام آتھم مع ضمیمہ

Roohani Khazain Volume 12 - INDEX تعارف کتب،انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلدنمبر 12

34. Siraj-e-Munir ۳۴۔ سراجِ منیر

35. Istafta ۳۵۔ استفتاءاردو

36. Hujjatullah ۳۶۔ حجۃاللہ

37. Tauhfa Qaisiria ۳۷۔ تحفۂ قیصریہ

38. Mahmood-ki-Amin ۳۸۔ محمود کی آمین

39. Sirajuddin Esai-ke-Char Sawalon-ka-Jawab ۳۹۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب

Roohani Khazain Volume 13 - INDEX تعارف کتب،انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلدنمبر 13

40. Kitab-ul-Bariyyah ۴۰۔ کتاب البریہ

41. Al-Balagh ۴۱۔ البلاغ

42. Zarurat-ul-Imam ۴۲۔ ضرورۃالامام

Roohani Khazain Volume 14 - INDEX	تعارف کتب،انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلد نمبر 14
43. Najm-ul-Huda'	۴۳۔ نجم الہدیٰ
44. Raz-i-Haqiqat	۴۴۔ رازِ حقیقت
45. Kashful-Ghita'	۴۵۔ کشف الغطاء
46. Ayyam-us-Sulh	۴۶۔ ایام الصلح
47. Haqiqatul-Mehdi	۴۷۔حقیقۃ المہدی

Roohani Khazain Volume 15 - INDEX	تعارف کتب،انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلد نمبر 15
48. Maseeh Hindustan Mein	۴۸۔ مسیح ہندوستان میں
49. Sitara Qaisra	۴۹۔ ستارہ قیصرہ
50. Teryaqul-Qoloob	۵۰۔ تریاق القلوب
51. Tauhfa-Ghaznivia	۵۱۔ تحفۂ غزنویہ
52. Ruadad-Jalsa-Dua'	۵۲۔ روئداد جلسہء دعا

Roohani Khazain Volume 16 - INDEX	تعارف کتب،انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلد نمبر 16
53. Khutba-Ilhamia	۵۳۔ خُطْبَۃٌ اِلْہَامِیَّۃٌ
54. Lujja-tun-Noor	۵۴۔ لُجَّۃُ النُّور

Roohani Khazain Volume 17 - INDEX	تعارف کتب،انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلد نمبر 17
55. Government Angrezi Aur Jihad	۵۵۔ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد
56. Toufah-Golravea'	۵۶۔ تحفۂ گولڑویہ
57. Arbaeen	۵۷۔ اَربعین

Roohani Khazain Volume 18 - INDEX	تعارف کتب، انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلد نمبر 18
58. Ijazul-Masih	۵۸۔ اِعجاز المسیح
59. Aik Ghalati Ka Azala	۵۹۔ ایک غلطی کا اِزالہ
60. Dafi-ul-Bala	۶۰۔ دافع البلاء
61. Al-Huda	۶۱۔ اَلْھُدٰی وَالتَّبْصِرَۃُ لِمَنْ یَّرٰی
62. Nuzul-ul-Masih	۶۲۔ نزول المسیح

Roohani Khazain Volume 19 - INDEX	تعارف کتب، انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلد نمبر 19
63. Kashti Nooh	۶۳۔ کشتیٔ نوح
64. Tuhfat-un-Nadwa	۶۴۔ تحفۃ الندوہ
65. Ijaz-e-Ahmadi	۶۵۔ اِعجاز احمدی
66. Review Mubahasa Batalvi-Chakralwi	۶۶۔ ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی
67. Muwahib-ur-Rehman	۶۷۔ مواہب الرحمٰن
68. Naseem-e-Dawat	۶۸۔ نسیم دعوت
69. Sanatan Dharam	۶۹۔ سناتن دھرم

Roohani Khazain Volume 20 - INDEX	تعارف کتب، انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلد نمبر 20
70. Tadhkirat-ush-Shahadatain	۷۰۔ تذکرۃ الشہادتین
71. Seerat-ul-Abdal	۷۱۔ سیرت الابدال
72. Lecture Lahore	۷۲۔ لیکچر لاہور
73. Lecture Sialkot	۷۳۔ لیکچر سیالکوٹ
74. Lecture Ludhiana	۷۴۔ لیکچر لدھیانہ

75. Al-Wasiyat ۷۵۔ الوصیت

76. Chashma Masihi ۷۶۔ چشمۂ مسیحی

77. Tajalliyyat-i-Ilahiyyah ۷۷۔ تجلّیاتِ الٰہیہ

78. Qadian-ke-Ariya Aur Hum ۷۸۔ قادیان کے آریہ اور ہم

Roohani Khazain Volume 21 - INDEX تعارف کتب، انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلد نمبر 21

79. Braheen Ahmadiyya - Vol. 5 ۷۹۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم

Roohani Khazain Volume 22 - INDEX تعارف کتب، انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلد نمبر 22

80. Haqiqat-ul-Wahi ۸۰۔ حقیقۃ الوحی

Roohani Khazain Volume 23 - INDEX تعارف کتب، انڈیکس مضامین۔روحانی خزائن جلد نمبر 23

81. Chashma Ma'rafat ۸۱۔ چشمۂ معرفت

82. Paigham-i-Sulh ۸۲۔ پیغام صلح

Appendix 10 – Email Correspondence with Siobhain McDonagh MP

From: Toaha Qureshi XXXXXXXXXXX
Sent: 12 January 2021 14:33
To: MCDONAGH, Siobhain XXXXXXXXXXXXXXX
Subject: Factual Inaccuracies in APPG Report Suffocation of the Faithful

Siobhain McDonagh MP
MP for Mitcham and Morden
XXXXXXX
XXXXXXX
12 January 2021
Ref: MIC/SM/KN1
By Email: mcdonaghs@parliament.uk

Dear Siobhain,

Re: Factual Inaccuracies in APPG Report Suffocation of the Faithful

I hope you are well. It was great to speak with you on 4 December 2020, on behalf of the Muslim community in your constituency through Imam Arshad of Mitcham Islamic Centre (MIC) regarding the recent report by the APPG on Ahmadiyya launched on 20 July 2020. The Imam and the attendees of MIC are grateful for the time you afforded during the meeting and the promise for further meetings and discussions in January 2021.

Firstly, we unreservedly condemn violence or threat of violence against any group, organisation or faith. We promote peace and harmony together with a policy of 'live and let live'. We understand and endorse the rights of every faith group to practice their religion in peace.

Secondly, the above backdrop does not allow the government or parliamentarians to trespass beyond the boundaries set by parliament. In other words, parliamentarians cannot enforce a religion to accept

within its folds a group or people who do not conform to it's core beliefs.

Thirdly, the APPG report on Ahmadis is factually incorrect. We have drafted several points and questions in this respect and attach them hereto as Exhibit 1 (Ref: MIC/SM/KN2). We would be obliged if you would consider the same and respond at your earliest opportunity.
Fourthly, we also attach hereto as Exhibit 2, material for your consideration dealing with the use of the word 'Qadiani' specifying why it is not derogatory, as the APPG report seemingly claims. It also sets out some stark differences between Muslims and Qadianis. We are hopeful the said material would increase your knowledge base on the subject matter.

Finally, we attach hereto as Exhibit 3, material detailing militancy within Ahmadi groups and excommunication of former Ahmadis.
We would be obliged if you would give the above matters due consideration and revert to us at your earliest.

We look forward to hearing from you.

Yours sincerely,
Toaha Qureshi MBE

For and on behalf of Members of Mitcham Islamic Centre

Attachments:
1. Factual Inaccuracies – Second Letter to Siobhain McDonagh MP (Ref: MIC/SM/KN2)
2. Is the term "Qadiani" derogatory/pejorative? (Ref: MIC/SM/KN3)
3. British Intelligence Report on Ahmadiyya Movement (Ref: MIC/SM/KN4)
Documents sent to:
1. Imam Arshad, Mitcham Islamic Centre
2. HE High Commissioner for Pakistan, London

From: MCDONAGH, XXXXXXXXXXXXX
Sent: Wednesday, February 10, 2021 12:23:24 AM
To: toahaqureshi
Subject: RE: Factual Inaccuracies in APPG Report Suffocation of the Faithful

Dear Mr Qureshi,

Thank you for writing to me about your concerns regarding the All Party Parliamentary Group for the Ahmadiyya Muslim Community's report entitled 'Suffocation of the Faithful'.

I am glad to hear that your group Khatme Nubuwwat condemn violence against any group, organisation of faith. As you will be aware, this was not historically the view of the organisation, given its links to a group of the same name in Pakistan, whose members encouraged acts of violence and discrimination against Ahmadis.

In your letter, you suggest that the Ahmadiyya Muslim Community have taken positions against people of other faiths. For myself, and the other members of the All Party Parliamentary Group (APPG), I can only state that I have never seen, or heard, or read about such behaviour. In my work as Chair of the APPG and as a constituency MP with a significant Ahmadi Community, I have always found them to be accepting of other faiths. Their events at Baitul Futuh Mosque in Morden have always had guests of all faiths and none. Their willingness to raise charitable funds for community groups outside their faith also indicates their willingness to work with people of different faiths.

As a cross party group, to which all Parliamentarians are eligible to join, our members agreed on which witnesses to invite to our hearings. The inquiry held five public sessions during which approximately 20 witnesses from all faiths were interviewed. All APPG members were invited to the sessions and were encouraged to ask questions. In addition, we received a significant amount of written evidence. The final report was circulated to all of the Officers

of the group in advance of publication.

The purpose of the report was to consider whether there was Ahmadi persecution in Pakistan and around the world. The findings of this report, however, extended beyond its original purpose, in identifying the persecution of other faiths in Pakistan.

The APPG works on the basis that it accepts a faith groups self-definition. Ahmadis believe that they are Muslims and it is this self-definition that we accept. In addition, we believe that they have the right to decide how they want their faith to be named and identified. As a result, we reject your suggestion that using Qadiani is not offensive.

If I have constituents who are concerned about anything with which I am involved I am always happy to be accountable. I hold an advice surgery every Friday and an appointment can be made by calling 0207 219 4678.

Yours sincerely,
Siobhain McDonagh
Office of Siobhain McDonagh MP | Labour Member of Parliament for Mitcham and Morden

Appendix 11 – Resolutions Presented in the Provincial Assembly of Punjab

قرارداد

برطانوی پارلیمنٹ کے چند ارکان نے قادیانیوں کے حق میں ایک رپورٹ مرتب کی ہے جس کا عنوان Suffocation of the Faithful ہے۔یہ رپورٹ "آل پارٹی پارلیمانی گروپ برائے احمدیہ" کی طرف سے پاکستان کے خلاف جاری کی گئی ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف ظلم و جبر اور استحصال ریاست پاکستان کی سرپرستی میں ہو رہا ہے جبکہ پاکستان پر الزام تو لگایا گیا ہے لیکن پاکستان کا موقف شامل نہیں کیا گیا۔

رپورٹ میں برطانوی حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ پاکستان کو دی جانے والی امداد کو اس رپورٹ میں دی گئی سفارشات کی منظوری سے مشروط کیا جائے۔رپورٹ کی سفارشات میں پاکستان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ پاکستان کے قوانین میں قادیانیوں کے حق میں تبدیلی کی جائے اور قادیانیوں کو تعلیمی اداروں میں تبلیغ کی مکمل اجازت ہونی چاہیئے۔

یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت پاکستان اور دفتر خارجہ اس رپورٹ کو برطانوی پارلیمنٹ سے فوری طور پر withdraw کروائے تاکہ

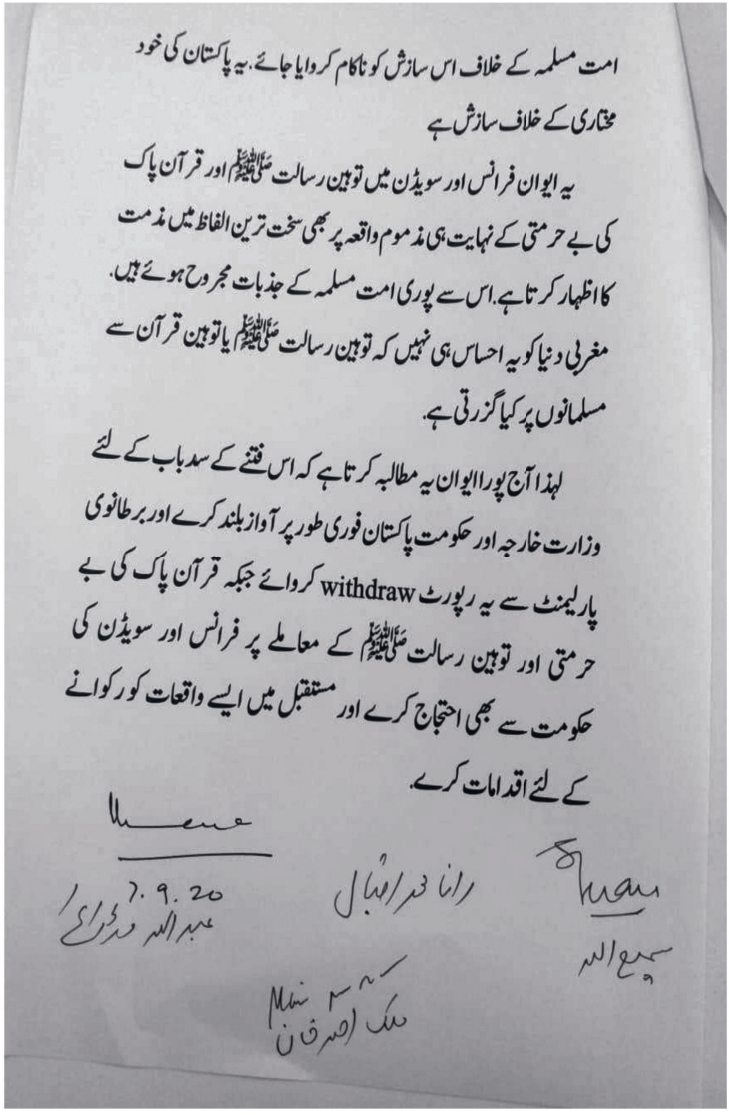

امت مسلمہ کے خلاف اس سازش کو ناکام کروایا جائے. یہ پاکستان کی خود مختاری کے خلاف سازش ہے

یہ ایوان فرانس اور سویڈن میں توہین رسالت ﷺ اور قرآن پاک کی بے حرمتی کے نہایت ہی مذموم واقعہ پر بھی سخت ترین الفاظ میں مذمت کا اظہار کرتا ہے. اس سے پوری امت مسلمہ کے جذبات مجروح ہوئے ہیں. مغربی دنیا کو یہ احساس ہی نہیں کہ توہین رسالت ﷺ یا توہین قرآن سے مسلمانوں پر کیا گزرتی ہے.

لہذا آج پورا ایوان یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اس فتنے کے سدباب کے لئے وزارت خارجہ اور حکومت پاکستان فوری طور پر آواز بلند کرے اور برطانوی پارلیمنٹ سے یہ رپورٹ withdraw کروائے جبکہ قرآن پاک کی بے حرمتی اور توہین رسالت ﷺ کے معاملے پر فرانس اور سویڈن کی حکومت سے بھی احتجاج کرے اور مستقبل میں ایسے واقعات کو رکوانے کے لئے اقدامات کرے.

7.9.20

عبداللہ قدوائی

رانا قمر اقبال

سمیع اللہ

ملک اصرف خان

Appendix 12 – Resolutions Presented in the Provincial Assembly of Khyber Pakhtunkhwa (KPK)

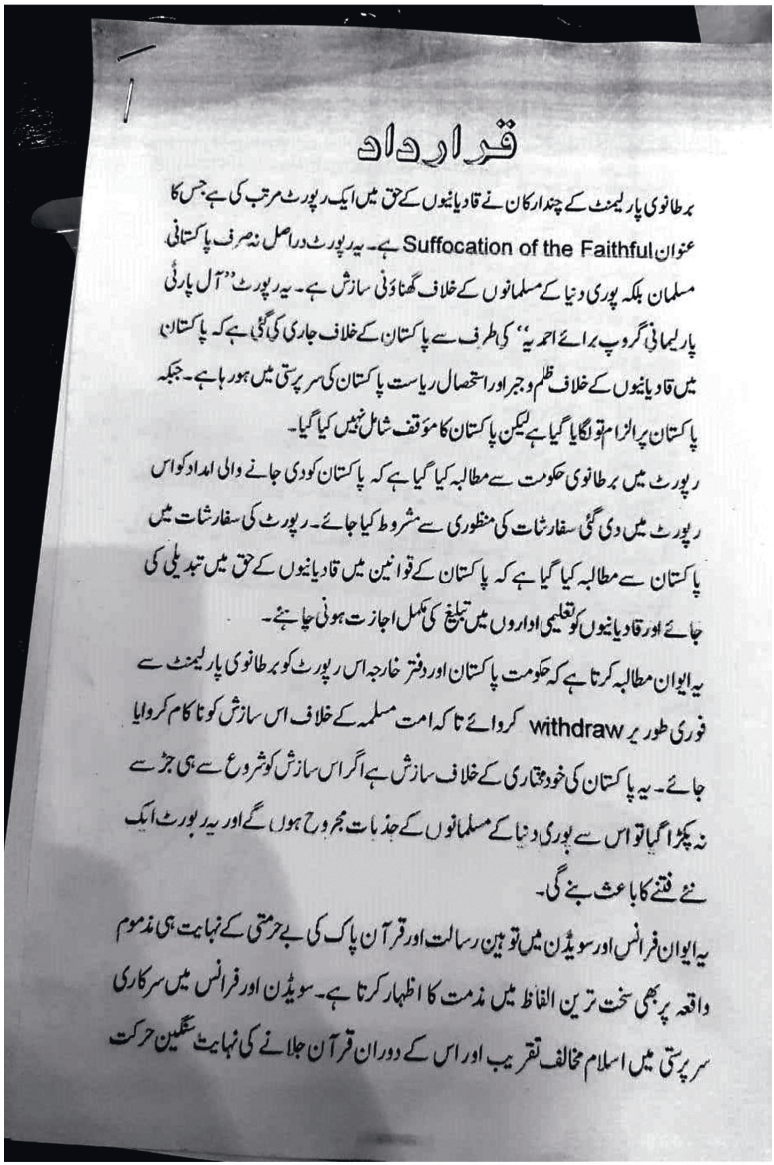

قرارداد

برطانوی پارلیمنٹ کے چند ارکان نے قادیانیوں کے حق میں ایک رپورٹ مرتب کی ہے جس کا عنوان Suffocation of the Faithful ہے۔ یہ رپورٹ دراصل نہ صرف پاکستانی مسلمان بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے خلاف گھناؤنی سازش ہے۔ یہ رپورٹ ''آل پارٹی پارلیمانی گروپ برائے احمدیہ'' کی طرف سے پاکستان کے خلاف جاری کی گئی ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف ظلم و جبر اور استحصال ریاست پاکستان کی سرپرستی میں ہو رہا ہے۔ جبکہ پاکستان پر الزام تو لگایا گیا ہے لیکن پاکستان کا مؤقف شامل نہیں کیا گیا۔

رپورٹ میں برطانوی حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ پاکستان کو دی جانے والی امداد کو اس رپورٹ میں دی گئی سفارشات کی منظوری سے مشروط کیا جائے۔ رپورٹ کی سفارشات میں پاکستان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ پاکستان کے قوانین میں قادیانیوں کے حق میں تبدیلی کی جائے اور قادیانیوں کو تعلیمی اداروں میں تبلیغ کی مکمل اجازت ہونی چاہئے۔

یہ ایوان مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت پاکستان اور دفتر خارجہ اس رپورٹ کو برطانوی پارلیمنٹ سے فوری طور پر withdraw کروائے تا کہ امت مسلمہ کے خلاف اس سازش کو ناکام کروایا جائے۔ یہ پاکستان کی خودمختاری کے خلاف سازش ہے اگر اس سازش کو شروع سے ہی جڑ سے نہ پکڑا گیا تو اس سے پوری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوں گے اور یہ رپورٹ ایک نئے فتنے کا باعث بنے گی۔

یہ ایوان فرانس اور سویڈن میں توہین رسالت اور قرآن پاک کی بے حرمتی کے نہایت ہی مذموم واقعہ پر بھی سخت ترین الفاظ میں مذمت کا اظہار کرتا ہے۔ سویڈن اور فرانس میں سرکاری سرپرستی میں اسلام مخالف تقریب اور اس کے دوران قرآن جلانے کی نہایت سنگین حرکت

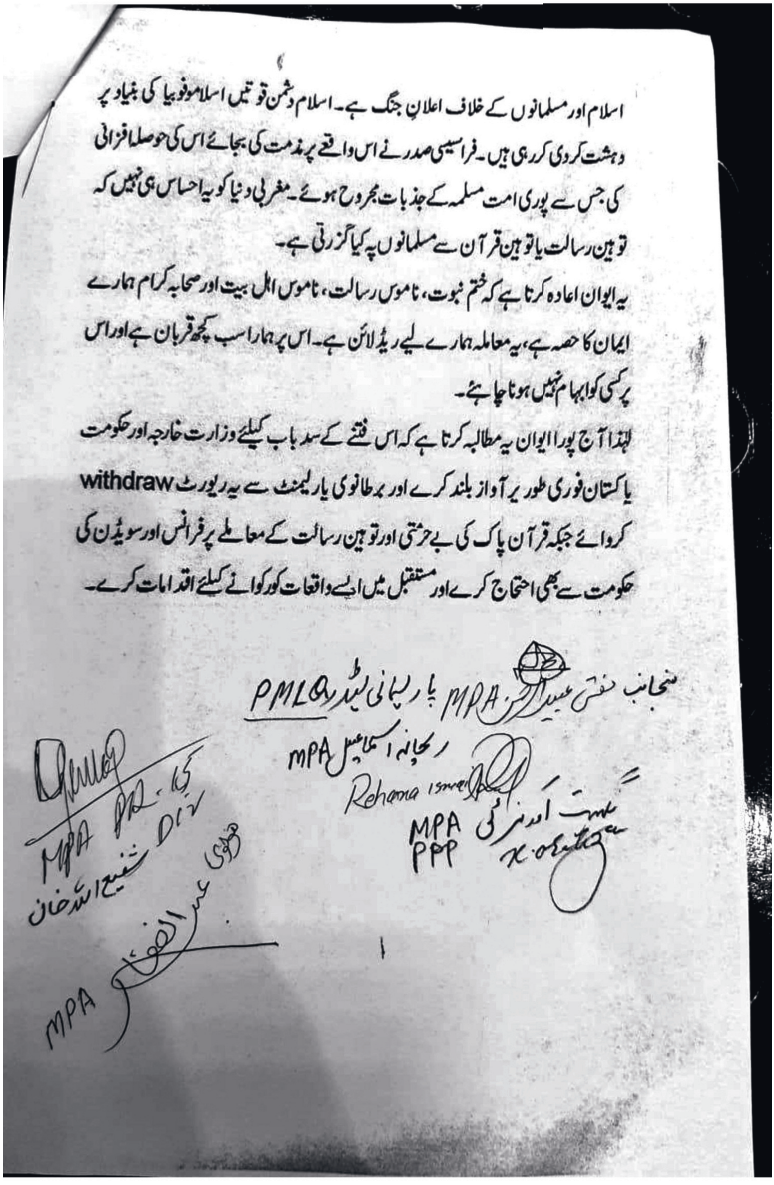

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اعلانِ جنگ ہے۔ اسلام دشمن قوتیں اسلاموفوبیا کی بنیاد پر دہشت گردی کر رہی ہیں۔ فراسیسی صدر نے اس واقعے پر مذمت کی بجائے اس کی حوصلہ افزائی کی جس سے پوری امت مسلمہ کے جذبات مجروح ہوئے۔ مغربی دنیا کو یہ احساس ہی نہیں کہ توہین رسالت یا توہین قرآن سے مسلمانوں پہ کیا گزرتی ہے۔

یہ ایوان اعادہ کرتا ہے کہ ختم نبوت، ناموس رسالت، ناموس اہل بیت اور صحابہ کرام ہمارے ایمان کا حصہ ہے، یہ معاملہ ہمارے لیے ریڈ لائن ہے۔ اس پر ہمارا سب کچھ قربان ہے اور اس پر کسی کو ابہام نہیں ہونا چاہئے۔

لہٰذا آج پورا ایوان یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اس فتنے کے سد باب کیلئے وزارت خارجہ اور حکومت پاکستان فوری طور پر آواز بلند کرے اور برطانوی پارلیمنٹ سے یہ ریورٹ withdraw کروائے جبکہ قرآن پاک کی بے حرمتی اور توہین رسالت کے معاملے پر فرانس اور سویڈن کی حکومت سے بھی احتجاج کرے اور مستقبل میں ایسے واقعات کو رکوانے کیلئے اقدامات کرے۔

منجانب مفتی عبید الرحمن MPA پارلیمانی لیڈر PMLQ

ریحانہ اسماعیل MPA

Rehana Ismail

MPA PR-15 DIV

شفیع اللہ خان

MPA

MPA

Appendix 13 – Resolutions Presented in the Legislative Assembly of Azad Kashmir

Resolution proposed by Dr Peer Syed Ali Raza Bukhari, Member Legislative Assembly Azad Kashmir

Resolution on Qadyani's Conspiracy Against Pakistan.

Factually incorrect and one sided and so called, "inquiry report" by the "All Parties Parliamentary group for Ahmadiyya " was launched in the British Parliament under the title: "Suffocation of the Faithful-Persecution of Ahmadis in Pakistan and the rise of International Extremism".

This report has been endorsed by more than 40 British Parliamentarians where Pakistan has been declared that "Persecution of Minorities" in Pakistan and the claim that "rise of International Extremism is sponsored by the State of Pakistan." The real truth is that Pakistan has suffered the most as its Army / Navy / Airforce / ISI Headquarters, Mosques, Shrines, Imam Bargahs,, Churches, Schools / Colleges / Universities, Markets and many more to name. All of which have been attacked by the Terrorists (and not by the State). The baseless claims of the Qadianis are false, inaccurate,misrepresented and disproportionate.

Quite cleverly, the Shia community has been included among the minority (Hindus, Qadianis and Christians) to strengthen their case by factually incorrect information (as seen on page 84 of the Report); that Shias are given only menial jobs and they cannot become Chief Ministers. It also claims that the Shia cannot take Key Positions. The real fact is that the Shia community enjoys to be in the Highest Offices in Pakistan which may include Presidents, Prime Ministers, Governors, Chief Ministers, High Commissioners, Generals and many more.

Some of the shocking recommendations in this report are to link "UK AID" with "freedom to Qadianis" for preaching their Beliefs and give them the relevant quota for Refugee Status. It also asks the European Union to take the GSP status away from Pakistan. It demands Pakistan to change its Blasphemy Laws.

Ahmedies have been declared Non-Muslims vide Second Amendment in the Constitution of Pakistan in 1974. Since then, this non-Muslim community has been working covertly and overtly against Pakistan both internally and through international platforms.

Let me give you a brief insight regarding of "Khatam-e-Nabuwat" from our Sacred Religious Scripture and Last Testament of Allah, The Glorious Quran. The Quran explicitly and clearly declares Muhammad-Ur-Rasool'Allah as the Last Prophet. In Surah e Ahzab, verse 40 which is well known and often quoted:

Allah almighty says

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله و خاتم النبين و كان الله بكل شى عليما!

Muhammad is not the father of (any) of your men, but (he is) the Messenger of Allah and Last of The Prophets. And Allah has full Knowledge of all things.

This Ayah clearly states that there shall be no Prophet after him.

Another Verse of Quran even more clearly explains the Last Prophethood of Prophet Muhammad (Salallaho alaihi wassalim) and this is to be taken as the final Divine Decree of Allah, since the Last Book contains the Last Message of Allah, Most High. This Verse is from Surah e Baqarah, Verse 4 and it reads:

الذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک و بالآخرۃ ھم یوقنون.

And who believe in what has been revealed to you, Oh Muhammad, and what was revealed before you, and of the Hereafter they are certain in Faith.

Here, Allah says that whatever is revealed to you and before you is part of the Faith, so we understand that anything after Prophet Muhammad PBUH and against the Quran is False, a Lie, a blasphemy and wrong in every religious aspect. Thus, the Ahmedies are rightly declared Non-Muslim in Pakistan and in Azad Jammu and Kashmir by Law.

In the light of the final and clear Commandment of the Holy Quran and the Declaration of the Constitution of Pakistan and the interim Constitution of Azad Jammu and Kashmir Ahmedies are Non-Muslim. Their efforts to justify themselves as Muslims and efforts to malign, and defame Pakistan is strongly condemned. There is no crisis in Pakistan regarding the rights of minorities. Any move, anywhere in world on the pretext of atrocities against Ahmedis is immediately rebutted and the Government of Pakistan is asked to initiate strong diplomatic initiatives against this baseless false Propaganda. It may be remembered however, that dispute and conflict with Ahmedies is not because of them being a minority; but due to their False claim and furthermore, because they have stolen Muslim identity and identity of theft is a crime by Law. If they admit that they are Non-Muslim and declare that Mirza Ghulam Ahmed's declaration of Prophethood is False and he is prevaricator and Imposter, the conflict ends. Therefore, I move this resolution:

A: This house rejects the report presented in favour of Qadianis in the British Parliament and considering this report as causing injury to the feelings of 1.8 Billion Muslims around the world. All possible diplomatic efforts from the Government of Pakistan should be initiated against the submission of this report in the British Parliament. This report must be withdrawn due to its false claims and tarnishing the reputation of a sovereign state, Pakistan.

B: That the Federal Government and Foreign office should play an effective diplomatic role to omit the following words mentioned in the report issued by United Nations High Commissioner for Human Rights, on June 14, 2018, at pages 46,47 and 49: and words are "Ahmedia community as Non-Muslim is the basis of institutional discrimination against them". And also the words, "abolish Blasphemy provisions in Azad Jammu Kashmir and Gilgit Baltistan".

C: Reiterate the firm position that Ahmedies are Non-Muslims and their conspiracies in the world to portray them as victims is false and fabricated. Such efforts must be rebutted at all international and internal fora.

D: In Azad Jammu and Kashmir, like Pakistan, the oath of Prophethood should be enforced in every section of Society and Profession, so that distinction can be made between Mirzai , Qadyani and real Muslims, even if further amendments to the constitution are required to introduce such Laws, as this is a Legal Necessity and Obligation.

E: In accordance with the intention of Article 4 (10) B of the Azad Jammu and Kashmir Interim Constitution, 1974, a Law should be established against the apostasy of Muslims in the State.

Appendix 14 – Electronic Media Coverage



ارشد وحید چوہدری
آج کا اخبار ادارتی صفحہ
ستمبر:05/2020

پاکستان کے خلاف سازش

اس کالم میں اس انتہائی حساس مسئلے کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے جس کا فوری نوٹس لیتے ہوئے کارروائی نہ کی گئی تو پاکستان کو عالمی سطح پر سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔معاملہ کچھ یوں ہے کہ برطانیہ کی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کے تقریباً 40 ارکان پر مشتمل ''آل پارٹیز پارلیمنٹری گروپ فار دی احمدیہ مسلم کمیونٹی'' نے 20 جولائی 2020ء کو پاکستان کے خلاف سنگین الزامات پر مبنی انتہائی خطرناک رپورٹ جاری کی ہے جس میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف ظلم و جبر اور بین الاقوامی انتہاپسندی میں اضافہ ریاست کی سرپرستی میں ہورہا ہے۔

"Suffocation of the faithful;
The Persecution of Ahmadi Muslims in Pakistan and the Rise of international Extremism"

کے ٹائٹل سے جاری کی جائے والی یہ رپورٹ بنیادی طور پر پاکستان کے خلاف یکطرفہ انکوائری ہے جو کہ برطانوی پارلیمانی گروپ کی چیئرپرسن شوون مکڈونہ کی سرپرستی میں کروائی گئی،اس رپورٹ کو انکوائری کا نام دیا گیا لیکن اس میں پاکستانی ہائی کمیشن لندن یا پاکستانی وزارت خارجہ سے رابطہ کیے اور ان کا موقف لیے بغیر سنگین الزامات پر مبنی 167 صفحات پر مشتمل یہ دستاویز یک طرفہ طور پر جاری کردی گئی۔اس برطانوی پارلیمانی گروپ جس میں دو پاکستانی نژاد قادیانی ارکان بھی شامل ہیں نے خود ہی جج،جیوری اور پراسیکیوٹر کا کام کیا ہے اور رپورٹ کو پڑھنے کے بعد یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ یہ پاکستان مخالف قادیانی لابی نے خود ہی تیار کی اور اس پہ برطانوی پارلیمنٹ کے ارکان کے دستخط کرالیے گئے۔اس رپورٹ میں الزام لگایا گیا ہے کہ پاکستان میں ہر احمدی کو اپنی پیدائش سے موت تک ظلم و جبر کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان کو ووٹ کے حق سے محروم کردیا گیا ہے

اور یہ سب کچھ ریاست کی سرپرستی میں ہو رہا ہے۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ پاکستان میں تمام اقلیتوں کو ووٹ ڈالنے کا مساوی حق دیا گیا ہے، آئین پاکستان کے تحت قادیانی بھی غیر مسلم اقلیت ہیں اور انہیں بھی دیگر اقلیتوں کی طرح ووٹ ڈالنے کا پورا حق ہے۔ رپورٹ کی سنگینی کا اندازہ اس بات سے لگالیں کہ اس میں وزیر مملکت پارلیمانی امور علی محمد خان پر بھی قادیانیوں کے حوالے سے سنگین الزام عائد کیا گیا ہے۔ اس رپورٹ میں برطانوی حکومت پر زور دیا گیا ہے کہ وہ پاکستان میں انسانی حقوق کی کھلم کھلا خلاف ورزیوں کو نظر انداز نہ کرے جبکہ عالمی برادری اور برطانوی حکومت احمدیوں کو پاکستان میں ان کے بنیادی حقوق دلوائے جبکہ قادیانیوں کو برطانیہ اور یورپ میں پناہ گزینوں کا درجہ دیا جائے۔ اس نام نہاد انکوائری رپورٹ میں قادیانیوں کی دو عبادت گاہوں پر سال 2010ء میں ہونے والے حملوں کا ذکر کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ پاکستان میں قادیانیوں کی عبادت گاہیں محفوظ نہیں ہیں جو حقیقت کے برعکس ہے۔ رپورٹ میں پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کو نشانہ بنانے سمیت متعدد پاکستان مخالف مندرجات شامل ہیں تاہم اس کا سب سے خطرناک پہلو یہ ہے کہ اس میں پاکستان پہ اقلیتوں بالخصوص قادیانیوں کے خلاف ریاستی سرپرستی میں ظلم روا رکھنے کے الزامات عائد کرتے ہوئے برطانوی حکومت اور عالمی اداروں پہ زور دیا گیا ہے کہ وہ پاکستان کو دی جانے والی امداد کو قادیانیوں کے مطالبات کو تسلیم کرنے اور ان کے تحفظ کو یقینی بنانے کے اقدامات سے مشروط کریں۔ یکطرفہ رپورٹ میں پاکستانی حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ قادیانیوں کو ووٹ کا حق، انہیں لٹریچر چھاپنے کی اجازت اور مذہبی آزادی دی جائے۔ قادیانی مخالف تقاریر اور مبلغین پر پابندی عائد کی جائے۔ جبکہ برطانوی حکومت سے یہ مطالبہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ پاکستان پر دباؤ ڈالے کہ قادیانی مخالف قوانین ختم کرے۔ قادیانیوں کے اسکولز، کالجز واپس کرے۔ یہ امر بھی تشویش کا باعث ہے کہ پاکستان کے خلاف برطانیہ کے ایک پارلیمانی گروپ کی طرف سے یہ انتہائی خطرناک رپورٹ جاری ہوئے تقریباً ڈیڑھ ماہ گزر چکا ہے لیکن برطانیہ میں پاکستانی ہائی کمیشن یا پاکستانی وزارت خارجہ نے تاحال چپ سادھ رکھی ہے۔ یہ تو بھلا ہو ملکہ برطانیہ کی طرف سے ممبر آف برٹش ایمپائر کا اعزاز حاصل کرنے والے معروف پاکستانی نژاد برطانوی اسکالر اور ماہر تعلیم طٰہٰ قریشی کا جنہوں نے اس رپورٹ کے اجراء کے بعد نہ صرف برطانیہ میں واویلا مچایا بلکہ خصوصی طور پر پاکستان کا دورہ کر کے پاکستانی صحافی محمد ارتضیٰ کے ہمراہ حکومتی عہدیداران، ریاستی اداروں کے ذمہ داران سیاسی و مذہبی رہنماؤں، صحافیوں اور سول سوسائٹی کے نمائندوں کو

رپورٹ کی سنگینی اور اس کے پاکستان پہ مرتب ہونے والے ممکنہ اثرات سے آگاہ کیا۔اس صورت حال میں وزیراعظم عمران خان، وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی اور آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ کو اس پاکستان مخالف رپورٹ کا فوری نوٹس لینا چاہئے جبکہ وزارت خارجہ فوری طور پر برطانوی ہائی کمشنر کو طلب کر کے نہ صرف سخت احتجاج ریکارڈ کرائے بلکہ وضاحت بھی طلب کی جائے۔حکومت پاکستان برطانوی حکومت سے اس یک طرفہ اور من گھڑت رپورٹ کو فوری واپس لینے اور اسے انٹرنیٹ سے بھی ہٹانے کا مطالبہ کرے۔ارباب اختیار اس حوالے سے تحقیقات بھی کرائیں کہ پاکستان کے خلاف اس قدر سنگین رپورٹ جاری ہونے کے باوجود برطانیہ میں مقیم پاکستانی سفارتکار اور دیگر حکام یوں لاعلم رہے اور اور انہوں نے اس رپورٹ کے اجراء کو رکوانے کے لیے کردار کیوں ادا نہیں کیا؟ جبکہ برطانوی حکومت کے ساتھ اعلیٰ سطح پہ اس معاملے کو اٹھا کر اس رپورٹ کی باضابطہ منسوخی کو یقینی بنانا چاہئے کیونکہ یہ رپورٹ مستقبل میں پاکستان کے دشمنوں کی طرف سے مختلف عالمی فورمز پہ ایک ریفرنس کے طور پر استعمال کی جاسکتی ہے۔پاکستان اندرونی طور پہ قانون سازی کر کے فیٹف (FATF) کی جس کھائی میں گرنے سے بچنے کی کوشش کر رہا ہے پاکستان مخالف قوتیں عالمی سطح پہ ایسی رپورٹوں کے اجراء کے ذریعے اسے اسی کھائی میں دھکیلنے کی سازشوں میں مصروف ہیں چنانچہ حکومت پاکستان کو اندرونی چیلنجز سے نمٹنے کے ساتھ ساتھ اپوزیشن اور دیگر تمام فریقین کی مدد سے عالمی سطح پہ کی جانے والی ایسی سازشوں کا قلع قمع بھی کرنا ہوگا۔

Appendix 15



Khatme Nubuwwat Centre (KNC)

[Centre for the Finality of Prophethood]

Serving the communities since 1989

بسم الله الرّحمن الرحيم

حضرة خادم الحرمين الشريفين جلالة الملك سلمان بن عبد العزيز آل سعود، حفظكم الله تعالى في عافية سابغة

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

وبعد:

فإننا أعضاء مركز ختم النبوة في لندن نقدّر جهودكم السّامية في خدمة الحرمين الشّريفين والعناية بأمور الإسلام والمسلمين، جزاكم الله تعالى أحسن الجزاء.

إن "مركز ختم النبوّة" في لندن أقيم تحت رعاية العلماء والأفاضل من شتّى أنحاء العالم، وذلك لنشر وتوطيد عقيدة "ختم النبوّة" بمعنى أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم النبيّين ولا نبيّ بعده، ولكن انتشرت في بلاد أوربّا جماعةٌ تعتقد أن مؤسّسها غلام أحمد القادياني نبي مرسل فاق جميع الأنبياء، والعياذ بالله العظيم. وقد صدر قرار من جميع المجامع الفقهية بما فيها المجمع الفقهي لرابطة العالم الإسلامي ومجمع الفقه الإسلامي الدولي بأنّ هذه الجماعة خارجة عن دائرة الإسلام، وبالرغم من ذلك، فإنّ هذه الجماعة لا تزال تخدع وتُضِلّ شبابَ المسلمين. ولذا فإنّ هذا المركز إنّما أسّسناه لإثبات العقيدة الصحيحة، وتفنيد الشبهات التى أثيرت في قلوب الشباب السُّذّج . وإنّ هذا المركز له نشاطٌ واسعٌ بفضل الله تعالى لتربية الجيل الجديد وتثقيفهم على الحياة الدينية الخالصة، ولا يزال هذا المركز يعمل منذ ١٩٨٥م بنجاح.

ولهذا الغرض يريد "مركز ختم النبوّة لندن" عقد مؤتمر يُدعَى إليه العلماءُ من البلاد الإسلامية بعنوان "صفات آخر الأنبياء صلى الله عليه وسلّم". وذلك لتاريخ ستة يونيو ٢٠٢٠م في مدينة لندن إن شاء الله تعالى.

ونرجو أن هذا المؤتمر سيؤدّى دوراً كبيراً في إرساء العقائد الصحيحة في بلاد غير إسلامية.

ونريد أن ندعو لهذا المؤتمر ثلاثة من العلماء الأجلة من المملكة العربية السعودية حرسها الله تعالى، وهم :

(١) معالى الشيخ عبد الله بن سليمان بن منيع

(٢) معالى الشيخ صالح بن حميد

(٣) معالى الشيخ سعد الشثري

ونرجو من جلالتكم الموافقة بإرسال هؤلاء الثلاثة إلى هذا المؤتمر الذي سيكون له شأن إن شاء الله تعالى

وندعو الله سبحانه أن يوافق هذا الطلب قبولاً كريماً من جلالتكم.

طه بشير ذو القرنين القريشي (الهاشمي)

الأمين العام لمركز ختم النبوّة

المفتي محمّد تقيّ العثماني

قاضي المحكمة العليا لباكستان (سابقاً)

عضو مجمع الفقه الإسلامي الدولي المنبثق عن منظمة المعاون الإسلامي

عضو المجمع الفقهي الإسلامي التابع لرابطة العالم الإسلامي

رئيس المجلس الشرعي لهيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية

Mosque | Community Centre & Welfare | Islamic Institute | Library

35 Stockwell Green, London, SW9 9HZ | E: info@knclondon.org.uk | W: www.knclondon.org.uk Charity Registered No: 328715

Appendix 16

AALAMI MAJLISE TAHAFFUZE KHATME NUBUWWAT
(AN ISLAMIC ORGANIZATION)

- ISLAMIC INSTITUTE (MADRESAH)
- MOSQUE
- COMMUNITY CENTRE & WELFARE
- LIBRARY

35, Stockwell Green
London SW9 9HZ, U.K.
Ph: 071-737-8199

Date _____

مکرمی ومحترم جناب طارق قریشی صاحب ختم نبوۃ سنٹر لندن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہاں تمام رفقاء خیریت سے ہیں امید ہے کہ آپ اور دیگر حاضرین واردین دفتر بھی خیریت سے ہونگے
آپکا خط اور پیغام موصول ہوا کچھ لوگوں کی نادانیوں کی وجہ سے مجلس اور ختم نبوۃ سنٹر پر جو حرف آیا ہے
اس پر میں خود اور دیگر رفقا سخت پریشان ہیں
لہذا میں آپ کو ذمہ داری سونپتے ہوئے تاکید کرتا ہوں کہ آپ برطانوی قانون کو مدنظر رکھتے ہوئے
اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اور ٹرسٹ وسنٹر کو بچانے کے لئے عملی اقدام اٹھائیں اس سلسلے میں
آپ جو اقدام اٹھائیں گے میری طرف سے آپکو مکمل حمایت حاصل ہے

فقیر آپ کی خیر وعافیت وسلامتی کے لئے دعا گو ہے اللہ تعالیٰ نصیب فرمائیں

والسلام

فقیر خان محمد عفی عنہ

References

Aaiil, (2022). Ahmadiyya Anjuman Ishaat-e-Islam Lahore https://aaiil.org/

Ahmad, M. B. M. (1965). The truth about the split. Vakil al-Tabshir, Secr., Ahmadiyya Muslim Foreign Missions.

Ahmadiyya Anjuman Isha'at-e-Islam, (2022). Lahore, web, 2022 https://www.aaiil.org/text/qadi/intro/cmprsn.shtml

Ahmadiyyafactcheckblog, (2017). https://ahmadiyyafactcheckblog.com/2017/10/13/in-1985-zafrullah-khan-admitted-to-boycotting-the-funeral-of-jinnah-and-gives-a-stupid-excuse/

Akber Choudhry, (May 16, 2016). https://medium.com/@akber/the-caliph-launders-money-panama-papers-c57bd9e91c64

Akhbar Albadr, (Oct 25,1906). Akhbar Albadr, 43, vol 2, p14, Qadian

Al-Fazl (Jan 16,1952). Newspaper Al-Fazl, p. 3, 1952, Lahore, Pakistan

Al-Fazl, (April 4, 1947). Newspaper Al-Fazl, Qadian, India

Al-Fazl, (Aug 13,1948). Newspaper Al-Fazl, p. 6, column 1, Qadian, India

Al-Fazl, (Aug 21, 1917). Newspaper Al-Fazl, Vol 5, p. 8, issue 15

Al-Fazl, (May 17, 1947). Newspaper Al-Fazl, Qadian, India

Alislam, (2022). https://www.alislam.org/

Aziz, Z. (2008). A Survey of the Lahore Ahmadiyya Movement: History, Beliefs, Aims and Work. AAIIL (UK).

Barker, E. (2018). The Unification Church. Alternative Spirituality and Religion Review, 9(1), 91-105.

Bashir Ahmad, M. A, (1994). https://archive.org/details/ahmadiyamovementeng/page/n1/mode/2up?view=theater

Bashir Ahmad, M. A, (1995). Ahmadiyya Movement: British Jewish Connections https://ahmadiyyafactcheckblog.files.wordpress.com/2021/09/ahmadiyya-movement-british-jewish-connections-by-bashir-ahmad-1995.pdf

Bashir, (1916, p. 169). Mirza Bashir, Review of Religion, 1916. Kalma-Tul-Fasal,
https://archive.org/details/kalimatul-fasl-mirza-bashir-ahmad-ra-hasile-mutalia/mode/2up?view=theater

Bashir, (1916, p.113). Mirza Bashir, Review of Religion, 1916. Kalma-Tul-Fasal,
https://archive.org/details/kalimatul-fasl-mirza-bashir-ahmad-ra-hasile-mutalia/mode/2up?view=theater43456780SJZXV/

Batool, T., Shahed, R. A., & Rezanejad, I. (2021). Analysis and critique of the impressionability of Qadiani exegetes from Modern science in the interpretation of the holy Quran. Journal of Subcontinent Researches, 13(40), 61-82.

Bawani, (April 10, 2021). MUNEEB UR REHMAN AHMAD INVESTIGATION
REPORThttps://www.facetogether.org/investigations/muneeb-ur-rehman-ahmad

Britannica, (2022). Apostasy, definition,
https://www.britannica.com/topic/apostasy

British Upper Tribunal, (2018).
https://tribunalsdecisions.service.gov.uk/utiac/pa-04952-2017

Brookshaw, D. P., & Fazel, S. B. (Eds.). (2012). The Baha'is of Iran: socio-historical studies. Routledge.

Budiwati, A. (2020). HISTORICAL-ASTRONOMIC PROVISION OF BIRTH AND DEATH PROPHET MUHAMMAD SAW. Al-Hilal: Journal of Islamic Astronomy, 1(1).

Cardinal Luis Ladaria (2001).
https://www.vatican.va/roman_curia/congregations/cfaith/documents/rc_con_cfaith_doc_20010605_battesimo_mormoni-ladaria_en.html

Clark, M. (2019). Islam for dummies. John Wiley & Sons.
https://books.google.com.pk/books?hl=en&lr=&id=fVmDwAAQBAJ&oi=fnd&pg=PA1&dq=Islam+for+Dummies+by+Malcolm+Clark&ots=DGBEgpxJ1m&sig=sEwHA5BgrDhqEvc_VF8dt4GLjro&redir_esc=y#v=onepage&q=Islam%20for%20Dummies%20by%20Malcolm%20Clark&f=false

Country Policy and Information Note Pakistan: Ahmadis (CPINPA), (2021).

https://www.ecoi.net/en/file/local/2059923/PAK_CPIN_Ahmadis.pdf

CRUX, (2019). https://cruxnow.com/church-in-europe/2019/02/13/as-mormons-open-rome-temple-doctrinal-hiccups-with-vatican-endure

Dar-alifta, (1917). https://www.dar-alifta.org/Foreign/default.aspx

Dawn, (April 30, 2021). Parliament adopts resolution calling for review of Pakistan's GPS+ statues over blasphemy law abuse https://www.dawn.com/news/1621254

Dr Shahid Qureshi, (Oct 16, 2017). https://thelondonpost.net/non-qadiyanis-ahmadis-not-muslims-reverse-discrimination-qadiyanis/

Elise Harris (Feb 13, 2019). https://cruxnow.com/church-in-europe/2019/02/13/as-mormons-open-rome-temple-doctrinal-hiccups-with-vatican-endure

Fathi Nisar Ahmad, (1997). ۲۲ جھوٹے نبی p-11 https://ia801601.us.archive.org/6/items/22JhootayNabiByNisarAhmadKhanFathi/22JhootayNabiByNisarAhmadKhanFathi.pdf

Green Ahmadiyyat, (March 23, 2012). https://greenahmadiyyat.org

Griswold, (1902). Mirza Ghulam Ahmad, the Mehdi Messiah of Qadian

Hassan, S. A., & Shah, M. J. (2019). The anatomy of undue influence used by terrorist cults and traffickers to induce helplessness and trauma, so creating false identities. Ethics, Medicine and Public Health, 8, 97-107.

House of commons, (2020). https://hansard.parliament.uk/Commons/2020-12-10/debates/A0D5EB3C-E00C-42CF-BBEC-0D5CAD8AEE28/details

https://www.pap.gov.pk/business/stn/en/21/1085/res

https://www.punjabzameen.gov.pk/Documents/LawsAndRules/COURT%20OF%20WARDS%20ACT%201903.pdf

Hughes, (April 29, 2022). DUP MP's letter to court for Tory MP facing child sex assault charge revealed https://www.belfastlive.co.uk/news/northern-ireland/dup-mps-letter-court-tory-23827858Taheer, A., (2022). Muslim sect behind Britain's biggest mosque is rocked by rape allegations after its spiritual leader 'told alleged victim to keep quiet' https://www.dailymail.co.uk/news/article-10382181/Muslim-sect-Britains-biggest-mosque-rocked-rape-allegations.html?ito=native_sh

are_article-top

IKRIMA NAJAMI, (2018). https://ahmadiyyafactcheckblog.com/2018/07/13/ikrima-najami-a-kababir-ahmadi-from-birth-a-major-arab-desk-employee-announces-his-apostacy-from-ahmadiyya/

IKRIMA NAJAMI, (Jul 19, 2018). https://islamreigns.wordpress.com/2018/07/19/repentance-of-an-ahmadi-qadyani-mirzaai-ikrima-najami/

Indiatoday, (2021). UK puts Pakistan on high-risk countries list over money laundering, terror financing https://www.indiatoday.in/world/story/uk-puts-pakistan-on-high-risk-countries-list-over-money-laundering-terror-financing-1790305-2021-04-13

Irshad (Dec 30, 2021). https://irshad.org/2021/12/30/statement-of-sheikh-muhammad-anwar-shah-kashmiri-regarding-the-qadiani-ahmadiyya-cult/

Jamat-e-Ahmadiyya Islah Pasand, (Dec 12, 2003), Jamat-e-Ahmadiyya Islah Pasand (The Ahmadiyya Reform Movement) Launched since Friday, 12th December 2003 | | Copyright © 2003-2022 by www.alghulam.com

Jami' al-Tirmidhi, (2219). Hadith No: 2219 https://hamariweb.com/islam/hadith/jami-at-tirmidhi-2219/

Jonhson, (May 23, 2022). Imran Ahmad Khan: Ex-MP jailed for sex assault on teenage boy https://www.bbc.co.uk/news/uk-england-leeds-61549531

King James version Bible, 823,Matthew. 24:3-5) https://www.bible.com/bible/compare/MAT.24.3-8

King James version Bible,Thessalonians. 4:16 https://biblehub.com/1_thessalonians/4-16.htm

Lifton, R. J. (2012). Dr. Robert J. Lifton's eight criteria for thought reform. http://question12tribes.com/wp-content/uploads/2014/07/lifton8criteria.pdf

Mahmud, (1931 p. 212). Khutbaat e Mahmud (Khutbaat e Juma, 1931-1932, Vol. 13, Fazl e Umar Foundation, p. 212)

Majmoo'ah Ishtiharat, (1907). Majmoo'ah Ishtiharat, Hazrat Masih Maw'ood, Vol. 3, p. 578-580

Maududi,(1998). Masala Qadiani, Islamic Publisher Lahore, https://ia803100.us.archive.org/10/items/TheQadianiProblemSyedAbulAalaMaududiEnglishOldVersion/Qadiani%20Masala%20-%20Syed%20Abul%20Aala%20Maududi%20%28Urdu%29.pdf

MCB, (2016). https://mcb.org.uk/mcb-updates/position-statement-the-muslim-council-of-britain-and-ahmadis/

Mirza Mahmud, (1930). Khutbaat e Mehmud vol. 12, sermon 47 p. 372, Qadian India

Mirza Mahmud, (2018). Al-FazI, Feb27, 1922, vol. 9, issue 67-68, p. 9)

Mirza Mahmud, (2018). Khutbaat e Mehmud vol. 7, sermon 39, p. 208)

Mufti Muhammed Shafi, (2001). Finality of the Prophethood http://www.khatmenubuwwat.org/media/File/books/english_books/ebook_15.pdf

Mufti Taqi Usmani, (Feb, 2006). Qadianism on trial Idaratul Ma'arif https://muftitaqiusmani.com/books/english/pdf/Qadianism_on_trial.pdf

Murray Campbell, (June 22, 2020). / https://murraycampbell.net/2020/06/22/no-jehovahs-witnesses-are-not-christian/

Najma Yousaf, (2017). Interview https://www.youtube.com/watch?v=AlY5SjVcC40

National Assembly of Pakistan, (1974). https://www.slideshare.net/doctorimranjaved/national-assembly-of-pakistan-proceedings-on-qadiani-issue-1974

National Assembly of Pakistan, (1974). The Gazette of Pakistan https://na.gov.pk/uploads/documents/1491799433_754.pdf

Oxford, (2022). Heresy, definition, Oxford Online Dictionary https://www.oxfordlearnersdictionaries.com/definition/english/heresy

PAP, (2020). Sitting on 8th September 2020,

Patialvi (Molana) Abdul Ghani, (1978). Islam Aur Qadianiyyat: Aik taqabuli Mutalia, Majlise Tahaffuze Khatme Nubuwwat Multan

Qadiani, Roohani Khazain, Vol. 12, p. 256) Urdu version

Qadri, M, T, (Jan 1999). Aqqeda e Khatme Nubuwwat Aur Fitna e Qadianiyat, published by Idara Minhaj Ul Quran 365-M Model Town Lahore, Pakistan

Qur'an, Al-Ahzab. (33:40). surah no 33, Ayat No 40

Qur'an, Al-Maida. (5:3). surah no 5, Ayat No 3

Rabwah Times, (December 13, 2019). Imran Khan becomes first Ahmadi to be elected to British Parliament https://www.rabwah.net/imran-khan-becomes-first-ahmadi-to-be-elected-to-british-parliament/

Rafi Usmani, (2003). Alaamat e Qayyamat aur Nazool e Masih, Maktabah Darrul Ulom Krachi

Tanveer, (August 06, 2022). Ahmadi leader sent to jail in the US after confessing to raping boy https://www.aaj.tv/news/30294671

The Religious Life of India

THE AHMADIYA MOVEMENT

By

H.A. WALTER. M.A.
Member Of The Royal Asiatic Society ; Literary Secretary.
National Council, Young Men's Christian
Associations Of India And Ceylon

HUMPHREY MILFORD
OXFORD UNIVERSITY PRESS
LONDON, NEW YORK, TORONTO, MELBOURNE
BOMBAY AND MADRAS
1918

القرآن الکریم
آل پاکستان مسیحی تبلیغی کنونشن منعقدہ حافظ آباد۔ہفت روزہ لولاک،نومبر ۸۵ء
ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری ن،صحیح مسلم
ابوداؤدسلیمان ابن اشعث الازدی السجستان،سُنن ابوداؤد
ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی،سنن ابن ماجہ/کتاب الفتن
ابوعیسیٰ محمد ترمذی،جامع ترمذی،
ابومحمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب حمیری،سیرت النبی،جلد دوم،
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور،ویب،۲۰۲۲ء)
اخبارات:
اخبارالبدرقادیان
اختر حسین سرہندی،فیصلہ مقدمہ بہاول پور،بااہتمام محفل ارشاد یہ سیالکوٹ
اکبرمسیح،منارۃ البیضاء،
الاسلام،2022)
امام ابوبکر احمد بن الحسین بیہقی،فی السنن الکبری،
امام محمد بن اسماعیل بخاری،صحیح البخاری،الجامع المسند الصحیح المختصر من اُمور رسول اللہ ﷺ وسننہٖ وایامہٖ
بتول،شاہد اور رضائی نژاد،2021؛کلارک،2019
پروفیسر بشیر احمد،احمدیہ موومنٹ ۱۹۹۴ء
پروفیسر طاہر القادری،ختم نبوت،۱۹۹۹ء
پروہت،انڈیا ٹوڈے، ۲۰۱۵ء
جانباز مرزا،،مرزائیت کا سیاسی محاسبہ،اخبار بندے ماترم
جانباز مرزا،حیات امیر شریعت،1965
جسٹس منیر انکوائری کمیشن برائے تحقیقاتِ فسادات ۱۹۵۴ء
جماعت احمدیہ اصلاح پسند،۱۲دسمبر ۲۰۰۳ء)
حافظ عبدالحق خاں بشیر،فتویٰ امام ربانی برمرزا قادیانی

حضرت خواجہ غلام فرید، فوائد فریدیہ، ضیائے حرم: دسمبر 1974
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع، ختم نبوت کامل
حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مقدمہ قادیانیت، 2006
حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی، ۲۰۰۳ء، طائر عبید تاج،
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، امداد الفتاویٰ، تھانہ بھون، انڈیا
ڈاکٹر محمد عمر فاروق، تحریک تحفظ ختم نبوت' جلد اول، 2000
روزنامہ امروز لاہور ۹ جولائی ۱۹۸۴ء
روزنامہ پاکستان ۱۲ مئی ۱۹۹۶ء
روزنامہ جنگ لاہور، جون 1987
روزنامہ جنگ لاہور ۶ مئی ۱۹۸۴ء
روزنامہ جنگ لندن 21 ستمبر 1991
روزنامہ مشرق۔لاہور 10 ستمبر 1986
روزنامہ مشرق ۹ مئی ۱۹۸۴ء
روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۳ء
روزنامہ نوائے وقت لاہور 3 جون 1984
روزنامہ نوائے وقت 20 مئی 1991
ریڈیو رپورٹ 27 نومبر 1985، روزنامہ جنگ لاہور، روزنامہ امروز لاہور۔28 مومبر 1985
شورش کاشمیری، تحریک ختم نبوت: 1975
علامہ احسان الٰہی ظہیر، القادیانیت، مترجم: ابتسام الٰہی، مرزائیت اور اسلام
علامہ راغب اصفہانی، المفردات القرآن، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ، ۱۴۱۸ھ
علامہ محمود احمد رضوی، مرزائیت
فتحی، ۱۹۹۷ء ص ۱۱، سیرت ابنِ ھشام، ص ایضاً]
فیض احمد فیض، مہر منیر، 1991
کاشف علی، تحریک احمدیت سیاسی حکمت عملی ایک تجزیاتی مطالعہ 2023

مجیب الرحمٰن شامی، ہفت روزہ لیل ونہار لاہور
۱۵ تا ۲۱ ستمبر ۱۹۹۴ء
محسن علی نجفی، بلاغ القرآن، ترجمہ وحواشی
محمد خالد متین، فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے
(جلد اول وجلد دوم)'' مطبوعہ 2023
محمد خالد متین، قادیانیت ہماری نظر میں۔
مرزا بشیر احمد ایم اے، کلمۃ الفصل
مرزا بشیر احمد ایم اے، الفضل، قادیان، انڈیا
مرزا بشیر احمد ایم اے، سہ روزہ پیغام صلح۔ لاہور 19 دسمبر 1935
مرزا بشیر الدین محمود، حقیقۃ الرویاء، طبع اول
مرزا بشیر الدین محمود، آئینہ صداقت، مندرجہ انوار العلوم، جلد 6
مرزا بشیر الدین محمود، برکات خلافت
مرزا بشیر الدین محمود، خطبات محمود، جلد 13، 1931ء
مرزا بشیر الدین محمود، انوار العلوم، ج 8
مرزا بشیر الدین محمود، انوارِ خلافت، ۱۹۱۵ء، انوار العلوم، جلد سوم
مرزا غلام احمد قادیانی، نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18
مرزا غلام احمد قادیانی، لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20
مرزا غلام احمد قادیانی، کتاب البریہ، رُوحانی خزائن، جلد 13
مرزا غلام احمد قادیانی، مجموعہ اشتہارات جلد 1
مرزا غلام احمد قادیانی، ایک غلطی کا ازالہ، ۱۹۰۱ء، روحانی خزائن، جلد ۱۸
مرزا غلام احمد قادیانی، تحفۂ قیصریہ، روحانی خزائن جلد 12
مرزا غلام احمد قادیانی، تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵
مرزا غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام، رُوحانی خزائن، جلد 3
مرزا غلام احمد قادیانی، انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11
مرزا غلام احمد قادیانی، درثمین، قادیان، انڈیا
مرزا غلام احمد قادیانی، خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد 16
مرزا غلام احمد قادیانی، دافع البلاء، روحانی خزائن، جلد 18
مرزا غلام احمد قادیانی، حقیقت الوحی، روحانی خزائن جلد 22
مرزا غلام احمد قادیانی، براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن: جلد 21
مرزا غلام احمد قادیانی، کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19
مرزا غلام احمد قادیانی، آئینہ کمالاتِ اسلام، رُوحانی خزائن، جلد پنجم
مرزا غلام احمد قادیانی، نجم الہدیٰ روحانی خزائن، جلد 14
مرزا غلام احمد قادیانی، نجم الہدیٰ، روحانی خزائن جلد 14
مرزا غلام احمد قادیانی، تذکرہ مجموعہ وحی والہامات، طبع چہارم
مفتی محمد تقی عثمانی، آسان ترجمہ قرآن
مولانا احمد رضا خان فاضل بریلویؒ، کنز الایمان
فی ترجمۃ القرآن، خزائن العرفان فی تفسیر القرآن۔
مولانا احمد علی لاہوریؒ، مسلمانوں کے مرزائیت
سے نفرت کے اسباب اور مرزا کے متضاد اقوال
مولانا ثناء اللہ امرتسری، تفسیر ثنائی۔ جلد ۳
مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی، قصص القرآن: ج ۴
مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، الشہاب الثاقب
مولانا عبد الحق، ماہنامہ الحق نومبر ۱۹۷۴ء
مولانا محمد چراغ، چراغ ہدایت
مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ، قادیانی مسئلہ
مولانا سید ابو الحسن علی ندوی، قادیانیت، مطالعہ وجائزہ
مولانا عبد الغنی پیٹالوی، اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ، ۱۹۷۸ء
ہفت روزہ ختم نبوت کراچی، 26 اپریل 1985
مقام اشاعت، مکتبہ، سن اشاعت